

مستم عن غفر من اول

و

۷۸۶

يَا حَسَنُ قَوْلًا مَّتَنَ عَاءِ إِلَى اللَّهِ وَعَمَلٌ صَالِحًا

62

جلد اول

الدُّرُ الْمُنْظُوم

فی ترجمہ

مَلْفُوظِ الْمَلِكِ وَوَم

یعنی

حضرت مولانا سید جلال الدین صاحب اچوٹی المعروف بہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتی کے ملفوظات مبارکہ کا اردو ترجمہ

ہے

حکیم غلام محبوب سجانی صاحب تشریحی تفسیر فی دامت برکاتہما فیہ فیوض متذکرہ کتاب کو عام کرنے کیلئے چھپوایا اور شاہ قیسین علم ہر عمل میں تفسیر کیا

تعداد اشاعت ... ایک ہزار

مقام طباعت ... سید الیکٹرک پریس مطبع صدیقیہ ملتان

تاریخ تکمیل ... ۲۹ نومبر ۱۹۷۷ء

مکتبہ کا پتہ ... محی الدین جلیلیہ روڈ خانہ واقعہ سرگودھا
حرم روانہ ملتان شہر

۱۹۷۹
> ۲۹

گذارش حوال

۱۱۰۰۶
۷۰۱

یہ تادیر روزنا مجھ جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے حضرت مخدوم
 جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات پر مشتمل ہے جسے ان کے مرید
 طریقت حضرت مولانا علاؤ الدین دہلوی نے اپنی حریت میں تقریباً دس ماہ مسلسل
 رہ کر جمع کیا۔ چونکہ اصل نسخہ فارسی زبان میں تھا۔ اسلئے اسکی ترمیم کو عام کرنے
 کیلئے مولانا ذوالفقار احمد نقوی ٹولگی نے اردو میں ترجمہ کیا اور ۲۰ ماہ بعد سن ۱۳۸۷ھ
 کو تکمیل پذیر ہوئی اور چھپ کر منظر عام پر آئی اور اب دوسری مرتبہ ترمیم جمع ہو کر آپ
 کے سامنے ہے۔

یہ پیش بہا مبارک مجموعہ آٹھویں صدی ہجری سنہ ۱۱۸۷ھ یعنی باب سے تقریباً
 چھ سو سال قبل کے حضرات صوفیائے کرام کے سلوک کا بہترین نمونہ ہے جسکی
 صداقت اور خالصیت اسکے بے لوث ہو کر پڑھنے سے عیاں ہو سکتی ہے
 اختر اپنے شیخ و شیخ النکل فی زمانہ حضرت پیر عالم گولڑوی کی خدمت لطیف
 میں ایچہ طلب ناقص شبہ بقداعتی اور کچھ خامیوں کے لئے یہ کہنا ضروری طیات
 و غیرہ جمع نہ کر سکا جس کا اختر کو سخت افسوس ہے مگر اب سولہ کے حضرت یاس
 کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اولیٰ حقیقی مقصد بیعت بھی پورا نہ کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون
 حکام اذ تقطوا من رحمۃ اللہ اس ذات حق و توبہ و حسن و عیون سے بیعت کچھ امید
 سے واد اور اقابلیت شرط نیست بلکہ شرط اقبالیت وادوست

سے جب لاگین برس کے چارو پھو اور کھپیں نہ پورا ہوا اور
اللہم وفقنی لما تحب وترضی آمین

آدم پر مطلب قبلہ گا ہی موصوف کے حضور یہیں مختلف مواقع پر حاضری میں
ارشادات فتاویٰ ہا۔ دیگر مضامین و نقاط لطیفہ شرعی (تشریحیت) و سلاوک
طرہ لقیہ کی مطابقت (مخبر آئین مروان خاں) کے باعث اس مجموعہ کے نظریہ

جہاں اس دورہ اس کے آگے ہیں کیا چیز
یہاں تک ہے اتر اس کا اس کا مولیٰ تاک
کو غنیمت سمجھ کر اس کی طاعت و انصاعت کا شوق دامن گیر ہوا

دوسرے جو تعلق اس احقر کے ہیں کہ حضرت شیخ کبیر و اولاد و صم و حمتہ ان علیہم رحمہم
سے ہے جس کا ذکر مبارک اس کتاب مستطاب میں کرات
مرات بڑی آب و تاب سے آیا ہے بھی بیچ ہوا۔ واث اعلم

الحمد لله على ذلك من ابطاء به عما به ليس به فسيه
سے کہ وہیں راہ فلان ابن فلان چیرے نسبت

وما توفيقى الا بالله العلي العظيم

اس احقر ناچیز نے اپنی طرف سے نفس کتاب میں ذرہ بھر کی ویشی نہیں
کی اور نہ ہی اس کا اہل سے البتہ کوئی بات کہیں میں نظر آئی۔ لو حاشیہ پر یا بوجہ
یہاں مقام ضمیمہ میں شد اللکھ دی سے یہ حضرت جامع علیہ الرحمہ و الفقہان
سید علاء الدین دہلوی کی تہذیب و تصانیف فارسی کو جناب سعادت مآب مترجم دہلوی کی

نے کسی وجہ سے اردو میں ترجمہ نہیں کیا۔ اس کا تحت اللفظ اردو ترجمہ محقر
 نے کر دیا ہے کہ صاحب اس سے بہرہ مند ہو سکے۔
 اگر اس مجموعہ میں کہیں بھی کوئی سقیم پاویں تو اصلاح و چشمہ پوشی فرمادیں کیونکہ
 الانسان مرکب من الخطا والنسيان۔

آخر میں حضرت رب العزت کے احقر شرمندہ رو کی التوا عابے کے یہ نسخہ لے لیا
 ایسے ہاتھوں میں جاوے جو اس کو بجا طرہ دیا یا حضرت مخدوم غور سے بار بار
 پڑھیں۔ بار بار پڑھنے سے ہر مرتبہ انشاء اللہ تعالیٰ نیا لطف آئیگا۔ اور عمل کی
 بھی پوری کوشش کریں نہ یہ کہ صرف محبت کے اچھے کپڑے میں لپیٹ کر چھپاٹ
 کر اونچا رکھ چھوڑیں تاکہ کسی کی نسبت نہ ہو اور کبھی کبھی مٹی جھاڑ چھوڑا کریں۔ عالم
 بے عمل۔ عامل بے علم کے متعلق سحنت بعید اہل بصیرت پر پوری طرح عیاں،
 ذات باری مجھے بھی توفیق عمل سے لد تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا

عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون کا مصداق نہ ٹھیروں۔ ایما ذباستہ ثم فتم
 اللہم انی اسئلك جنابك وحب من عجبك وعباد یقریبی الی جنابك سے

بامید رحمت پرور سے نیانہ بایم بدرگاہ تورا من سرانہ
 بجن جمع علمہ رنہ۔ روح دانم پرند گل تورا ناسے عندری کردانی توکل

میرے اس شوقی طباعت و صحت کتاب وغیرہ مراحل میں سیر لڑکے نوید چشمہ
 غلام نیرانی فضل اللہ تعالیٰ نے پوری ہمت سے روکی بجز اللہ تعالیٰ فی الدارین خیرا

عبد جانی الاحقر غلام محبوب سجانی قریشی ریشمی، عقی اللہ
 مخاہ حکیمان اندرون حرم دروازہ ملتان شہر

حضرت صاحب

جمعہ ۱۰/۱۱/۱۴۰۲ھ

فہرست کتاب

جلد اول

صفحہ

مضمون

۱۷	تہیہ کتاب
۱۹	شان اولیائے کرام
۲۰	ولادت با سعادت نسب نامہ حضرت مخدوم
۲۱	تصدیق من السنہ سلام ایشاں جواب حضور صلعم
۲۲	یہ علاؤ الدین دہلوی مؤلف جامع العلوم کا بابت کتاب ذکر کرنا
۲۳	ضرورت صحبت شیخ و بکت اس قبیح عرولت و تفصیل آن
۲۴	کتب وغیرہ جو حضرت یہ علاؤ الدین نے حضرت مخدوم سے سیکھے ہیں
۲۶	وصایا حضرت جامع
۲۷	سبب تحریر ترجمہ جامع العلوم
۲۸	تشریح کتاب جو کوئی لا الہ الا اللہ کے اور لائے نفی میں مذکورے اس کے
۲۹	چار ہزار گناہ کبیرہ دور کریں
۳۰	سینے کے وقت کی دعا۔ ذکر التجار
۳۱	ذکر شیخ خضر علیہ الرحمۃ
۳۲	جامع کتاب ہذا شفاعت صلحائے امت برائے عاصیان
۳۳	آیا حضرت مخدوم دہلوی ملاقات و استقبال مؤلف

علوم من درجہ کتابت سبب ہذا محفوظ الخیر (ص ۳۰)

ورد روز جمعہ

فضیلت ملک ہند

ذکر ان باتوں کا جن سے تقرب حاصل ہوتا ہے

بیان جماعت نماز

ذکر ختم

بدرقہ ایمان - صلوٰۃ التوبہ

مرزات سو یا نہ یا باقی کے

ذکر کوئی سے نماز پڑھنے کا

نصیحت عدل جہاں خاں کو

تقرب الی اللہ

واسطے قبولیت عمل کے تقویٰ شرط ہے

چوتھی تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

جن بزرگان سے خلافت کا تعلق حاصل کیا

پانچویں تاریخ ماہ غرگورہ الکریمہ حق

بیان معنی کرامت

پندرہویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

فائدہ اسم شریف الملک فائدہ آب زمزم ذکر تالیف حضرت مخدوم

ذکر اذان کے وقت بات کرنے کا

بیان نفس امارہ و نواامہ

۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲

تکبیر و یتبع میں جو ہم چاہتے

سولہویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

ذکر فقہ اکبر و اختلاف سنیان و خوارج و معتزلہ و مسکد صاحب کبیر

شیخ جمال الدین اچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ - ذکر سبق و طبق

ذکر حضرت سلطان الاولیاء قدس سرہ - ذکر ذوق

جو شخص ظہر یہ ہمیشہ پڑھے وہ حضور علیہ السلام سے ملے

ذکر صلوات قائم و قاعد

و عاصی فراخی لذق - ذکر دستار

ذکر نام رکھنے کا - فقرا اغنیاء سے پہلے جنت میں جائینگے

بیان ذکر کثیر

معنی علود

ذکر تہ جہان

شب پختابہ ستر ہویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

ذکر اذان بے وقت

نماز پیر اذان - ذکر اذان مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ

موزان مدینہ منورہ شیخ عبداللہ مطری

آواز اذان حجرہ مقدسہ بے حضرت محی دوم قدس سرہ

جس شخص کی ولایت درستی ہوئی ہے اور شب جمعہ و شب عیدین

کو مکہ مبارکہ و مدینہ مشرفہ میں حاضر ہوتا ہے -

۷۲

۷۳

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۶
۸۷
۸۸
"
۸۹
۹۱
"
۹۲
"
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵

ذکر ولایت عورت۔ وفات شیخ نصیر الدین قاسم سرہ
مناذیر ہدایت غائب محقق بیابانی رحمہ اللہ۔ ثواب آنا زادہم
مستزہدین تاریخ ماہ جمادی الاولی
ذکر سماع معنی مضطرب الہی
روایت الہی بقلب۔ ذکر منازہ قصدا
اطحار ہدیین تاریخ ماہ جمادی الاولی شب جمعہ
سوال تشریح بہشت بہشت ترشہ
اویسویں تاریخ ماہ جمادی الاولی
غایت سوال
ذکر المعروف وہی از منکر و اختلاف اہل سنت و جبریہ
ذکر سلام پر حضور پیر نور علی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ذکر بجنورہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ذکر یاد اسس غائب الیوم۔ قول حضرت جنید
ذکر سلوک و سیر
اختلاف اہل سنت و معتزلہ در زادہ و مشیت الہی
فائدہ صلاۃ حورہ
رعائے علم۔ رعائے تقویت دین
رعائے ادائے قرض۔ رعائے غنا
صلاۃ الحاجت۔ بیسویں تاریخ ماہ جمادی الاولی

۱۰۶ ذکر اول و آخر ہاتھ دھونے کا کھانے سے۔ دعائے بعدی طعام

۱۰۷

دو گانہ شکر طعام

۱۰۸

ایسیویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

۱۱۰

ساعات کو چاہئے کہ یہ صحیح تو بہ کرے

۱۱۱

اکرام مساوات۔ ذکر لوہی سے نماز پڑھنے کا

۱۱۲

دعائے بعدی تجرید۔ فضیلت نام نامی محمد

۱۱۳

ایضاً روزہ کو کہ یعنی دو شنبہ ایسیویں ماہ جمادی الاولیٰ

۱۱۴

اختلاف اہل سنت وروافض و شیعہ در تیری و قولی صحابہ رضی اللہ عنہم

۱۱۵

عقل لہ ہے

۱۱۶

مخلف زبان۔ صاحب شغل کو دستار مصالحتی دیں شیعہ نہ دیں

۱۱۷

دعائے شیریہ۔ ذکر نماز چاشت و ظہر یہ و تجرید وغیرہ

۱۱۸

ساعات کو چاہئے کہ چار ہزار رکعت رات دن میں پڑھے

۱۱۹

ایضاً شب شنبہ یا ایسیویں ماہ جمادی الاولیٰ

۱۲۰

دو گانہ شکر طعام۔ یا ایسیویں ماہ جمادی الاولیٰ

۱۲۱

اختلاف در ایمان و اسلام

۱۲۲

بعض اولیاء کامل اللہ سبحانہ کو اور عرش وغیرہ کو دل کی آنکھ سے

۱۲۳

دیکھتے ہیں۔

۱۲۴

بعض اولیاء عزیز کی آواز سنتے ہیں
حکایت شیخ جمال الدین اچینی رحمہ اللہ تعالیٰ

حکایت حضرت مخدوم قاری سر درباب فقیدین آواز غیب
بعض مجربان الہی کو بہشت کا کھانا پینا لباس پہنچتا ہے

۱۲۳
"

ذکر عجیب - بیان اثر نور السموات والارض
ذکر صرف یعنی مکمل کا

۱۲۶
۱۲۶

طریقہ آکھنے کا فقہ اولی سے
ذکر وادوات

۱۳۱
"

ذکر منصور علاج حمرات تعالی
لا یشک فی ایمانہ

۱۳۲
۱۳۲

ذکر اسم اعظم - ونامے امساک باران

۱۳۵
۱۳۶

ذکر قبیلہ کا - خلقت جن کی آگ سے ہے - امام یا فعی رضی اللہ
عنه مسلمان جنوں کو سبق پڑھاتے تھے -

ذکر ساہم کا - ذکر ساہم بکنزک تحریم زنا
زنا مقصود ہے - مہجور نہیں -

۱۳۷
۱۳۸

فقیہات سنت عصر

عورت اور غلام اور بیکار بچی نہیں ہوتے بحث اشعار یعنی اشعار اللہ
آداب مجلس

۱۴۱
۱۴۲

ایضاً بھ کی رات تیسویں ماہ جمادی الاولی
صاحب صدر کی روگنا حصہ لیا چاہیے

۱۴۲
۱۴۵

بیان صحیح

"

لا وجد لمن لا ورد له

۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰

تیسویں ماہ جمادی الاولیٰ بیہ کے دن اشراق کے وقت

ساک کو چاہیے کہ مغرور نہ ہو۔

علیکم بالاسوا والا عظم

درخواست موسیٰ علیہ السلام۔ رویت پروردگار

ذکر عقبات سالک

عقبات سالک پچھ عقبات مسافر

ذکر صلوة اوابین وغیرہ

بیان نماز چاشت

نماز ہر نیک و بد کے پیچھے جائز ہے

ایضاً دعائے بارش و امساک آں

بیہ کے دن یا تیسویں ماہ جمادی الاولیٰ

ذکر دالہ میں کنگھی کیے کا۔ اٹھائیسویں ماہ جمادی الاولیٰ پر

کے دن۔ ذکر مقالات سالک

تیسویں تا بیس ماہ جمادی الاولیٰ منگل کے دن اشراق کے وقت

حفظ نماز جماعت واجب ہے

نماز ظہر یہ۔ ذکر مکاشفہ

ذکر شیخ جمال الدین اچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بیان علم عزیز

نقل میت از قبر

ایضاً بادھ کی رات غر۔ ماہ جمادی الآخرہ

۱۸۲

القبائل بین المعزین۔ تین چیزیں نماز میں کرنا مستحب ہیں

۱۸۳

پائے پرست کہ دیدن پائے و اذگوش بسبب فقر است

۱۸۴

بیان ذکر بعد اوائے قرآن

۱۸۵

ذکر بی بی صالح معین بر دین مرد

۱۸۶

تیسری جمادی الآخرہ۔ جمعہ کے دن

۱۹۱

بیار کا طبیب سے پوچھنا جائز ہے۔ گواہ کا فرہو۔

۱۹۲

نماز حفظ ایمان

۱۹۳

نماز تسبیح جماعت

۱۹۴

نیت نماز۔ ذکر نماز کے چشیاں و بیان عورت جاہلہ

۱۹۵

ذکر عورت حافظ۔ عرش و کرسی و لوح و قلم و جنت و نار و فنا ہو گئے

۱۹۶

معنی توفیق۔ ایضاً توضیح و محبت صلحا

۱۹۷

ذکر نحفی

۱۹۸

بیان بخت فلان کا

۱۹۹

بیان سن ہدی

۲۰۰

ذکر کھنڈل و برداشت

۲۰۱

سادات کو اپنی جدی پیروی چاہیے۔ سبب غضب سادات

۲۰۲

ذکر ایہالی

۲۰۳

روزہ دار کے روپ و کھانا کھائیں تو فرشتے اس کے واسطے استغفار کرتے ہیں

۲۰۴

۲۰۲	ذکر یعنی رمال یعنی یعنی مفید و غیر مفید
۲۰۳	فائدہ لالہ... الحق امین سی و سہ آید۔ جواب پروردگارش تبتیم
۲۰۴	نگاہ داشت خیرانات - ڈولی میں سوار ہوتا اور دست سے سلوک سیر و طیر
۲۰۵	مجتہدین
۲۰۶	سماع و دفع و طیل
۲۰۷	حیزان - فرق میان دفع دفع - خوردان ذکر تحریم زد و اید شیم یرواں
۲۰۸	ذکر سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۰۹	آداب یا خانہ
۲۱۰	پس افگندہ اینبار و اولیا سے خوشبو آتی ہے
۲۱۱	ایضا ستر متڑانا - ذکر و امینی
"	جو کثیر اخدا کے واسطے سے ڈالے پھر اس کو نہ لے معنی قدس اللہ سرہ
"	معنی خضرک
۲۱۲	محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۱۳	اظہار کرامت کمالیہ مرید سے دست ہے غیر سے نادریت
۲۱۶	دو رکعت بعد و تہ
۲۱۷	صلوۃ الاحزاب
"	لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
۲۱۸	یا یا یح العجاب
"	عقبانت طالب

- ۲۱۹ مصالے بمقام شیخ رکن الدین و شیخ نصیر الدین رضی اللہ عنہما در مکہ و مدینہ
 جو مہینہ اثنا عشری ہے۔ سنے بجانا
 ۲۲۰ ذکر عقص یعنی جوڑہ بانہ سے ہونے کا
 ۲۲۲ ایک لاکھ لاکھ لا الہ الا اللہ پڑھنا اور اسے ہیبت کے
 ۲۲۶ حکایت حاجی دین محمد مرحوم۔ سید حامد نبیرہ مخدوم قدس سرہ
 ۲۲۷ اثر دعا حضرت مخدوم قدس سرہ و مکاتبتہ مرید
 ۲۲۸ دو بات کا اور صاحب مذہب پر افترا کیا ہے
 ۲۳۰ وغیر لوطی
 ۲۳۱ معنی عاقبت قاطع الشجر۔ ذبح کیا رات کو اور حالت جنابت میں گزیرا
 ۲۳۲ رسول تاریخ ماہ جمادی الاخرہ روز جمعہ
 ۲۳۳ دعائے طعام اندک
 ۲۳۵ گیارہویں تاریخ ماہ جمادی الاخرہ روز شنبہ
 ۲۳۶ مردوں کو حلق و فرق میں اختیار ہے۔
 ۲۳۷ وقت نماز چاشت۔ ذکر نماز من۔ مذاہب اربعہ
 ۲۳۸ قرض لینا مسلم و کافر سے
 ۲۳۹ تسبیح پنج وقتہ۔ ولد ہفتہ اول و اول شیخ الشیخ رضی اللہ عنہ
 ۲۴۰ ایضا ثبوت یکتبہ بارہویں ماہ جمادی الاخرہ
 ۲۴۱ دو گانہ ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ دعائے بعد وقتہ بعد تہجد کے
 ۲۴۲ سونا درست ہے۔

کرامت خواستہ صحیح انما الاعمال بالنیات

بارہویں ماہ جمادی الاخرہ روز یک شنبہ

بیان ایمان

نماز پر میت غائب

حکایت بمتعمین مجمل و خلق حضرت مخدوم قاریں سرہ

شیطان ساک کو ادنیٰ کی طرف لے جاتا ہے

حکایت توبہ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ

پیر کی رات تیرہویں ماہ جمادی الاخرہ

جیاد سقوط استبراز کنیزک

ایضاً شرائط مشیخت مشیخت

ایضاً ذکر مدح - ایضاً ذکر میرٹھ

پیشیدن ایشیم غرہ ماہ شعبان عمت میا منہ روز شنبہ

پانچویں تاریخ ماہ شعبان بدھ کے دن

نماز عشاء بدوں چراغ کر رہے ہے - فرض کی جگہ سنت نہ پڑھنے جانے

ایسالی جامہ در نماز کر رہا است - حافظ کو علم فقہ ضروری ہے

ساتویں تاریخ ماہ مذکور شب جمعہ کو تہجد کے وقت

ذکر عدم البصر

ایضاً تقویٰ شرط ہے واسطے عالم من لہدی کے

فضیلت فقہ فی الدین و معنی فقیہ

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۶۳

معنی صحیح صادق و کاذب۔ میان قریشی و قریشی
طاہرہ چہار ترک

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

بیان آیت من کان فی ہذا اعمی۔ بیان آید من بعث عن ذکر الرحمن
بیان غایت وار بعین در مسجود غیر
ایضاً ذکر قطب

۲۷۳

۲۷۵

۲۷۶

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

اختلاف رحمت ہے۔ بیان وقت ظہر و عصر
ذکر نام مبارک حضرت غوث الاعظم در گوش دیوانہ وغیرہ
من تشبہ بقورہ و ممتہ۔ حکایت جابل درویش
ذکر اذان

ذکر مرد بنیم مرد و لاشی بعضی ہیچ
شیخ شیوخ نے دو خلیفے روانہ فرمائے ایک سارہ میں ایک ہنہ میں
صغیر کہ اگر اس کے ولی نے کسی شیخ سے بیعت کرادی بسببے تو
یہا بلوغ کے اس کو اختیار ہے
ساتویں ماہ شعبان شب جمعہ

فائدہ سورۃ دخان و واقعہ۔ نماز حفظا بیان
ایضاً ساتویں ماہ شعبان روز جمعہ وقت چاشت
خواب روزہ دار جبکہ اس کے رو برو کھانا کھایا جائے
اول و آخر کھانے کے نمک کھاوے۔ جو از نماز نفل در تہ روزوں
روزیہ الہی دنیا میں بعین قلب حق ہے۔

کیمیا دعلتے مرلیض

۲۹۰

مریاد کو شیخ کا اتباع چاہیے

۲۹۱

○ شیخ شریح یعنی شیخ شہاب الدین قدس سرہ شامی مذہب تھے

۲۹۱

بیان قرأت در مغرب و عشر و فجر و جمعہ

۲۹۲

ذکر معرفت و اہل معرفت

۲۹۳

اکیسویں تاریخ ماہ شعبان عمت میامنہ روز جمعہ

۲۹۴

بیان اعتکاف - فضیلت نماز و مسجد جامع

۲۹۵

ایضاً آخر شب جمعہ یا بیسویں ماہ مذکورہ

۲۹۸

مناقب وال حضرت مخدوم رضی اللہ عنہما - قبول فتوح - مناقب شیخ

۳۰۰

جمال الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۰۱

فرق در میان ذکر ذال و یقیم ذال

۳۰۲

لالہ اللہ ہر روز ایک ہزار بار برائے تزکیہ باطن

۳۰۳

حکایت تریابی ابدال مریاد حضرت مخدوم قدس سرہ - ذکر ولایت و

۳۰۴

ذکر زندان محبوبہ

۳۰۵

ذکر خرید و فروخت اشیا کیلی و وزنی و ذکر حیلہ

۳۰۶

مسیح میں دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے

۳۰۷

مسیح میں کھانا مکروہ ہے

مایدان تراگشت در چشم وقت شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

۳۰۸

تشریح ذکر کے چار ہیں

- ۳۰۵ بیان ذکر زبان و دل و اعضاء۔ معنی مرید
- ۳۰۷ شیخ الاسلام ہو تا حضرت مخدوم کا اور ترک کرنا اس کا
- ۳۰۸ مدح و ذمہ و نوکیساں ہوں
- ۳۰۹ قول حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ۔ طوبی لمن راعنی
ایضاً و اعظ با عمل ہو
- ۳۱۰ ذکر نعمتیں مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کہ سبب کی وقت بھری
- ۳۱۱ آب آلودہ کنیزگان۔ انگشتری سونے کی مروید درست نہیں ہے
- ۳۱۲ مساکر روزہ شوال وغیرہ
- ۳۱۳ جنت واسطے لا الہ الا اللہ والوں کے مخلوق ہوتی ہے
- ۳۱۴ دو گنا نہ حفظ ایمان برائے وہی بہشت در دنیا و رویت حق سبحانہ
و تعالیٰ
- ۳۱۶ حکایت شہزادہ نگر کہ بہشت را دیدم تو کہ عشق زن کرد
- ۳۱۵ فرق در میان حج و انکارہ
- ۳۱۶ قرص خانقاہ شیخ کبیر قدس سرہ برائے شفا ئے مریض
- ۳۱۷ زفتن شیخ دکن الدین قدس سرہ بیکہ و یاد نید مبارک در ہر شب جمہ
- ۳۱۸ غذائے سالک قبیل الکہمیت کثیر الکفایت ہو
- ۳۱۸ شیخ کامل حالت جمات میں بھی مثل حیات کے تربیت کرتا ہے
- ۳۲۰ نور قطب عالم شہنشاہ حضرت مخدوم قدس سرہ۔ اس شیخ کے مرید

- ۳۲۰ ہوں، کہ جس کے علماء زیادہ معتقد و مرید ہوں۔
- ۳۲۱ آمدن شیخ مدنیہ و مشائخ دیگر پائے مبارکباد میں منصب قطبیت عالم
- ۳۲۲ اجابت فعلی قولی سے بہتر ہے
- ۳۲۳ کبیل پر نماز پڑھنا
- ۳۲۴ بیان معنی ادراک و رویت حق سبحانہ ذکر رشک اہمات المؤمنین
- ۳۲۵ ضمنی الشہین
- ۳۲۶ وکذکر اللہ اکبر
- ۳۲۸ اس طرف مرید کو ابتداء ذکر کا حکم دیتے ہیں۔ تلقین ذکر
- ۳۳۱ ذکر منصور رحمہ اللہ تعالیٰ
- ۳۳۳ تاثیر ذکر۔ ذکر فنا نقاہ ماں یمن بلاد عرب
- ۳۳۵ ایضاً ذکر حق تعالیٰ کے خوف کا نکلا
- ۳۳۶ کہ اس وقت نماز نزدیک آتش افروختہ
- ایضاً ذکر سماع
- ۳۳۷ روز یک شنبہ وقت چاشت غرہ ماہ رمضان المبارک
- ۳۳۸ شب دو شنبہ دوسری تاریخ ماہ رمضان
- ۳۳۹ دوسری تاریخ ماہ رمضان روز دو شنبہ وقت چاشت
- ۳۴۰ ایضاً ذکر مسجد سے نکلنے کا بعد اذان کے۔ ایضاً ذکر مسجد
- میں جماعت سے نماز پڑھنے کا۔
- ۳۴۱ ذکر فاتحہ پڑھنے کا پیچھے امام کے

ذکر گناہ و استغفار

۳۴۸

بیان ذکر اللہ تعالیٰ اہل جہانہ و عم توالمہ

۳۴۹

اشقیات ناق لفظ شیطان لغت اللہ تعالیٰ

۳۵۰

ایک شیخ کا مرید ہو۔ پانچ سو منہ منازل مبارک

۳۵۱

ذکر خالق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۳۵۲

اوپ پانی وغیرہ پینے کا

۳۵۶

تربعت۔ طریقت۔ حقیقت

۳۵۷

منگل کی رات تیسری تاریخ ماہ رمضان

۳۵۹

ایضا قطب کے فرشتے مطہر ہو جاتے ہیں

۳۶۳

دوام ذکر اثر محبت ہے

۳۶۶

تالیفیں ذکر حکمت برداشتیں دست وقت دعا بسویں آسمان

۳۶۷

مختصر سورتہ العام۔ ایضا شب پختہ پانچویں ماہ رمضان

۳۶۸

ایضا روزہ پختہ پانچویں ماہ رمضان

۳۶۹

صلوات طہریہ کفر سے ہو کر پڑھے

"

ملاقات حضرت مخضر علیہ السلام

"

ایضا بیان خوف درجہا

۳۷۰

ایضا شب جمعہ چھٹی ماہ رمضان

۳۷۱

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو شرب قدر میراث میں پہنچی ہے

۳۷۲

شب نازک کہ شب جمعہ

"

- ۳۷۳ روزہ شنبہ ساتویں ماہ رمضان وقت اشراق
- ۳۷۴ ایضاً سرودی میں تمجیم کرنا
- ” روزہ کو ساتویں ماہ رمضان کی شب
- ” روزہ شنبہ کے سبق فوت نہ کرے
- ۳۷۵ ناظر نماز و نماز۔ اوصاف زمیمہ
- ۳۷۶ ایضاً ذکر مرووں کا نکلا
- ” قرأت کلمہ طیبہ لاکھ بار برائے میت
- ۳۷۷ حکایت شیخ رکن الدین قطب عالم رضی اللہ عنہ
- ۳۷۸ صفت ساک۔ فضیلت شیخ جمال الدین قدس سرہ
- ۳۷۹ مصنف شیخ
- ۳۸۲ اللہ سبحانہ بعض اولیاء رضی اللہ عنہم سے بات کرتا ہے
- ۳۸۲ خطبہ ثانیہ جمعہ میں وقت ذکر سلاطین کے ذکر کرنا، نماز پڑھنا
- درست ہے۔
- ۳۸۵ ساری رات جاگنا خلاف سنت ہے
- ” انوار کے دن آٹھویں تاریخ ماہ مبارک رمضان
- ۳۸۶ ایضاً فضیلت سورہ طاب
- ” ذکر قلندر چوم پوش صفت ساک
- ۳۸۸ نویں تاریخ ماہ رمضان شب سہ شنبہ
- ” انقطاع علائق مرچیب فتح باب۔ وصیت شیخ شیوخ رضی اللہ عنہ

۳۸۹	ذکر وتر۔ سائیک کو عالمی بہت ہونا چاہیے۔ حکایت زمان ولیہ
۳۹۰	حکایت حضرت یاقوتیہ و رابعہ رضی اللہ عنہما
"	ذکر اخلاق حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳۹۱	متحققین بیت المال
۳۹۳	ذکر طلب حلال۔ ذکر رسم پادروا فاض
۳۹۶	ایضاً فرمایا خرقہ دولوع ہے
۳۹۸	دسویں تاریخ ماہ رمضان روز چہار شنبہ
"	ایضاً ذکر ولایت کا نکلا
۳۹۹	ایضاً تاثرات ذکر اللہ کا ذکر نکلا
۴۰۰	ایضاً ذکر مزاج یعنی خوش طبعی کا نکلا
۴۰۱	جماع کے چودا سی طریق ہیں
۴۰۲	ایضاً ذکر نصیحت کرنے کا نکلا
۴۰۳	بارہویں تاریخ ماہ رمضان شنب جمعہ
۴۰۴	بیان عدم نفع سیادت بدوں عمل
۴۰۹	ایضاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا ذکر نکلا
۴۱۰	تیرہویں تاریخ ماہ رمضان روز جمعہ
۴۱۲	و عاصی شیرینی۔ انتقال حکم بادشاہ
"	شب پنجشنبہ چودہویں ماہ رمضان
"	مسئلہ زاویہ

۴۱۳

مضفہ از طعام آتش رسیده
شب مذکورہ میں وقت تہی کے

"

"

ذکر پیاز

۴۱۴

ذکر مخراب - نوحہ و فریاد منع ہے

"

ذکر حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا

۴۱۵

شب یکشنبہ پندرہویں ماہ رمضان

"

ایصال ثواب نیت - نکاح بچہ لادن

۴۱۶

سولہویں تاریخ ماہ رمضان پیر کے دن

"

اخلاق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"

شمس ستارہ

۴۱۷

وسیت ساکب - فرائض مسجد میں اور نوافل گھریں پڑھے

۴۱۸

ایضاً معنی رمضان

۴۱۹

ایضاً ذکر وصال حق کا نکلا

"

ذکر مجاہدہ

"

سترہویں ماہ رمضان شب سومہ شنبہ

۴۲۲

سترہویں ماہ رمضان

۴۲۴

شب چہار شنبہ اٹھارہویں ماہ رمضان

"

اٹھارہویں ماہ رمضان روز چہار شنبہ

۴۲۶

ایضاً شب قدر پانے کا ذکر نکلا

مساجد حج

چھ رکعت بعد مغرب و عشا اور اپنی

شب پختہ اور نیسویں ماہ رمضان

ایضاً تو حید و شرک کا ذکر نکلا

فضیلت گوشت

ایضاً شب ماہ کو یہ ہیں وقت پنجہ کے

انیسویں ماہ رمضان روزہ پختہ

بے درد رکعت سنت عشا چارہ رکعت صلوٰۃ الحاقہ ذکر خواندن

سورہ بقرہ عشا

پانچاے کاپا پنجہ ٹخنے سے نیچا رکھنا منع ہے

سرخیکانا کر وہ ہے۔

انیسویں تاریخ ماہ رمضان شب جمعہ وقت پنجہ

تاقین ذکر کی مولفہ نہ کر کہ

وعائے حفظ فتن بیدار نماز فجر

دو رکعت روزہ جمعہ بعد اشراق

وعائے عشا بعد نماز جمعہ

احادیث مرویہ بخیر و بد قسم سر در خواب

حضرت مخدوم قیس سر و شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سینا ہیں

- ۲۴۶ ایضاً فرمایا کہ تنگی کے وقت پڑھیں۔ کشائش کہیں
- ۲۴۷ ایضاً ذکر فتورہ می کا نکلا
- ۲۴۸ ایضاً ذکر طلب کا نکلا
- ۲۴۹ یکیسویں تاریخ ماہ رمضان روزہ شنبہ وقت چاشت کے
- ۲۵۱ اسی روزہ مذکورہ میں ذکر لباس کا نکلا
- " گراہت لباس سرخ
- ۲۵۲ حضرت مخدوم نے گلیم واذا احقرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادت کی ہے۔
- ۲۵۳ الزام دینا حضرت مخدوم کا ساداتِ روافض کو
- ۲۵۴ یا یسویں ماہ مذکورہ روزہ و شنبہ
- ۲۵۵ مستجاب حق فلاں گفتن
- " اٹت تعالیٰ پر کوئی شئی واجب نہیں ہے۔ مگر بطریق کرم
- ۲۵۸ وفات شیخ نصیر الدین قدس سرہ
- " اٹھا رہے ہیں ماہ رمضان وقت اشراق کے
- " خلافت علی المہبت الغائب۔ وفات شیخ نصیر الدین قدس سرہ
- ۲۵۹ امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بسبب اعتکاف کے حاضر نماز جنازہ نہ ہوئے۔
- " مشائخِ چشت اخیر عشرے میں اعتکاف نہیں کرتے ہیں۔ عشرہ
- " اخیر کے اعتکاف میں تین روایتیں ہیں۔

اعتکاف واسطے تزکیہ نفس کے ہے

معلم دربان رکھے یادروازہ بنا کرے

تلقین اسلام بعربی۔

جنب اگر مسلمان ہو تو غسل واجب ہے

تیسویں رات ماہ رمضان شنبے کی رات

معارضہ بارہ واقف درباب مسح۔ ذکر شب قدر

وجہ تسمیہ رواقض

تیسویں ماہ رمضان روزہ و شنبہ وقت چار شبت چار سیاہ گنہ

سفید لباس مستحب ہے۔ قیمتی لباس بوڑھے آدمی کا ہاتھ پکڑنا

تحقیق لفظ بس

رعایت سلاطین

ملاقات حضرت خضر علیہ السلام۔ صلوٰۃ ظہر یہ جہت ملاقات

خضر علیہ السلام۔ خالق صوت اقل فلا تفعل

بیان شریعت و طریقت و حقیقت۔ فاسق و بدعتی و عامی بجائے

نہ نہ۔

چوبیسویں ماہ رمضان شب چہار شنبہ

نافرمان آدمی سے شیطان ایمن ہو جاتا ہے

شب ناکوہ میں تہجد کے وقت

شرائط قبولیت و عا

- ۲۷۶ چوبیسویں ماہ رمضان روزِ شنبہ
 ۲۷۷ ایضاً ثورنی پختے کا ذکر نکلا
 ۲۷۸ شبِ پہارِ شنبہ چھبیسویں ماہ رمضان کو تہجد کے وقت
 " مقام عقل کا قلب ہے
 ۲۸۱ چھبیسویں تاریخ ماہ رمضان روزِ چہارِ شنبہ
 " صفت مرید
 ۲۸۲ شغل برائے مکاشفہ و کرامت منقبت شیخ جمال الدین قاسم سرہ
 ۲۸۳ ایضاً ذکرِ خلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکلا
 " شبِ پنجشنبہ چھبیسویں ماہ مذکورہ
 " تعظیم نقشِ حروف
 ۲۸۴ ستائیسویں تاریخ ماہ رمضان شبِ جمعہ وقت افطار کے
 ۲۸۹ ذکرِ شبِ براءتِ بجاہِ جمادات در شبِ قدر
 ۲۹۰ سیارۃ القدر نزدیک حضرت امام کے دائرہ اور نزدیک صاحبین معین
 " ایضاً آخر جمعہ ستائیسویں ماہ مذکورہ
 " اذانِ تکبیر کے وقت بات نہ کرنے
 ۲۹۱ افطار قبل از نماز عید فطر مسنون ہے
 ۲۹۲ ذکرِ شیر خرم مالیدہ
 " اٹھائیسویں ماہ رمضان روزِ شنبہ
 " بیانِ شریعت و طریقت و حقیقت

ذکر کردن پیالہ چوبیس

ذکر کرامت

درجہ شجرت ولی سے بالاتر ہے

ذکر قطع علائق

فضیلت ذکر اللہ تعالیٰ

اوتیسویں ماہ رمضان روزہ کثیفہ

پھول سونگھنا عداکم کو درست ہے

برائے تعریف سہ مرتبہ ہزارہ اتار

مالا حفظہ لوح محفوظ

ذکر خوف

شب سی ام ماہ رمضان

ذکر ننگ

تیسویں ماہ رمضان روزہ و شنبہ کی

تو اب خوش ہونے کا رمضان کے آنے سے اور غمگین ہونے

کا اس کے جانے سے

باوجود سوائے

بیان آیت شریف

اوتیسویں ماہ رمضان وقت چاشت

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۵۰۰

۵۰۱

۵۰۲

۵۰۳

۵۰۴

۵۰۵

۵۰۶

۵۰۷

۵۰۸

۵۰۹

۵۱۰

۵۱۱

۵۱۲

۵۱۳

۵۱۴

ضمیمہ

صفحہ ۳۲ سطر ۱۰۔ ترجمہ۔ خوش ہوا میں تحقیق تھا کہ کیا بوجہ باقاعدگی کرنے میں اسکے رات گزار دی ہیں نے جیسا کہ رات گزارتا ہے۔ بخیر اپنی والدین خور وہ،
 صفحہ ۵۲ سطر ۱۱۔ نفل روزے کے متعلق ہے بلکہ صوفیائے کرام میں تین تین دن کا ایک ہی روزہ تزکیہ نفس کیلئے رکھتے ہیں اور اس سے کہیں زیادہ مجاہدات کرتے کرتے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ جو ایسی کتب بینیوں کو کرات مرآت دیکھنے میں آیا ہوگا۔ فرض روزے کے متعلق اسی کتاب میں مختلف مقامات پر صبح و عروب کے وقت افطار کی تاکید آئی ہے اور یہی حضرت مخدوم کا معمول تھا مثلاً
 صفحہ ۳۳ سطر ۲۔ قولہ علیہ السلام..... سنت ہے صفر ۶۔ ۶۔ جو روزہ
 صفحہ ۷۷ سطر ۹۔ حضرت مخدوم کی ملاقات کیلئے۔ اہل کعبوں میں آخری دس سو دنوں
 پھر حضرت چشت اہل بہشت کا معمول ہے۔

صفحہ ۹۶ سطر ۱۱۔ حضرت مخدوم کا حضور اکرم صلعم اور خانائے راشدین رضی اللہ عنہم پر بوقت چاشت روزانہ سلام کہنا معمول تھا۔ باتفاق میرزا حسن کا شمار بھی خلافت راشدہ کے ارکان میں ہوتا ہے۔ مدت خلافت ختم اور ملوکیت کے دور کے شروع ہونے سے قبل ہی حضرت حسن نے امیر معاویہ کو خلافت تفویض فرمائی تھی۔ اور اس طرح حدیث اہل ہذا اسید لعل اللہ بصلیہ بہ بین القبتین من المؤمنین کی تکمیل فرمائی اور ہزار ہا بندگان خدا کو تیریزی سے بچا کر فقید المثال ایثار فرمایا۔ ان کا نام نامی اسم گرامی درج سلام نہیں ہے واللہ اعلم اگر علی حسب ترتیب سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے اسم مبارک کے بعد السلام علیک یا امیر المؤمنین حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنک جزاءک عننا خیر ما جزئی

هذا النبي ومثبتي النبي وابن بنت النبي صلى الله عليه وعلى آله وصحبه
الذين رضيت عنهم ان تغفر لي وتقضي حاجتي... پڑھا جائے تو انشاء اللہ

العزیز ازیادی بیکت ہو گا۔ آگے قارئین کو اختیار ہے۔ جیسے مناسب سمجھیں کہیں
صفحہ ۱۱۱ سطر ۳ تا حدیث کتب صحاح میں یہ حدیث نہیں ملی۔ اور نہ ہی دوسرے

کتابوں میں کوئی خاص پتہ ملا اور حضرت مخدوم کا فرمان (میں نے سنا
ہے کہ حدیث صحیح موضوع نہیں ہے) بھی باوجود علم تام اور عبودیت کامل

کے یہی ہے واللہ اعلم۔ ہاں نظر آیت واذا مروا باللغو مروا كراما سے
مثناب لے پار ساروا ذکونہ گار۔ بخشنا مندی و دوسے نظر کن

الکریم تا جو المزدوم بکرہ دار۔ تو بہن چوں جوں مرداں گزیر کن

جب عام طالب علم کیلئے ایسا حکم ہے تو ان کیلئے... ہاں حضرات علمائے کرام
کو کام مخصوصاً فاطمی ہاشمی صاحبان کیلئے نہایت ضروری ہے کہ باخلاص

تادم بوقتہ لاکھ سے بے خوف۔ خوابہ تہابیح کے ماتحت ان کو اور ان عہدوں
کو اعلائے کلمۃ الحق کرنے میں ذریعہ نہ کریں۔ تجربہ شاہد ہے کہ دو بیڑوں کے

عرق معروف کو خال خال خاطر میں لاس کے ہیں بلکہ الٰہی تادیلات کو لے رہے ہیں۔
اس صحیفہ میں اس سے بھی کچھ زیادہ کی طرف اشارہ ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۵۴

اور ان کے حالات کے پیش نظر شریعت سے قطعاً پس پشت ڈالتے ہوئے ان کو
مجازاً عیب کا درجہ نہیں دینا کیونکہ عوام مخلصین کیلئے ان کا فعل حجت بن جنان ہے جو

قیمتہ عظیم ہے۔ یہ بات اہل تجربہ پر ظاہر ہے۔ محتاج بیان نہیں ہے

اگر باغ رعیت ناک خوردی ہے۔ برآوردن نما مان درخت ہوا زین
بہ بیخ بیضہ کہ سلطان ستم روادارو۔ زندگیاں ہزار مرغ بستخ

اسے اگر عیب وار مرد عامی۔ رفتیانش کے از صدندانند
اگر بک ناپسند آید سلطان۔ ز ایسے باتیں رسانند

اگر فاطمیت یا شہدیت وغیر علی المرتضیٰ شیعہ تھے ہیں بہت زیادہ باعث و
 برکت ہیں تو اسکے عدم منقہی، اسی طرح باعث بھی ہیں۔ کہ گاہ میں ایک خیر کا
 لاکھ ہے۔ تو ایک شر کا بھی علیٰ ذہا القیاس سے۔ بلا حقیقت سورہ احزاب رکوع
 ۳-۴ کا وسط۔ سیپارہ ۲۱-۲۲

اس نسخے پر ایسے من اخطایہ عملہ بعد یہ نسبت کنی یا آیا ہے نیز
 بچا لاجب کل مسجد
 و ما جلد بالاجد بجد
 و کد عید یقوم مقام حد
 و کد حجر یقوم مقام عید
 بھی ایک کھلی حقیقت ہے۔ عر حہ صفر ۲۰

صفحہ ۱۲۵ سطر ۳ اپنا وہ صحیحی ہو سکتے کی تا کی ہے

صفحہ ۱۸۲ سطر ۲ کا تب کا سہو معلوم ہوتا ہے۔ روایت علم

صفحہ ۱۹۹ سطر ۹۔ ایسی ہی روایت یہ نا حسن کے متعلق بھی کہنے میں آتی

سے نیز ایک جاریہ (نوٹاری) سے آپ کے سر مبارک پر سالن گیرا جس سے آپ کی آنکھوں
 کو خاص طور پر تکلیف ہوئی۔ جاریہ ڈوئی اور کہا اور انکا ظہیر الغیظ والعافین
 عن الناس والله یحب الحسین۔ آپ نے تحمل کیا اور معاف فرما دیا۔ بلکہ
 اس کو آزاد کر دیا اور کچھ رحمت فرمادی

صفحہ ۲۵۱ سطر ۴۔ تلاش مرث کیلئے کشاکش تشریف میں حضرت پیران پیریدنا

غوث الاعظم سے ایک استخارہ منقول ہے۔ یعنی نازہ تہجد نہایت خاص سے تا
 نتیج یعنی افشا معمول مناسب۔ استخارہ کے الفاظ یہ ہیں۔ یا رب دینی علی
 عبد من جبارک المقربین حتی ید لنی علیک وعلی منی طریق الوصول
 الیک۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے گا۔

صفحہ ۲۴۸ سطر ۵ اور طالب دنیا کا لاشع بھی نہیں ہے۔

مہید کتاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله على انضاله ثم الصلوة على النبي وآله

وحبب الذين عماروا خلفاً من بعده لولا اشرفنا

مہید

حدوثنا کے لائق وہی ارحم الراحمین ہے جس نے مقتضائے رحمت عامہ
 وراثت شامعہ آدم ابو البشر کو اپنے اسمائے حسنہ اور صفات علیا کا منظر بنایا لم
 یکن شیئاً مذکوراً کی حقیقت سے اٹھا کر فحطناہ سمیعاً بصیراً کے
 ارج پہ پہنچایا نفخت فیہ من روحی کا عروا تیار بنجنا و علم ادم الاسماء
 کالہا کا تاج سر پہ رکھا ثم عرضہم علی الملائکة کی مجلس میں فضیلت
 علم کا اظہار فرمایا انی اعلم ما لا تعلمون کے اجمال کافی الجملہ تیار ہوا انی
 جاعل فی الارض خلیفة کے من پر متمکن کیا۔ اسکت انت و زوجک
 الجنة کا محل بننے بسے کہ ویا۔ فکلامنا رعد اجیت شعثا کا
 اذن عام عطا فرمایا۔ اس امر عالم کو ولا تقربا هذه الشجرة کے نہیں غواص کے
 مقید کیا۔ پھر مقتضائے حکمت ہائے گوناگون و شیونات بقلمون کا کلامنا
 کا ظہور ہوا پھر اھبطا منها کے خطاب سے اُن کو مشرف فرما کے سر زمین
 ہند کو ان کے قدم فیض لزوم سے شرف بنجنا خلافت و نبوت کا منصب عطا

فرمایا اور حسب ضرورت حکمت وقتاً فوقتاً ان کے اولاد امجاد سے ایسا
 وراثت کو پیدا کیا اور سنہ ۱۱۰۰ سال رسول کو جاری ساری رکھا تاکہ ندرے یعنی
 جہل و نادانی حیوانی سے نکل کر بندگی عام و داناہی و کمال انسانی پر پہنچیں
 تحصیل معاش و معاد کے اسباب کا ملکہ باحسن اسلوب و طرز مرغوب حاصل
 کریں پھر اس سلسلے کو بی الاشیار و المرشدين شفیع المتذنبین خاتم النبیین حضور
 پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و صحبہ پر ختم فرمایا سارے کمالات
 انبیائے سابقین کے آپ کی ذات تقدس آیات میں لکھے اور ان کے
 سوا اور بہت کمال آپ کو عطا کئے۔

حسن یوسف و م عیسیٰ بریضا وادی

انچہ خوبان ہنمہ وارندہ تہا وادی

شریعت محمدیہ بریضا آپ کو عطا کی اگلی امتوں پر جو سختیاں تھیں ان کو آپ کی
 امت مرحومہ سے دور کر دیا۔ لے آپ کو ما ارسلناک الا رحمة للعالمین
 کا خطاب عنایت فرمایا آپ کے دین تویم سے سارے ملل بخل کو نسوخ
 پھر آیا اب قیامت تک نہ آپ کے سوا کوئی نبی ہے نہ اسلام کے سوا کوئی
 دین ہے ما کان محمد ابدا احد من رجا لکم و لکن رسول احدہم
 و خاتم النبیین اور کریمہ و من یتبع غیر الاسلام دینا فلو یقبل
 منہ اس کی دلیل ہے پھر آپ کے بعد خاقانے راشدین ائمہ ہدیین
 رضی اللہ عنہم جمعین کے واسطے سے شجر اسلام کو اطراف و اکناف عالم میں
 بک و بار بخشا۔ آفتاب توحید و ماہتاب سنت کو چمکایا شرک و باعوت کے

علمت کہ صفحہ عالم سے مٹایا انہیں ماسعی جلیلہ اور صحبت نبوی کی برکت سے
 قرنِ صحابہ کرام نے خیر القرون قرنی کا لقب پایا پھر جن لوگوں نے انکی
 پیروی اختیار کی ان کی چال پر چلے ان کو تم الذین یلو فہم ثما الذین
 یلو فہم کا تمغہ ملا تابعین و تبع تابعین و اکابر مجتہدین کے عہد سعادت ہمد
 میں احادیث شریفہ و آثار نسیغہ کی تدوین شروع ہوئی عقائد حقہ عقائد
 باطلہ سے جدا کئے گئے ضعف و قوت احادیث پر بحث و قوع میں آئی
 قواعد و ضوابط شریعت غرار حکم کئے گئے اخلاص و احسان کے طریقے
 ضبط ہوئے ریاضت و ادب نفس کی راہیں پھیرائی گئیں تاکہ بندگانِ خدا
 ظاہر و باطن شریعت سے بہرہ یاب ہو کر رب الاذباب کا قرب حاصل کریں
 اور مکائد نفس و شیطان سے رہائی پائیں پس جن حضرات نے اس قسم
 کی سعی جو کوشش کی وہ علماء امتی کا نیک نیا یعنی اسرائیل کے پورے
 پورے مصداق پھیرے اور جن لوگوں نے ان شایاک کے واسطے گفتار
 و کردار و رفتار میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ظاہر اور
 باطناً اختیار کی تو ان کو لفظ نیکم سببنا کا وعدہ جتنی ملا ایسے حضرات بابرگاہ
 ہر قرن میں امت مرحومہ سے عموماً اور اہمیت رسالت سے خصوصاً ہوتے
 چلے آئے کوئی مومن صالح ہوا کوئی ولی اللہ کوئی بادل کوئی و نیکوئی قطب
 کوئی غوث کوئی قطب اقطاب قطب عالم ہر جگہ زمین ایسے لوگوں کے
 وجود باوجود ہے کبھی عالی نہیں رہتی ہے یہ خاص رحمتہ للعالمین کا فیضان رحمت
 ہے کہ رب العالمین الرحم الرحیم بسبب برکت بندگانِ امت مرحومہ کے زمین

والوں پر رحم فرمائے بلا کتابی پانی برساتا ہے چنانچہ اثنائے سترہ ہجری میں
اسدیاک نے یہ اسادات بنیح البرکات حضرت سید جلال الدین حسین مخدوم
جہانیاں گشت کہ قطب العالمی کا منصب عطا فرمایا تھا۔ آپ کی ولادت
باسعادت شہر برات گشت ہجری میں ہوئی شیخ احمد بن محمود اکبر آبادی
رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کتاب تذکرۃ الاسادات میں لکھا ہے کہ سلسلہ انساب
پر یہی سید عالمی جناب مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا امام بہام زکی حضرت
علی نقی علیہ السلام تک اس طور پر پہنچتا ہے کہ مخدوم سید جہانیاں جلال الحق
والدین ابو عبد اللہ الحسن بن کبیر الدین احمد بن سید جلال الملک والدین سرخ
بخاری بن ابی المویذ علی بن جعفر بن محمد بن محمود بن احمد بن عبد اللہ بن
علی الاشقر بن ابو عبد اللہ جعفر الکذاب بن امام علی نقی علیہ السلام کما
فی خزائنہ الجلالی اکثر ملفوظات میں ایسا ذکر کیا ہے کہ حضرت مخدوم
جہانیاں سید جلال بخاری جو وہ خانوادوں کے پیروں کے خلیفہ ہیں آپ

کہ یہ کتاب حسب امر سلطان محمد معظم بہادر شاہ بن سلطان اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ
کے تالیف ہوئی اس بنا پر سال تالیف ۱۰۲۱ھ تقریباً ہو سکتی ہے۔
۱۰۲۱ھ تاریخ فرشتہ میں یوں لکھا ہے کہ سید جلال بخاری بن سید علی بن جعفر بن محمد بن
احمد بن محمود بن عبد اللہ بن علی اصغر بن جعفر بن امام علی الباہوی علیہ السلام اور فرع نامی
نسب نامہ حضرت توفیق یعنی ذاب سید صدیق حسن خان صاحب مرحوم و مغفور میں یوں
لکھا ہے سید جلال اعظم کسرخ بخاری بن سید علی موید بن سید جعفر بن سید احمد بن سید محمد
بن سید عبد اللہ بن علی اشقر بن جعفر بن امام علی نقی غفرلہ فرزند جعفر کذاب کے نام میں اظہار
ہے تذکرۃ الاسادات میں علی اشقر سے اور تاریخ فرشتہ میں علی اصغر سے اور فرع نامی میں علی اشقر
سے۔ ایسے بالیقین کاتب سے تصحیف واقع ہوئی ہے۔

کے دادا سید جلال الدین سرخ بخاری ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب جعفر کذاب بن امام
 علی نقی علیہ السلام کی طرف پہنچتا ہے۔ سید جلال سرخ خلیفہ تھے۔ حضرت بہار الدین
 زکریا ملتانی قدس سرہ کے اہوں نے خطرہ اور چہ میں سکونت اختیار کی اور متاثر ہوئے
 ان کے تین لڑکے پیدا ہوئے ایک تو یہ احمد کبیر دوسرے سید بہار الدین تیسرے
 سید محمد ان سب میں سے یہ احمد کبیر کے دو فرزند بے نظیر پیدا ہوئے ایک تو
 سید جلال الدین معروف بخاریوم جہانیاں جہاں گشت دوسرے سید صدر الدین
 مشہور شیخ راجو قتال جو کہ اپنے بڑے بھائی بخاریوم مرقوم کے خلیفہ ہوئے
 حضرت بخاریوم جہانیاں نے اول خدمت میں شیخ رکن الدین زبیرہ شیخ بہار الدین
 زکریا ملتانی قدس سرہما کی تربیت پائی پیران سہرورد کا خرقہ پہنا بعد اسکے
 بکہ معظمہ کی طرف متوجہ ہوئے وہاں کے اکثر مشائخ کی صحبت پائی۔ جب
 مدینہ منورہ میں گئے تو واسطے زیارت کے روپڑوے روقتہ بنوی کے حاضر
 ہوئے وہاں کے لوگوں نے منع کیا کہ بے وقت سے تم لوٹ جاؤ سید جلال
 میں آکر کھڑے رہے اور کہا السلام علیک یا جدی لوگ مجھے آنے نہیں
 دیتے ہیں روقتہ مبارک سے جواب آیا کہ علیک السلام یا ولدی
 چھوڑو اور اس کو آنے دو اور بانیع منت ہو کیونکہ میرا فرزند ہے مجاور لوگ اس
 بات کے سننے سے تعظیم پیش آئے مدینہ منورہ کے بعض بزرگوں نے حضرت
 بخاریوم کی صحبت میں تربیت پائی بجا معاودت کے مدینہ منورہ سے حضرت
 علا الرحمن کے خدمت تشریف میں بنگالہ کو تشریف لے گئے۔ واسطے خاطر داری

۱۲۵ مثل حضرت امام یاقی رضی اللہ عنہ شیخ مکہ اور شیخ عبدالشہرکی شیخ مدینہ قدس سرہ ۱۲۵

تصدیق من اللہ
 امام ایشال جواب حضور صلعم

شیخ قطب عالم کے چند روزوں میں توقف فرمایا ان سے نعمتیں حاصل کیں حضرت
 مخدوم کو یا سچی یا قیوم کا عمل یاد تھا۔ آپ کا مقبرہ منوراً چہ شریف میں ہے
 اولاد آپ کی بہت ہوئی تیسرے تیسرے تیسرے تیسرے تیسرے تیسرے تیسرے تیسرے تیسرے
 سکریٹری ٹاک سندھ ہیں۔ ساوات بخاری غزنہ وغورہ و کابل و لاہور و بنگالہ و دکن
 قنوج و اوچہ و میان و و آب و پنجاب و دہلی و آگرہ میں آباؤ ہیں لعل محمد قطبی نے
 ملفوظ قطبیہ میں ذکر کیا ہے کہ اقلیم ہندوستان کی سرکار و صوبجات سے کوئی
 سرکار و صوبہ ساوات بخاری سے خالی نہیں ہے یہ لوگ مثل آفتاب
 کے ہیں انتہی حقارت مخدوم قدس سرہ کے فضائل و مناقب بے حد و بیشمار
 ہیں۔ علماء نے آپ کے حالات و اوصاف میں کتب مستقل تالیف کئے ہیں
 حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخبار میں آپ کا
 ترجمہ خوب تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ جامع العلوم جن کا یہ ترجمہ ہے خود آپ کے
 کمالات و علوم کا بیان و شرح ہے اس لئے یہاں صرف بیان نسب شریف
 پر اقتصار کیا گیا۔

۱۱۰۶

اما بعد خاکِ رُؤ و الفتار احمد نقوی عفا عنہ اللہ القوی عرض پر واز
 ہے کہ سید علاء الدین علی بن سعد حسینی رحمۃ اللہ علیہ مولف جامع العلوم
 شہدہ بھری میں حضرت مخدوم قدس سرہ کے فرید ہوئے جس وقت کہ وہی
 شریف میں لشریف لائے پھر اوچہ شریف کو واپس گئے۔ یہ موصوف کو خیال
 ہوا کہ مرید جب تک پیر کی صحبت میں ایک بات نہ کہے تب تک اسکی ارادت
 کامل نہیں ہوتی ہے۔ اسلئے فقہ کیا کہ اوچہ شریف کو جائیں اپنے پیر بزرگوار

یہ علامہ الدین دہلوی جامع العلوم کا بائیت کی کتاب ذکر کیا

کی صحبت میں رہیں فیض صحبت حاصل کریں اس قصد میں تھے کہ حضرت مخدوم
 قریب سرہ شہد بھری میں رونق بخش وہی شریف ہوئے قریب دس مہینے
 کے اقامت کا اتفاق ہوا یہ موصوف نے اس بیت کو غنیمت بارزہ سمجھا۔
 شب و روز اپنے پیروم شد کی خدمت میں رہتے اچھی طرح فیض صحبت حاصل
 کیا اور ملفوظات پیر کو لکھا چنانچہ اس کی تفصیل خود انہوں نے دیباچہ کتاب
 میں کی ہے اب میں ان کی حسب وصیت دیباچے کو بلفظ نقل کرتا ہوں
 تاکہ تحریر بلفوظ کی کیفیت پوری پوری معلوم ہو جائے اور حق ادا کے وصیت
 سے بھی عہدہ برآئی ہو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد لله الذي
 سلكتني بسلك اراحة المخذوم بارادته وقضائه ورزقني صحبة
 المخذوم وجعلني من اصحابه ورفقائه وقس قسني تشريف جائزة
 بكمال الطاهر واحسانه والائمه وفقني تاليف الفاظه هلي من
 نطق اقواله واحواله والصلوة والسلام على رسوله سيد الثقلين
 والله اما بعد فيقول العبد الفقير المولف الراجي الى رحمة الله الغني
 ابو عبد الله علاء الدين علي بن سعد بن اشرف بن علي القرشي الحسيني
 من كلام شيخه واستاذة قطب العالم والعالمين واسوة السالكين العارفين
 الا وهو السيد الجيد الكامل المكمّل الواصل اليه وصل الى المغني
 ابو عبد الله جلال الدين حسين بن احمد الحسيني
 البخاري ادام الله بقائه وزاد عمره واقاض
 علينا وعلى العالمين فتحه وفتوحاته

ہر چو نکہ بات بعد حمد خداوند و صلوات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم پر نہایت ضعیف

بعد حمد خداوند اور صلوات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم پر نہایت کمزور

فقیر مولف نے کلام شیخ خود مذکورہ بملازمۃ صحیحہ و فقر اللہ تعالیٰ ازان اقتادہ

فقیر مولف کلام شیخ اپنے ذکر کے ہوتے سے ساتھ ہمیشگی صحبت شیخ کی کے

ایں فقیر ویدہ پرورد بعض رسالہ کہ من وصل الی شیخ و اقام عندہ اسبوعا

توفیق دے اللہ تعالیٰ کہ اس فقیر نے بعض رسائل میں دیکھا تھا کہ

او عشرۃ ایام متواتر ایکون زائر و لا یکون من یدال یعنی ہر کہ پونہ دن

ہر کس کہ بیعت پونہ کیسے ساتھ کسی شیخ کے اور اسے ہفتہ ساتھ

بشیخے و با شد او یک ہفتہ و یا وہ روز متواتر یعنی پیانی زائر یا شد مرید یا شاہ بیچارہ

یادہ روز پے و پے تو زائر (زیارت کرنے والا) ہوگا اور مرید نہ ہوگا۔ وہ

کسی کہ اس نعم حاصل نہ کرے اور دعویٰ دیگر حرام باشد بنا بریں خواہ تم در آچہ

بیچارہ کہ جس کو اتنا بھی حاصل نہ ہو اس کا ہر دعویٰ ناجائز ہے۔ لیسے یہی نے

مبارک دوم و صحبت پیر بزرگوار خود حاصل کنم دو روزہ مریدان دلا ایم کریم حق تعالیٰ

چاہا کہ آج مبارک جاؤں اور صحبت پیر بزرگوار اپنے کی حاصل کروں اور مریدوں کے

ہم دریں عزم پورم کہ قدم مبارک خان شہر بلی رامشرف گرو این صابنہ شکر

ٹولے میں سے ہو جاؤں ساتھ کم اللہ تعالیٰ کے اسی ارادہ میں تھا کہ قدم مبارک حضور

مر حضرت حق در او بادشاہ مطلق را بجا آوردم و شرف ملازمت صحبت پر او حاصل

کے لئے وہی شہر کو شرف بخشا لاکھ لاکھ شکر خاص حضرت حق کا اور بادشاہ کلی کا بجا

لایا اور شرف ہمیشگی صحبت حاصل کی جیسا کہ فرمایا حضور علیہ و آلہ و سلم نے تحقیق

فردت صحبت شیخ و بیعت آل شیخ عزت و تفیصل آل

کہ وہ قولہ علیہ السلام ان اللہ تعالیٰ ملکا یسوق الی الہل الی الہل اذا

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جو پلاتا ہے جو چلاتا ہے اہل کو طرف اہل کے

اراد اللہ تعالیٰ بعد خیرا یسوق اہل الخیر الیہ اویسوقا الی اہل

کے جس وقت ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ اپنے بند کے خیر کا تو لے جاتا ہے اہل

الخیر فریضہ و بارہ از زبان گہرا نشان سماع وارم لا اعتبار لاجد

خیر کو طرف اسکے پالے جاتا ہے اس کو طرف اہل خیر کے اور وہ اس کو ارشاد فرماتا ہے اور کئی

الخرقۃ وانما الاعتبار لاجد الصیحة یعنی اعتبار نیست مرکز متن خرقہ

دفعہ زبان موتی بکیر نے والی سے بنا ہوا ہے خرقہ حاصل کرنے کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ

بلکہ اعتبار مرکز متن صحبت پرست ایضا میفرمودند امام حسن نورانی اور اللہ

صحبت پر حاصل کرنا کا اعتبار ہے بلکہ صحبت پر حاصل کرنا اصل چیز ہے بھی فرمایا ہے

مرقہ میگویا یا کموا العزلة فان العزلة مقارنۃ الشیطان و علیک

امام حسن نورانی کی کہے اللہ قبران کی کہ فرماتے ہیں کہ خبر دار با بچ علیہ کی سے

بالصیحة فان الصیحة رضا الرحمن قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا اتقوا

تحقیق علیہ کی شیطان کے فریب کرنے والی ہے اور لازم پیکر صحبت کو کیونکہ صحبت

اللہ و کونوا مع الصادقین ای صیحة الصالحین ہر قوم و شیعہ حنیفہ

رفقا رحمان کی ہے۔ قولہ تعالیٰ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور ہوجاؤ ساتھ سچوں کے

من اھتدے ہم اھتدی ومن انکرھدصل و اعتدائی و قولہ ایاکم ای

یعنی صحبت نیکوں کی۔ وہ قوم کہ نہیں برائی میں پڑتا۔ ان کے ساتھ بیٹھنے والا جس نے

ہدایت حاصل کی ان سے ہدایت پا گیا اور جس نے انکار کیا ان کا گمراہ ہو گیا اور فرمایا

احذروا یعنی عذر کنید اذگوشہ نشستن کہ گوشہ نشستن پرستن شیطان سے

ڈرو گوشہ میں بیٹھنے سے کہ گوشہ میں بیٹھنا شیطان سے گانٹھا جانا ہے

وقوله وعليكم بالصحة اي الزموا يعني لازم كير صحبت پير ايك صحبت

اور فرمایا لازم ہے صحبت پیر کہ اسی صحبت سے

خوشنودی گمن است زیرا کہ خدائے تعالیٰ در قرآن امر کر دہ کہ اے مومنان

خوشنودی رحمان ہے۔ اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں حکم فرمایا کہ اے مومنان

ترسیا اذ خدا و با شہ با صادقان ایشان گو آنگہ کہ با بخت نشود ہمیشہ ایشان قوله

خدا سے ڈرو اور ہو جاؤ ساتھ سچوں کے کہ وہ ایسا کر وہ ہے کہ انکے ساتھ بیٹھنے والا

فان الصحة خیر من العزلة زیرا نجد رسول علیه السلام فرمود المؤمن الذی

گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ فرمایا تحقیق صحبت بہتر سے تنہائی سے کہ فرمایا جفد

یخالط الناس و یحمل اذا هد خیر من الذی لا یخالط یعنی مومن کہ

علیہ السلام کہ مومن جو لوگوں کے ساتھ رہتا ہے اور ان سے ایذا برداشت کرتا ہے

بیامیزد با مردمان و تحمل کند بر بنیان ایشان بہتر است از مومنی کہ بیامیزد

اچھا ہے اس سے کہ جو لوگوں میں رہتا ہے نہیں اس واسطے کہ جو لوگوں میں رہتا ہے

زیرا خیر ہر کہ با مردمان بیامیزد و امر معروف کند و نہی منکر کند بعضے قبول کنند

ان کو اچھے کاموں کے کرنے کے لئے اور ایسے کاموں سے روکے گا بعض قبول

و بعضے ابا آرد پس اور اذیکے حاصل شود و تحمل کند اور او ذواب با شہ

کریں گے بعض انکار کریں گے۔ اس کو رنج ہو۔ اور وہ صبر کرے۔ اس کو ذواب

ہوں گے۔

یکے اذام معروف و نہی منکر دوم از تحمل و عزالت ذکر را از یاد و یاد و صحبت ذکر

ایک نیکی کے کہنے کا اور گناہ سے روکنے کا۔ دوسرا تحمل کا۔ اور علیہ کی ذکر سے

رایا اور یاد و عزالت پندار اور صحبت انکار قولہ علیہ السلام الصبیحة تؤثر

روکتی ہے اور صحبت ذکر کی یاد دلاتی ہے علیہ کی خود بخود بڑھاتی ہے اور صحبت عجز و نیاز فرمان

یعنی صحبت مؤثرست ہر چونکہ باث نیک و یا بد لا سیما صحیحة الشیخ خاصہ

حضور صحبت مؤثر ہے جیسی ہی ہو۔ اچھی یا بری۔ خصوصاً صحبت شیخ اپنے کی کہ

صحبت پیر خود کہ پیر صحبت بدان نزد و آذین صحبت نہ ہر صحبت مرادست بلکہ

کوئی صحبت اس کے برابر نہیں۔ اور اس صحبت سے ہر صحبت مراد ہے۔ بلکہ

جلوس جلس صاحب مرادست چنانکہ شیخ در عوارف گفته است و حدیث المراء

بیتھنا ساتھ نیک آدمی کے برابر ہے چنانچہ حضرت شیخ التیوخ عوارف میں فرماتے ہیں

خیر من جلس السوء عندا و جلوس الخیر من قعود و حدیث

اکیلا ہونا آدمی کا بد صحبت سے بہتر ہے اور نیک آدمی کے پاس بیٹھنا اسکے اکیلے بیٹھنے

یعنی تنہائی مردم را بہتر است از نشستن نزدیک یا نزدیک شدن نزدیک یا

سے بہتر ہے

نیک بہتر است از نشستن جلوس نیک بہتر است۔ و لهذا الصحابة رضوان

اسی واسطے صحابہ رہے

اللہ علیہم اجمعین صبیحوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے صحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کی۔

واخذوا فرائدہ وروایاتہ وسموا صحابۃہ چون التزام صحبت

اور ان کے فوائد حاصل کئے۔ اور ان سے روایت کی اور صحابہ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تندر فرائدہ گفتہ وراوی روایت شدہ ہیں خطاب

کے نام سے مشہور ہوئے۔ فرمان میرے اصحاب مثل تاروں کے

مشرف گفتہ قولہ علیہ السلام اصحابی کا لفظ بیا کلمہ اقتدا تہدایت

ہیں۔ ان میں سے جس کے ساتھ اقتدا کرو گے۔ ہدایت پاؤ گے۔ یعنی

ای با قولہم وفعالہم قولہ تعالیٰ ویالنجم ہم یتدون یعنی رسول

اقوال اور افعال کے ساتھ۔ قولہ تعالیٰ ویالنجم ہم یتدون یعنی رسول اللہ صلی

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودیا ان من یمانہ تارگان انہ پر کلام ازین

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دوست ستاروں کی طرح ہیں جس کے ساتھ ہی

صحابہ اقتدا کیا راہ بیا پیدو بالنجم الف ولام جنس ست یعنی ستارگان

ان چیزوں میں سکی پیروی کرو گے۔ راہ ہدایت) پاؤ گے۔ اور بالنجم الف ولام

روندگان قافلہ شب راہ بیا بندو کلمہ کثرت از بہر این بحدت وہ ماہ از استقبال

جنس کا ہے یعنی شاہ ہائے آسمان سے (زمینی حاصل کر کے) رات کو چلنے والے قافلے پیدو

ست و ہشتم ربیع الآخر روز کشتیہ تا غایت ہفادم محرم روزہ شنبہ سنتہ افین و

دائتہ معلوم کر لیتے ہیں اور کم راہ نہیں ہوتے (چنانچہ اپنی صحبت کیلئے تقریباً دس ماہ یعنی ربیع الآخر

ثمانین و سبعاً تہ بشرف ملازمت صحبت مخدوم جہا نیان حاصل شد الحمد للہ علی ذلک

ہر روز اتوار (۸۸) سے ۱۷ محرم ۱۰۸۲ بروز منگل تک حضرت مخدوم جہا نیان جہا گشت کی صحبت

لہ متعلق است بقولہ لاخذنا الصحیۃ

دو اعجابات اربعین بخیرت کردہ آمدیکے اربعین ماہ رمضان و دوم اربعین مومنی

میں رہا اس نصیب و میں اللہ کا شکر گزار ہوں۔ و اولیٰ عکاف چالیس یوم کے آپکی خدمت میں

علیہ السلام چنانکہ فوائد آن محل آن گفتہ آید انشاء اللہ تعالیٰ و جمع کروں ملفوظ

ایک چالیسوں ماہ رمضان و دوم چالیسوں حضرت موسیٰ علیہ السلام جنکے فوائد اپنے موقدہ پر بیان

مبارک بعد عنایت حق جل و علا اذال اقتاد کہ اس فقیر ویدہ بود کہ بعضے

ہونگے انشاء اللہ العزیز اول جمع کرنا ملفوظ مبارک کا ساتھ مہربانی جل و علا کے اس طرح ہوا

مریدان ملفوظ پیران خود جمع کردہ و دیگر آنکہ ہر کے از علماء و فقہا تصنیف و تالیف

کہ اس فقیر نے دیکھا تھا کہ بعض مرید ملفوظ پیرانے کا جمع کرتے اور کئی بزرگ عالم و فقیہ ہیں

و ادناس خواستم تصنیف و تالیف جمع کنم ہیچ تالیف بہتر ازہ ملفوظ نہ رہا ہم دور

کتابیں لکھتے ہیں پس میں نے چاہا کہ کچھ تصنیف و تالیف جمع کروں مگر کوئی اس قسم کی چیز

جمع کروں آں جد و اجہا و سخت کردم چنانکہ یا دران نزدیک میدانہ منتظر

ملفوظ سے بہتر نہ پائی تراسکے جمع کر نہیں بہت کوشش اور محنت و شروع کی جبکہ قرعہ ہی دست

سے بودم تا آنکہ زبان مبارک سے چہ بیرون آید ازادہ قلم آرم چنانکہ مرغ کر نہ

خوب جانتے ہیں بہر آن منتظر رہتا کہ زبان مبارک سے جو فرماتے ہیں لکھ لوں جیسے کہ کوئی بھوکا

منتظر طعمہ سے باشد چونکہ خدمت قطب عالم وہ ہر علم فقیر و متکلم بودند

مرغ رونی کے ٹکڑے کی انتظاریں ہوتا ہے چونکہ حضرت قطب عالم ہر علم میں سمندر تھے اور ہر علم

از ہر علم جمع کردم ہر علم ہر دست علوم

میں فرماتے تھے۔ اس فہرست علوم کے مطابق جمع کرتا رہا

تہ سی شبانہ روز از ذی القعدہ و وہ از ذی الحجہ

علوم مندرجہ کتاب بذراطفہ طالعہ

علم قرارت	علم تفسیر	علم احادیث	علم فقہ	علم اصول فقہ	علم فتاوی
علم احکام	علم کلام	علم معانی	علم خلا و عقائد	علم منطق	علم نحو
علم معرفت	علم لغت	علم عروض	علم فضل	علم قران	علم حکمت
علم طب	علم نجوم مقدار بایہ شریفیہ است برای شناختن اوقات نماز				علم مناظرہ
علم وراثت	علم معیشت	علم سلوک	علم توحید	علم معرفت	علم استدلال
علم مشاہیرہ	علم اصول	علم احوال	علم احسان	علم محفل	علم صفت سائب
علم لباس	علم تعویذ	علم دعوات اویس	علم اسمائے عظم و شرح آن	علم تربیت	علم تربیت
علم ارشاد	علم تزکیہ	علم تصفیہ	علم مقامات	علم تزیین	علم تخریص
علم اجتهاد	علم مذاہب	علم تحقیق	علم روایت	علم آثار	علم متاثرہ
علم اجازت	علم کفایت	علم تعلم	علم طالب چارہ نیرت صحیح	علم قطع علاق	علم قطع علاق
علم علوم	علم باہمیت علوم	علم تصنیفات	علم تالیفات	علم نقاشی	علم روحانی
علم باہمیت بشر	علم باہمیت جن	علم باہمیت حیوان	علم وصال	علم فراق	علم نومریت
علم خاصیت	علم تاثیرات	علم اجزاء	علم شمارہ	علم تاثیر صحت	علم خلوت
علم اعتکاف	علم حجابہ	علم مکارم	علم مکارم	علم اشتغال	علم فیاض
علم وعظ	علم نصیحت	علم وصیت	علم اوصاف	علم حقوق	علم استحقاق
علم قصص	علم حکایات مناسبت	علم واقعات	علم معجزات	علم متابعت	علم سنت
علم تدبیر من الشا	علم تحفیل	علم صحیح	علم نحو	علم ارادہ	علم حل مشکلات
علم دیانت	علم افادہ	علم اولی اک	علم اہتمام	علم ساعات مستجاب	علم معادہ
علم اسرارہ	علم اشارہ	علم اطہارہ	علم مشکرہ	علم بکوت	علم جبروت

علم الامور	علم تواضع	علم تکبر	علم افتقار	علم اختیار	علم اضطراب
علم حالات	علم وحد	علم غفرت	علم تجرید	علم مقصود	علم جزئیات
علم عشق	علم محبت	علم شوق	علم ذوق	علم ترقی	علم اعمال قبول
علم اعمال جوارح	علم المیان اسلام	علم ماہیت ایمان و اسلام	علم ماہیت قرآن و اخلاص و داخل	علم ماہیت قرآن و اخلاص و داخل	علم ماہیت قرآن و اخلاص و داخل
علم ماہیت صوم	علم ماہیت تراویح	علم ماہیت امر و نہی	علم ماہیت عبادت	علم ماہیت ذنوب	علم ماہیت حج
علم بیخات	علم خوف	علم رجاء	علم سفر	علم حضر	علم ارادہ
علم بیعت	علم ولایت	علم نظرت	علم قطیبت	علم محبوبیت	علم توکل
علم تاکل	علم تشرب	علم صبر	علم شکر	علم نذرانی	علم ظلمانی
علم اجیار	علم امامت	علم رویت	علم من لدنی	علم سر قدر	علم قربت
علم لعابیت	علم تربیت	علم اربعیات	علم امانت	علم خایف	علم اجماع
علم اتفاق	علم مانع و مہول	علم فریعت	علم طریقت	علم حقیقت	علم حجابہ
علم اوراد	علم اذکار	علم مجالست	علم ادب	علم حجابہ	علم کرامت
علم استقامت	علم کاسب	علم مواہب	علم علوی	علم سفلی	علم معرفت
علم ابتدا	علم انتہا	علم انابت	جہلم حلوم ۱۸۸ اعلمہ		

حاصل ایسی چیز علم و اجل است و در علم ساریک و سبب اظهار این است کہ این
مختصر یہ کہ یہ چیز علم عام ساریک میں داخل ہیں اور اس کی اظہار (ذکر) کی وجہ یہ ہے کہ یہ
علم بہرہ ور ہیں لفظ ظاہر نہایت علموں میں در ذوات ان صاحب علوم بود۔
تمام علوم اس لفظ میں ظاہر (موجود) ہیں۔ چونکہ حضرت تمام علوم میں پکارتے

آں ہمہ جمع آورم چنانکہ وہ محل تاریخ ہری کے اذین لفظ آید ہرگز ارا اذین علوم

میں نے سب کو جمع کر دیا۔ چنانچہ یہ محل تاریخ ہریات آویگی۔ ہر اس شخص کو کہ ان علوم

مذکورہ بہرہ خواہد بود ہم فہم خواہد کرد حق تعالیٰ ہمہ را فہم و ادراک بخشہ آئین

سے واقفیت ہوگی۔ سمجھ کے گا۔ حق تعالیٰ سب کو سمجھد و چھ بخشہ آئین

رب العالمین و لفظ ایضاً فرق نہادہ بین الکالیین و تواریخ و اوقات

لے جہازوں کے پالنے والا۔ لفظ ایضاً سے علیہ کیا۔ بین نے دو کلاموں کو اور تاریخوں اوقات

تبا نہادہ و ماہ و ہفتہ و روزہ نیز چوں تجمد و بعد اشراق و بعد چاشت و بعد ظہر

تاک کا خیال کیا۔ جہینہ ہفتہ اور اوقات دن رات مثلاً تجمد و بعد اشراق و بعد چاشت بعد دوپہر

و بعد عشا مشقت کلی کر دم و علاوت طعام و خواب از خود دیگر شتم رحمت بسیار

بعد عشا میں تیز کرنے ہیں، پوری محنت کی اور لذات طعام اور نمیند کو بہ طرفہ کے کافی تکلیف

و پیہم اکتوں امید و اہل رحمت پر و روکا کہ مستم کہ بہ رحمت بدل کر و انا کہ نقش

الٹھانی اب امید کرنے والا اپنے پالنے والے سے ہوں کہ وہ رحمت کو ساتھ رحمت کے بدل و پو

رحمت و رحمت کے رحمت یجعل اللہ بعد عشر فی لفظ میں برائے تاکہ است

کہ تخریذ رحمت و رحمت کی ایک ہے عنقریب ضرور اللہ تعالیٰ کر نیگے تنگی کے بعد فراخ و لفظ میں

سرا انجام گیرد اند خدا تعالیٰ بعد و شواہد کی آسانی را چنانکہ خدا جامع ضمیر کو یہ

تاکید کیے سے آخر کو کیا اللہ تعالیٰ بعد مشکل کے آسانی جیسا کہ صاحب جامع ضمیر فرماتے

نروح خانی قد تعابت بنظیرہ ویتا کما بابت السلیبہ مشہلا

اللہ جل میں اسی طرح ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ مشہرہ اور ماثورہ ہرے جس کے معنی
ببخوابی و بیداری کے ہیں۔ واللہ اعلم

نابروہ رنج گنج میر نے شروع فرما دیا اور جان برادر کہ کار کرد

تکلیف اٹھائے بغیر خزانہ نہیں ملتا۔ بھائی جان فائدہ وہی اٹھاتا ہے۔ جو کام کرتا ہے

قوله تعالى وما اسالكم من اجر ان اجري الا هلي رب العالمين قوله

قوله تعالى في كچه اجر انيس چاہتا۔ میرا اجر سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور پر نہیں

تعالى ان الله لا يضيع اجر المحسنين وقوله تعالى ان الله لا يضيع

قوله تعالى تحقيق الله تعالى اجر فرائع نہیں کرتا محسن اور قوله تعالى تحقيق الله

اجر من احسن عملا وقوله تعالى وهل جزاء الاحسان الا الاحسان

انيس فرائع کرتا عمل اسکا جس نے بہت اچھا عمل کیا اور قوله تعالى کیا بدلہ احسان کا سوا احسان

وقوله تعالى ومن جاء بالحسنة فله عشر مثا لها قوله عليه السلام من سن

كے اولیٰ اور قوله تعالى جس نے اچھا عمل کیا تو اس کیلئے دس ہیں مثل اس کے قوله عليه السلام

سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الى يوم القيامة قوله

جس نے بخشنی نیکی کی اس کو اس کا اجر ملے گا۔ اور قیامت تک عمل کا اجر ہوگا

عليه السلام اجر ك على قدر تعبك وچہا رکتب قرأت کر دم یکے در علم فقہ

قوله عليه السلام اجر تیرا تیری تکلیف کے مطابق ہے میں نے چار کتابیں پڑھیں ایک علم فقہ شریعت

شریعت ویکے در علم احادیث نبوی و درود علم سلوک و طریقت حقوق پیر

کی۔ ایک علم احادیث نبوی صلعم اور در علم سلوک و طریقت کی۔ حقوق پیر

بود و حقوق اتا زے تیرا جب شد حقین واجبین و چہا کتب سماع

د استاد بھی واجب ہو گئے (۲ حقوق) اور چند کتب میں

کتاب و غیرہ جو حضرت خذیم سے لیا گیا ہے

کہ وہم اول کلام اللہ تعالیٰ کتاب باری تعالیٰ کہ نیرہ مخدوم اسمہ حامد

پہلی کلام اللہ تعالیٰ کتاب باری تعالیٰ کہ پوتا حضرت مخدوم جن کا نام عامر تھا

میکر نشت در علم احادیث مشارق و مصابیح و آوراویہ و الہدیین صوفیہ

علم احادیث میں مشارق و مصابیح اور آوراویہ الہدیین صوفیہ

کہ مخدوم در مکہ مبارک جمع کردہ بود و در علم فقہ متفق و مجمع البحرین و

جو حضرت مخدوم نے مکہ مبارک میں جمع کی تھیں اور علم فقہ میں متفق و مجمع البحرین

چیزے قدر دی و چیزے ہدایہ و در علم اصول فقہ چیزے حتمی و

کچھ قدر دی اور کچھ ہدایہ اور علم اصول فقہ میں کچھ حتمی

چیزے بردوی و در علم کلام چون عقیدہ نسفی و قصیدہ لامیہ با شرح

اور کچھ بردوی اور علم کلام میں عقیدہ نسفی قصیدہ لامیہ جامع شرح

و در علم تفسیر چون بدارک و در علم سلوک چون عوارف و تعرف و رسالہ

اور علم تفسیر میں مثل مذاک اور علم سلوک میں مثل عوارف و تعرف اور رسالہ

مکیہ و رسالہ دیگر و شرح پہل و یک اسمائے اعظم و شرح نو و نونام

مکیہ اور دیگر رسالہ اور شرح اسمائے اعظم اور شرح نام

ہر دو شرح ہم شرح کبیر و ہم شرح صغیر و در علم آوراویہ اور او

اسم پاک اللہ تعالیٰ اور دو شرح کبیر و شرح صغیر اور علم آوراویہ میں

شیخ الشیوخ و اوراد شیخ کبیر و اوراد خواجگان چشت و اوراد مخدوم

اوراد شیخ الشیوخ اوراد شیخ کبیر اوراد خواجگان چشت رحمہم اللہ تعالیٰ

اور اوراد حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ

فوائد کتب جمع آردوم محل تواریخ گفتمہ آید و این مفوظ مبارک را بجملا حدتہ

فوائد تمام کتب میں نے جمع کئے جن کا ذکر اپنے اپنے موقع پر آئیگا۔ اور اس مفوظ مبارک کو

الانفاظ جامع العلوم نام کریم و بالذات التوفیق و چیز دیگر اس فقیر لمباز امت

مٹے الفاظ نمایاں حروف) جامع العلوم کے نام سے نام زد کیا۔ ساتھ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے

صحبت آں پیر پر گزیدہ برگرفت ہرگز و ہزار سفر حاصل نشود اگرچہ سالہا

جوات کہ اس فقیر نے پیر پند پایہ کی صحبت کو لازم پڑھنے کے حاصل کی ہرگز ہزاروں سفر کرنے سے

رہو و آنچه یافتہم در مفوظ جامع آردوم بر خود نداشتہم و تقصیر نکردم کہ بجز

حاصل نہ ہوتی۔ چاہے کتا ہی عرصہ گزر جاتا میں نے جو کچھ حاصل کیا تمام کا تمام مفوظ میں جمع

آخیر الخیر الخیر المتعدی یعنی بہترین خیر آست کہ پادگیر سے رسانید

کہ یاد کچھ بھی چھپا نہیں رکھا۔ اور عامی نہیں کی کہ جو کہ ابھی تک نیکیوں سے وہی ہو رہی ہوں

یوں محذوم عالمیہ نامعلوم کشت و بصیر مشرخی و استند کہ اس فقیر موقوف

تک پہنچے جب جہازوں کے مخدوم کو معلوم ہوا اور ساتھ روشنی روحانی کے اپنے جانا کہ یہ فقیر

جمع می آرد چوں فوائد و احادیث صحاح و مسائل غریب و یا اشعار عربیہ

ملفوظ جمع کر رہا ہے۔ مثلاً فوائد اور حدیث صحاح۔ اور مسائل عجیب اور حدیث عربیہ

یا فارسی و آنچه بایں مانتہ بودے روسے مبارک بقدرے آرد و ندے

و فارسی اور مثل اس کے۔ تو درخ مبارک اس فقیر کی طرف لاتے

و میفرمود تا کہ فرزند من نبویں بارہ ہا در مجلس سے نشستہم و یا آنکہ چوں در حجرہ می

اور فرماتے۔ کہ اے میرے بیٹے لکھ۔ کئی دفعہ میں مجالس میں لکھتا۔

یا جب حجرہ میں آتا۔ لکھتا۔

یا جب حجرہ میں آتا۔ لکھتا۔

آمدن می نشستم و چند وصایا نوشتم کہ آزاد رعایت کنی و وصیت اول آنکہ ہر

چند وصیتیں تحریر کرتا ہوں۔ ان کی رعایت (ملاحظہ) رکھیں۔ پہلی وصیت یہ ہے کہ

کہ را اذیں مفوظ چیزے مشکل افتد و حل آن نمائند باید کہ بر کاتبہ ایس فقیر

ہر کس جس کو اس مفوظ سے کوئی مشکل پیش آئے۔ چاہیے کہ اس فقیر کے مکان پر

جو مسجد جامع دہلی قدیم ست از فراشاں مسجد مذکورہ پیرسا ایشاں در حال

جو قریب مسجد جامع پرانی دہلی ہے (آئے) اور فراشوں مسجد مذکورہ سے پوچھے

خواہند نمود تا آن مشکل اذیں فقیر حل شود اگر حیات باقی باشد والا خداے

وہ قولاً تبلا دینگے تاکہ وہ مشکل اس فقیر سے حل ہو جاوے اگر زندگی باقی ہے وگرنہ خداے

تعالیٰ آن مشکل را حل کند بفضلہ و کمال کہمہ و وصیت دوم آنکہ ہر کہ ایس

تعالیٰ اس مشکل کو حل کریگا۔ ساتھ مہربانی اور کمال شفقت اپنی کے۔ دوسری وصیت ہر

ملفوظ را مطالعہ کند باید کہ با طہارت باشد و تدبیر و تفکر و حضور ہی دل لازم

شخص کہ اس مفوظ کا مطالعہ کرے۔ چاہئے کہ با وضو ہو اور سوچ بچار اور حضور ہی قلب

شمر دتا از کلمہ اذیں کلمات ینا برع و فوائد کثیرہ پدید آید و ذوق آن معانی در

پوری توجہ) کو لازم رکھے کہ ان کلموں اور باتوں سے منافع اور فائدے بہت نمایاں

یا بد پس چنان باشد کہ صحبت صاحب مفوظ بخار و دم و امرت برکاتہ پورہ

ہوں اور لذت ان معنوں کی حاصل ہوگی یا کہ ایسا (مخسوس) ہو کہ صحبت حضرت

باشد و وصیت سوم آنکہ در شب و روز مطالعہ کند و خاندان خود را و آیندگان را

محمدوم صاحب مفوظ کی حاصل ہونی۔ تیسری وصیت دن رات اس کتاب کو پڑھے

اور اپنے خاندان والوں کو۔ اور آنے والے دوستوں کو

وصایا حضرت جامع دہلی

انہیں نصیحت کرتے ہیں ویسا گناہاں نہ کرو اگر سالک نباشے۔ باید کہ پیش سالک بخواند۔
 اس سے نفع کچھ اور تبادلو سے اور اگر سالک نہ ہو تو چاہیے کہ کسی بزرگ صاحب سلوک
 پر عابد و مستعبد را سالک نشمر د کہ مرتبہ اول سالک قطع علائق دست ہر تعلقہ کہ
 سے پڑھے اور ظاہری نیک اور نیک فکل والے کو سالک نہ سمجھے کہ پہلی نشانی سالک کی تعلقا
 بات چوں ختم مقابہ و درس مدارس و امامت مسجرو کتابت مکاتب و کتب
 سے علیحدگی ہے۔ ہر تعلق کے ہر مثلاً قبروں پر ختم کرنا۔ مدرسوں میں پڑھانا۔ امامت مسجرو
 مکاتب و تعلیم صبیان و عہدہ دیوان چوں قضا و احتساب و حجابت یعنی
 لکھانی لکھنا۔ کاروباری کسب و بچوں کو پڑھانا۔ ملازمت و دربار (ادارہ) مثلاً حاکم وقت و حاکم
 درباری و تجارت و اجارہ و آنچه بدیں مانند کہ ہر تعلق گویت موانع سلوک
 حساب کتاب۔ حجابت یعنی درباری تجارات وغیرہ کہ تمام تعلقات کی قسمیں ہیں کہ سلوک
 انہیں چنانکہ بعضے مشائخ کہتے ہیں انہ کہ السالک هو المتوکل علی اللہ المستغنی
 در راہ خدا کی حاصل ہیں۔ جیسا کہ بعض بزرگان اپنی الشریعے کہا ہے کہ سالک وہ ہے جو
 بد بصفتہ اصحاب الصفة قوله تعالیٰ و احبیر نفسک مع الذین
 محض اللہ پر پھر دوسرے اور ایسی کے خیال میں غرق ہو۔ اور ہر طریقہ اصحاب صنفہ کے۔ فرمان
 یدعون رکیم بالغداة والغشی بریدون و جہا ای خاتر ہے
 اللہ تعالیٰ احبیر کیساتھ ان لوگوں کے جو اپنے رب کی رات دن پکارتے ہیں اور اس ہی کی حالت
 عالی ہمت کہ اور ایسے ذات اطاعت کنندہ طمع بہشت و نہ خوف دوزخ
 ہیں (سبحان اللہ) بڑے عالی ہمت ہیں (وہ لوگ جو) کہ اس کی تابعداری محض اس کی
 ذات کیلئے کرتے ہیں نہ بہشت کا طمع کرتے ہیں۔ اور نہ دوزخ کا خوف رکھتے ہیں

لہ صاحب عمال یا تر فرغ از کسب لہ نقد و کفایت دست و حساب و کمال و بزرگو

قوله تعالى ونخشونہ ولا یخشون احداً الا اللہ سے

قرآن اللہ تعالیٰ ڈرتے ہیں اور انہیں ڈرتے کسی سے مگر اللہ تعالیٰ سے

چوں گلشن بہشت نبایکیشم قرآن کے سرور وین گلخن دنیا اور آرزو

سبب بہشت ان کی نگاہوں میں کچھ نہیں۔ تو دنیا کے بھیڑوں میں کیسے آویں گے۔

قوله علیه السلام فی صفة اصحاب الصفة لا الی فرج ولا الی ذرع

قول عایہ السلام بیچ صفت اصحاب صفة کے۔ نہ تو دو دوہ کے بھیڑے ہیں

یعنی این اصحاب صفة شیردار نبودند سے یعنی گاؤں کو سفند و نہ کشت ذراعت

یعنی گائے بکری وغیرہ کے۔ اور نہ ہی کھیتی باڑی کے دولے میں دیکھے

کہوند سے ہمہ وقت مستغرق بودند سے وصیت چہارم آنکہ در شب باروند سے

دیکھے، ہر وقت ذات باری کے خیال میں محو ہوتے تھے۔ چوتھی وصیت ہر کہ رات دن

مطالعہ کند و با خود وارد و یا یک وقت کن در شب باروند سے کہ در ان وقت

مطالعہ کرے اور اپنے پاس رکھے۔ یا دن رات میں کسی ایک وقت مستغرق میں

این را مطالعہ کن خاصہ مر کے را کہ فرزند مخدوم باشد و باید کہ خانہ نجانبہ و محلات

اس کہ پڑھے۔ خصوصاً وہ شخص جو اولاد حضرت مخدوم سے ہو۔ اور چاہیے کہ

بمحابت و ہر کہ بطلید برائے نسخ یعنی تو تین بدہد و تقصیر نکند کہ غرائب و عجائب

کہ جگہ بجگہ اور مکان بہ مکان (پڑھے) ہر کوئی کہ اس کے نقل کرنے کے لئے اس کو

بسیار ست تا ایشان را نیز قرائد حاصل آید کہ اخیر الخیر الخیر المتعد می کہ

طلب کیسے اس کو دے نخل نہ کرے کہ عجیب و غریب باتیں ہیں۔ تاکہ دوسروں کو بھی

فائدہ حاصل ہو۔ نیکوں میں سب سے وہ اچھی نیکی ہے۔ جو دوسروں کو پہنچے

بہترین خیر متعدی است کہ بدگی سے برساند و اگر کسے ہیں فقیر بگزرا تا جو ب باشد

اگر کوئی اس فقیر کے پاس آئے۔ اور اچھا ہو گا۔ کیونکہ یہ فقیر اچھی طرح

ذرا بچہ این فقیر نیکو میاں مذکور جمع آوردہ است فوائد آن مناسب تقریر کردہ

چانتا ہے۔ جو اکٹھا کیا ہے۔ اور خوبیوں پر اچھی طرح روشنی ڈالینا

شود وصیت پنجم آنکہ اذین دیا چہ کم و بیش نکستہ تا بر صواب افتد و

پانچویں وصیت اس خطبہ میں گھٹا و بڑھاؤ نہ کرے۔ تاکہ معاملہ پورا رہے

اس فقیر را بعلیے ثبات ایمان و عاقبت خیر کرم کند خدایا تعالیٰ انتم کار

اس فقیر کو ساتھ سلامتی و ہمیشگی ایمان اور انجام خیر کے لئے دعا کرے، ہر بانی کرے

اس فقیر با جمیع مسلمانان بر مسلمانی گردانائے بندہ و کمال کرہ آمین رب العالمین

اللہ تعالیٰ اور خاتمہ اس فقیر کا ساتھ تمامی مسلمانوں کے مسلمانوں پر کرے ساتھ کمال شفقت

۷۔ بماند سا لہا این نظم و ترتیب زما ہر ذرہ خاک افتد بجائے

اپنی کے دنیا کی، یہ نظم اور باقاعدگی سا لہا سال ہے گی (مگر زندگی کو ہمیشگی نہیں ہے

عسریں لقمے مست کرے یا ادا ماند کہ ہستی را منی بلینم بقائے

البتہ کوئی اللہ والا کسی دن ساتھ ہر بانی کے کرے اس مسکین کے واسطے

مگر صاحبان نے روزے بجمت کنایہ حق میں مسکین دعا سے

دعا سے خیر (تو اس کو بقا ہے) کچھ طاقت نہیں مگر ساتھ اللہ تعالیٰ کے اسی

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ قَلَّيْتُ وَكُلُّ الْمَلُوكِ لِرَبِّهِمْ

پر بھروسہ ہے۔ اور اسی پر بھروسہ کرنے والے بھروسہ کرتے ہیں۔

تمام ہوا دیا چہ اصل کتاب کا

سبب تخریب ترجمہ جامع العلوم

بعض بزرگان دین نے ایک قلمی نسخہ جامع العلوم کا ہر ورزہ کہہ گئے ہیں
 علم کان فضل امیر کبیر حضرت سیدنا اب سید محمد صدیق حسن خاں
 صاحب مرحوم و متفودہ کی خدمت میں ہدیہ بھجوا خاکسار نے جس وقت اس
 کو دیکھا تو بغایت پسند آیا ہر علم و فن کی تحقیقات سے اس کو ہملا پایا
 خصوصاً علم سلوک کے عجائب و غرائب امور اس میں ایسے دیکھے کہ دوسرے
 کتب میں نہیں دیکھے خاکسار نے جناب نواب صاحب مرحوم سے عرض
 کیا کہ یہ کتاب مستطاب آپ کے جراح حضرت مخدوم قدس سرہ کی ملفوظات
 کی ہے اور ابھی تک چھپی نہیں ہے آپ پر حق ہے کہ چھپوادی جائے تاکہ خاص و
 عام اس کے فیض سے مستفیض ہوں اور میں جو عرض کرتا ہوں سو مجھ پر بھی ایک
 نوع کا حق ہے کیونکہ آپ کا سلسلہ پادری حضرت مخدوم تک پہنچتا ہے اور

سے مولانا ابید صدیق حسن بن سید اولاد حسن بن سید اولاد علی بن سید لطف اللہ بن سید عزت اللہ
 بن سید لطف علی بن سید علی اصغر بن سید کبیر بن سید تاج الدین بن سید جلال دالغ بن سید ابو
 شیبہ بن سید جلال ثالث بن سید عالم کبیر بن سیدنا عمر الدین محمود بن سید ابو عبد اللہ جلال الدین
 مخدوم جہان نیان جہان گشت بن سید احمد کبیر بن سید جلال اعظم گل سرخ بخاری بن سید
 علی موید بن سید جعفر بن سید احمد بن سید محمد بن سید عبداللہ بن علی اشقر بن جعفر کی بن امام
 علی نقی بن امام محمد تقی بن امام موسیٰ رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام
 محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین بن سیدتنا فاطمہ الزہراء بنت سید المرسلین
 خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک وسلم ۱۲

میرے دادا کی والدہ بھی اسی خاندان عالی کی ہیں آپ اگر اصل ہیں تو میں
 قرع ہوں آپ گل ہیں تو میں خار ہوں
 جس گلستاں کے ہو تم گل تر خار اُس بوستاں کے ہم بھی ہیں
 وجہ بیگانگی نہیں معلوم جہاں کے تم ہو وہاں کے ہم بھی ہیں
 اس پر فرمایا کہ اس کی تیغیں کی جائے اس کو ہم طبع کرادیں گے۔ میں نے

۱۔ ذوالفقار احمد بن سید بہت علی بن سید شاہ ولی بن سید نجیب الدین سید بن الدین
 بن سید فضل الدین بن سید محمد یوسف بن سید عنید بن سید مینا بن سید سلیم بن سید علی شیرازی
 بن سید دیوان بن سید ہلال بن سید عتیق الشہ بن سید محمد المعروف سید داؤد بن سید
 ابوالحسن بن سید شیبہ بن سید سلیمان بن سید نور بن سید منوہ بن سید میرا بن سید عظیم الدین
 بن سید شیخ بن سید علی الدین ثانی بن سید ناصر الدین محمد بن سید ابو عبد اللہ جلال الدین
 مخدوم جہانیاں جہاں گشت تا آخر اول جہیر جوہم کا سلسلہ پوری امام علی نقی علیہ السلام
 تک یوں پہنچتا ہے کہ سید شاہ ولی بن سید شاہ عالم بن سید سردار عالم بن سید
 ثار الشہ بن سید عزیز الشہ بن سید محب الشہ بن سید شاہ ولی بن سید شاہ محمد بن سید
 قمر الدین علی المعروف سید چاند اختیار الملک بن سید راجہ محمد بن سید عبد الخالق بن
 سید عبدالرحمن بن سید شیخ محمد بن سید حسین بن شہید امام الدین بن سید محمد اشرف بن سید
 شمس الدین اعلیٰ یعنی خواجہ شمس الدین خوارزمی شمس الملک اوستاد حضرت سلطان الاولیاء
 نظام الحق والدین قدس سرہ ابن سید امیر قائم بن سید عمار الدین المعروف سلطان العارفین
 ابن سید شرف الدین بن سید علی حسین قبائی بن سید ابراہیم بن سید محمد بن سید حسین ذکی بن سید
 عبداللہ الملک بعلی اکبر ابن امام علی نقی علیہ السلام تا آخر یہ تو نسب نامہ قدیم ہیں کہا
 ہوا چلا آتا ہے بطور یادگار لکھ دیا گیا ورنہ ذات پانت پوچھے تاکہ وہ ہر کوئی سمجھے سوہرا ہوتے
 بناؤ عشق شدنی ترک نسب کن جامی کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نسبت

عرض کیا کہ یہ کتاب قابلِ تلمیخ کے نہیں ہے یہ تو دس مہینے کے مثبت روز
کا روز ناچ ہے ہر وقت جو امر پیش آیا وہی قلمبند کیا گیا ہے۔ اس میں سے
جس قدر کم ہو گا اسی قدر اصل مطلب جاتا رہے گا۔ خوبی اس کی یہی ہے
کہ پوری کتاب طبع ہو جائے غرضیکہ اتنی بات ہو کر رہ گئی۔ پھر ان کی وفات
کا حادثہ جائزہ پیش آیا غفر اللہ مغفرتاً وظاہراً وبالغنیۃ لا تغادر ذنوبنا بعد چند ماہ
کے ایک دن حضرت نواب صاحب مرحوم کے فرزند اکبر اخی مرحوم مسید
نور الحسن خاں صاحب طال عمر و زاد و قدرہ سے ملاقات ہوئی باتوں
باتوں میں ملفوظ کا ذکر نکالا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے مطبع انصاری میں
ملفوظ کا چھپوانا شروع کر لیا تھا دو تین جزو اس کے چھپے مگر ہم کو پسند نہ
آئے اسلئے اس کا چھپوانا موقوف کر دیا میں نے کہا میاں آپ نے مجھ سے
فرمایا ہوتا تو میں اپنے ہاتھ سے ایک نسخہ اس کا لکھتا اور ہما انکے تصحیح و درستی
کرتا پھر آپ اس کو چھپواتے تو بہتر ہوتا اس پر میاں صاحب موصوف نے
فرمایا کہ اس کی فارسی بطرز قدیم ہے۔ اگر اردو زبان میں اس کا ترجمہ ہو جائے
تو ہم اس کو چھپوائیں چنانچہ یہ کام خاکسار کے حوالے ہوا ہر چند اس کتاب
کے اور نسخے تلاش کئے مگر تیسرے آئے ناچار نسخہ موجودہ پر قناعت کی گئی
اگرچہ عدم تیسرے نسخہ دیکر اور قلتِ بضاعت و عاید لیاقت اس کام سے روکتی
تھی۔ مگر اس کتاب نایاب کے اشاعت کا شوق و ذوق ابھارتا تھا۔ پس
بملاحظہ المرفوق الادب اور حکیم مالایدرک کلمہ لا یتروک کلمہ اوائل
ماہ شوال ۱۳۰۷ھ سے ترجمہ کرنا شروع کیا حسبِ امکان تصحیح و تہذیب کی

ہر بات کا عنوان بخطِ علی لکھا تاکہ وہ بات جلد مل جاوے دیکھنے میں خوشنما
 معلوم ہو جس جگہ سمجھ میں نہ آیا وہاں بعینہ عبارت فارسی لہنے دی یا اصل
 کتاب کے موافق ترجمہ کر دیا تاکہ سمجھنے والا سمجھ لے یا کوئی اور نسخہ مل جائے تو
 اس کو دست کر لے کیونکہ فہم و ادراک کا تفاوت ضروری ہوتا ہے۔ اولہ
 استیلا والنقص علی الکمال کا مشاہدہ ہر دم رہتا ہے۔ غرضیکہ اوائل ماہ صفر
 ۱۳۰۸ھ ہجری تک تحریر جاری رہی پھر بسبب بعض امراض و نیز امور دیگر رکھنا
 ملتوی رہا۔ یاد اللہ الشریعہ شمس الطریقہ بہان الحقیقہ مصدر کراہات منظر کشفیات
 مرجع خلائق ہادی طرائق کامل و کمل و اصل و موصول حجۃ الدنیا والدین بتبع
 سنن پیامبر سلیم عالم ربانی عارف صحابی سیدنا و شیخنا حضرت پیر و مرشد
 مولانا فضل رحمن صاحب متع اللہ المسلمین بطول بقائہ و افاض علینا
 سحاب فضلہ و عطائہ کی خدمت تشریف میں اس کتاب کی اتمام و قبول کے
 دعا کے واسطے عرض کیا گیا تو آپ نے دونوں باتوں کی دعا فرمائی چنانچہ
 حضرت صاحب قبلہ کی دعائے برکت اثر سے یہ ترجمہ ستم ماہ صفر ۱۳۰۹ھ
 کو تمام ہوا اور اس کا نام الدر المنظوم فی ترجمہ موقوف الخدم رکھا گیا۔
 اللہ سبحانہ اس کو قبول فرمائے اور مومنین و مومنات کو اس سے نفع دے اور
 جو سہو و خطا مجھ سے اس میں ہوا ہو اس سے درگزر فرمائے اور عاقبت دارین
 و حسن خاتمہ روزی کرے۔

ختام اللہ لنا بالحسنہ و اذا قنا حلا و قہ رضواتہ الیسنہ

امین یا رب العالمین

وہ فعل بد و خوبی بد خود محسوس
 یا حج شریک خیال باطل زولم
 لطفت و کرمیت یا دین بے کس پس
 جو حضرت کو تدارک و این بے کس کس
 و شواہج ہاں بد لہم آسماں سے کن
 اچھا اذکر م تو ہی سوزاں سے کن

یا رب زگناہ ز شرت خود منفعلم
 فیضی بلہم ز عالم قدس زسان
 الشایقیر یا دین بے کس کس
 ہر کس کیسی و حضرت سے تا زو
 افعال بد م ز خالق نہاں سے کن
 امر و نہ تو شتم بداد و سوزاں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رب سار و لا تصرف تمہر بالخیر و صل علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ
 و صحبہ و سلام ید ابو عبد اللہ علا الدین علی حسینی رحمہ اللہ تعالیٰ مولف جامع العلوم
 ملفوظ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید السادات مخدوم جو اپنی اسلمہ
 اللہ تعالیٰ بکرم علی و علا شہر معظم دہلی میں اچھ مبارک سے اول بابہ
 میں تشریف لائے حق تعالیٰ کی باعثہ ازلی سے اس فقیر کے دل میں واقع
 ہوا اور سلسلہ واسطہ کا جنبش میں آیا سال مذکورہ میں بروزہ عاشورہ بعادائے نماز
 ظہر یہ فقیر اور مولانا بدرا الدین سناک بندگان مخدوم میں منسلک ہوئے اس
 وقت ایک عزیز خدمت مخدوم میں مشارق کا سبق پڑھتا تھا حدیث تشریف
 یہ کہی قال علیہ السلام من قال لا الہ الا اللہ و صد ہا خدمت لداربعہ
 الاف ذنب من انکبائر یعنی جو شخص کلمہ طیب کہے اور لائے نفی میں نہ
 کرے تو چار ہزار گناہ کبیرہ اس کے دفتر سے دور کریں اور یہ تو ایک بار کہنا
 ہے۔ باقی کا اسی پر قیاس ہے۔ بعد اس کے فرمایا میں سماع رکھتا ہوں کہ
 اگر کسی کے اس قدر گناہ نہ ہوں فلا ہل بیتہ وان لم یکن فلا قربانہ
 وان لم یکن فلا حبابہ وان لم یکن فلیجیراتہ وان لم یکن فلا ہل
 محلقتہ وان لم یکن فلا ہل بلدہ وان لم یکن فلا ہل دینہ وان لم یکن رفع

جب جو کوئی "لا الہ الا اللہ" کہے اور لائے نفی میں منکرے اس کے چار ہزار گناہ کبیرہ دور کریں۔

لہذا درجہ بمقدار ادا جس کسی کے چار ہزار گناہ کبیرہ نہ ہوں تو اس کے گھر
 والوں سے دور کریں اور اگر گھر والوں کے بھی نہ ہوں تو اس کے اقربا سے
 دور کریں اور اگر ان کے بھی نہ ہوں تو اس کے دوستوں یا دوسروں سے دور کریں
 اور جو ان کے بھی نہ ہوں تو اس کے پڑوسیوں سے دور کریں اور جو ان کے
 بھی نہ ہوں تو اس کے محلے والوں سے دور کریں اور اگر ان کے بھی نہ ہوں تو اس
 کے شہر والوں سے دور کریں اور جو ان کے بھی نہ ہوں تو اس کے اہل دین سے
 دور کریں اور اگر ان کے بھی نہ ہوں تو اس کے واسطے ایک درجہ بلند کریں
 بمقدار اس کے بعد اس کے فرمایا کہ اگر کوئی مخلوق دیکھتا ہو تو تو اس کے
 شرم سے ہرگز گناہ نہ کرے اور خدا تعالیٰ کہ خالق ہے اور ناظر ہے کیونکہ
 گناہ یاد آئے بعد اس کے فرمایا کہ میں نے ایک دیوالے سے یہ دو بیتیں
 سنی ہیں

شرم ندادہ ہی کہ گنہ ہے کہنی تامہ خود را چہ سید ہے کنے
 سگ نکند با سگ بیگانگان آنچه تو با حضرت حق ہے کنے

اور حاضرین سے فرمایا کہ لکھو اور یاد کرو اس بات کی چند بار تکرار کی شہزادہ
 ظفر خان خدمت میں حاضر تھا اس نے بھی لکھا اور فقیر نے دل میں لکھا بعد
 اس کے بنائے کی طرف متوجہ ہوئے پوچھا کہ میرے قرآن تو کچھ پڑھتا ہے
 اور کون علم پڑھتا ہے میں نے عرض کیا ان دونوں یہ فقیر علم صرف و نحو کا شغل
 رکھتا تھا وہی عرض کیا خوش ہوئے اور فرمایا فقیر بھی پڑھتا ہے میں پڑھتا تھا
 اور ترتیب یہ تھی کہ سونے کے وقت دو آیتیں آخر سورہ بقرہ یعنی امن الرسول

ولایت مخدوم دامت برکاتہ سے زمین ہم پر کوتاہ ہو جائے تاکہ ہم علیہ دروازے
 پر پہنچ جائیں الغرض واقعہ حال یہی تھا کہ حق جل و علا کے فضل اور مخدوم
 کی برکت سے مغرب کے وقت دروازے پر پہنچ گئے۔ بے وقت ہو گیا
 تھا آخر وقت میں مغرب کی نماز ہم نے ادا کی اور مخدوم مولانا بدرالدین نے
 کہا کہ آہستہ چلیں اب کہ ہم شہر پہنچ گئے ہیں۔ چنانچہ وقت بکھنے
 نوبت ہونے کے ہم گھر کو پہنچ گئے اور جو کچھ کہ مخدوم نے فرمایا تھا ہم
 اس کے ملازمت کرتے تھے یعنی وصیت مذکورہ کی اور اس فقیر نے علم میں
 شروع کیا مخدوم کے نفس مبارک کی برکت سے یہ فقیر عالم ہو گیا۔ الحمد للہ
 علی ذلک بعد ارادت بنی گی مخدوم دامت برکاتہ کے بمابہ صفر سال مذکورہ
 خدمت میں شیخ بزرگوارہ شیخ خضر کے شب جمعہ کو گیا۔ نماز تیس بجی جماعت ادا
 کی اور حلقے میں ہمراہ یاروں کے ذکر بلند کہا۔ حکم اس آیت شریفہ کے قولہ
 تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصادقین دوسرے یہ
 بات ہے کہ میں نے سنا کہ مخدوم جس جگہ سنتے کہ فقیر میں کوئی درویش ہے تو
 اس کا قصد کرتے اور اس سے ملنے بلکہ خرقد پہناتے اور بکالت خرقد پہنانے
 کے اجازت دیتے تھے۔ بعد اس کے شیخ خضر نے اس فقیر سے پوچھا کہ مخدوم
 زاد سے تم نے پیوند ارادت کا کہاں کیا ہے یعنی تم کس کے مرید ہوئے ہیں نے
 کہا کہ خدمت میں مخدوم چہانیاں شیخ قطب العالم سید السادات جلال الحق
 والشرع والدین کے فرمایا کہ وہ اور ہم ایک ہیں تم کو چاہیے کہ شب جمعہ وغیرہ
 میں ملازمت کرو مگر اسے پیروں کا طریقہ ہے۔ اس سبب سے پہر میں جسکی

ذکر شیخ خضر علیہ الرحمۃ

راتوں میں اور پیر کی۔ اور اوردولوں میں پیروں کے عیسے دو شنبہ پہاڑ خنبہ
 انواب مدت پانچ برس تک جاتا تھا۔ چنانچہ ان کے ساتھ نجات زیادہ ہو گئی
 چنانکہ ہر بار تا غایت درخانہ میں فقیر می آیند۔ و در حق من بس انفا س
 بسیار و بس بزرگ گفت یہ فقیر ماہ رمضان کے عشرہ آخر میں مسجد میں معتکف
 تھا۔ ایک رات جمعے کی قوت ہو گئی جانانہ ہوا خادمہ سے فقیر کا حال پوچھا
 کہ وہ تو کوئی وقت قوت نہیں کرتا تھا۔ خادمہ نے کہا کہ وہ معتکف ہے بجا۔
 اس کے شیخ نے فرمایا کہ وہ شیخ کا چراغ روشن کر لیا۔ خادمہ آیا اور میرا
 ہاتھ چوما اور کہا کہ تجھ کو آج شیخ نے نص کہا یعنی وہ بات مذکورہ میں نے
 اپنے جی میں کہا کہ میں کس لائن ہوں اور ایک دن شیخ نے یہ بھی کہا کہ
 اتنے آدمی نزدیک ان کے واسطے نماز و تسبیح و ذکر کے آئینے چنانچہ
 وہ ہمیشہ آتے ہیں نزدیک میرے بے ناغہ انشا اللہ تعالیٰ۔ اسی طرح
 ہووے اور ایک جمعے کے دن شیخ نے اس فقیر کو پوچھا کہ میں تم کو منکران
 دیتا ہوں انشا اللہ تعالیٰ بانگہ یعنی نواں بھی ہو گا۔ نیز شیخ خضر کے مریدوں
 سے ایک مرید تھا۔ اس نے کچھ خطا کی تھی اس فقیر کو شفیع لایا میں نے شفاعت
 کی فرمایا میں نے قبول کی کہ تم کل قیامت کو اتنے آدمیوں کی شفاعت
 کرو گے اور یہ بیت قصیدہ لامیہ کی پڑھی ہے

وہر جو شفاعتہ اہل خیر لا ھتھاب الکبائر کالجبال
 یعنی نیک لوگوں کی شفاعت امید رکھی گئی ہے واسطے کہیر گناہ والوں کے
 جن کے گناہ مثل پہاڑوں کے ہوں گے ایک دن شیخ نے اس فقیر سے یہ

وہر جو شفاعتہ اہل خیر

وہر جو شفاعتہ اہل خیر

بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو یہ السادات یہ جلال الدین کا خلیفہ کرے گا۔ واقعہ مذکورہ
 اسی طرح تھا۔ الحمد للہ ذاک بعد اس کے ایک رات جمعے کی راتوں سے بندہ
 برسم قائم کیا تھا۔ حضرت شیخ جیسا کہ ذکر کرتے اور مشغول ہو گئے تھے۔ بندے
 کو اس وقت میں دخل تھا کسی اور کو کتراسی جگہ حضرت شیخ نے پوچھا کہ تمہارا
 خاندان بھی صحت و سلامت سے ہے عادت تھی کہ ہر بار پوچھتے تھے بعد اسکے
 فرمایا مجھ کو علم زاد سے میں نے سنا ہے کہ یہ السادات شیخ جلال الدین آئے
 ہیں میں نے پوچھا کہ آپ نے کس سے سنا فرمایا میرے فرزند محمد نے کہا کہ وہ
 تو نزدیک پہنچے ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا۔ بعد اس کے ابراہیم
 کے دن بعد اشراق کے اٹھائیسویں ماہ ذی الحجہ ۱۰۸۷ھ کو میں نے استقبال
 کیا۔ اس فقیر نے اور اس فقیر کے بھائیوں نے مولانا کبیر الدین مولانا تمس الدین
 و برادرہ اسماعیل و سید شہا و بشیر غفر فیہم سادات یارہ الادہ استقبال روانہ ہوئے
 اثنائے راہ میں ہم نے سنا کہ حضرت مخدوم و امت کا قہر گاؤں میں پہنچ گئے
 اور چنہ ادھی آئے اور کہتے تھے کہ ہم ایک جگہ آئے ہیں ہم پستیر روانہ ہوئے
 اور انہوں نے گاؤں مذکورہ میں منزل کی شہر سے سولہ کوس سے ہم خوش خوش
 روانہ ہوئے دشواری راہ کی آسان ہو گئی۔ ہم نے غایت خوشی سے بعد
 ادائے نماز پیش کے اسی دن شرف پائے۔ ایسی کا حافل کیا اور اس فقیر
 کا بھائی بساک بن گان نساک ہو گیا۔ خاندان شیخ کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ میں خرقہ
 پایا اور وصیت مذکورہ کی بعد اس کے فرمایا میں نے سنا ہے کہ خلیق بارش مانگتی
 ہے اور ڈیڑھ مہینہ ریاست کا گذر چکا ہے اس طرح پر دعا فرمائی اللہ ہدے

ف آنحضرت مخدوم و برادری و ملاقات و استقبال مولف

جائے گی۔ کتاب میں اسی طرح روایت ہے ایک آدمی نے جیسا فرمایا تھا
 ویسا ہی کیا اور اس فقیر نے بھی کیا۔ اس سے پہلے میں نے سنا تھا کہ مخدومؒ
 اسی طرح کرتے ہیں تو یہ فقیر بھی پاتا غدا کیا کرتا تھا۔ الحمد للہ کہ زبان مبارک
 سے بھی سن لیا۔ سنیچر کی رات چودھویں تاریخ ماہ ربیع الثانی کو یہ فقیر خدمت
 میں اس پیر کے حاضر تھا بعد اوائے نماز عشا کے فرمایا کہ میں نے چند شاخ
 سے خرقة پہنا ہے بعضے دس بارہ کم و بیش واسطوں سے حضور صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم تک پہنچتے ہیں لیکن میں نے ایک ایسا خرقة پہنا ہے کہ درمیان میر
 اور درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک واسطہ ہے۔ وہ خرقة
 ہتر خضر علیہ السلام کا ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہنا،
 انشاء اللہ تعالیٰ میں بعض یاروں کو پہناؤ لگا آپ نے اس دن ایام بعض کا
 روزہ رکھا تھا۔ بعد اوائے نماز خفتن طعام سے افطار کیا اور بعد فراغ کے
 فرمایا کہ اس باز بسبب یہ شمس الدین مسعود کے شہر میں آنا ہوا اور ان کے
 طرف اشارہ کیا کہ مزاحم ہو کے لائے اور جو قنوج کہ پہنچتی ہے ان کا حصہ
 بھی کرتا ہوں اور باقی واسطے وظیفے قرابت والوں اور دوستوں کے پہنچتی
 ہے بعض یاروں نے کہا سعادت یہ تھی کہ قہم مبارک اس شہر میں پہنچا کیونکہ
 اطراف کی خانق اور اس شہر کے ہزار ہا گناہگار شرف بیعت سے مشرف ہوتے
 ہیں اور واسطے ملاقات کے اوچہ مبارک کا ارادہ رکھتے تھے یہاں لے کہا
 سچ ہے اسی طرح ہے۔ بعد اسکے چاشت کے وقت فرمایا کہ دعا گو کی تر میں
 کہا ہے کہ یہاں تیرا آنا زیارت کعبہ بہتر ہے کیونکہ اتنے درماتوں کی دینی دنیاوی حاجت

بہاؤ شاہ صاحب

بہاؤ شاہ اور اتنے گناہگار توبہ کریں گے بعد اس کے فرمایا کہ مکہ و مدینہ مبارک
 کے بعد ہند کی زمین عظمت والی ہے عیا کہ کتاب میں ہے اول ارض مسما
 قدم اللہ ہی الہند و ادراک الخضر علیہ السلام فی الہند کثیر
 کثیر الابدال فی الہند والحجر الاسود محاذی الہند وهو افضل
 ارکان الکعبۃ یعنی جبکہ آدم علیہ السلام بہشت سے اترے تو اول تو اہم نکا
 ہند میں کوہ سرانرب پر پہنچا دو سرے خضر علیہ السلام کو ہند میں بہت پاتے ہیں
 دوسرے ابدال ہند میں بیشتر آتے ہیں اور ان بت خاندان میں مشغول ہوتے ہیں
 ہند میں دیا نہیں ہے۔ کوئی ان کے وقت کا مزاجم نہیں ہوتا۔ چوتھے حجر
 اسود مقابل ہند کے ہے اور یہ کعبے کے رکتوں میں بہترین رکن ہے یعنی
 تینوں رکتوں سے رکن ہند ایک معظم جگہ ہے۔ پچیسویں تاریخ ماہ مارچ کو
 جمعے کے دن نماز جمعہ برابر رکاب سعادت کے کو شک و شکار میں ادا کی گئی
 بعد اوائے نماز خطیب و واعظ نے پائے بوسی کی۔

ذکر ان باتوں کا جن سے تقرب حاصل ہوتا ہے

آخر شب جمعہ میں فرمایا کہ ان چنانچہ چیزوں کے چھوڑنے سے مقرب ہوتے ہیں
 ترک الماکولات والمشریبات والمالیوسات والمنکوحات والمنظورات
 والمبایعات التي لیس فیہا حاجۃ یعنی چھوڑنا بہت کھانے کا اور بہت پینے
 کا اور اچھے پہننے کا اور چھوڑنا عورتوں کی محبت کا اور ترک کرنا ان مباح چیزوں کا
 جن کے طرف کوئی حاجت نہیں ہے کتاب سلوک میں ذکر کیا ہے ترک المحرمات

فریضة و ترك المباح فضيلة و ترك الحلال قرينة یعنی حرام کا چھوڑنا فرض ہے اور مباح کا چھوڑنا فضیلت ہے اور حلال کا چھوڑنا قربت ہے۔

بیان جماعت نماز

کیسویں مذکورہ پیر کے دن چاشت کے وقت خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ میں سفر میں کبھی تو معصوب ہوتا اور کبھی تنہا جاتا تھا جب وقت نماز کا آتا تو بسبب جماعت کے حیران رہ جاتا تھا۔ کیونکہ جماعت میں چار روایتیں ہیں اور یہ نظم متفق پر ہے

و بالجماعة الصلوة جیسده واجبة او سنة مؤکده
و فرض عین او کفایة علی حسب اختیار فاوردوه فاعقلوا
والاھم انہ سنة

یعنی کہتے ہیں کہ جماعت فرض ہے حاضرین مجلس سے ایک شخص دانٹن لیتا اس نے کہا کہ نزدیک امام و اور طانی رحمہ اللہ کے فرض عین ہے فرمایا ہاں اور بعض کہتے ہیں کہ جماعت واجب ہے اور بعض نے کہا کہ جماعت سنت مؤکدہ ہے اور یہی قول صحیح تر ہے جبکہ واقع اس طرح یہ ہے تو میں عایت پر عمل کرتا تھا کہ ثواب جماعت کا حاصل ہو جائے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الاثنان قبا وقتہما جماعة قال ابو حنیفہ رحمہ اللہ اثنان صوبی الامام وقال الاثنون مع الامام یعنی دو نفر اور جو ان سے نہ یا وہ ہے جماعت ہے امام عظیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دو نفر سے امام کے اور دو نفر سے ایک کہتے ہیں کہ دو نفر مع امام کے اور اسلئے کہتے ہیں کہ دو نفر جمع ہو گئے جماعت ہو گئی قال

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم من صلے باذان واقامة صلوات
 معہ الملائکة یعنی جو شخص کہ اذان واقامت سے نماز پڑھے تو اس کے ساتھ
 فرشتے نماز پڑھتے ہیں پس میں نماز کی اذان کہتا اور اقامت کرتا تھا میں تکرار کرتا
 دیکھتا تھا کہ ایک جماعت ابدال کی میرے ساتھ اقتدا کرتی ہے جس وقت
 میں نماز سے فارغ ہوتا تو وہ سب ابدال مجھ سے مصافحہ کرتے تھے اس فقیر
 نے اپنے جی سے دلیل کی کہ حضرت مخدوم قطب عالم ہیں اس دلیل سے کہ
 ابدال قطب کا اقتدا کرتے ہیں

شرف ذات او ہیں بس است
 کوربول غدا یا رہا بند است

ذکر ختم

اور یہ بھی فرمایا کہ ختم کو لازم کہ سورہ لم یٰنین سے آخر تک اور ہر سورت کے
 تمام پر الٰہ اکبر کہنا چاہیے جیسے کہ ابتدا بسم اللہ سے ہوئی چاہیے اور یہ ابن
 کثیر کے قول پر سورہ والضحیٰ سے ہے آخر تک تاکہ قرأت با تفاق ہو جائے اور
 درمیان عشاء میں یعنی مغرب و عشا کے تین نقر سورہ یٰسین پڑھیں اور اس طرف
 ایک جماعت پڑھتی ہے۔ تین نقر یہی جماعت ہے قول صحیح یہی ہے قال
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم الاثنان فما فوقہما جماعة
 یعنی دو اور جو اس سے زیادہ ہے جماعت ہے جس وقت تمام کریں تو بسیار
 یا وکیل کہیں اس شہر کے ساری آفتوں بالاول سے محفوظ رہیں اور یہ حضرت
 مخدوم کا معجزہ ہے۔

بدرقہ ایمان

یہ بھی فرمایا کہ بدرقہ ایمان کا ہر پانچ نماز میں اور ۳۳ آیتیں ہیں ہر صبح و شام ان کی تلاوت کرے کیونکہ اوراد میں ہیں اور یہ معمول ہے۔

صلوۃ التوبہ

یہ بھی فرمایا کہ ہر رات بعد عشا کے دو رکعت صلوۃ التوبہ کی ادا کرے اور اسے ثبوت توبہ کے ہر رکعت میں پانچ بار سورہ اخلاص پڑھے بعد اس کے فرمایا کہ ہر نماز حاجت کے کہ جس کی قرأت معین نہ ہو اگر رات ہے تو پانچ بار سورہ اخلاص پڑھے اور جو دن ہو تو سورہ اخلاص اس بار پڑھے اور بعد قانع ہو نیکیوں کی توبہوں سے یہ دعا پڑھے جو کہ حدیث میں مروی ہے نصیحت اس نماز و دعا کی بھی حدیث شریف میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اراد اللہ تعالیٰ ان یتوب علی آدم طاف بالبيت سبعاً و البیت يومئذ رواة حمراء فلما صلت رکعتین قام واستقبل البیت قال اللهم انک تعلم سرّی وعلانیّتی واقبل معذرتی و تعلم حاجتہ فاعطني سؤلہ و تعلم ما فی نفسہ فاعف عنی ذنوبی اللهم انی اسألك ایماناً دائماً یبأس قلبی وحقیناً صادراً حتی اعلم انہ لکن یحبیبی الا ما کتبت لی ورضاءً بها قسمت لی فاوحی اللہ تعالیٰ الی آدم انی قد عفرت ذنوبک و لم یلتحد من ذنوبک یل عونی مثل ما دعوتنی الا کشفتم ہرورہ و غمومہ و نزعتم الفص من بین ینبہ و اجرتکم لہ و راع کل تاجر

دراہرتا جڑ کے اور آئے گی اُسکے پاس دنیا اس حال میں کہ وہ رغبت کرنے والی ہوگی اگرچہ وہ اُس کو نہ چاہے گا یعنی یہ چار چیزیں اُس کو عنایت ہوں گی یہ بھی حضرت خدیوہ کا معمول ہے۔

ہرات سو بار یا باقی کہے

یہ بھی فرمایا کہ ہرات سو بار یا باقی کہے اور اس طرح تو سئل کیے۔ اَللّٰهُمَّ
 قَسِّئْنَا بِهٰذَا الْاَسْمَاءِ الْاَعْظَمِ اَنْ تَجْعَلَ اَحِبَّ اِلَيْنَا مَقْبُولَةً یعنی اے
 ہمارے معبود ہم نے تو سئل کیا ہے ساتھ اس نام بڑے عظمت والے کے کہ تو
 ہمارے عملوں کو قبول کر اور اول و آخر میں درود شریف پڑھے اُس کے ساتھ
 اعمال رات دن کے قبول ہوں گے یہ بھی حضرت خدیوہ کا معمول ہے اور
 اکثر وقت بعد عشا کے کہا کرتے تھے۔

ذکر لڑپی سے نماز پڑھنے کا

اِبْنُ لُڑپی سے نماز پڑھتے تھے ایک عزیز نے حاضرین میں سے پوچھا کہ
 الْعَلَسِيَّةُ لَيْسَتْ بِعِبَادَةٍ یعنی لڑپی بگڑی نہیں ہے فرمایا کہ شیخ کہہ عبادت
 یا فحی قاریں الشروع سب وقت لڑپی کہتے تھے اور نماز لڑپی سے پڑھتے
 اَنْ سَے پوچھا الْقَلَسِيَّةُ لَيْسَتْ بِعِبَادَةٍ قَالَ الْعِبَادَةُ لِلرِّجَالِ وَلَسَتْ
 بِرِجَالٍ یعنی انہوں نے فرمایا کہ بگڑی غاصہ مردوں کا ہے اور میں مرد نہیں ہوں؟ ایک
 شخص نے حاضرین میں سے پوچھا کہ وہ کون اہلین میں سے تھے یہ کیا بات ہے فرمایا

وہ تراضیح و انکسار کرتے تھے یعنی میں کون ہوں کہ مردوں سے ہوں دو تہری یہ بات ہے کہ وہ مال کی کوئی حد و بہا بت نہیں ہے ہر چیز کے جاتا ہے وہ آگے ہے پس بضرورت ایسا کہا یہ شعر عربی فرماتے ہے

لا شئ عندی کل من طلب الدنا والقاهرون نفوسہم ابطال

للاطلبین تشابہ برجالہم والواحدون الی الحیید رجال

یعنی قائل کہتا ہے کہ جس کسی نے دنیا طلب کی وہ میرے نزدیک کچھ چیز نہیں ہے شیر مرد وہی ہیں جنہوں نے اپنے نفوس کو توڑا ابطال جمع ہے بطل کی یعنی

شجاع اور طالبین حضرت قدس کو ایک مشابہت ہے ساتھ مردوں کے اور جو

لوگ طرف دوست کے پہنچے ہوئے ہیں مرد وہی ہیں

طلب منقلب فانی نکتہ صاحب عقل عاقل آنت کہ اندیشہ کن پایاں نہ

تساویسویں ماہ مذکورہ ذمہ کو خان جہاں نے قادیوسی کی اس سے

فرمایا کہ کاموں کو موافق شریعت کے عاقل و احسان پر کرے نہ یہ عکس اس کے

کیونکہ یہ دیال ہے وہ چلا گیا۔ بات مشغولی کے بیان میں تھی فرمایا کہ ساک کو

چاہئے ایسا مشغول ہو کہ وظیفہ اس کا کسی طرح ترک نہ ہوئے غلاو ملا و جمع و

تہائی میں یعنی صحبت و خلوت دونوں میں اپنے وظیفے کو ترک نہ کرے۔ خلق

کو مثل جہاد کے جانے جیسا کہ جہاد کو کوئی ارادہ نہیں ہے ان کو بھی نہیں ہے۔

وہ نفع و ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ مگر حق تعالیٰ کے ارادے سے بعد اس کے فرمایا

کہ خلق کی جہت سے عمل و وظیفے کو ترک کرنا نہ چاہئے قال بعض المشائخ

الصوفیة رحمہم اللہ تعالیٰ ترک العمل لاجل الناس ریاء یعنی لوگوں کے

وہ نصیحت عدل جہاں جہاں کو

ف تقرب الی اللہ

واسطے عمل کا چھوڑنا ریاضے لسنے کہ وہ ان کو درمیان میں دیکھتے ہیں اور یہ
 شرکِ مخفی ہے بعض چلتے والے راہ نہیں جانتے ہیں غلط کرتے ہیں اور خلق
 کی جہت سے عمل چھوڑ دیتے ہیں سالک کو تو چاہیے کہ ایسا مشغول رہے کہ
 غیر حق دل میں نہ گزردے اور یہ منتہیوں کا مجاہدہ ہے اسلئے کہ قلب المؤمن
 حرّم اللہ تعالیٰ فحرام علیٰ حرّم اللہ ان ینزل فیہ غیر اللہ تعالیٰ یعنی مؤمن
 کا دل محرم ہے اسرار الہی کا سوا اللہ تعالیٰ کے جوہر پر حرام ہے کہ اس جوہر خالص
 غیر خدائے عزوجل کھسے یا غائب جائے رخت بود یا خیال دوست یعنی
 یا تکرسان و اسباب کی جگہ ہو یا دوست کے خیال کی بجائے اس کے فرمایا کہ یہ مرتبہ
 کب حاصل ہووے جیسا کہ مشائخ و رفیقہ نے کہا ہے الطہارۃ فصل الصلوۃ
 وحصل فمن لم یفصل فی الطہارۃ عن الکوئین لم یصل فی الصلوۃ الیٰ حنا
 الکوئین یعنی وضو کرنا جدا ہوتا ہے حدیث و نجاست سے اور نماز ملنا ہے
 حضرت صمدیت سے پس جو کوئی وضو کرنے میں دنیا و آخرت سے جدا نہ ہو یعنی
 اس کی خاطر میں گزر گیا تو وہ نماز کے وقت میں صاحب دنیا و آخرت کے
 طرف نہ پہنچے گا۔ یعنی اس کو اللہ عزوجل کے ساتھ کچھ حضور نہ ہو گا۔ اس باب
 میں ایک حدیث شریف ہے قال علیہ السلام لا صلوة الا بحضور القلب
 یعنی آپ نے فرمایا کہ نماز نہیں ہے مگر ساتھ حضور دل کے اور جو کوئی چاہے کہ
 واصلین سے ہو جائے تو وہ اس وصیت کو نگاہ رکھے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو
 خود پر مطلع جانے اور یہ مجاہدہ منتہیوں کا ہے یعنی اس کے فرمایا کلی عمل لا یشرف
 لہ فی الدنیا فالاحقر فی الاخرة یعنی کوئی عمل ہو جبکہ دنیا میں پہل نہ دے

Marfat.com

ترے عقبتے میں کچھ حصہ یعنی نواب اس کا نہ ہو گا اور پہل یہ ہے کہ اس کا غلط ہو
اور یہ آیت شریفہ پڑھی تو کہ تعالیٰ ان الصلوٰۃ تھم عن الفحشاء والمنکر
والبغی یعنی بیشک نماز باذکر کھتی ہے جو ہم وکروہ ونا فرمائی سے۔

واسطے قبولیت عمل کے تقویٰ شرط ہے

بعد اس کے فرمایا کہ میں نے فتاویٰ میں اس عبارت سے دیکھا ہے میں
کہتا ہوں ہر عمل کہ ہے ساقط ہے کرنے سے یہ نہیں کہتا ہوں کہ قبول ہو گیا کیونکہ
واسطے قبولیت کے تقویٰ شرط ہے وشرائط التقویٰ عظیمہ یعنی تقویٰ
کی شرطیں بڑی ہیں اور یہ آیت شریفہ پڑھی تو کہ تعالیٰ انما یقبل اللہ من
المتقین یہ صبر ہے اسی لا یقبل اللہ الا من المتقین یعنی اللہ تعالیٰ قبول
نہی کرتا مگر متقی لوگوں سے۔

تین درون نماز دل بیرون،
اِس چنیں حالت پریشاں را
کشتہا میزند کہہ سانی،
شہم ناید نمازہ میخوانی
بعد اس کے بندے نے التماس کیا کہ یہ چار عورتیں حضرت مخدوم سے
خانہ بان فتح کبیرین تعاقب کرتے ہیں یعنی مرید ہوا چاہتے ہیں فرمایا کون کون
بندے نے کہا والدہ اور دو بہنیں اور بھابی فرمایا کہ تمہاری والدہ کو میں نے
ساتھ بہنا پلے کے قبول کیا اور یہ تینوں کہ چھوٹی ہیں ان کو ساتھ دھری کے
قبول کیا یعنی تمہاری ماں بمنزلہ بہن کے اور یہ تینوں بمنزلہ بیٹیوں کے ہوئیں
حسن مخدوم سے فرمایا کہ چار دامنی چار گز کی لا خادم لایا آپ نے منڈھے

مبارک پران کو ڈالا استعمال کیا تھوڑی دیر کے بعد بند سے کوڑیدیں اور فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے تجھ کو وکیل کیا میں بار استغفار کی تلقین کرو اور اونیسویں کو پہنا جسے میں نے قبول کیا۔

چوتھی تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

کو جمعے کے دن ہمراہ رکاب سعادت کے جمعے کی نماز کو شک فکاح میں ادا کی گئی اور یہ فقیر حضرت مخدوم کے عقب میں تھا بعد فراغ کے واعظ منبر پر چڑھا اور وعظ بہت لگامقرب نے یہ آیت تشریف پڑھی وانزلنا من السماء ماء واعظ نے کہا کہ پانی کو اب سے ہے آسمان کے ساتھ مقید کرنا کیوں ہے کہا کہ عرب میں جو چیز ملتی ہے اس کو سما کہتے ہیں آپ نے فرمایا اور اپنا مبارک چہرہ اس فقیر کی طرف کیا کہ یہ لعنت مستخلص ہیں ہے السماء آسمان یہ واعظ منبر سے اتر آیا اور قادیسی کی آپ وہاں سے لڑے اور بندہ بھی ہمراہ رکاب کے لٹا آخر شب جمعہ میں بندہ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز مولانا ضیاء الدین صناعی رحمہ اللہ کی کشتہ والوں میں سے التماس تعلق کا خاندان میں شیخ نجم الدین صناعی کے کرتا تھا اس فقیر نے تعریف کی کہ مولانا ضیاء الدین کی قرابت والوں میں سے ہے فرمایا کہ میں نے ان سے بھی خرقہ پہنا ہے اور اجازت پہنالے کی رکھتا ہوں یعنی شیخ نجم الدین سے اس کو خرقہ دیا۔ بعد اس فقیر نے اور یاران دیگر پر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ شمار کرو میں نے چن مشائخ سے خرقہ پہنا ہے ہم شمار کرتے وہ فرماتے تھے اول خرقہ بیادت

فہم بن بزرگان سے خاندان کا تعلق واصل کی

پناہی کا مخدوم والد سید کبیر رضی اللہ عنہ سے ساتھ حمزہ آبا و اجداد کے امیر المؤمنین
 حضرت علی رضی اللہ عنہ تک اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے پناہ دوسرا خرقہ شیخ بہاوالدین کا والد سے پناہ تیسرا خرقہ شیخ رکن الدین
 رحمہ اللہ سے انہوں نے خواب میں پناہ یا اور میں نے بعینہ وہی لڑائی
 بیداری میں اپنے سر پر پائی میں نے اس کو بجا ناطت رکھا لوگوں کی
 مال کے پاس ہے۔ چوتھا خرقہ شیخ نظام الدین رحمہ اللہ سے انہوں
 نے بھی خواب میں پناہ لیکن بیداری میں سر پر نہ پایا۔ پانچواں خرقہ
 شیخ قوام الدین خلیفہ شیخ رکن الدین رحمہ اللہ سے انہوں نے اجازت نامہ
 اپنے خط سے لکھ کر دیا چھٹا خرقہ شیخ قطب الدین رحمہ اللہ کا اور اجازت
 نامہ اپنے خط سے لکھ کر دیا ساتواں خرقہ شیخ نصیر الدین رحمہ اللہ سے
 آٹھواں شیخ مکہ عبداللہ یعنی رحمہ اللہ سے نواں خرقہ شیخ بدیع الدین
 مطری رحمہ اللہ سے دسواں خرقہ شیخ قطب الدین فقیر بھال رحمہ اللہ
 تعالیٰ سے گیارہواں خرقہ شیخ مرشد ابوالفتح گاندوہی رحمہ اللہ تعالیٰ
 سے بارہواں خرقہ شیخ امام الدین برادر شیخ امین الدین علیہما الرحمۃ
 کہ انہوں نے واسطے دعا گو کے خرقہ و عصا و مرقا و سجادہ رکھا تیرہواں
 خرقہ سیاحیہ حمزہ حسنی رحمہ اللہ سے چودہواں خرقہ شیخ معترف الدین محمود
 شاہ تشری رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ خلیفہ تھے شیخ فیروخ کی بھی ایک واسطہ ہیں
 درمیان میرے اور شیخ فیروخ کے یہ شیخ یار تھے شیخ کبیر کے جو دن میں
 نے ان کو پایا تو وہ ایک سو بیس برس کی عمر کے تھے پندرہواں خرقہ سیدی احمد کبیر

رفاعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بعد اس کے فرمایا کہ وہ صوفی تھے مولا کہ نہ تھے
 لیکن ایک پرتما ان کے پوتوں سے مجذوب ہو گیا تھا۔ مولا وہ تھا دیوانہ
 وہ لوگ اتباع اس کا کرتے ہیں اس کا نام بھی دادا کا نام سید احمد تھا
 بعد اس کے فرمایا کہ مولا بکسر لام خطائے محض سے نہ کہنا چاہیے کیونکہ یہ
 صفت ہے حق کی اسم فاعل ہے۔ معنی اس کے ولہ کرنے والا ہے۔
 اور مولا بفتح لام اسم مفعول یعنی ولہ کر دہ شدہ کے ہے اور یہ صفت ہے مخلوق
 کی یہ کہنا چاہیے سولہواں خرقہ شیخ نجم الدین صغانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے
 سترہواں خرقہ شیخ نجم الدین بکری رحمہ اللہ تعالیٰ سے اٹھارہواں خرقہ
 ہتر خضر علیہ السلام سے کہ درمیان میرے اور درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے وہی واسطہ ہیں انیسواں خرقہ عم او عبد الدین حسینی رحمہ اللہ
 تعالیٰ سے بیسواں خرقہ شیخ نور الدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ جزیرہ دریائیں
 تھے۔ یہ سب ہیں، شیخ ہیں قدس اللہ ارواحہم ہیں کہ میں نے رب سے
 خرقہ پہنا ہے اور بھت و کالت اجازت پہنانے کی رکھتا ہوں۔

فانصافی

پانچویں تاریخ ماہ مذکور

کو پھر کے دن چاشت کے وقت بندہ خواست میں حاضر تھا بقیہ نفسی کا سبق
 فرماتے تھے اس کو صاحب منظوم نے علم کلام میں تھینف کیا ہے بات کرامت
 میں تھی الکرامۃ حق فتطهر الکرامۃ علی نقص خارق العادات فصاحب
 الکرامۃ یطیر فی الهواء ومعنی علی الماء ویطوی الارض لہ والسماء ویبظر

فانصافی

الى العرش والكرسي واللوح والقلم وغير ذلك من الاشياء وينطق له
 الجادات ونحوي له طعام الجحان والاقواب في زمان قليل يطوف بالشرق
 والمغرب يرجع ونور الكعبة في مدة يسيرة ويرى البلاء بعد عاقبة فهذا اكله
 كرامات واحد من امة النبي عليه الصلوة والسلام ولا يكون وليا ما لم
 يكن متبعا لنبينا قولا وفعلا وحالا يعني كرامت حق ہے سو كرامت ظاہر ہوتی
 ہے منقش پر عاوتوں کے پس صاحب كرامت کا ہوا میں پڑھتا ہے پانی پر عیا ہے
 جیسے صحرا پر اور زمین و آسمان کی رگیں واسطے اس کے کھینچ دیتے ہیں اور ذرا
 سی مسافت کر دیتے ہیں یہاں تک کہ زمین کیسے کی
 اس کی نظر میں مثل مسجد محمد کی نزدیک ہو جاتی ہے۔ چند قدم رکھتا ہے
 چلا جاتا ہے اور عرش و کرسی و لوح و قلم وغیرہ اشیاء کو دیکھتا ہے آسمان کے بلقے
 مثل زویان کے کر دیتے ہیں پاؤں رکھتا ہے اوپر چلا جاتا ہے اور بہشت میں پہنچتا
 ہے کھانا کھاتا ہے پھر لوٹ آتا ہے۔ اور جادات یعنی عجیبات جیسے پہاڑ پتھر پھیلے
 درخت دیوار اور ماٹا اس کے اس سے باتیں کرتے ہیں اس کے واسطے جنتوں کا کھانا
 آتا ہے اور کپڑے آتے ہیں اور زمانہ قلیل میں مشرق و مغرب کا گشت کر لیتا ہے اور
 لوٹ آتا ہے اور در اسی مدت میں کبھی کی زیارت کر آتا ہے اور اس کی رعایا سے
 بلائیں جاتی ہے پس یہ ساری کرامتیں واسطے ایک کے ہیں امت نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم سے اور دلی نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اپنے نبی کا پیر نہ ہو قول فعل حال
 میں بعد اسکے فرمایا حکایت کہ ایک دروغیز ہمارا یاد تھا۔ جب اس کو بھوک لگتی
 تو کڑی کا پیالہ دیواریں مالتا اسی وقت کھانے سے بھر جاتا اس کو تناول کرنا تھا اور

جس وقت کرامت والے کو حاجت ہوتی ہے تو بہشت کا کھانا کھرا اُس کو پہنچتا ہے
 تاکہ وہ فالخ و دل ہووے اسی ضمن میں حکایت بیان فرمائی کہ بعض یاروں کا کہنے
 بہشت میں پہنچتے ہیں اور بہشت کی نعمتیں تناول کرتے ہیں ایک دن میرے واسطے
 لائے میں نے اس کو کھایا اور اچھا میں بھی لایا تھا تو ماہیات مصری سے زیادہ
 شیریں تھے حکایت بعیاں کے فرمایا کہ نزدیک واداعا لگے کے یعنی منی و در حلال
 رحمہ اللہ کے ایک پیالہ لکڑی کا تھا جس وقت وہ اندر حجرے کے ذکر میں مشغول
 ہونے لڑوہ پیالہ بھی ذکر میں مشغول ہوتا تھا شیخ صید الدین رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ
 اندر حجرے کے دو ہزارید کون ہے کیونکہ میں دوسرے کا ذکر بھی سنتا ہوں شیخ نے
 کہا کہ ان کے پاس ایک پیالہ ہے لکڑی کا وہ ذکر کرتا ہے یہ ہے جہار کا لڑنا اور زمانہ
 قلیل میں مشرق و مغرب کا گشت کرتا ہے اور ٹاٹا ہے۔ بعیاں ان مناسبت اسکے
 حکایت شیخ جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی کہ ایک دن علی
 کھوٹھروی دلدیش مرید شیخ بہاؤ الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا نزدیک اُنکے آیا اس نے
 غائبا میں کچھ بے ادبی کی اور بے ادبی یہ تھی کہ اُس نے کرامت کا اظہار کیا ایک روز
 شیخ بہار الدین رحمہ اللہ تعالیٰ سوئے تھے اور وہ چمکے سے شیخ پر ہوا کرتا تھا اُس کے
 جی میں آیا کہ نماز نفل میں مشغول ہوں اور اُس نے چمکے کی طرف اشارہ کیا وہ پھر
 نکلا جس وقت شیخ بیدار ہوئے تو دیکھا کہ چمکا پھر رہا ہے اور علی دلدیش نماز میں مشغول
 ہے شیخ نے کہا یا غفور یا غفور یا غفور ایسا کہ کرامت کا اظہار واجب ہے اور
 ایسا کہ چمکا واجب ہے اُس نے واجب کا رک کیا شیخ اس سے ناخوش ہو گئے
 اُس کو اس وقت بھوک نے آیا تو کچھ کھا تا میرا ہوتا تھا بھوک زیادہ ہوتی تھی اُس کے

دل میں یہ بات پڑی کہ نزدیک شیخ جلال الدین کے جاؤں اور اپنا احوال کہوں جس
 وقت گیا تو اپنا احوال بیان کیا شیخ جلال الدین نے فرمایا ذرا بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گیا اور خود
 مراقب ہو گئے پھر سر اٹھایا اسی وقت ہاتھ کھینچا اور کہا لمے پس خود وہ شیخ بہار الدین
 کا کھالے اُس نے کھالیا اسی وقت اچھا غصا ہو گیا بھوک اس سے جاتی رہی۔
 یہ سے قطع مسافت کا زمانہ قلیل میں کہ زمین کوتاہ ہو جاتی ہے جیسے کہ یہ دو بڑے بچکا
 ہو گئے یعنی شیخ جلال الدین اور شیخ بہار الدین رحمہما اللہ تعالیٰ اور ہاتھ ڈالا اور طعام
 پس خود وہ لمے آئے اُس وقت شیخ جلال الدین سارا کام میں تھے اور شیخ بہار الدین
 عتقان میں تعالیٰ کے حکایت شیخ جلال الدین اور چھوی رحمہما اللہ تعالیٰ کی بیان فرمائی
 کہ وہ ایک دن سبق سے ہے تھے اور ہمیشہ سبق دیتے تھے اور دعا گو حاضر تھا اثنائے سبق
 میں مراقب ہوتے میری بچا کر لیا ذرا دیر پھر اٹھایا جو خدا کر دے سبق پڑھا تھا اُس نے کہا
 کہ میں اُس وقت پڑھ رہا تھا کہ آپ مرا تھے کا سبب بیان فرمائیں شیخ نے فرمایا تو پڑھ
 کہ کہاں درویشوں کے کاموں میں پڑا ہے وہ نہیں پڑھا تھا بعد اس کے شیخ نے فرمایا
 کہ یہ علم لوگ عجب گروہ ہیں شیخ نے فرمایا کہ اس درویش کے بعض معتقدوں کا جہانہ
 دیا میں غرق ہوتا تھا وہ لوگ اس درویش کو مار دیتے تھے تیس نے ہاتھ ڈالا جہاز کو
 کھینچ لیا اور آستین بتائی وہ تو کھی یہ بھی قطع مسافت سے کہ اپنی جگہ میں بیٹھے رہے
 اور ہاتھ دیا میں لے گئے اور جہاز کو کھینچا بعض یاروں نے تا میں لکھلی بعض یاروں
 کے اُس جہاز والے شیخ کی زیارت کو آئے اور فقہ بیان کیا تا میں پوچھی تو واقعہ
 ویسا ہی تھا۔ دو تہری بات یہ ہے کہ عرش و کرسی و لوح و قلم وغیرہ کی طرف اپنی جگہ بیٹھے
 ہوئے نظر کرتے ہیں بعد اسکے حکایت شیخ زکریا الدین رضی اللہ عنہ کے بیان فرمائی کہ

میں ایک دن ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک لشکر ہی یعنی سپاہی آیا اور تقاضا
 بیعت کیا۔ شیخ قبول نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ لو کچھ اور اپنا تڑکیہ کر لیا اسکے
 بیعت کرنا اور وہ بہت الحاج کرتا تھا اور شیخ بدر شیخ اسلام مولانا عماد الدین
 اسماعیل نے کہا کہ مخدوم وہ الحاج و زاری کرتا ہے آپ قبول کریں شیخ نے فرمایا
 کہ یوں کہہ کر قبول کروں میں تو دیکھتا ہوں عرض و لوح محفوظ میں لکھا ہے کہ وہ خفا
 وقت اور گناہ کریگا۔ اور یہ بات ایسی بلند فرمائی کہ حسب مجلس والوں نے من لی
 بعد اس کے مخدوم و امت برکاتہ اودے اور اسکے رونے سے بعض یار بھی رونے
 کہ کیا بنا سے ہیں ایسی چیزوں پر اطلاع پاتے ہیں عرض و کرمی لوح و تسلیم
 ان کے سر پر یقیناً ایک بالشت کے ہو جاتا ہے۔

بیان معنی کرامت

بعد اس کے فرمایا کہ کرامت وہ ہے کہ عقل کو اس میں مدخل نہ ہو اور ایسی جو میں نے
 کہا اگر پیغمبر ہے تو معجزہ کہتے ہیں اور اگر درویش ہے تو کرامت کہتے ہیں لیکن شرط پیری
 قول و فعل و حال اپنے پیغمبر کے کہ یہ اس کی امت کا ولی ہوتا ہے اور اگر اس کے
 مخالف ہے تو ولی نہ ہو گا اول اتباع و پیروی ظاہر کی چاہیے تاکہ اتباع ظاہر کی
 بیکت سے اتباع باطن کا جو کہ یافت احوال ہے حاصل ہو جائے۔ اگر اس
 مخالف میں کوئی چیز ظاہر ہووے تو وہ حال سے خالی نہیں ہے۔ اگر وہ
 خالص ہے تو اس کو معونت کہتے ہیں اور اگر کافر ہے تو اس کو استدراج کہتے ہیں
 اور ایسا عالم میں بہت ہے۔

شہادت
 تاریخ 7
 کرامت

پندرہویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

منگل کے دن بعد نماز پیشین کے بندہ خدمت میں حاضر تھا ذکر عبیر کا نکلا فرمایا ^{عبیر}
 علی ثلثة انواع صبر العام و صبر الخاص و صبر المحض الخاص خاص صبر العام
 فحبس النفس علی ما تنکر و صبر الخاص تجرع المرارة من غیر تعبیس و صبر
 الخاص الخاص التلذذ بالبلاء یعنی صبر تین طرح پر ہے ایک تو صبر عام کا دوسرا صبر
 خاص کا تیسرا صبر خاص کا تو صبر عام کا بن کر بنا روکنا نفس کا ہے اس چیز پر جس
 کو وہ ناخوش رکھے اس کو دشوار معلوم ہو اور صبر خاص کا پینا ہے کڑوی چیزوں کا
 بغیر خوش دہنی کے اور صبر خاص الخاص کا لذت لینا مزہ اٹھانا ہے بلا سے جیسا کہ
 حق تعالیٰ صبر سے حضرت ایوب علیہ السلام کی خبر دیتا ہے واذکر عبیدنا ایوب انا
 وجدناہ عبدا راعدا العبد انه اواب یعنی ہم نے ایوب کو بلا پر صابر پایا وہ یہ تھا
 کہ ایک دن کیرا ان کے بدن مبارک سے گر پڑا اس کو پھر اپنے بدن میں لکھ لیا
 قولہ عاید السلام ان اشد البلاء علی الانبیاء و قد علی الاولیاء ثم علی الامثال
 فالامثال یعنی سخت تر بالانبیاء پہ ہوتی ہے پھر ولیوں پر پھر امثال فالامثال یعنی
 بعد ولیوں کے پھر افضل و بہتر ہوتا ہے۔ اس پر بلا کی سختی ہوتی ہے سے

وادی سرما و گندہ دور اند پرما
 ما دوست کشیم تو ندادی سرما

پھر آپ اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا یہ تین وچھ صبر کی جو ہیں نے بیان کیں
 ان کو لکھ لے یہ غریب و نادار ہیں۔

سے نا پروریم دشمن و ما میکشیم دوست کس دانہ کسیں چوں وچراور قنار ما

فائدہ اسم شریف الملک

ایک عزیز شرح ذرود نام کا سبق غایت میں پڑھتا تھا بات اس جگہ تھی الملک فرمایا کہ جو کوئی ایک مجلس میں تین دن متواتر اس نام کو نرا بار پڑھے وہ بادشاہ ہو جائے میں نے عرب میں شرح عربی کا سماع کیا ہے بعد اس کے فرمایا اگر درویش صوفی ہو تو بادشاہی دنیا کی اس کو مطلوب نہ ہوگی ذرود اولیاء کا بادشاہ ہو جائے گا اور قطب ہو جائیگا بعد اسکے فرمایا کہ اس شرح کے مولف نے یہ معنی کیوں بیان کیے اس لئے کہ ہر آدمی بادشاہی کی طرح رکھتا ہے اس واسطے یہ معنی نہ کہے

فائدہ آب زمزم

ایک عزیز آب زمزم کا قفقہ خدمت میں لایا فرمایا کہ آب زمزم جس حاجت کو واسطے پیسے وہ حاجت برائے ذل علیہ السلام ماؤں زمزم قضا و خدا شرب کرے بعد اسکے فرمایا کہ اگر بھڑکاپے تو میرا ہو جائے دعا گو کہ مبارک میں جس وقت بھڑکا ہو تواتر آب زمزم پی لیتا میرا جاتا تھا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پیسے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا میرے فرزند یہ فائدہ الملک اور فائدہ آب زمزم کا مع حدیث صحاح کے جو میں نے بیان کیا لکھ لے غریب ہے

ذکر تولد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

فرمایا کہ پیدائش دعا گو کی شب ہرات میں ہے ۱۰۰۰ اور وہ دن ۱۰۰۰ کا تھا

کہ اس فقیر نے شمار کیا۔ اور اُس وقت کہ آپ نے یہ فرمایا آپ کی عمر ۷۷ برس کی تھی۔

ذکر اذان کے وقت بات کرنے کا

بعائجد کے بدھ کی رات سو پہریں ماہ جمادی الاولیٰ کو بت و خدمت میں حاضر تھا۔ اور بوزن نے اذان کہی فرمایا کہ اگر ایک شخص عاقربے ذرا اُس پر انصاف یعنی خاموشی واجب نہیں ہے اگر بات کرے تو رد اے کیونکہ اُس نے فعل سے اجابت کی ہے کتاب میں مسکرتے کہ اجابة الفعل اولیٰ من القول یعنی اجابت فعل کی اولیٰ ہے اجابت قول سے معنی مراقبہ گفتگو مراقبے میں ہو رہی تھی فرمایا کہ اخطا ح مشائخ کی ہے معنی مراقبے کے یہ ہیں کہ المر اقبہ ملازمة العلم بان اللہ مطلع علیہ یعنی مراقبہ یہ ہے کہ ہمیشہ اس بات کا جاننا کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس پر مطلع ہے اُس کو دیکھتا ہے اور معنی مراقبے کے لغت بایک دیگر معنی مشتق ہیں مفاعلہ کا وزن ہے واسطے شرکت کے یعنی اسکے فرمایا مراقبہ یہ نہیں ہے کہ سر کو زانو پر رکھیں اور ہاتھ جوایں بعض یہ گمان کرتے ہیں اور انہیں جانتے ہیں چاہئے کہ کسی حال پر ہوا اللہ تعالیٰ کو خود پر ناظر جانے بعد اس کے اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من اس مسکہ اجابت فعل اور فائدہ مراقبہ کو جو کہ میں نے بیان کیا ہے لکھ لے۔

بیان نفس امارہ و لو آامہ

فرمایا کہ جو کچھ نفس حکم کیے اُس پر راہنی ہوئے وہ تو خود امارہ بالسوء ہے اور فتنہ وہی ہے امارہ فتنالہ ہے امر سے واسطے مبالغہ کے یعنی بہت حکم کیے والا جیسے کہ

کہ امام لوم سے ہے یعنی بہت ملامت کہ نبی والا اور امامہ یا لکھنوی سے بغیر زکیر کے
 بلکہ یوں نے سنا ہے کہ والشروع سے بہتر ہو جاتا ہے فرما کر وہ ہر جاتا ہے بلکہ
 حق کا اسیر یعنی قیدی ہو جاتا ہے

اسیر الحدایہدی اصلہ و مال اسیر الغانیات فدا

یعنی دشمنوں کے قیدی کا توفیق ہے اور مرغوب عورتوں کے قیدی کا فدا نہیں ہے
 عدا جمع ہے عدا کی جیسے رجال جمع ہے رجل کی اور غانیات مرغوب عورتوں کو کہتے ہیں

تکبیر میں جزم چاہیے

فرمایا کہ اللہ اکبر میں حرف را کو جزم کریں اور مع اللہ من حمدہ میں حرف ہا پر
 جزم کریں اسلئے کہ حدیث شریف میں ہے قولہ علیہ السلام التکبیر جزم والتسمیع جن
 خواجگان پشت جمہ اللہ تعالیٰ کا مختار یہی ہے لیکن شیخ کبیر قدس الشارح نے لفظ
 یا اختیار کیا ہے بعد اسکے فرمایا کہ میں دو طریقے سماع رکھتا ہوں ایک یہ ہے کہ جزم
 حاصل ہو جاتا ہے اسلئے کہ آخر واو ہے اور وہ مجزوم ہے دو تہمرا یہ ہے کہ بعد حرف
 کے ثواب ہے کہ مبارکہ میں ایک لاکھ دینیہ منورہ میں ایک ہزار اجماع مسجد میں
 پانچ سو محلے کی مسجدیں پچیس اور انکے سوا باہر حرف کے دس کا ثواب ہے بقا اسکے
 فرمایا کہ جزم بھی حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ آخر حرف ہا کا واو ہے اور مجزوم ہے اور حد
 پر بھی عمل ہو جاتا ہے مناسبت اسکے ایک حکایت بیان فرمائی کہ میں نے مبارک
 میں تھا ایک عزیز نے امامت کی اس نے سورہ فاتحہ میں مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ بغیر
 الف کے پڑھا قرأت ابو عمرو پچیس وقت نماز سے قانع ہوا تو شیخ کہ حضرت علیؑ

۱۰ پچاس ہزار مسنون ہے لا حق

یافعی رضی اللہ عنہ حاضر تھے اس امام سے فرمایا لَمْ قَصَّرَتْ قِرَاءَةُ مَالِكِ يَوْمَ الدِّينِ
یعنی تو نے الف کو کیوں حذف کر دیا کہ ثواب ایک حرف کا ایک لاکھ ہوتا ہے
اگر امام مالک یوم الدین الف کے ساتھ پڑھتا تو میں ایک لاکھ کا ثواب ایک حرف
سے پاتا۔ یعنی اس فقیر پر متوجہ ہو کے فرمایا فرزند نامن لکھ لے میں نے لکھ لیا۔

سولہویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

بُھ کے دن چاشت کے وقت بندہ خدمت میں حاضر تھا میری طرف منہ
کیا فرمایا میرے فرزند کچھ سبق پڑھ میں نے عرض کیا کہ فقہ اکبر خدمت میں پیش کروں
فرمایا مبارک ہے اسکے فرمایا وہ کہ امام عظیم رضی اللہ عنہ نے تصنیف کی ہے میں نے
عرض کیا جی ہاں میں نے شروع کیا ترتیب کلام کی اس میں تھی کہ ہذا الكتاب
حقہ الاکبر مما صنفه سراج الامة وامام الملة ابو حنیفة نعمان بن ثابت
الکوفی رضی اللہ عنہ قال لا تکفر احدا بذنب ولا تخرج احدا من الايمان
وهذه مسألة مختلفة فيها قالت الخوارج اذا ارتكب المؤمن كبيرة من الكبائر
فانه يكفر فيقول عنه الايمان والخوارج قوم يفترون بابي بكر وعمر وعثمان رضی
اللہ عنہم ولا يقولون بعلی رضی اللہ عنہ بل ينكرونه وخلافته وقالت القدرية
والمعتزلة يخرج بالذنب الكبيرة من الايمان ولا يدخل في الكفر ويكون
بين الكفر والايمان فاذا تاب تاب الله عليه اى قبل توبته واذا رجع
عنها فانه يدخل في حيز الايمان واذا مات قبل ان يتوب دخل في
حيز الكفر ويحلى في النار والقدرية قوم يقولون الحير من الله والش من

ب۔ ذکر فقہ اکبر و اختلاف شیخان و خراج معتزلہ و کلام حنبلیہ

الشيطان وهو لا يكرهون القدر وزعموا بوجود الهين ويقولون احدهما
 يزدان والاخر اهر من وهو باطل واحتجت الخوارج والقدرية والمعتزلة
 ان الايمان يرفع بالكبيرة بقوله تعالى ومن يقتل مؤمناً متعمداً فجزاؤه
 جهنم خالداً فيها اخبر الله تعالى انه يخلد في النار والحلود المطلق انها
 هولكا فربعدا كسے فرمایا میرے فرزند تو ترجمہ جانتا ہے میں نے عرض کیا کہ
 مخزوم سے جو اہر معانی کا التماس کرتا ہیں فرمایا کہ اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ
 ہم کافر نہ کہیں کسی کو گناہ کرنے سے اور نہ باہر نکالیں کسی کو ایمان سے یہ سنا
 مختلف فیہ ہے خارجی کہتے ہیں کہ جب مومن گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے تو
 وہ کافر ہو جاتا ہے اور ذاکل ہو جاتا ہے اس سے ایمان نہ آج جمع سے خارج
 کی جیسے کہ برائے جمع ہے الفح کی یعنی وہ سنت و جماعت سے باہر نکل گئے ہیں
 اور قول اس گروہ کا باطل ہے اور وہ ایک گروہ ہے کہ انہوں نے حضرت ابو بکر
 و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا اقرار کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اقرار نہیں کرتے
 ہیں بلکہ منکر ہیں ان کے اور ان کی خلافت کے اور قدریہ و معتزلہ کہتے ہیں کہ جس
 وقت کوئی گناہ کبیرہ کرے تو وہ ایمان سے باہر آ جاتا ہے اور کفر میں داخل نہیں
 ہوتا اور ایسا ہی درمیان کفر و ایمان کے رہتا ہے اگر اس نے توبہ کی تو اللہ
 اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور امکان ایمان میں آ جاتا ہے اور اگر بے توبہ مر جائے
 تو کفر میں داخل ہوتا ہے اور ہمیشہ آتش روضہ کے عذاب میں رہتا ہے۔ قول
 اس گروہ کا بھی باطل ہے۔ اور یہ قدریہ ایاب گروہ ہے عرب میں یہ کہتے ہیں کہ غیر خدا
 سے ہے اور نہ شیطان سے اور تقویات کے منکر ہیں اور یہ گروہ مکابن کرتا ہے کہ

Marfat.com

خدا وہی ایک تو یزدان نام و ہر اہل من نام اور یہ کہ عم اس گروہ کا باطل ہے اس
 قول سے الشیباک کے انہما اللہ والحد اور اس قول سے انہما اللہ والہ
 واحد یہ حصر ہے امی لیس اللہ والہ واحد یعنی نہیں ہے معبود تہا را اگر
 ایک معبود اور اس قول سے الشیباک کے لوکان فیہما الہة الا اللہ نفسدا
 امی غیر اللہ یعنی اگر ہوتا زمین و آسمان میں اور معبود سوا کے اللہ کے تو وہ وہ
 بگڑ جائے اور یہ تینوں گروہ خواج و قاریہ و معتزلہ کہتے ہیں کہ گناہ سے ایمان
 اٹھایا جاتا ہے اور اس آیت کہ یہ سے محبت پڑتے ہیں ومن یقتل
 مؤمنا متعدا حزا وہ جہنم خالد ایہما اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ وہ ہمیشہ
 دوزخ میں رہے گا اور ہمیشہ دوزخ میں رہے گا فرہی کے واسطے ہوتا ہے یہ کہ یہ
 اور انکا قول عقلاً و نقلاً باطل ہے اسی درمیان میں سید ابوبکر بدولی نے کھانے
 کا خواں لڑکوں کے ہاتھ بھیجا غایت میں حضرت مخدوم کے لاسے فرمایا اذاجاء
 الطبق رقع السبق یعنی جس وقت کھانا آجائے تو سبق اٹھالیں اور فرمایا کہ
 السبق یفتح الباء لکان الطبق یفتح الباء یعنی لفظ سبق بفتح بائے موجدہ ہے
 جیسے کہ طبق بفتح بائے اور بجز با خطا ہے پس بندے کو اور یارا ان دیکھ کر کھانے
 میں اصرار فرماتے تھے جب فارغ ہوئے تو شیخ جمال الدین اچھری رحمہ اللہ
 تعالیٰ کی حکایت کا ذکر نکلا کہ وہ عام سبق پڑھاتے تھے اور اگر کوئی جگہ مشکل
 ہوتی تو ذرا دیر بھر جھکاتے اور مشکل کو حل کر دیتے تھے۔ ان سے پوچھتے کہ آپ
 نقل کہیں فرماتے کہ نقل من اللہ تعالیٰ اور کسی کتاب میں نہ ہوتی عجیب
 علم تھا جو وہ رکھتے تھے یعنی اسکے فرمایا کہ شیخ صدیق الدین رحمۃ اللہ علیہ عام سبق پڑھاتے

شیخ جمال الدین اچھری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

تھے یہاں تک کہ اگر کوئی نوجوان صرف پڑھتا تو پڑھتا ہی رہتا ہے تصنیف جہاں ولی انکی تصنیف
ہے اور شیخ رکن الدین رضی اللہ عنہ سبق عوارف کا پڑھتا ہے اور شیخ بہا الدین
رضی اللہ عنہ اپنے غائبان کہ سبق پڑھتا ہے اور دار عارف کے یہ جلال الدین
رحمۃ اللہ علیہ و دامت برکاتہ خلیفہ تھے شیخ کبیر کے اور شیخ جمال الدین خلیفہ
تھے شیخ عارف مجدد الحق والدین کے قدس اللہ ارواحہم اسی درمیان میں
حکایت بیان فرمائی کہ شیخ نظام الدین رضی اللہ عنہ کے پاس جو کوئی جاتا ہے
کچھ کھلاتے ایک شخص خراسانی دانشمند تھا شیخ کے پاس جا جاتا تھا ایک
دن اُس نے کہا کہ میں ہر بار کہ تمہارے پاس آتا ہوں تم کچھ کھلاتے ہو اور
میں چند بار نزدیک شیخ رکن الدین رضی اللہ عنہ کے گیا ہوں انہوں نے مجھے
کوئی چیز نہیں کھلائی شیخ نے فرمایا کہ میں اس عادت پر عمل کرتا ہوں من زار
حیا و لحدیق منہ شیئا حکما زار میتا یعنی جو شخص کہ زیارت کرے کسی زندہ
کی اور نہ چکے اُس سے کوئی چیز نہ لے گا اُس نے زیارت کی کسی مرد سے کی
بعائے خراسانی دانشمند نے کہا کہ یہ عادت شیخ رکن الدین کہ نہیں پہنچی
ہے کہ وہ عمل کریں شیخ نظام الدین نے اُس سے کہا کہ شیخ رکن الدین عمل
معنوی کرتے ہیں ذوق روحانی چکھاتے ہیں اور ذوق دوطرح ہے۔ ایک تو
روحانی اور دوسرا ذوق جسمانی ذوق روحانی وعظ و نصیحت ہے اور ذوق جسمانی کل
یعنی کھانا ہے بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو نے مایہ مبارک میں اس عادت کا بیان
مشائخ سے سنا ہے کہ ذوق کمال نہ فرمایا اسلئے کہ ذوق عبادت ہے چکھنے
سے خواہ ذوق معنوی یعنی روحانی ہو خواہ ذوق نفسانی یعنی جسمانی رہا اکل بر اُس سے

ذکر حضرت سلطان الدیوبند قریب سے

ذکر ذوق

فی الجملہ کھانا مرفوض ہے پس جب ایک دن خراسانی دانشمند نے شیخ رکن الدین سے کہا کہ میں نزدیک شیخ نظام الدین کے کھانا ہوں نے کہا شیخ رکن الدین ذوق روحانی دیتے ہیں اور میں ذوق جسمانی دیتا ہوں تو شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ براہِ دم نظام نے تو وضع کی ہے کیونکہ ان میں یہ دونوں معنی ہیں وہ ذوق روحانی بھی دیتے ہیں اور ذوق جسمانی بھی پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا قرظہ من یہ دونوں وہیں ذوق کی جو میں نے بیان کیا لکھ لے۔

جو شخص ظہر ہمیشہ پڑھے وہ حضور علیہ السلام سے ملے

وہ نماز کو میں بعد ادا سے نماز ظہر نبردہ خدمت میں حاضر کھتا فرمایا کہ ظہر یہ دس رکعتیں ہیں تین سلام سے کیونکہ دن میں اولے یہ ہے کہ نفل نماز چار رکعت پڑھیں جو کوئی ہمیشہ بے نافرمانی سے وہ ہفتہ عشر علیہ السلام کو پائے وہ نیک مبارک میں ہر روز صبح کی نماز میراب کے نیچے ادا کرتے ہیں اس قدر عملی ان کا نماز ہو جاتی ہے اس نماز کے پڑھنے والے کو خدا اسی جگہ لے جائے تاکہ ان کو پائے یا یہ ہے کہ وہ ہندوستان میں جس وقت کہ اولیاء کی زیارت کرتے ہیں تو ان کو پائے اور چاہیے کہ بیٹھ کر نہ بیٹھ کر کھڑے ہو کہ پڑھے تاکہ دس رکعتیں ہوں وہ نہ پانچ ہوں گی اور اسکے نامہ اعمال میں اس کا آدھا ثواب لکھیں گے۔ قولہ علیہ السلام صلوة القاعد نصف صلوة القاضی یعنی بیٹھے ہوئے کی نماز آدھی ہے نماز کھڑے کی۔ ایک عزیز نے پوچھا حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر حضور زماہ ہوتا تو میری ملاقات کرتا۔ جو اب فرمایا کہ اس حدیث میں ہے

جو کہ پڑھے تاکہ دس رکعتیں ہوں وہ نہ پانچ ہوں گی اور اسکے نامہ اعمال میں اس کا آدھا ثواب لکھیں گے۔ قولہ علیہ السلام

دو طریقے ہیں ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ نے یہ عادت نایبات سے پہلے فرمائی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت نام ایک صحابی تھے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولایت اقطاع میں بھیجا تھا کچھ زمانہ گزرا کہ وہ نہ آئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا کہ اگر حضرت زنادہ ہوتا تو میرے پاس آتا یہ دونوں ہمیں میں نے کہ وہ تینہ مبارک کے طرف سے سنی ہیں ہرگز ہنہ وستان میں نہ سنی تھیں پھر اس فقیر کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا فرزندار میں لکھ لے غریب ہے میں نے لکھ لیا۔

دعائے فراخی رزق

یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی بعد پانچوں نمازوں کے ان تینوں کلموں کو کہے روزی اس کی فراخ ہو جائے عادت شریف میں آیا ہے من قال دُبْرُكُلِّ حَبْلَةٍ حَسْبِيَ الرَّبُّ مِنَ الْمَرْكُوبِينَ حَسْبِيَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ حَسْبِيَ الرَّازِقُ مِنَ الْمَرْزُوقِينَ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَسِعَ رِزْقُهُ بَعْدَ اس کے فرمایا کہ یہ کلمہ عیالداروں کو کہنا چاہئے میں بھی کہتا ہوں اور یہ معمول ہے۔ پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزندار میں لکھ لے کام آئے گا میں نے لکھ لیا۔

ذکر دستار

دستار لائے فرمایا کتنے لڑے حسن خادم نے عرض کیا چھ گز ہے فرمایا کہ دستار

ذکر نام لکھنے کا

ایک عزیز آیا اہتمام کیا کہ بندے کے گھر میں لڑکاپن ابھرا ہے اس کا نام رکھ دیجئے فرمایا کہ حدیث میں ہے خیر الاسماء ما حمدا وعیدا یعنی بہتر نام وہ ہیں جن میں حمد و عباد کا ذکر ہو محمد یا محمد یا عبد یا عبد یا حماد ان ناموں میں سے رکھیں یا عبد اللہ یا عبد الرحمن اور مثل اسکے نام رکھیں کہ بہترین نام یہ ہیں پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند میں نے جو کہا لکھ لے میں نے لکھ لیا۔

فقر اغنیاء سے پہلے جنت میں جائیگے

ذکر فقر و غنا کا نکلا فرمایا حدیث تریف میں ہے قوله عليه الصلوة والسلام فقراءكم قبل اغنیاءكم نصف يوم یدخلون الجنة یعنی آپ نے فرمایا کہ تمہارے درویش تمہارے تو نگہروں سے آدھے یوں پہلے جنت میں داخل ہوئے گئے وذلك الیوم خمیس الف سنة وکل یوم یوم ذریک کالف سنة مما تعدون اور وہ دن پچاس ہزار برس کا ہوگا اور ہر دن اس کا ہزار برس کا مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ پر سوار تھے ^{جائے} اگر کوئی فقیر ہوتا تو اس کے واسطے اتر پڑتے اور اس کو سارے گریہ عجیب خان ہے اگر سارا کسی راہ یا بازار میں گزرے تو جو فقیر گشتہ نشین ہو اس کے پاس اترے اسکی زیارت کرے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت ہو جائے

پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند نامن لکھ لے میں نے لکھ لیا ایضا عبد السلام
گجراتی مولیٰ الاسلام یاد کرتا تھا جن میں اس کی دعا کی کہ توشل عبد اللہ کے ہو جائے
انشاء اللہ تعالیٰ تم جانتے ہو کہ عبد اللہ کون تھا میں نے کہا آپ فرمائیں فرمایا
کہ یہ عبد اللہ گجراتی زناہ والا تھا وہ نزدیک دعا گو کے اسلام لایا تھا تعلق بھی کیا
تھا۔ یعنی مرید بھی ہوا تھا۔ دعا گو کی جماعت خانی میں پڑھتا تھا کلام اللہ کا
حافظ ہو گیا اور احکام شریعت کے سکھے بعد چنانچہ سے دعا گو سے کہا کہ آپ جبکہ
احکام حج کے سکھائیں ہیں حج کو جاؤں گا میں نے سکھائے حج کو کیا حج کرنے کے پھر
لڑنا نزدیک دعا گو کے آیا بعد چنانچہ میں نے دعا گو سے کہا کہ آپ مجھے اجازت دیں
تاکہ میں گجرات کو جاؤں اور اپنے گھر والوں اور قوم کو مسلمان کروں میں نے اجازت
دید لی ایضا ایک عرب نے پوچھا کہ جس جاگ تبیح کے دعا گوں میں ذکر کثیر ہوتا کتنے
بار پڑھے ہاں اب فرمایا کہ میں نے اس کو تین طرح سنا ہے مکرر متزبار کہے اور اوسط
بمقدار اعضاء کے رنگوں کے کہے یعنی تین سو ساٹھ بار کیونکہ آدمی کے بدن
میں تین سو ساٹھ رگیں ہیں اور اس کے اکثر کی کوئی عیب نہیں ہے مگر معمول دعا گو کا
یہی ستر ہے پس اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا لکھ لے میں نے لکھ لیا بعد اس کے
فقیر کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا میرے فرزند سبت پڑھ میں نے شروع کیا بات
اس میں کہتی کہ قالت الخواجہ والقدریۃ والمعتزلة اذا ارتکب المؤمن کبیرۃ
فانہ ینتزع من الایمان و اسخت بقولہ تعالیٰ ومن یقتل مؤمناً متعمداً
فجزاؤہ جہنم خالد ایہا الخیر اللہ تعالیٰ انہ یجتلد فی جہنم والخیر المطلق
للكافر الا انما قول لہم انما یجتزئ بحدیۃ الایۃ لمعاد انکم ومخافتکم فسلو

ن بیان ذکر کثیر

ساعدتکم سعادة لما ابتد عتم وخالفتم الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم
 اجمعین لان الصحابة ومن بعدہم من اهل التفسیر اجمعوا علی ان المراد
 من هذه الآية الاستحلال بالقتل وهكذا قول رئیس المفسرین عبد اللہ
 بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عبد اللہ بن عباس ہر دو حضرات مراد
 ہیں، وهو ترجمان القرآن علی ان لا نسلیہ ان الخلود یعبر بہ عن الابد
 وانما یعبر بہ عن طول الزمان يقال خلد الامیر فلان فی السجن ای
 اطال الحبس فیہ وقال اللہ تعالیٰ خیرا عن بلعمر ولكنہ اخلد الی
 الارض ای اطال فیہا و مال الیہا و اطمان بھا یعنی خوارج و قدریہ
 معتز کہ وہ ہیں عرب ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب مومن گناہ کبیرہ کرتا ہے تو
 بیشک ایمان اس سے نکل جاتا ہے اور اس آیت شریفہ سے حجت پکڑتے
 ہیں۔ یعنی جو شخص مار ڈالے کسی مومن کو عداً یعنی قصداً نہ سہو سے کیونکہ
 سہو میں دیت ہے عدا کی قید لگائی تاکہ سہو نکل جائے پس جزا اس مار ڈالنے
 والے مومن کی عدا دوزخ ہے ہمیشہ ہے دوزخ میں اللہ تعالیٰ نے اسکی
 عدا کی خبر دی اسلئے کہ اطمان غلبہ کا خاص کافروں کے واسطے ہے اور مار
 ڈالنا مومن کا گناہ کبیرہ ہے۔ قول اس گروہ کا عقلاً و نقلاً باطل ہے ہم یعنی
 اہل سنت و جماعت ان کو جواب دیتے ہیں کہ تم نے جو اس آیت شریفہ
 سے حجت پکڑی ہے سو صرف واسطے آیات سنت و جماعت کے اور واسطے
 مخالفت اصحاب کرام کے کیونکہ صحابہ و تابعین اہل تفسیر نے اس پر اجماع کیا
 ہے کہ مراد اس آیت کریمہ سے طہال جاننا قتل مومن کا ہے اور ایسا ہی قول

سرواۃ مفسرین عبدالشہید بن عباس رضی اللہ عنہما کا اور وہ قرآن شریف کے ترجمان
 ہیں۔ ترجمان پر وزن فعلان بمعنی فاعل مشتق ہے ترجمہ سے اور ترجمہ بیان
 کرتا ہے ایک زبان کا دوسری زبان سے یہ جو آپ کو نقلی تھا ہم عقلی جواب
 بھی دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کو نہیں مانتے ہیں کہ غلو کی تعبیر
 ابد سے کی جاتی ہے اسکی تعبیر تو طول مدت سے کی جاتی ہے۔ محاورے
 میں کہتے بولتے ہیں کہ کیا کیا امیر نے فلاں کو قید خانے میں یعنی قید
 کو اس میں طول دیا اور اللہ تعالیٰ نے بلعم سے یوں خبر دی کہ وہ ویرانک
 رہا دنیا میں یعنی چار سو برس اور دنیا کی طرف میل کیا اور اس سے قرآن
 و سکون و چین پیدا تو وہ نکو میدہ لوگوں سے ہو گیا جیسا کہ کسب قائل نے کہا ہے
 کہ صوف شوق اذ بہ بلعم بردن کشد کہ جامہ صفا بگ یا سیاں وہ
 یعنی کتا اصحاب کعب کا یہ ساری ترتیب آغا نہ سبق سے فارغ ہونے
 تک حق میں اس فقیر کے کھتی۔

ضمیمہ ترجمان

شبِ پنجشنبہ شہریوں تالیخ ماہِ جمادی الاولیٰ

کو تہجد کے وقت یہ فقیر خیمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ سخن خادم سے واسطے
 کھانے کے کرنی چیز مانگی غریب کہ قرض لائے اور ہمارے ساتھ کھائے ایک
 عزیز نے اذان کہہ دی ہمارے طرف متوجہ ہوئے پوچھا صبح ہوئی۔ اذان کا
 وقت ہو گیا ہم نے جواب دیا کہ صبح نہیں ہوئی ہے۔ فرمایا کہ بے وقت نماز
 کے اذان کہنا درست نہیں ہے اور اگر کہہ دین تو اعادہ کریں اور قاضی امام ابو یوسف

ف۔ ذکر اذان کے وقت

اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ وقت تہجد کے نماز کی اذان کہنا درست ہے تاکہ تہجد پڑھنے والے اٹھیں اور تہجد ادا کریں اس واسطے کہ خبر میں آیا ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ تہجد کے وقت نماز کی اذان کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جہت سے اسلئے کہ آپ پر تہجد فرض تھا لہذا تعالیٰ فتحجد بہ نافلة لك الاذان للفرائض لا للتواخيل یعنی اذان واسطے نماز فرض کے ہے نہ واسطے نفل کے اور مجتہدین عام کہتے ہیں کہ اذان نماز کی کہنا وقت تہجد کے روا نہیں ہے مگر واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ تہجد آپ پر فرض تھا اور امت پر سنت ہے اور اگر اذان کہہ دی گئی تو پھر کہیں۔ کیونکہ بلال رضی اللہ عنہ واسطے نماز صبح کے اور اذان کہتے تھے اسلئے کہ وَلَا يَجُوزُ الْإِذَانُ لِلصَّلَاةِ قَبْلَ دُخُولِهَا أَوْ قَبْلَ دُخُولِ وَقْتِهَا یعنی قبل دخول وقت کے اذان درست نہیں ہے کتابوں میں ہے الاذان في الوقت لا في غيره لان الاذان في الاوقات الخمس سنة وقيل واجبة والصحيح انه سنة مؤكدة یعنی اذان وقت میں ہے نہ غیر وقت میں اور پانچ وقتوں میں سنت ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ واجب ہے۔ صحیح قول یہ ہے کہ سنت مؤکدہ ہے اور بعض علماء نے کہا ہے الصلاة بغير الاذان لا يجوز لها مخالفة القرينة والصحيح انه يجوز ويكروه لمخالفة السنة یعنی بعض کہتے ہیں کہ نماز بغير اذان کے روا نہیں ہے واسطے مخالفت قرینہ کے یہ قول صحیح نہیں ہے۔ صحیح قول یہی ہے کہ نماز بے اذان کے مکروہ ہے قبول نہیں ہوتی رہہ ہوتی ہے بسبب مخالفت سنت کے مناسب اسکے ایک حکایت

نماز بغير اذان صحیح قول یہ ہے

انہوں نے روضہ مقادیر نبویؐ میں آواز سُنا تھا کہ میں شید ہوں تو کہتے کہ تو تو سید
 ہے جس وقت انہوں نے سنا کہ میرے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا کہ یا ولدی لا تقم بین یدئ زواری یعنی اے میرے لڑکے تو مت
 کھڑا ہوا آگے میرے زیارت کرنے والوں کے تو اُس سے بھی زیادہ اعتقاد کیا اور
 وہ اُس دن تھا کہ دعا گو نے نزدیک دیوار روضہ مقادیر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے سلام کیا اور اُسی جگہ مشغول ہو گیا۔ زیارت کرنے والے میرے عقب میں تکلف
 گزارتے تھے۔ میں نے آواز جواب کا سنا کہ یا ولدی لا تقم بین یدئ زواری
 میں نے تحقیق کر لیا کہ آواز حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے یعنی تو
 کھڑا مت ہوا آگے میرے زیارت کرنے والوں کے میں اس جگہ سے پیچھے ہو گیا
 ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ مابینہ نے جس وقت یہ آواز سنا تو وہ حاضر تھے جواب فرمایا
 کہ وہ حاضر نہ تھے یہ بات انہوں نے مکاشفہ سے دریافت کی۔ تو وہ آئے اور
 میرا ہاتھ پکڑا اور ایک جگہ لے گئے کہ تو یہاں مشغول ہو اور سلام کہ کہ شیخ قطب عالم
 دکن الحق والدین اس جگہ سلام کرتے اور مشغول ہوتے اور ہر شب جمعہ میں حاضر ہوتے
 اور شبِ روزِ شنبہ میں بھی آتے اور مقام شیخ نعیر الدینؒ کا بتایا یا میں جانب شیخ دکن الدین
 کے حمد اللہ تعالیٰ۔ دعا گو دو بولوں شیخوں کے مقام کے عقب میں مشغول ہوتا اور سلام کرتا تھا
 جس شخص کی ولایت درست ہوتی ہے تو وہ شب جمعہ و شب
 عیدین کو مکہ مبارکہ و مدینہ مشرفہ میں حاضر ہوتا ہے
 ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ نعیر الدینؒ بھی حاضر ہوتے تھے۔ جواب فرمایا کہ

آواز انہوں نے روضہ مقادیر نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقب میں تکلف

ہاں ان راتوں میں جلتے ہیں کتاب قوت القلوب میں ہے کل من صحت
 لہ الولاية یخص فی لیلۃ الجمعة والعیدین بمکة المبارکة ومدینة
 المشرفة یعنی جس کی محبوبیت درست ہوتی ہے تو وہ مکہ مبارکہ و مدینہ مشرفہ
 میں حاضر ہوتا ہے میناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک عورت اوجہ
 میں سے ہر شب جمعہ کو غاتہ کعبہ میں حاضر ہوتی ہے۔ ایک عزیز نے پوچھا
 کہ وہ عورت زندہ ہے جو اب فرمایا کہ ہاں بارہا واسطے دعا گو کے مکے کے
 قرص اور نبات معری لاتی ہیں یاروں کا حصہ کرتا اور کھاتا تھا اور اس عورت
 نے نزدیک والدہ لڑکوں کے عوارف پڑھی ہے اور وہ عالمہ ہے ایک عزیز
 نے پوچھا کہ اوجہ میں ایسا رو بھی ہے جو اب فرمایا کہ ناور ہے پھر پوچھا کہ وہی
 میں کبھی ہے۔ جو اب فرمایا کہ ناور و کم ہووے اور یہ شعر فرمایا ہے
 آن زن کہ البہ ہزار دوست توئی ، وان مرد کہ از تو نے خجل مانده منم
 بعد اس کے فرمایا کہ میں نے شیخ مدینہ عبدالشامطری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے
 کہ شیخ زکریا الدین قطبؒ نہ ہیں اور شیخ نصیر الدین قطب بن حسین وقت ان
 دونوں نے وفات پائی تو شیخ نے کہا ما بقی المشیم فی السنہ والہند یعنی
 سندوہن میں شیخ نہیں رہا اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ نصیر الدین
 کی وفات میں محروم حاضر تھے۔ جو اب فرمایا کہ میں چاہتا تھا کہ حاضر ہوں لیکن
 میں معتکف تھا بسبب اعتکاف ماہ رمضان کے حاضر نہ ہو سکا لیکن شیخ مدینہ
 عبدالشامطری رحمۃ اللہ علیہ حاضر تھے اول دعا گو کو خبر دی کہ ما بقی المشیم فی السنہ
 والہند فاعلق الباب وصل من ہناصلوۃ جنازۃ انت معتکف یفسد

ذکر الایات عورت

وفات شیخ نصیر الدین قدس سرہ

الاعتكاف بالخروج فلا تخرج والا اذهب بك وعما گسنے وقت اشراق کے
 اٹھا رہیں ماہ رمضان کو مسجد میں ہمراہ یاروں کے نماز جنازہ ادا کی ایک عزیز لے
 پوچھا کہ نماز میت غائب کی درست ہے جو اب فرمایا کہ امام شافعی رحمہ اللہ
 تعالیٰ کے قول پر درست ہے حجت یہ ہے کہ جس وقت بخاشی بار شاہ جلس نے
 وفات پائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاروں سے فرمایا۔ ان
 احالکد قد مات فقوموا وصلوا علیہ حدیث صحاح ہے یعنی بھائیو تمہارے
 بھائی بخاشی نے وفات پائی ہے سو تم اٹھو اور اس کے جنازہ پر نماز پڑھو۔
 لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کے واسطے پردہ اٹھا دیا تھا اور
 غائب مثل حاضر کے ہو گیا تھا۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ فی الجملہ غائب
 تھا پس میں نے تاریخ وفات شیخ نصیر الدین کی لکھ لی۔ واقعہ ویسا ہی تھا۔
 ایضا فرمایا کہ محمد تقی بیابانی شیخ امین الدین گادرونی کا پوتا نہایت دانشمند
 اور سخت فاضل تھے اور اوجھ میں وعظ بھی کہا ہے۔ اور مقام ولایت میں
 پہنچا ہے۔ سعادت اس شہر کی ہے کہ وہ یہاں پہنچا ہے لیکن خلیق سے
 بھاگتا ہے کہ وہ یا بیابان یا ویوانے میں رہتا ہے۔ اور عالم طیر بھی رکھتا ہے
 یہاں میری زیارت کو آیا ہے اوجھ گیا دعا گو کو نہ پایا۔ یہاں آکر سنا کہ دعا گو
 اس جگہ ہے۔ ایک عزیز مجلس میں حاضر تھا عرض کیا کہ برکت مخدوم کی ہے
 کہ وہ یہاں آپ کی پائے بوسی کو آیا ہے۔ ایضا فرمایا من اقال فادما اقال
 اللہ عشر ایدہ القیامۃ یعنی جو شخص اقالہ کیسے دگر فرمائے کسی نام سے
 تو اللہ تعالیٰ دگر فرمائے گا اسکی لغزشوں سے دن قیامت کو ایضا ایک عزیز نے

نماز پر میت غائب

محمد تقی بیابانی رحمہ اللہ

من اقال فادما اقال

پوچھا یا صریح المستعرجین کے کیا معنی ہیں جواب فرمایا کہ معنی اُس کے
یا غیبات المستغیثین ہیں یعنی اے فریاد کے پونچنے والے فریاد چاہنے
والوں کے الصریح فعیل بمعنی مَصْرُوح یعنی صریح بردن فعیل بمعنی فاعل
ہے۔ یعنی فریاد رس۔

سترہویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

جمعرات کے دن شیخ نظام الدین قدس سرہ کی زیارت کو تشریف لے گئے
تھے جب بعد ظہر کے لوٹے تو سیم پر متوجہ ہوئے فرمایا یا دو میں آج شیخ نظام الدین
کی زیارت کو گیا تھا بعد زیارت کے ایک عزیذ سے وعدہ تھا وہ آکر اپنے گھر
لے گیا وہ ایک جہان رکھتا تھا الغرض وہاں ایک جمعیت تھی قوال گاہے تھے
بعض حاضرین شعر مجاز کی حقیقت سے تاویل کرتے تھے جو کہ ممنوع ہے
دعا گو نے قوالوں کو بلایا اور کہا یہ چار بیس کہو کہ بے تاویل ہیں میں نے تلغین
کی وہ یہ ہیں نہ

بنسائے لقاے خود بہجورہ
من عاشق دوستم نہ فردوس
مشاق توام نہ طالب خود
من تشنہ ساقیم نہ کافورہ
سوائے تو ہر کجا کہ مستورہ
تا چند زخیش دالمیم دورہ
گر می کشتی بخش بیک بادہ

اس فقیر نے آخر مصرع کو پوچھا اور یہ آیت پڑھی تو لہ تعالیٰ وعن اقرب
الیہ من جبل الوردی یعنی ہم قریب تر ہیں طرف بندے کی جان کے رگ جان کے

نہ کہ جماع

نہ سے مفرط الہی

جواب فرمایا کہ اقرب علما و قدرة یعنی بعلم و قدرت نزدیک تر ہے اور اس جگہ
مرا طلب وصال ہے جو کہ نہایت دور و دورا ہے بعد اس کے فرمایا کہ مناسب
اس کے یہ بیت عربی ہے

وكلت الى الجيب امرى كله ان شاء احياني وان شاء اقلما

یعنی میں نے اپنا سارا کام دوست کو سونپ دیا ہے وہ چاہے چاہے چاہے چاہے
ایضاً فرمایا عن علی کہ مراد اللہ و جہرا نہ قال لا اعبد ربی ما لمداراة اعنی

بالقلب یعنی حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے
فرمایا کہ میں نہیں پوجتا ہوں اپنے رب کو جب تک کہ میں اس کو نہ دیکھوں یعنی

دل سے پھر اس فقرہ پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند نادہ ان چار بیتوں کو جو میں نے
اپنی صحیح بیت عربی اور اس مقولہ امیر المؤمنین کے سب کو لکھ لے واسطے حجت

کے۔ اسلئے کہ غریب ہے۔ ایضاً فرمایا فرزند نادہ سن سبق پڑھو پس میں نے شروع
کیا کلام اس میں تھا فان قیل روی عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انه

قال من ترک الصلوة متعمداً فقد کفر وقال فی خبر اخر الفرق بین الکفر
والایمان ترک الصلوة قلنا تاویل الخبر کتاویل الایة علی ما بیننا ای من

الاستحلال علی ان الايمان لا یرفع بالکبیرة بدلیل قوله تعالی ان جاءکم
فاسق نبی ای بخبر قہیندوا امر من التبعین فی نبی الفاسق و علی قسراة

قتلتوا امریا لتثبت فلو صار کافرا او مرتدا لنتھ عن قبول شہادته و
حادثة ما عزا ایضا قتل علیہ لما اقربا الزنا بین یدی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ والہ وسلم فلو صار مرتدا الامر یقتل ولا یسترجعہ الی حد الامام

بیت عربی

نیک نماز فقیر

والمعتن فيه وهو ان الايمان محلّه القلب والمعاصي محلّها الاعضاء وهما
 في محالين مختلفين فلا يتناهيان يعني اگر کوئی سائل کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص مستحرام نماز کو ترک کرے
 وہ مقررہ کافر ہو گیا اور دوسری حدیث میں یوں فرمایا ہے کہ فرق درمیان کفر و
 ایمان کے ترک نماز ہے تو ہم اس سائل کو جواب دینگے کہ اگر وہ ترک نماز
 کو حلال جانے یا فرض نہ جانے یا ساقط وغیرہ ساقط نہ پہچانتے تو کافر ہو جائیگا
 ورنہ فاسق ہو گا بعد اس کے فرمایا کہ یہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے قول پر ہے ہے
 امام شافعی رحمۃ اللہ سو ان کے قول پر تارک نماز کافر ہے بسبب نہیں حدیثوں
 کے تم جان رکھو کہ اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ ایمان مومن سے مرفوع
 نہیں ہوتا ہے بسبب گناہ کبیر کے اور اس پر آیت مذکورہ دلیل و تمسک کرتی ہیں
 کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خیر لائے تو
 تم تبیین کرو یا تثبت کرو بتا پر دوسری قرأت کے اور اگر فاسق مرتد یا کافر ہو جاتا
 تو آپ ضرور اُس کے قبول خیر سے ہی فرماتے اور حادثہ ماعز کا بھی اس عدم
 کفر پر دلالت کرتا ہے ماعز ایک شخص کا نام تھا جبکہ اُس نے دو بار رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زنا کا اقرار کیا سو اگر وہ کافر یا مرتد ہو جاتا تو ہر آئینہ آپ
 اُس کے قتل کا حکم دیتے لیکن آپ نے زنا کی حد کا حکم دیا جب وہ مر گیا تو آپ نے
 انا لشدوانا الیہ راجعون کہا اور اگر وہ مرتد یا کافر ہو جاتا تو آپ ہرگز انا لشدوانا
 الیہ راجعون نہ فرماتے اور فی النار والسقر کہتے ہیں اس میں یہ ہیں کہ ایمان کا
 محل دل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اولئك کتب فی قلوبہم الا ایمان اور

Marfat.com

محل معاصی کا جو ادخ و اعفنا ہیں۔ پس یہ دونو باہم متنافی نہ ہوں گے۔ یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک جتنی میں اس فقیر کے تھی۔

اکٹھارہویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ شب جمعہ

کو تہجد کے وقت بندہ غایت میں حاضر تھا حکایت بیان فرماتے تھے کہ غفر نام میرے ایک دوست کا ہے یہ یوستان میں رہتا ہے اور دعا گوئے سے کچھ قرابت بھی ہے مجھ سے تعلق پوند رکھتا ہے یہ گروہ لانگاہ چاہتے تھے کہ عالم آباد میں بنجاؤ کریں اس ولایت کے لوگ دعا گو کے پاس آئے اور کہا کہ اگر تو آئے اور عالم آباد کے باہر بیٹھے تو وہ جس وقت دیکھیں گے تو بھاگ جائیں گے اور خوف کرینگے۔ روزہ شب خون ماریں گے میں نے قبول کیا۔ غرض کہ میں رات کو ہمراہ یاروں کے بانہر آیا حصار کے باہر اترادہ نہ آئے دعا گو واسطے تہجد کے اٹھا تہجد پڑھ لیا تھا کہ اس اتنا میں ایک عزیز پیالہ شربت بھرا ہاتھ میں لایا اور میرے ہاتھ میں دیا اس سے خوشبو آتی تھی اور کہا کہ میں فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے آیا ہوں اور یہ بہشتی شربت ہے۔ غفر نام تیرا دوست ہے ہوش پڑا ہے اُسکو نے تاکہ وہ ہوشیار ہو جائے اور مجھے اس حال سے خبر نہ تھی میں نے جی میں کہا اور تحقیق کر لیا کہ یہ آدمی نہیں ہے۔ رات کو دروازے بنا کر دئے ہیں میں نے یقین کر لیا کہ یہ آنے والا فرشتہ ہے اور یہ بہشتی شربت ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے معونت و مدد غفر کے بھیجا ہے میں نزدیک غفر کے گیا تو دیکھا کہ وہ بے ہوش پڑا ہوا ہے میں نے اُسکو اٹھایا اور اس شربت کے پیالے سے اپنے ہاتھ

و پیالہ شربت بہشتی

تہجد کا

سے پلا یا وہ ہوشیار ہو گیا پھر میں پیالہ ہاتھ میں رکھ کر لایا میں نے دیکھا کہ وہ آئینہ والا
 ہنوز کھڑا ہے میں نے کہا اے عزیز خدا تو یہ پیالہ پھر لے جا بیگا اس نے کہا کچھ
 حکم نہیں ہے لے جاؤں یا چھوڑ جاؤں میں جانا ہوں میں نے کہا تو ابھی ایک چیز
 کہ حضرت صمدیت میں التماس کر کہ یہ حق میں خضر کے استدراج نہ ہو وہ آگے سے
 غائب ہو گیا پھر اسی وقت آگیا میں نے پوچھا کیا جواب لایا کہا حکم ہوا ہے
 کہ ہنوز باقی رکھنا ہے یعنی ہنوز تہجد باقی ہے۔ استدراج نہیں ہے بے شک اسکے
 میں خضر کے پاس گیا تو دیکھا کہ اُس نے نیا وضو کیا ہے اور جو تہجد باقی رہا
 تھا وہ ادا کرتا ہے۔ اتنا ہے تہجد میں اُس کو کسی چیز کا مکاشفہ ہوا۔ وہ پہوش
 ہو گیا وہ عالم تھا۔ جانتا تھا انعام یعنی بے ہوشی وضو کے توڑنے والی ہے
 بے شک میں نے اس سے کہا تو جانتا ہے کہ تو بے ہوش ہو گیا تھا یہ شربت
 جو تو نے میرے ہاتھ سے پیا تو جانتا ہے کیا تھا اُس نے کہا میں نہیں جانتا
 ہوں میں نے کہا کہ یہ شربت بہشت کا تھا کہ تو نے پیا اور ہشیار ہو گیا۔ اور
 خود مجھ کو اس حال سے خبر نہ تھی فرشتہ بصورت آدمی شربت لایا تھا۔ اور
 کہا کہ خضر کہ پلا جب یہ میں نے اس سے (خضر) کہا تو اس پر گریہ و لرزہ ہو گیا
 یعنی وہ نے اور کانپنے لگا کہ مبادا استدراج ہو میں نے اُس سے یہ کہا کہ ہنوز
 باقی ہے تاکہ ڈرتا ہے اور بے خوف نہ ہو جائے میں نے نہ کہا کہ یہ ہو گا ایک
 عزیز نے پوچھا کہ وہ زندہ ہے جواب فرمایا کہ زندہ ہے اب تک ویسا ہی استقامت
 پر ہے اُس کا باپ کچھ روٹی رکھتا تھا جب اس کے باپ نے انتقال کیا تو
 اُن سے وہ روٹی ترک کر دی اور کبھی مجھ سے نہ کہا کہ میرے واسطے کچھ کہ اب تک

۱۔ خوارق عادات نبی سے معجزہ اولی سے کرامت غیر مسلم سے استدراج والا خضر

و یا ہی متوکل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ
 ایضاً ایک عزیز پوچھا کرتا تھا یعنی مرید ہوتا تھا اسکو طاقیہ یعنی ٹوپی پہناتے
 تھے۔ اُس نے ہاتھ مارا فرمایا مت لے اسلئے کہ اول پہنانا طاقیہ کا ہاتھ سے
 پیر کے ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرقہ اول اپنے ہاتھ سے پہناتے
 تھے۔ ایضاً آخر شب جمعہ ناکور کو تہجد کے وقت بندہ خیمت میں حاضر تھا بعد
 خراج ماندہ کے بات اُس طرف کی ضیافت میں نکلی جو کہ ہوتی ہے۔ فرمایا کہ
 ضیافت اس بلاؤ کی کچھ نہیں ہے ضیافت اُس طرف کی جو ہوتی ہے تو کیا کیا
 الوان و اقسام کے کھانے اور اور اجناس آگے لاتے ہیں کہ یہاں ہرگز نہیں
 ہوتے جس وقت کہ دعا گو کو واسطے ضیافت کے بلاتے تو میرے سارے
 دوستوں کو صرف دیتے اور تکریم بہت کرتے تھے اُس طرف ایک دن بیس
 دسترخوان کھانے کے واسطے دعا گو کے آئے۔ برابر پار تھے کھاتے تھے۔ اور
 کھانا فاضل باقی رہتا تھا میں خلق خدا کو بلاتا۔ دیتا۔ اور مسکینوں کو کھلاتا تھا۔

اونیسویں تاریخ ماہ جمادی الاولیٰ

نیچر کے دن بعد اوائے اشراق ایک عزیز آیا اور رقعہ واسطے خواست یعنی
 سوال کے طلب کیا حسن خادم لے گیا کہ میں سوال کے واسطے نہیں دیتا ہوں
 فرمایا کہ بتیاریں یعنی ناشیوں سے کہہ دو وہ رقعہ لکھو میں اور یہ حدیث فرمائی جو کہ صحاح
 سے ہے قال علیہ السلام من فتح باب مسئلۃ فتح اللہ لہ سبعین باباً

لہ یعنی بعد عرفہ و تمام جوان (الاحقر)

من العقر یعنی جو شخص کھولے ایک دروازہ واسطے سوال اپنے کے یعنی واسطے
 تکدی گداگری کے تو کھولتا ہے اللہ واسطے اس کے تہذیب و ازسے محتاج کے
 پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من اس حدیث کو لکھ صحاح سے ہے میں
 نے لکھ لی..... بعد اس کے فرمایا فرزند من سبق پر ہو
 نیچر کا وہ ہے پس میں نے شروع کیا ترتیب اس میں تھی کہ الامر بالمعروف
 والنہی عن المنکر واجب لقولہ تعالیٰ یا مروون بالمعروف وینہون عن المنکر
 والخطاب بمعنی الامر وھذہ مسئلۃ مختلف فیہا بیننا و بین المجریۃ
 الاقری ان الامر بالمعروف والنہی عن المنکر واجب و آتحت بقولہ تعالیٰ
 لا یضركم من ضل اذا اھتد یتم قلنا الایۃ فی نفس المصنوع و بہ نقول
 فان مضرۃ المعصیۃ لا تعد و غیر العاصی قولہ تعالیٰ ولا تریں وازرۃ وریں
 اخری فاما وجوب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر فی الایۃ الثانیۃ
 وہی قولہ تعالیٰ تاھرون بالمعروف و تقھون عن المنکر الخطاب بمعنی الامر
 وقد امر اللہ تعالیٰ بعین امر معروف و نہی منکر یعنی نیکی کا حکم کرنا اور بدی سے باز
 رکھنا واجب ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں امر فرمایا ہے کہ تم
 نیکی کا حکم کرو اور بدی سے باز رکھو اور اس مسئلے میں اختلاف ہے درمیان
 اہل سنت و جماعت کے اور درمیان جبریہ گروہ کے کہ وہ امر بمعروف و نہی منکر
 کو واجب نہیں جانتے ہیں اور اس آیت شریفہ سے حجت لیتے ہیں کہ لا
 یضركم من ضل اذا اھتد یعنی نقصان نہ پہنچائے گا تم کو وہ شخص کہ

من ذکر امر بمعروف و نہی عن المنکر و اختلاف اہل سنت و جبریہ

گمراہ ہوا ہے جس وقت کہ تم راہ یاب ہو ہم ان کو یوں جواب دیتے ہیں کہ یہ آیت
 شریفہ نغمی میں نفس مضرہ کے ہے کہ مضرہ معصیت کی غیر عاصی سے تجاوز
 نہیں کرتی ہے یعنی اُس کا ضرر عاصی ہی کو پہنچتا ہے غیر کو نہیں پہنچتا اس لئے
 کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور انہیں اٹھاتا ہے نفس گنہگار بوجھ دوسرے کا یعنی
 ایک کا گناہ دوسرے کو نہیں پہنچتا ہے۔ لہذا وجوب امر بمعروف و نہی منکر
 کا یہ روہ دوسری آیت سے ہے۔ وہ آیت یہ ہے قاضی ن بالمعروف
 و تنہون عن المنکر یعنی تم نیکی کا حکم کرو اور بدی سے باز رکھو یہ ساری
 ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے کلمی ایضاً اسی درمیان
 میں یہ در فیح الدین و معین الدین سید ابوبکر بدولی کے بیٹے اور امام مخدوم
 زاہد محمود نے التماس کیا کہ قدم مبارک ہمارے گھر میں لائیں قبول کیا
 فرمایا کہ سلام کہیں اور چلیں یا تمہارے گھر میں کہیں! انہوں نے کہا کہ مخدوم
 کو اختیار ہے۔ جیسا کہ ہم ہر روز بعد چاشت کے کہتے ہیں اور ہم کو فرمایا
 کہ تم اس طرح کہو السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
 حَفْوَةَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَةَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ الْمُتَّقِينَ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ النَّبِيِّينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْمَذْنُبِينَ
 صَلِّ اللَّهُ عَلَيْكَ وَهَلِي جَمِيعِ إِخْوَانِكَ مِنَ الْبَيْتِينَ وَالصَّالِحِينَ
 وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَعَلَى جَمِيعِ أَهْلِكَ الظَّاهِرِينَ وَأَهْلَ
 بَيْتِكَ الطَّيِّبِينَ الْمُطَهَّرِينَ وَأَزْوَاجِكَ الْأَهْلِيَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَوْلِيَاءِكَ

نہ دانا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْمُقَرَّبِينَ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ وَفَضَّلْتَ
 لِدِينِكَ وَجَاهَدْتَ عَدُوَّكَ وَوَعَدْتَ رَبِّكَ حَتَّى أَتَاكَ الْيَقِينُ
 جَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا خَيْرًا مَّا جَزَى نَبِيًّا عَنِ أُمَّتِهِ بَعْدَ اسْمِكَ وَمَحَابِرِ قُرْبَانِ
 الشَّهِيدِ عَلَيْهِمُ الْجَمْعُ بِرِاسِ طَرِحِ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
 يَا بَاكَرَ الْقِدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ جَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا خَيْرًا مَّا جَزَى نَبِيًّا
 النَّبِيَّ عَنِ أُمَّتِهِ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ
 اللَّهُ عَنْكَ جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا مَّا جَزَى صَاحِبَ النَّبِيِّ عَنِ أُمَّتِهِ
 السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ
 جَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا خَيْرًا مَّا جَزَى صَاحِبَ النَّبِيِّ ^{عَنِ} أُمَّتِهِ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا
 أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ جَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا
 خَيْرًا مَّا جَزَى صَاحِبَ النَّبِيِّ وَابْنَ عَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى
 آلِهِ وَصَحَابِهِ الَّذِينَ رَضِيَتْ عَنْهُمْ أَنْ تَخْفَرُ لِي وَتَقْعَنِي بِمَا جِئْتُ بِه
 اس کے اس طریق سے تو اس کے لیے۔ اِلَهْنَا وَتَسَلَّنَا بِبَيْتِكَ وَجَنَّتِكَ مَحَلَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى جَمِيعِ اِخْوَانِهِ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالْقِدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
 وَالصَّالِحِينَ وَاصْحَابِهِ وَخَلْفَائِهِ وَاهْلِي بَيْتِهِ وَارْوَادِهِ وَأَوْلِيَاءِ
 أُمَّتِهِ الَّذِينَ رَضِيَتْ عَنْهُمْ أَنْ تَجْعَلَنَا مِنَ الْمُقَرَّبِينَ لَدَيْكَ وَالوَاصِلِينَ
 إِلَيْكَ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا وَرَبِّي كَمِثْلِي اس پر زیادہ کرتے اور
 کہتے تھے وَأَنْ تَجْعَلَ أُمُورَنَا بِالْإِيمَانِ وَأَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَنَا بِالْخَيْرِ وَأَنْ تَقْعَنَ حَوَائِجَنَا
 وَحَوَائِجِ الْمُسْلِمِينَ الْمَشْرُوعَةَ وَأَنْ تُعَافِقَنَا وَتُعَافِيَ مَرْضَانَا وَمَرْضَى الْمُسْلِمِينَ بِفَضْلِكَ

ن۔ تو اس کے بعد علیؑ اور آلہ کے

وَكَمَلَتْ يَلْمُونَ وَسَيِّدًا بَعْدَ اسْمِكَ فَتَقْبِرُ كِي طَرَفٍ مُتَوَجِّهٍ هُوَ سَيِّدٌ وَأَوْفَرُ مَا يَأْتِي فِرْدَوْسٍ لِكَبْرِهِ وَأَوْفَرُ
 يَادُ كَرِيمًا وَأَوْفَرُ رُؤْيَا شَرِيقٍ يَأْتِي شَتَّى كَيْفِيَّةٍ لَيْسَ مِنْهُ بَلَاءٌ نَاعِدٌ كَيْفِيَّةً يَسْتَبِيحُ
 بَعْدَ بَلَاءِ نَاعِدٍ كَيْفِيَّةً هُوَ سَيِّدٌ وَأَوْفَرُ مَا يَأْتِي فِرْدَوْسٍ لِكَبْرِهِ وَأَوْفَرُ مَا يَأْتِي فِرْدَوْسٍ لِكَبْرِهِ وَأَوْفَرُ
 مَا يَأْتِي فِرْدَوْسٍ لِكَبْرِهِ وَأَوْفَرُ مَا يَأْتِي فِرْدَوْسٍ لِكَبْرِهِ وَأَوْفَرُ مَا يَأْتِي فِرْدَوْسٍ لِكَبْرِهِ وَأَوْفَرُ مَا يَأْتِي فِرْدَوْسٍ لِكَبْرِهِ
 فَرَمَا يَأْتِي فِرْدَوْسٍ لِكَبْرِهِ وَأَوْفَرُ مَا يَأْتِي فِرْدَوْسٍ لِكَبْرِهِ وَأَوْفَرُ مَا يَأْتِي فِرْدَوْسٍ لِكَبْرِهِ وَأَوْفَرُ مَا يَأْتِي فِرْدَوْسٍ لِكَبْرِهِ
 چارہ مدرسے چارہ مذہب کے پناہ کرنے ہیں کسی کو اور انہیں دیتے ہیں اور نہ
 بتاتے ہیں جب تک کہ اس کو علم نہیں ہوتا ہے اور اگر جاہل ہے تو آلے
 والے سے پوچھتے ہیں کہ تو کون مذہب رکھتا ہے وہ ان چارہ مذہبوں سے
 جس مذہب کا کہتا ہے اُس کو اُسی مذہب کے مدرسے میں بھیج دیتے ہیں
 اول کہتے ہیں کہ علم پڑھ جس وقت وہ فقیہ ہو گیا تو اس کو اور اوپر دیکھنے کا حکم
 دیتے ہیں اسکے کہ اور اوپر نہ عمل کے ہے جب تک کہ علم نہ ہو عمل کو کیا
 جانے انصاف و اجماع و اتفاق کو کیونکہ پہچانے گا۔ بعد اسکے فرمایا کتاب
 میں ہے کہ لا تکلن من جھال الصوفیة فانہم لخصوص الدین وقطام
 الطريق علی المسلمین یعنی تو نادان کلیم پوشوں سے مت ہو کیونکہ وہ دین کے
 چور اور مسلمانوں کے لہرن ہیں ایضاً فرمایا کہ قال سید الطائفة جنید البغدادي
 قدس الله روحه ليس العبرة للخرقة وانما العبرة للخرقة یعنی خرقة
 پہنے کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اعتبار خرقة و پیشہ کامر او ہے پھر یہ بیت فرماتے ہیں
 از دست دوست پیار گار در سے دادم کان درد بصدا ہزارہ در ماں نہ صم
 رح در ماں طلبان زور داو محروم نہ

وَنَذَرُ مَا سِوَا اسْمِكَ نَذِيرًا لِكَبْرِهِ

حضرت جنید رضی اللہ عنہ

ع در در ایامش ای بر او در دورا

اسی اثنا میں ایک دانشمند واسطے زیارت کے آیات باریت کی السلام
 علیک یا سید الدارین ویا استاذ الثقلین جواب سلام کا دیا اور کعبہ بکریمہ
 کی وہ بیٹھ گیا اور شروع کیا کہ میں بیچارہ ضائع رہا ہوں آپ میری دستگیری کرو
 میں نے سارا علم پڑھا ہے کچھ نفع اس سے نہیں پایا
 علمی کہ رہ بحق نماید جہالت ست

جواب فرمایا کہ سالکان طریقت کے مقامات رکھے ہیں ان پر رہنا چاہیے تاکہ
 دل روشن ہو جائے اس آدمی کو کہ یہ طلب درکار ہوئی البتہ وہ پورے گمان سب
 اس کے یہ بیت عربی فرمائی ہے

لو لم ترد نیل ما ارجو فاطلبہ من جہد کفیک ما علیتنہ الطلیبا
 یعنی اگر تو نہ چاہتا پاتا اس چیز کا جس کو میں طلب کرتا ہوں تو تو ہرگز اس کی طلب
 دل میں نہ ڈالتا۔

ذکر سلوک و سیر

بعد اسکے فرمایا کہ سلوک ہے اور سیر ہے اسلوک جانا ہے اجساد یعنی جسم سے اور سیر جانا
 ہے دل سے ان دونوں میں اور سیر تھے کھلی ہیں ہر چیز کہ بیشتر جانا ہے مقصود کو
 پہنچتا ہے اور اس کو وصال کہتے ہیں پس ساتھ دل غائب کے خلق حاضر سے بات
 سنتے ہیں سے

غائب نہ خود بد دست باقی اس طرف کہ نیست و ہست

بعد اس کے فرمایا کہ جب ایسے ہوتے ہیں تو صاحبِ ولایت ہر جاتے ہیں
 ان کے واسطے سے خلق کی حاجت برآتی ہے جیسے کہ شیخ کبیر زبیدی کی ولایت لکھے
 تھے اور شیخ قطب الدین نجیبی رضی اللہ عنہما ولایت ہند کی جس وقت کہ شیخ قطب
 عالم رکن الدین اور شیخ نصیر الدین امرت پور کے وفات پائی تو شیخ تاج الدین علی بن ابی مطری
 امرت پور کے لئے دعا گو کہ لکھا کہ ما بقى الشيخ في السند والهند يعني سارہند
 میں شیخ نہ رہا پھر اس فقیر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا فرزند من یہ فواء جو میں نے
 کہے مع نظم عربی کے سب کو لکھ میں نے لکھ لیا بعد اسکے فرمایا فرزند من سبق
 پڑھ میں نے شروع کیا بات اس میں تھی کہ قولہ علیہم السلام واعلم ان ما احنا
 لم یکن لخطیک وما اخطاک لم یکن لیصیبک وهذه مسئلة مختلف فیہا
 بیننا و بین المعتزلة والقدرية فیہا ینقیان ارادة الله ومشیئته عن
 فعل العبد اذا کان معصية ویقولون معصية العاصی ولكن الکافر لیس
 بمشیئة الله تعالی وارادته لانه اذا اراد معصية العاصی وکفر الکافر
 ثم عذبه علیہا کان ذلک جوراً منہ وحاشا ان یعذب الله تعالی بالجو
 والظلم عن هذا اسمونا اهل الجور وسموا انفسهم اهل العدل قلنا لهم
 هذا من عقولکم وجرانکم علی الله تعالی بحيث غلبتم ارادة المخلوق علی ارادة
 الخالق بل ارادته غالبه ومشیئته نافذة ای جاریة ولا یجوز ان لا یکن
 معصية العاصی وکفر الکافر ارادته لانه بین لهم طریق الهدی والضلال
 ومحدث الاستطاعة ثم المذهب الصحیح هو مذهب اهل السنة والجماعة
 قلنا افعال العباد علی وجهین منها ما هو طاعة ومنها ما هو معصية

من اخطا من اهل سنته وعزله واداره وشیئته الی

فالتواضع بمشيئة الله تعالى واراادته وقضائه وحكمه ورضائه واخره
 والمعصية بعد اكله دون رضاه وامره فان قل قوله تعالى ما اصابك من
 حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك قلنا انا لا نقضيف
 الشرا الى الله تعالى مراعاة للاراديب عند الاتقراء ولكننا نقضيف عند الحاجة
 قلنا تعالى قل كل من عند الله وان كان حصول ذلك من العبد
 بتخليق الله اياه جب سبق اس فقير كما يهاں پر پوچھا تو یہ بیت قصیدہ لامینہ کا پڑھا
 ہے مرید الخیر و الشرا القسیم ولكن ليس ير حتى بالمحال

قیح صفت شرکی ہے ای شرعی و کمی الشرا المحال شرعا لا طبعا لے بالشراے
 بالکفر و القبایح و المعاصی و ہر مرید لہا بانہ غیر مضطر فی ایجاد ہا بل او جہا ہا
 اختیار بحکمہ بلینغہ تختہا ترجمہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا ہے۔ جان اور آگاہ ہو کہ جو کچھ تیرے نام پر لکھ دیا ہے وہ تجھ سے
 نہ چو کے گا تجھے پہونچے گا اور جو تیرے نام پر نہیں لکھا ہے وہ تجھ سے چو کے گا
 تجھے نہ پہونچے گا جیسے رزق و فراخی و تنگی و صحت و مرض اور جو اسکے ماٹنا ہے
 بھلائی بڑائی سے مسئلہ مختلف فیہ ہے درمیان ہمارے اور معتزلہ و قدریہ کے
 وہ کہتے ہیں کہ ارادہ حق تعالیٰ کا خیر میں ہے شر میں نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ اگر
 معصیت عاصی کی اور کفر کافر کا بار اوہ حق تعالیٰ ہو پھر وہ عاصی و کافر کو ان پر
 عذاب کیے تو یہ اس سے جو دوستم ہو گا۔ حالانکہ خدا بتعالیٰ جو در ظلم سے منزہ
 و پاک ہے اسی جہت سے وہ اہل سنت و جماعت کا نام اہل جو در رکھتے ہیں اور
 خود کو اہل عدل کہتے ہیں قول اس گروہ کا عقلا و نقلا باطل ہے ہم اس گروہ کو یہ

جواب دیتے ہیں کہ یہ جو تم کہتے ہو تمہاری کم عقلی و بے ادبی و دلیری سے ہے
حق تعالیٰ پر اسلئے کہ تم نے غالب کر دیا ارادہ مخلوق کو خالق کے ارادے پر۔
حالانکہ حق تعالیٰ اس سے منزہ و پاک ہے کہ خالق کے ارادے پر مخلوق کا
ارادہ غالب کیا جائے بلکہ اسی کا ارادہ غالب ہے اور اسی کی خواست و
چاہ نافذ و جاری و رواں ہے اور یہ بات لو! نہیں ہے کہ معصیت عاصی
کی اور کفر کافر کا اُس کے ارادے سے نہ ہو کیونکہ اُس نے تو رستہ ہدایت و
راستی دکھرائی و بے راہی کا واسطے لوگوں کے بیان کر دیا ہے اور استطاعت
کو پیدا کر دیا ہے۔ پھر صحیح مذہب سنت و جماعت کا ہی مذہب ہے اور
دوسرا مذہب باطل سنت و جماعت مذہب والے کہتے ہیں کہ افعال بندوں
کے دو طرح پر ہیں یا تو طاعت معبود کی ہے یا معصیت ہے یہ طاعت تو
اللہ تعالیٰ کی چاہ و ارادہ و قضاء و حکم و رضا و خوشنودی و امر و فرمان سے ہے
اور معصیت اس کے چاہ و ارادہ و قضاء و حکم سے ہے مگر خوشنودی و امر و فرمان
اُس کا نہیں ہے پھر اگر کوئی سائل سوال کرے کہ معنی اس آیت کے ما اصابك
من حسنة الخ کے کیا ہیں تو ہم جواب دینگے کہ نسبت شرکی طرف بارگاہ پاک
اللہ تعالیٰ کے نہ کرنی چاہیے۔ واسطے رعایت ادب کے نزدیک افراد
کے۔ یعنی جبکہ شرک تھا ہو۔ لیکن ہم نسبت کرتے ہیں شرکی وقت جملے کے۔
قول ہے اللہ تعالیٰ کا قتل کل من عند اللہ یعنی ہر چیز اللہ کے نزدیک ہے
گو حصول شرک بنیے سے تخلیق الہی ہے بعد اس کے بیت مذکور قصیدہ لامیہ
کا پڑھا یعنی کفر و معاصی و بُرائیاں حق تعالیٰ کی خوشنودی سے نہیں ہیں بلکہ ارادہ

اُس کلمے یا اس معنی کہ وہ کفر و معاصی کے پیدا کرنے میں مفطر نہیں ہے۔ بلکہ
 اُس نے یا اختیار اُن کو موجود کیا ہے واسطے حکمتِ بلیغ کے جو کہ اُن کے نیچے
 ہے یعنی اس کے فرمایا ایک حکمت یہ ہے کہ اُس نے دوزخ پیدا کیا ہے۔
 اس کو بھرا چاہیے واسطے اُس کے دوزخی پیدا فرمائے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے
 فرمایا فرزندِ ندمن ان فائدوں کو جو میں نے کہے لکھ لے میں نے لکھ لئے یہ
 ساری ترتیب آغازِ سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے کھنی۔

فائدہ صلوٰۃ حرز

فرمایا من صلی صلوٰۃ الحرز بعد الاوابین و بعد الاشراق و قرأ فی
 الركعة الاولى آية الكرسي مرة و قل يا ايها الكافرون مرة و فی الركعة
 الثانية لو انزلنا الى اخر سورة الحشر مرة و قل هو الله احد ايضا مرة
 فاذا فرغ يقى هذا الدعاء و صلى على النبي صلى الله عليه و آله و سلم
 اولا و اخر اللهم اكسب شحوتي عن كل محرم و ازر حرجي عن كل ما
 و امتنعني عن اذى كل مسلم (حدیث میں اسی قدر ہے) و مسئلة رد عاقر
 نے تیار کیا ہے حفظہ اللہ من الذوب الازمة و المتعدية یعنی جو
 شخص صلوٰۃ حرز پڑھے بعد فراغِ اوابین کے اور بعد فراغِ اشراق کے اور پڑھے
 پہلی رکعت میں آیتِ الکرسی اور قل یا ایہا الکافرون ایک ایک بار اور دوسری رکعت
 میں لو انزلنا آخر سورہ حشر تک اور سورہ اہلص ایک ایک بار جب نماز سے
 فارغ ہو تو یہ دعائے مذکور پڑھے اور اول و آخر میں نبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر

دعائے اولے قرض وغیرہ

بعد اس کے فرمایا کہ یہ دعا بھی واسطے اولے قرض وغیرہ کے مردی سے تین بار صبح و شام پڑھے اور بعد تہجد کے بھی اول و آخر میں درود پڑھے دعا گو نے اس پر مواظبت و ہمیشگی کی ہے۔ دعا یہ ہے **اللَّهُمَّ كَفِّنِي بِحِلَاكِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَنْ سِوَاكَ** یعنی اے اللہ تو میری کفایت کر ساتھ تیرے حلال کے تیرے حرام سے اور غنی و بے پروا کر دے مجھ کو اپنے مابوا سے

دعائے غنا

بعد اس کے فرمایا کہ دوسری دعا بھی واسطے غنا کے مردی سے بعد تہجد کے تین بار پڑھے اول و آخر درود شریف پڑھے اور دعا گو بھی پڑھتا ہے **اللَّهُمَّ يَا قَارِحَ الْهَمِّ وَيَا كَاشِفَ الْغَمِّ وَيَا مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ يَا رَحْمَنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَسَيِّدَهَا أَنْتَ تَرْحَمُنِي فَأَرْحَمْنِي رَحْمَةً تُغْنِنِي عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ** یعنی اے اللہ اے کھولنے والے ہم کے اور اے کھولنے والے غم کے اور اے قبول کرنے والے بے قراروں کی دعا کے اے بڑے مہربان دنیا و آخرت کے اور بڑے رحم کرنے والے ان دونوں کے تو ہی مجھ پر رحم کرے گا سو تو مجھ پر رحم کر ایسا رحم کہ وہ مجھے بے پروا کر دے تیرے مابوا کی رحمت سے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من تم بھی لکھ لو اور یاد کر لو میں نے لکھ لیا۔

متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من تم اس نماز سنت حاجت کو ہمیشہ پڑھو اور لکھو تاکہ
تمہارے یاروں کو بھی فائدہ ہوئے خاص کر اس شخص کو جو کہ شیخ کبیر قدس سرہ
سے تعلق رکھتا ہے۔

ذکر اول و آخر ہاتھ دھونے کا کھانے سے

اسی رات داماد و بھانجا و خلیفہ شیخ سعد چرمپوش کا اور مولانا مفضل مع فرزند
واسطے زیارت کے آئے اس فقیر نے گزارش و تعریف کی فرمایا فرزند من لاؤ
کہاں ہیں میں لایا انہوں نے قدیموسی کی اور اپنے لڑکوں کو بیعت کا تعلق کرایا
ان کو خرقة پہنایا اسی اتنا میں دسترخوان لائے فرمایا کہ کھانے سے اول ہاتھ
دھونا مستحب ہے اور آخر میں سنت ہے اور دعا گو کھانے سے اول ہاتھ
نہیں دھوتا اس طرف میں نے مشائخ کو دیکھا ہے کہ کھانے سے اول ہاتھ
دھیتے ہیں میں نے پوچھا حکمت کیا ہے جواب پایا کہ حتی یبقی الفقر
اور یہ نہ سب فقر کا ہے چونکہ درویشوں کو صدق افتقار ہے اسلئے ہم نے اختیار
نہ کیا بعد صرف دسترخوان کے یہ دعا اس طرح پڑھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي
اَطْعَمَنِي هَذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةَ اَللّٰهُمَّ اسْتَجَلْنَا
فِي طَاعَتِكَ وَلَا تَسْجَلْنَا فِي مَعْصِيَتِكَ اَللّٰهُمَّ اَرْحَمْنَا كَلِمَةً وَلَمْ يَسْعَى
فِيهِ وَاَتِ لِحَبَابِ الطَّعَامِ الْخَيْرَ وَالْبَرَكَهَ فَرَمَا يَا كَلِمَةً سَعَى فِيهِ كَيْفَ كَتَبَتْ
ہیں یعنی جس نے اس کھانے میں سعی و ناری و مادی کی ہے وہ بھی آجائے
تو اسکے پشت و آفتاب لائے ہاتھ دھوتے تھے اور ہاتھ دھلانے والے کو یہ

ف دعا کے بعد طعام

دعا دیتے تھے کہ طَهَّرَكَ اللهُ مِنَ الذُّبِّ وَبَرَآكَ مِنَ الْعُيُوبِ فرمایا کہ
 ہاتھ دہلانے والے کو یہ دعا دیں مروی ہے بعد اسکے خواجہ حسن خادم سے کہا کہ
 کچھ شیرینی لا اور سب یا زوں کو یا نٹ مجھے تنہا مت دے کہ حدیث صحاح میں
 ہے قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَلْعُونٌ مَنْ أَكَلَ وَحْدَهُ وَخَرِبَ عِبْدَهُ وَمَنْعَ رَحْمَتَهُ
 اسی عطاء الرخدا العطاء یعنی ملعون ہے وہ شخص جو تنہا کھائے اور اپنے
 خادم کو مارے اور اپنے عطا کو باز رکھے یعنی بخل کرے۔ ایک عریزے پوچھا
 کہ جو شخص اپنے خادم کو مارے وہ ملعون کیوں ہو فرمایا کہ خادم کا مارنا درست نہیں
 ہے مگر واسطے نماز یا اُس کام کے جو خیر ہے وہ اس میں تقصیر کرے ایک
 سی مار دے۔ بعد اس کے فرمایا جو شخص کہ تو نگرے اُس کو وسعت ہے وہ
 عطا منع کرے ملعون ہوگا بعد اس کے پوچھا کہ جب وہ مسلمان ہے تو لعنت
 اس کے حق میں کیونکر ہوگی۔ جواب فرمایا کہ ہم کہ لعنت کرنا نہ چاہیے لیکن
 شارع کو چاہیے والشارع ہوا بشر و رسولہ یعنی خدا اور اُس کا رسول شارع
 ہیں ان کو لائق ہے اور اس لعنت سے مراد لعنت محض نہیں ہے جو کہ حق میں
 کافر کے ہوتی ہے۔ لیکن مراد لعنت سے یہ ہے کہ اُس کو رحمت عام سے نفی
 نہ ہوگا نہ یہ کہ اُس کو رحمت سے نفی ہی نہیں ہے۔ طر در رحمت ہو۔

دوگانہ شکر طعام

بعد اسکے اٹھے اور فرمایا کہ دوگانہ شکر طعام کا ادا کروں اور ہم پر متوجہ ہوئے
 فرمایا تم بھی ادا کرو کہ حدیث صحاح ہے قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ نَامَ وَلَدِيصِلُ رُكْعَتَيْنِ

شکر النعمة الله، يعسو قلبه یعنی جو شخص دو گمانہ شکر طعام کا اور انہیں کرتا ہے
اور سورہ متا ہے تو اس کا دل سخت و سیاہ ہو جاتا ہے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے
فرمایا فرزند من یہ حدیث جو میں نے کہی اس کو لکھ لے میں نے لکھ لی پھر مخدوم
اپنے وثاق میں اور یہ فقیر اور یا را ان دیگر اپنے اپنے وثاق میں گئے الحمد للہ علی ذلک

الکیسویں تاریخ ماہ جمادى الاولى

پیر کے دن بعد اشراق کے بنا یہ خدمت میں حاضر تھا۔ اس فقیر پر متوجہ ہوئے
فرمایا فرزند من سبق پڑھیں لے شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی فان قبل ما معنی
قوله تعالى ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن
نفسك قلنا معناه ان لا نضيف النش الى الله تعالى بالانفراد و مراعاة
للادب وان كان حصول ذلك من العبد بتخليق الله تعالى اياه وهذا
ان الاضافة على نوعين اضافة التحقيق و اضافة الكرامة ف اضافة
التحقيق مثل قوله تعالى و لله ملك السموات و الارض و اضافة الكرامة
مثل قوله تعالى رسول الله ناقة الله و الطاعة و المعصية خارجتان
عن اضافة التحقيق لان ذلك مذهب الجمهورية فبقيت اضافة الكرامة
فالطاعة مكرمة مرضية يجوز اضافته الى الله تعالى بالانفراد و المعصية
ليست بمرضية الله تعالى لا يجوز اضافته الى الله تعالى بالانفراد و لكنها
تضاف عند الجملة قوله تعالى قل كل من عند الله فان اشكل عليكم
هذا فاعتبروه بالاعيان اى بالذوات فانه لا يقال يا خالق الخنازير

والحیات والعقارب مراعاة للاذنب والله تعالی خالق کل شئی یعنی اگر
کوئی سائل سوال کرے کہ معنی اس آیت کریمہ ما اصابک الا یہ کے کیا ہیں۔ تو ہم
جواب دینگے کہ اس آیت شریفہ کی یہ معنی ہیں کہ نسبت شرکی تہا طرف خارجہ
کے نہ کرے واسطے رعایت ادب کے اگرچہ حصول شکر کا اللہ تعالیٰ کے ارادے
سے ہے اور یہ اسلئے ہے کہ اضافت ہو طرح پر ہے۔ اضافت تحقیق اور اضافت
کرامت سوا اضافت تحقیق مثل اس قول الہی کے ہے واللہ ملک السموات
والارض یعنی اللہ کے واسطے ہے ملک آسمانوں اور زمین کا اور اضافت
کرامت کی جیسے رسول اللہ و ناقۃ اللہ یعنی اللہ کے رسول اور اونٹنی اللہ
کی یہ اونٹنی حضرت صالح علیہ السلام کی تھی یہی طاعت و معصیت سو یہ دونوں
اضافت تحقیق سے خارج ہیں اسلئے کہ یہ مذہب جبر یہ کا ہے پس رہی اس جگہ
اضافت کرامت سوطاعت پنہا بارگاہ الہی ہے اس کی اضافت طرف
اللہ سبحانہ کے درست ہے۔ اور معصیت پنہا بارگاہ حضرت رب العزت نہیں ہے
تہا اضافت اس کی طرف اللہ پاک کے روا نہیں ہے لیکن وقت جملے کے
اضافت ہو سکتی ہے۔ اس طریق پر کہ ہر چیز نزدیک سے اللہ تعالیٰ کے ہے
پھر اگر تم پر یہ بات مشکل ہو تو تم اس کو اعتبار کرو ساتھ اعیان کے یعنی خوب
خود کرو کیونکہ یوں نہیں کہتے ہیں کہ اے پیدا کرتے والے سوزوں کے اور سانپوں
کے اور بچھڑوں کے پیاس ادب۔ حال آنکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے یہ ساری
ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

سالک کو چاہیے کہ تصحیح توبہ کرے

کل معاصی سے احتراز فرمائے یہ اول مرتبہ ہے اور آخر مرتبہ یہ ہے کہ اللہ کے ناموں سے تڑکیہ کرنے سے یہ توبہ بنتی لوگوں کی ہے اور درمیان ان مرتبوں کے اور مرتبے ہیں کہ حال یعنی وارد ہوتے ہیں طرف سے اللہ تعالیٰ کے اولیوں چاہیے کہ ان سے گزر جائے ان پر پھہر نہ ہے اور یہ ایک وقت ہے مثل بجلی و بجلی کے کالبرق اللامع اور جو رہ جاتا ہے وہ حدیث نفس ہے آگے نہیں جاتا ہے۔ سالک کو چاہیے کہ آگے جائے گزر جائے تاکہ اپنے مقصود کو پہنچے مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرید تھا شیخ عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ کا اس مرید پر چار سال حال وارد ہوتا تھا۔ اس مرید نے کچھ نہ کھایا تھا اس کو شوق یا وزن آیا تھا اس مقام میں اس سے بھوک قطع ہو گئی تھی۔ اس کے پیر کو اس حال کی خبر ہوئی کہا بیچارہ ترقی سے رہ گیا ہے اس وقت کھانا منگایا ایک لقمہ اپنے ہاتھ سے اس مرید کے مونہ میں دیا بھوک لگی اس مقام سے بعد چار سال کے ترقی ہوئی۔ ایضاً فرمایا کہ شیخ معین الدین گاندوئی کا بھانجا محمد متقی نزدیک میرے آیا کس قدر مستتر ہے خلق سے بھاگتا ہے جنگل میں رہتا ہے جمعہ کی راتوں کو دعا گو کے پاس حاضر ہوتا ہے۔ وہ مقام ولایت کو پہنچا ہے اور طیر بھی رکھتا ہے۔ اس ولایت کی سعادت ہے کہ قدم اس کا یہاں پہنچا ہے۔ چند سال ہوئے ہیں اور خواجہ غنیہ تلمسانی اور مولانا نظام الدین مفتی نے اس سے تعلق کیا ہے۔ فرمایا خوب آیا تو اور کونوال خدمت میں حاضر تھا سب نے

فغانی سید عین الدین کے وارثین (الاحقر)

کہا کہ سعادت اس ولایت کی یہ ہے کہ مخدوم کا قریب مبارک پہنچا ہے۔ اور وہ
 نزدیک مخدوم کے آیا ہے ورنہ وہ کیوں آتا۔ ایضاً ایک یہ خدمت میں حاضر
 تھا پوچھا قولہ علیہ السلام اکرموا اولادہی الصالحون لله والطالحون لی
 یعنی تم تعظیم کرو میرے فرزندوں کی نیکیوں کی واسطے اللہ تعالیٰ کے اور بدوں
 کی واسطے میرے فرمایا میں نے سنا ہے کہ حدیث صحیح ہے مودع نہیں ہے

وقت اکرام مبارک

ذکر ٹوپی سے نماز پڑھنے کا

ایک عزیز نے پوچھا کہ ٹوپی سر پر رکھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے فرمایا بروا ہے لیکن
 ننگے سر بعض نے ماروہ رکھا ہے۔ اور بعض نے ٹوروہ نہیں رکھا ہے لیکن مستحب
 یہ ہے کہ بادستار نماز پڑھے مناسب اس کے حکایت مذکور بیان فرمائی یعنی حکایت
 امام یافعی رضی اللہ عنہ کی جو کہ پیشتر گزر چکی ہے بعد اسکے فرمایا کہ سنو یہاں تک جب
 تک دنیا و آخرت کی لوث سے پاک نہ ہو دیں تب تک مقام وصال میں نہ
 پہنچیں بعد اس کے فرمایا قال المشائخ الصوفیة قدس اللہ ائوارہم الطہارۃ
 فصل والصلوۃ وصل فمن لم یفصل فی الوضوء عن الکوین لم یصل فی الصلوۃ
 الی صاحب الکوین پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا کہ جب وہ ایسے ہو جاتے
 ہیں تو اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اسی دنیا میں عین ذات اللہ
 میں قسم کھاتا ہوں تاکہ تم استوار رکھو یعنی یقین کر دو اور سر کی آنکھ سے آخرت میں
 بہشت میں مناسب اس کے حکایت فرمائی کہ قال علی رضی اللہ عنہ لا اعبا
 ربی مالداراہ ای بعین القلب یعنی نہ پوجوں اپنے رب کو جب تک کہ میں

اُس کو نہ دیکھیں یعنی دل کی آنکھ سے اُن کی حضورؐ ہی معلوم ہے جو کہ وہ نماز میں
 حق تعالیٰ کے ساتھ رکھتے تھے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 فرمایا کہ ارخصنا یا بلالؓ بالاقامة یعنی اے بلالؓ تو ہم کو راحت پہنچا اقامت
 کہ مناسب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک عورت اسے ہنسی کی دعا گو کے پاس
 آئی اور کہا دعا گو میں کچھ دیکھتی ہوں حجاب ہو جائے میں سے پوچھا تو کیا دیکھتی ہے
 کہا عرش و کرسی و لوح و قلم و بہشت و دوزخ وغیرہ کا مجھ پر مکاشفہ ہوا ہے میں
 کیا کرونگی مبادا کہ ات راج ہو میں تو خدا کی ذات کہ چاہتی ہوں اُس نے نہ بھی
 زبان میں کہا نہ ہے عالی ہمت یہ بیت پڑھا

مراہمتے بس بلند روزی کن کہ من اذ تو ہمیں ترا میخو اہم

اور دعا گو یہ بیت بعد تہجد کے پڑھتا ہے اور اول آخر دو و شریف کتاب ہے اس لئے
 کہ دعا ہے بعد اسکے فرمایا کہ میں نے شیخ بہاؤ الدین کو واقعی یعنی خواب میں دیکھا
 کہا سید بیٹھ جا میں بیٹھ گیا کہا تو بعد تہجد کے صلوات الحاحہ پڑھتا ہے اور کوئی
 دعامت کہ گویا دعا اور اول آخر دو و بیچ اللہم انی امنا لک ان تجعل من
 المقربین لدایک والواحدین الیک اُس دن سے پھر دعا گو یہی دعا پڑھتا
 ہے بعد اس کے اس فقرہ پر متوجہ ہوئے فرمایا قرآنہ من تم بھی بعد تہجد کے یہ دعا
 اور یہ بیت پڑھو اور کہو کہ طلب عالی ہمتوں کی ہے میں نے قیامی کی ایضاً
 ایک عزیز واسطے توبہ کے آیا پوچھا تو کیا نام رکھتا ہے اُس نے کہا محمد فرمایا
 حدیث صحیح ہے من سمعی باسمی او حرف من حرف اسمی فهو مغفور یعنی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا نام میرا ہو وہ سے یا کوئی حرف

ف دعا گو کے بعد تہجد

تفہیم نام نامی حضرت

میرے نام کے جوڑوں سے ہووے یعنی میم یا حار یا دال تو وہ بخشا ہوا ہے پھر
اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ سب جو میں نے کہا یعنی اعمال اور عیہ
تجد اور یہ حدیث لکھ لے۔ غریب ہے میں نے لکھ لیا۔

ایضاً روزہ کو رینی دو شنبہ کیسویں ماہ جمادی الاولیٰ

کو بعد اوائے نماز ظہر کے یہ فقیر غایت میں اس امیر کے حاضر تھا اس فقیر پر
متوجہ ہوئے اور فرمایا فرزند من سبق پڑھو میں نے شروع کیا یہ مسئلہ تھا
ولا تباروا احداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم و هذا
بیننا و بین الروافض لا تخم تبارون من اصحاب الصحابة الا عن علی
رضی اللہ عنہ فتر علیہم بقولہ علیہ السلام اصحابی کالنجوم یا تم اقتلتیم
اھتدیتیم وان ابیتم غویتیم فالانصار فی فضائلہم کثیرة یطول ذکرھا
ولا ذالی احداً من الصحابة دون احد و هذا بیننا و بین الشیعة لا تخم
ولو اعلیاء علی جمیع الصحابة و هذا اقرب من مذاہب الروافض ایضاً
وقد بینا فسادہ یعنی ہم بیزار نہیں ہوتے ہیں۔ کسی صحابی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے اور یہ مساکہ مختلف فیہ ہے درمیان اہل سنت و جماعت اور
درمیان رافضیوں کے کیونکہ وہ بیزار ہیں صحابہ سے۔ مگر (سوا) حضرت علی رضی اللہ
عنه۔ سو ہم ان پر تو کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول سے
کہ آپ نے فرمایا میرے اصحاب مثل تاروں کے ہیں ان میں سے جس کسی
کا تم اقتلا کرو گے راہ پار گے اور اگر انکار کرو گے تو گمراہ ہو گے جیسے کہ

ن اختلاف اہل سنت و رافضی و صحابہ رضی اللہ عنہم

رات کے چلنے والے قافلے ستاروں کے راہ پاتے ہیں۔ پس اجزاء یعنی پیش
 اُن کے فضائل میں بہت ہیں جن کے یہاں ذکر کرنے میں طول ہے۔ اور
 نہ دوست رکھتے ہیں ہم ایک کو صحابہ سے اور دشمن رکھتے ہیں دوسرے کو یہ
 سب مختلف فیہ ہے درمیان اہل سنت و جماعت اور درمیان گروہ ضیعہ کے
 اسلئے کہ وہ دوست رکھتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور دشمن رکھتے ہیں
 دوسروں کو اور یہ مذہب قریب ہے رافضیوں کے مذہب سے اور ہم سارے
 صحابہ کو دوست رکھتے ہیں اور کسی ایک صحابی سے بیزاری نہیں ہوتے ہیں اور اُن کا
 اقدار کرتے ہیں یہ ساری ترتیب شروع سبت سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے کھتی

عقل نور ہے

7
 البصائر ذکر عقل کا نکلا۔ فرمایا کتاب میں ہے کہ الْعَقْلُ نُورٌ فِي بَدَنِ الْإِنْسَانِ
 يُضِيئُ بِهِ طَرِيقٌ يَلْتَمِذُ بِهِ مِنْ حَيْثُ نَشَأَ إِلَيْهِ دَرَكُ الْخَوَاصِّ فَيَبْتَدِئُ
 أَيْ فَيُظَاهِرُ الْمَطْلُوبَ لِلْقَلْبِ فَيَدْرِكُ الْقَلْبَ بِتَأْمَلِهِ يَعْنِي عَقْلٌ آيَابُ نُوْرٍ
 آدمی کے بدن میں کہ روشن ہوتا ہے اُس سے ایک رستہ جس کی ابتدا ہوتی
 ہے اُس جگہ سے کہ جہاں دریافت جو اس کا منتہی ہوتا ہے پس ظاہر ہو جاتا ہے
 مطلوب واسطے دل کے سول دریافت کرتا ہے اُس کو سچتا ہے مترجم عفا
 عند عرض کرتا ہے کہ اصل کتاب میں اس کا ترجمہ یوں ہے عقل نوریت ورتن
 آدمی روشن میکند یہاں راہ از ابتدا و انتہا یعنی از آغاز کار تا پایاں کار۔ اگر
 اینچنین کنم اینچنین شود۔ دریافت جو اس شود و اگر این نباشد محض گویند مغلوب العقل

صحیح عاقل کا نسبت کہ اندیشہ کنہ یا یا نرا۔ پس ظاہر پیشو و بیدار عقل مطلوب دل پس در
می باید از اول بتامل انہی بعد اس کے فرمایا کہ سالکوں کو خدا تعالیٰ نے کاشفہ
دیباہے وہ اس کو سر کی آنکھ سے بھی دیکھتے ہیں کہ اس کو عقل کہتے ہیں
پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرزند من یہ فایزہ عقل کا جو میں نے کہا لکھ لے غریب

حفظ زبان

ایضاً زبان کی نگاہ رکھنے کا ذکر نکلا مناسب اس کے یہ بیت عربی فرمایا
 اِحْفَظْ لِسَانَكَ لَا تَقُولُ فِتْنَةً إِنَّ الْبَلَاءَ مَوْتُ كُلِّ بَالِمَنْطِقٍ
 یعنی لڑاپے زبان کو نگاہ رکھ نہ کہے تو کہ بتلا ہو جائے کیونکہ بلا بولنے بات کرنے
 کے ساتھ مقرر کی گئی ہے بعد اس کے فرمایا حدیث صحاح میں ہے **قوله عليه السلام**
من حسن اسلام امره ترك ما لا يعينه اى ما لا ينفعه ولا يضره یعنی حسن اسلام
 مرد کے چھوڑنا ہے مالا یعنی کہنے کا یعنی جو چیز کہ اس کا کہنا اس کو فائدہ نہ دے
 اور زبان بھی نہ پہنچائے اگرچہ اس کا کہنا مباح ہو تو اسی قدر وہ چیز کہیں نہ کہے
 کہ اس پر اس کو ثواب ملے یعنی ذکر و تسبیح و تلاوت قرآن و تعلیم و امر بمعروف و نہی
 ازمنکر اور مثل اس کے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ فایزہ نگاہ
 زبان کا اور حدیث صحیح عربی کے لکھ لے غریب ہے میں نے لکھ لیا۔

صاحب شغل کو دستار دہی میں تسبیح نہ دیں

ایضاً ذکر اس کا نکلا کہ صاحب شغل کو دستار دہی میں تسبیح نہ دیں اس لئے کہ دنیا

تسبیح کا عزت ہے تسبیح ملک درویشان بے تعلق کے ہے کیونکہ وہ شغل دنیا کے تارک اور شغل آخرت کے عامل ہیں مناسب اسکے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن صاحب شغل نزدیک دعا گو کے آیا اور کہا کہ دعا کرو تاکہ شغل مجھ سے روز ہو جائے میں نے اس کو تسبیح دیدی وہ اس شغل سے مغزول ہو گیا یہ حرکت اس درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ اگر صاحب شغل صلاح ہو تو اس کو تسبیح دیں یا نہیں جواب فرمایا کہ نہ دیں مگر اس وقت کہ وہ طلب کرے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ لے کام آئے گا

دعاے شیرینی

ایضاً شیرینی لائے حسن خادم سے فرمایا کہ یاروں کی مانند دے بعد اسکے فرمایا کہ جس وقت شیرینی کھائیں تو یہ دعا پڑھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ پڑھتے تھے اللَّهُمَّ ارزُقْنَا حِلَالَةً وَالْإِيمَانَ اس فقیر سے فرمایا فرزند من یہ دعا محفوظ میں لکھ میں نے لکھ لی۔

ذکر نماز چاشت و ظہر یہ و تہجد وغیرہ

ذکر نماز چاشت کا نکلا فرمایا کہ نماز چاشت کی بارہ رکعت ہے اس باب میں حدیث صحیح ہے قولہ علیہ السلام من صلی اثنتی عشرة رکعة فی کل یوم یتبئ اللہ لہ فی کل یوم قصوا فی الجنة یعنی جو شخص پڑھے بارہ رکعت نماز چاشت کی ہر روز تڑپا رہے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے ہر روز ایک محل جنت میں تہجد اسکے

فرمایا اور اس سے بارہ رکعت نماز چاشت کی ہیں نہ یہ کہ وہ سنت ہیں اگر مراد
 سنت ہوگی تو یوم و لیلۃ (رات دن) کی قیاسگانی کیونکہ بارہ رکعت سنت کی
 رات دن میں ہیں یعنی اس کے فرمایا یا تو تم جہلتے ہو کہ واسطے پڑھنے والے
 اس نماز کے کتنے محل بنا ہوتے ہیں جب تک کہ وہ چیتا ہے اور چاہئے کہ
 کھڑے ہو کر پڑھے مگر یہ عقیدہ کیونکہ چھ رکعتیں ہونگی لقولہ علیہ السلام صلوة المقاعد
 نصف علی صلوة القاعد یعنی نماز بیٹھے (ہوئے) کی آدھن ہے کھڑے (ہوئے)
 کی نماز سے آدھو سے ثواب کے بعد اسکے فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ چار ہزار
 رکعت رات دن میں پڑھے اگر نہ پڑھ سکے تو دو ہزار رکعت رات دن میں اور
 کہے یہ بھی اگر نہ بنے تو ہزار رات دن میں پڑھے اور جو یہ بھی نہ ہو سکے تو
 دو سو رکعت رات دن میں پڑھے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو سو رکعت رات دن
 میں پڑھے کم نہ کرے کہ یہ اقل (کھوڑا) ہے ورنہ سالک نہ ہوگا۔ دعا گو اس
 وقت پیرانہ سالی میں سو رکعت رات دن میں پڑھتا ہے خارج (علاوہ) سنت و نیت
 مسجد و شکر طہارت و شکر طعام سے بعد اسکے فرمایا تم شمارہ کرو تا کہ میں کہوں
 دس رکعت اشراق کی بارہ رکعت چاشت کی چار رکعت زوال کی بارہ
 رکعت بعد ظہر کے دو گانہ حفظ ایمان کا دس رکعت ظہر یہ چھبیس رکعت میان
 مغرب و عشاء (دو رکعت) بعد سنت مغرب کے ہدیہ رسول پیش رکعت نماز
 او ایس چار رکعت بعد فراغ او ایس دو رکعت اجبار قلب دو رکعت صلوة
 خیرہ آٹھ رکعت بعد عشاء دو رکعت حفظ ایمان دو رکعت صلوة التوبہ چار رکعت
 وتر سے پہلے ان رکعت وتر کہتے ہیں چار رکعت اس طریق سے کہ تین رکعت

جب سالک کو چاہیے کہ چار ہزار رکعت رات دن میں پڑھے

وتر اول رات میں واسطے کسی معلومت کے پڑھتا ہوں از جہت فوت یا مروت۔
 اور دو رکعت بعد وتر کے بھیج کر پڑھتا ہوں ان کی تشفیعاللوتر کی نیت کرتا ہوں
 یہ شفیعہ دو رکعت کا مع ان تین رکعتوں کے چار رکعت ہر جانا ہے۔ لقولہ علیہ السلام
 صلوة القاعد نصف علی صلوة القاعد اور جب واسطے وتر کے اٹھتا ہوں
 تو بعد تہجد کے پڑھتا ہوں اور دو رکعت بعد پورا کے نہیں پڑھتا ہوں لقولہ علیہ السلام
 اجعلوا اللوتر اخر صلواتکم وتر آخرین منازہ ہے پس اس سے ختم کرنا چاہیے
 اگر کوئی منازہ بعد اس کے ادا کی جائے تو مسنون یہ ہے کہ اعادہ کیے مروی
 ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات میں تین بار وتر
 پڑھا ہے ایک بعد شاکہ متصل دو تہجد جب آپ گھر میں تشریف لاتے
 تو کچھ نوافل پڑھتے پھر وتر ادا فرماتے۔ تیسرا جس وقت آپ تہجد کے واسطے
 کھڑے ہوتے تو پھر وتر پڑھتے تاکہ وتر پختہ ہو جائے اور بیس رکعت وقت
 تہجد کے دو رکعت اول شکر اخیار نیل کی اور بارہ رکعت تہجد کی اور دو رکعت
 صلوة السعاده کے اور دو رکعت سعاده الاولاد کے اس آدمی کے واسطے
 کہ جس کی اولاد ہو ورنہ بعوض اس کے صلوة الغنا پڑھے ہفت بار ایسا
 اعطیناک پڑھے دونوں رکعتوں میں اور دو رکعت صلوة الحاجہ مجموع ہم
 نے شمار کیا تو سو رکعتیں ہوتی ہیں بعد اس کے اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا
 فرزند من چاہیے کہ ان سو رکعتوں پر مواظبت کرے اور ہمیشہ ادا کرے اور تلفیظ
 میں کہہوتا کہ یا رسول اللہ کے بھی کام آئے پس میں نے لکھا۔

ایضاً شب شب شنبہ یا بیسویں ماہ جمادی الاولیٰ

کہ یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا مائدہ یعنی کھانے کا خانہ لائے تو چونکہ کیا
 یعنی کھانا کھایا بعد خراج مائدے کے فرمایا کہ دو گانہ شکرِ نعمت کا پڑھو کہ حدیث
 صحیح میں ہے قولہ علیہ السلام من اکل الطعام ولم یصل رکعتین شکرًا انتعجہ
 اللہ ثم ینام یقصر قلبہ یعنی جو شخص کھانا کھاتا ہے اور دو رکعت شکرِ نعمت اللہ
 کی نہیں پڑھتا ہے پھر سو جاتا ہے تو اُس کا دل سیاہ و سخت ہو جاتا ہے۔ بعد
 اس کے فرمایا کہ بعض محدثین نے اس کو عام تو رکھا (یعنی ہر بار کہ کھائیں دو
 رکعت شکرِ نعمت کی پڑھیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ بات راست میں ہے اس لئے
 یہ ہے کہ ہر بار کہ کھانا کھائے دو رکعت پڑھ لے تاکہ اتفاق ہو جائے پہلی رکعت
 میں یہ آیت والہاکم الذواحد لا الہ الا هو الرحمن الرحیم اور دوسری میں
 الحمد للہ لا الہ الا هو الحمی القیوم پڑھے اس لئے کہ ان دونوں آیتوں میں اسم
 عظیم ہے اور اس دو گانہ شکرِ نعمت میں یہی دو آیتیں مروی ہیں لیکن اور اور شیخ
 کبیر رضی اللہ عنہ میں دوسرا طریق ہے جیسا کہ ہے اور یہ معمول و عاگو کا ہے پھر
 اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ فائدہ شکرِ نعمت کا اور حدیث لکھ لے۔
 غریب ہے۔ میں نے لکھ لیا۔

ماہ جمادی الاولیٰ

بیسویں ماہ جمادی الاولیٰ

منگل کے دن اشراق کے وقت یہ فقیر خدمت میں حاضر تھا اور نے یہاں فقیر

کے طرف لے کر آیا فرزند من سبق پڑھیں نے شروع کیا کلام اس میں تھامہ
 اختلفوا فی الایمان والاسلام قال بعضہما واما واحد لقوله تعالیٰ ان الذین
 عند اللہ الاسلام ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وقوله تعالیٰ
 فما وجدنا فیہا غیر بلیت من المسلمین فاخرجنا من کان فیہا من المؤمنین
 قال بعضہما متفاوتان لقوله تعالیٰ ان المسلمین والمسلمات المؤمنین
 والمؤمنات وقوله تعالیٰ قالت العرب انما قل لم تؤمنوا ولكن قولوا
 اسلمنا الا ان الاحم ما قال ابو المنصور الماتریدی رحمہ اللہ رئیس اهل
 الستہ والجماعۃ ان الاسلام معرفۃ التکالیف من الصلوٰۃ والزیام وغیرہما
 ومحله الصدور لقوله تعالیٰ اقمین شہرح اللہ صدورہ للاسلام فهو علی نور من
 ربه والایمان معرفۃ اللہ تعالیٰ بالآیات البینۃ ومحله القلب لقوله تعالیٰ
 ولكن اللہ حبیب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم واولئک کتب فی قلوبکم
 الایمان والقلب داخل الصدور والمعرفۃ محله السر وهو داخل الغواد
 یعنی اہل سنت وجماعت نے اختلاف کیا ہے ایمان و اسلام میں بعض نے کہا
 ایمان و اسلام ایک ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے قصہ لوط علیہ السلام
 سے کہ ہم نے نہ پایا اس شہر میں سوا ایک گھر کے مسلمانوں سے سونکا لایم نے
 اس شخص کو جو کہ تھا اس میں مومنین سے یعنی خاندان لوط علیہ السلام پس ان کو
 اسلام کے ساتھ یاد کیا اور ایمان کے ساتھ بھی تو اسلام و ایمان دونوں ایک ہوئے
 اور بعض نے کہا ایمان و اسلام متفاوت ہیں ایک نہیں ہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا ان المسلمین والمسلمات والمؤمنین والمؤمنات مسلمانوں کا علاوہ ذکر کیا۔

کتاب التوحید
 باب الایمان
 ۱۲۰

اور مومنوں کا علیٰ ہ اور درمیان دونوں کے واو عطف کا ذکر فرمایا یعنی جو کہ مغایرت
 پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اعراب یعنی بدوی جنگلی لوگوں
 سے یوں خبر دی ہے کہ وہ بولے کہ ہم ایمان لائے حکم ہوا کہ تم مت کہو کہ ہم
 ایمان لائے و لیکن تم تو کہو کہ ہم اسلام لائے ایمان اُس کو کہتے ہیں جو کہ طوع
 و رغبت سے ہو اور اسلام اُس کو کہتے ہیں کہ وہ سے تلوار و قیہ اور اسکے مانند
 کے ہو یعنی ہم نے گردن رکھ دی مطیع و منقاد ہو گئے۔ پس ایمان و اسلام
 دو لغتفاوت ہوئے مگر صحیح تو وہ قول ہے جو کہ اب منصرفاً قریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ
 علیہ اہل سنت و جماعت نے کہا ہے کہ اسلام پچا تھا ہے تکالیف کا یعنی
 اوامر کا جیسے فرائض و واجبات نماز روزہ وغیرہ اور محمل اسلام کا سینہ ہے
 اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذین شرح اللہ، صدرہ للاسلام
 فہو علی نور من ربہ یعنی کیا پس وہ شخص کہ کھیل دیا اللہ نے اُس کے سینے
 کو واسطے اسلام کے سورہ روشنی پسے طرف سے اپنے پروردگار کے۔ اور
 ایمان پچا تھا ہے اللہ تعالیٰ کا کھلی کھلی نشانیوں سے جیسے کہ بنیاد اپنے
 آپ میں دیکھے اور کہے کہ اُس نے مجھے پیدا کیا ہے اور یہ وہی قول ہے
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ من عرف نفسه فقد عرف ربه یعنی جس نے
 اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب و پروردگار کو پہچانا اور آسمان و زمین میں
 نظر کیے اور ان چیزوں میں جو کہ آسمان و زمین میں ہیں کہ ان کا کوئی صنایع
 بنانے والا ہے اور یہ وہی قول ہے اللہ پاک کا ویتفكرون في خلق السموات
 والارض ربنا ما خلقت هذا باطلا یعنی وہ فکر کیے سوچتے ہیں خالق و پروردگار

آسمان اور زمین میں کہ اے رب ہمارے تو نے اس کو بیکار پیدا نہیں کیا،
 اور قول حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ تفکر ساعة خیر من عبادة الف سنة
 یعنی ایک گھڑی کہ باری تعالیٰ کی صنم و کارگیری میں تفکر کریں بہتر ہے ہزار
 برس کی عبادت سے کیونکہ یہ تفکر اس کے اعتقاد و یقین کو زیادہ کرے گا اور جانے
 ایمان کی دل ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولكن محبب اليكم الايمان
 و ذمته في قلوبكم یعنی لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب کر دیا ہے طرف تمہارے
 ایمان کو اور ذمیت دی اُس کو تمہارے دلوں میں اور دل سینے کے اندر ہے
 اور معرفت کا محل ہر ہے اور ہر فواد کے اندر ہے جس وقت سبق فقیر کا یہاں
 پہنچا تو میں نے پوچھا کہ درمیان قلب و فواد کے کیا فرق ہے جواب فرمایا
 کہ قلب نیچے اور فواد بالا ہے لیکن ایک دوسرے کے ساتھ متصل
 ہے۔ اور سران سے بالاتر ہے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من لکھ لے

بعض اولیاء کامل اللہ سجانہ کو اور عرش وغیرہ کو دل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں

ایضا روزندہ کو میں یہ فقیر غایت میں اُس امیر کے حاضر تھا سبق رسالہ کا فرمانے
 تھے بات اس میں تھی کہ بعض اولیاء کامل و واصل اُس کی ذات کو دل کی آنکھ سے
 دیکھتے ہیں اور بہشت و دوزخ و عرش و کرسی و لوح و قلم وغیرہ ان کو نظر آتا ہے،
 بعد اس کے فرمایا کہ ایک درویش واصل نے کہا ہے رايت اللہ قبل كل شیء
 یعنی میں نے اللہ کو ہر چیز سے پہلے دیکھا ہے ایک عورت نے پوچھا یہ کیونکر ہے
 جواب فرمایا کہ غیرت و شکرت کرتا ہے اگرچہ اشیاء نظر میں آتے ہیں وہ لوگ ترک النظر

الی الکل کرتے ہیں تاکہ ان اشیاء کے خالق سے وصال پائیں تو ان سب کو
 بطیفیل اس کے دیکھیں نہ یہ کہ اس کو بطیفیل ان اشیاء کے دیکھیں نہ ہے
 علومست اس بات کا سرزد اتنا یہ ہے۔ مثلاً اگر کوئی شیفتہ معشوق ہو جائے
 تو وہ سب سے ترک نظر کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس سے مل جائے
 اور مراد پالے پھر سارا بساط آراستہ اس کی ملک ہو جاتا ہے جبکہ دست ہاتھ آگیا
 ہے آب حیات میں مست خاکِ در کو کے دست

- در دو جہاں خرمی ست ماومی در سے دست

جیسے اگر کوئی بادشاہ کو دیکھتا ہے تو سالے امر و وزار کی طرف نظر نہیں کرتا ہے

بعض اولیاء غیب کی آواز سنتے ہیں

بعض اسکے فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ تعالیٰ کی آواز سنتے ہیں کہ یہ آواز پیدا ہو جاتی
 ہے کہ هذا افعل اولاً تفعل یعنی ایسا کر ایسا مت کر اور وہ جواب بھی دیتے
 ہیں کہ یہ کروں یا نہ کروں جیسا کہ شیخ جمال الدین امپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ یہ مرتبہ کہتے
 تھے وہ آواز سنتے تھے اگر کوئی شخص ان کے واسطے فتوح لاتا وجہ شہر سے
 تو آواز سنتے کہ یہ حرام ہے لیکن میں نے تیرے واسطے حلال کر دی۔ اسی
 درمیان میں اس فقیر دیا ان دیگر پر متوجہ ہوئے پوچھا کہ بیگانہ تو نہیں ہے
 ہم نے جواب دیا کہ سب محمد ص کے غلام ہیں وقت خلوت کا کھتا فرمایا کہ تم
 میرے بھائی ہو سنا ایک دن دعا گہراہ یاروں کے ملتان سے اچھ کو جانا کھتا
 ایک عزیز کھانا پکا ہوا خوان میں رکھا ہوا لایا یار لوگ بھوکے کھتے خوش ہو گئے

بہ حکایت شیخ جمال الدین امپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ

میں نے آواز سنی کہ یا عبیدی لا تا کل من هذا الطعام فإنه حرام یعنی
 اے میرے بندے تو اس کھانے سے مت کھا کیونکہ وہ حرام ہے میں نے
 یقین کر لیا کہ کوئی چیز شہنہ کی ہے پس میں نے اس سے بچھا لیا کون ہے اس
 نے کہا میں طباطبائی یعنی باورچی ہوں میں نے کہا تو کس واسطے لایا ہے کہا میں
 التماس رکھتا ہوں میں نے کہا کیا ہے کہا آپ میرے واسطے نعمت کریں تاکہ محصول
 دکان کا مجھ سے کھڑو الیں میں نے کہا سبب حرام کا ایسی میری تھی میں نے اس سے
 کہا کہ تو اپنا کھانا لے جائیں نے اس کو پھیر دیا اور کہہ دیا کہ یہ رشوت ہے اور رشوت حرام ہے

روایت میں تیری نسبت کر دیا گیا

فحکایت حضرت محمد بن قاسم قدس سرہ و در باب شہدین آواز غیب

بعض محبوبان الہی کو بہشت کا کھانا پینا لباس پہنچانا

ایضا ذکر اس کا حکم کہ بعض محبوبان خدا تعالیٰ کو طعام و شراب و لباس بہشتی
 پہنچاتا ہے تاکہ بغراغ خاطر مشغول ہوں مینا سب اسکے یہ حکایت بیان فرمائی
 کہ ان دونوں میں کہ دعا گوئے میں مجاورد تھا ایک عزیز جیل ابوقیس میں حجرہ رکھتا
 اس کا دروازہ بند کر کے اسی جگہ مشغول ہوتا تھا دعا گوئے شیخ کہ عبادت پافعی
 رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تو جا اس کو دیکھ اور اس کی زیارت کر میں پہاڑ پر
 چڑھا اس کے حجرے میں گیا و شک دی اس نے اندر سے کہا من علی الباب
 یعنی کون ہے دروازے پر میں نے کہا عبیدی انا ولد رسول اللہ احمہ علی
 الباب حتی ازورک یعنی اے میرے سید میں ہوں فرزند رسول کا تو دروازہ
 کھول تاکہ میں تیری زیارت کروں اس نے اسی وقت دروازہ کھول دیا دعا گو
 سے مصافحہ کیا اور کا قدر سے بھی زیادہ تر سفیر قرص مجھ کو شے میں لے آیا میں نے

یہ شاید منبت یہاں یعنی معنی و سفارش ہے۔ ۱۱۲-۱۱۳

شیخ مکہ یا فعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کھائے شیخ نے فرمایا یا سیدی ہذا اخذ
 الجنة یعنی امام یا فعی رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے سید یہ جنت کی روٹی ہے
 اور کچھ واسطے مخدوم والد دامت برکاتہ کے اوچھ میں لایا یہ قرص نبات مصری سے
 بھی زیادہ تر شیریں تھے بعد اس کے فرمایا کہ وہ عزیز اسی جگہ نماز شروع کرتا اور
 پڑھتا تھا کعبہ اُس جگہ سے دکھائی دیتا ہے ایک عزیز نے پوچھا کہ وہ تنہا
 پڑھتا تھا جواب فرمایا کہ جماعت کے ساتھ جبکہ امام خانہ کعبہ میں شروع کرتا تو وہ
 بھی شروع کرتا پھر پوچھا کہ فاصلہ تھا اور تنہا اُس جگہ نماز جماعت کے ساتھ کیونکر
 ہوتی ہے۔ جواب فرمایا کہ میں نے اُس سے زبان عربی میں پوچھا وہ فارسی نہیں
 جانتا تھا یا سیدی کیف تعلق من هنا وبينك وبين الكعبة فاصلة طويلة
 كبيرة قال اتاني مذهب المالک وذلک فی مذہبہ يجوز یعنی اے میرے
 سید تم یہاں سے کس طرح نماز پڑھتے ہو حالانکہ درمیان تمہارے اور کعبے کے
 فاصلہ دراز ہے کہا میں مذہب امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہوں اور یہ اسکے
 مذہب میں جائز ہے حکایت بعد اس کے فرمایا کہ ایک عورت بھی حجرہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مشغول ہوتی تھی اُس کے واسطے بھی طعام و شراب لباس
 بہشتی پہنچتا تھا ایک عزیز نے پوچھا کہ مخدوم نے اس عورت کو دیکھا ہے جواب
 فرمایا کہ ہاں میں نے اس عورت کو دیکھا ہے۔ وہ طواف خانہ کعبہ میں آتی تھی ایضا
 فرمایا کہ ایمان تین قسم ہے ایک تو ایمان استدلالی وہ یہ ہے کہ آسمان میں نظر
 کرے کہ یہ ایسا ہی معانی بے ستون اور جائے بلند اور نشیب بھی رکھتا ہے۔ اس کا
 کوئی خالق ہے پس ایمان لائے اور یقین کرے دوہرا ایمان تقلیدی ہے کہ اُس کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خبر پہنچی ہو پس ایمان لے آئے جیسا کہ قصیدہ
میں ہے

وایمان المقلد ذوا اعتبار بتعین واخیار عوال

یعنی ایمان مقلد کا نص و اجبار عالیہ سے معتبر ہے تیسرا ایمان مشاہدتی ہے جبکہ نظر
ولی کی بہشت و روزخ و عرش و کرسی و لوح و قلم پر پڑتی ہے تو کہتا ہے کہ اس
سب کا پیرا کر لے والا ہے جس وقت مرتبہ ایسا ہو جاتا ہے کہ مجاہدے سے ذرا
خدا کو دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور یہ آیت کہ یہ پڑھی والذین جاہدا
فینا لفضل نعیم سبیلنا لے الذین جاہدوا فی طلب وصالنا لہم نعیم وصالنا یعنی
جو لوگ ہمارے وصال کے طلب میں سعی و کوشش کرتے ہیں تو مقررہ ہم انکو اپنے
وصال کی راہیں بتا دیتے ہیں بعد اس کے فرمایا کہ عمل میں عجب کو دخل نہ ہو
یوں جلسے کہ جو ہیں کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کچھ اس فقیر کے طرف
متوجہ ہوئے فرمایا فرزند نازن یہ ذرا ناہوشی سے کہے ان کو لکھ لے غریب ہیں
ایضا فرمایا فرزند نازن سبق پڑھ قبیلوں کا وقت نزدیک ہوتا ہے میں نے شروع
کیا ترتیب اس میں کھنی قولہ تعالیٰ اللہ نور السموات والارض ای منور ہما
وقیل منور السموات بالنجوم وذلك قولہ تعالیٰ وزینا السماء الذیاء بمصابیح
وقولہ تعالیٰ وزینا السماء الذیاء بزینتہن المکواکب ای النجوم والارضین بالھلال
وقیل نور السموات بالملائکة والارض بالانبیاء والاولیاء وقیل نور ہما
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل نورہ کمشکوۃ فیہا لمصباح المصباح فی زیباۃ
الایۃ جعل الصدر بمنزلة مشکوۃ والمشکوۃ کوة غیر نافذۃ والقلب بمنزلة الریحانۃ

ذکر عجب

ت بیان اللہ نور السموات والارض

وهي القارورة والقواردة المنزلة المصباح وهو المصباح والمس بمنزلة الشجر
 داخل المس موضع خفي وهو موضع نور الهداية والاصنع للعبد فيه شيء اى
 في موضع خفي ثم ان الله تعالى اذا اراد ان يهدى عبده يلقى نوره في موضع
 الخفي فيبدأ اى يتباعد مع وهو نور التوحيد وذلك قوله تعالى يهدى الله
 لنوره من يشاء ثم يتباعد النور الى المس فيقوم للعبد فعل التوحيد فيوجد
 الله ويتباعد من الاصنام ثم لا يسكن ذلك النور حتى يتباعد الى القواردة
 فيقوم له فعل المعرفة فيصير العبد عارفاً لله تعالى بجميع صفاته و
 ذلك نور المعرفة ثم يتباعد ذلك النور الى القلب فيقوم له فعل الايمان
 وذلك نور الايمان ثم يتباعد ذلك النور الى الصدر فيقوم له فعل الاسلام
 وهو نور الاسلام ثم ينتش ذلك النور الى الاعضاء فيتقاضي العبد
 اى يتباعد بالاجتناب عن المعاصي والاشتمار بالواحد ذلك نور التقوى
 فامر الله العبد فاجابه العبد لذلك فصار مؤمناً قتيلاً حل تحت
 قوله تعالى ان اكرمكم عند الله اتقاكم فاذا صار بطننا امور اربعة المتوحد
 والمعرفة والايمان والاسلام فاذا اجتمعت في ذاته ذلك الاربعة
 صار ديناً وذلك قوله تعالى ان الدين عند الله الاسلام يعنى ترجمه
 الله تعالى روشن کرنے والا اسمائیں اور زمین کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ روشن
 کرنے والا اسمائوں کا ہے ساراں سے دلیل اس کی یہ قول ہے الیہ
 کا کہ زینت دی ہم نے آسمان و دنیا کو چہرہ انوں سے اور قول الیہ پاک کا کہ
 زینت دی ہم نے آسمان و دنیا کو ساراں کی زینت سے اور زینت دینے والا

زمین کا ہے یہی راہ بتانے والوں سے جیسے کہ رات کے قافلے والے
 ستاروں سے راہ پاتے ہیں ویسے ہی بسبب یہی راہ بتانے والوں کے غرقا
 ظلمات دنیا سے دین کی راہ پاتے ہیں بعض نے کہا کہ آسمانوں کو تو اُس نے
 فرشتوں سے روشن کیا اور زمین کو ابیابارہ اولیاء سے اور بعض نے کہا کہ
 آسمان و زمین دونوں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روشن کیا مثل اُس کی
 روشنی کی ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اُس میں ایک چراغ ہے اور چراغ ایک
 قندیل میں ہے شیشے کی اور قندیل ایسا ہے جیسا ستارہ چمکتا روشن کیا جاتا ہے
 وہ ایک درخت برکت والے زیتون سے کہ نہ وہ شرق میں ہے نہ غرب میں
 مگر زمین مکہ اللہ تعالیٰ نے سینے کو مثل طاق کے اور دل کو مثل شیشے کے
 اور فؤاد کو مثل چراغ کے اور سر کو مثل درخت زیتون کے ٹہرایا۔ اور اندر
 کے ایک چھپی جگہ سے اور وہ نور ہدایت کا محل ہے اور اس چھپی جگہ میں بند
 کیلئے کچھ صنعت و کار گیری نہیں ہے وہ اُنسی کے دست قدرت میں ہے پھر
 جس وقت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنے بندے کو راہ کو یہی راہ بتائے تو اُس
 چھپی جگہ میں جو کہ سر کے اندر ہے۔ اپنا نور ڈالتا ہے پس وہ نور چمکنے لگتا ہے۔ یہ
 نور توحید کا ہے اور یہ وہ قول ہے اللہ پاک کا کہ ہدایت کرتا ہے اللہ اپنے نور
 کی جس کو چاہتا ہے پھر وہ نور چمکتا ہے طرف ہر طرف کے تو قائم ہوتا ہے واسطے بند
 کے فعل توحید کا پس وہ اللہ کی توحید کرتا ہے اللہ کو ایک کتابت اور بتوں سے
 بیزاد ہوتا ہے پھر وہ نور ساکن نہیں رہتا ہے یہاں تک کہ چمکتا ہے طرف فؤاد کے
 تو قائم ہوتا ہے واسطے بندے کے فعل معرفت کا پس بنو ہارون ہوجاتا ہے

اللہ تعالیٰ کا ساتھ جمیع صفات اُس کے اور یہ نور ہے معرفت کا پھر وہ نور چمکتا ہے طرف دل کے تو قائم ہوتا ہے واسطے اُس کے فعل ایمان کا اور یہ نور ہے ایمان کا پھر چمکتا ہے طرف سینے کے تو قائم ہوتا ہے اس کے واسطے فعل اسلام کا اور یہ نور ہے اسلام کا پس بندہ واسطے اسکے گردن رکھتا ہے یعنی خدا کا مطیع و متقاد ہوجاتا ہے پھر وہ نور طرف اعضا کے منتشر ہوتا ہے تو بندہ پر مہیز کرتا ہے گناہوں سے اور احکام الہی کی فرمانبرداری کرتا ہے اور یہ نور ہے تقویٰ کا پس اللہ تعالیٰ بندے کو حکم کرتا ہے تو وہ قبول کرتا مانتا ہے بسبب اُس نور کے پھر وہ بندہ مرہون معقی ہوجاتا ہے تو وہ اس قول الہی کے نیچے داخل ہوتا ہے کہ بزرگ تو تمہارا نزدیک اللہ کے متقی تو تمہارا ہے پس اب یہاں چار امور ہو گئے۔ توحید و معرفت و ایمان و اسلام پس جب ہمیں یہ چار باتیں جمع ہو گئیں تو وہ دین ہو گیا نہ سب اہل سنت و جماعت ہیں۔ اور یہ معنی ہیں اس قول الہی کے کہ دین جو ہے نزدیک اللہ کے سو وہ اسلام ہی ہے یہ ساری ترتیب آغا از سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے کھتی۔

ذکر صوف یعنی مکمل کا

ایضاً ذکر صوف کی فضیلت کا لکھا فرمایا کہ اکثر پیغمبر علیہم السلام صوف پوش ہوتے ہیں اور صوف گلیم یعنی مکمل کہتے ہیں اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صوف پہنا تھا اور اُسے پر بدول زین کے سوار ہوتے تھے۔ قوله تعالیٰ يَا أَيُّهَا الْمَرْمِلُ خذِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا یعنی اے محمد گلیم پوش تو کھڑا ہیرات میں نہ رکھو ڈرا

اور اصحاب و اصحابِ صفہ سب گھیم پوش ہوئے ہیں اسلئے کہ پوشش اُس وقت کے
 نیک نحتوں کی یہی تھی اور اگر اصحابِ صفہ واسطے کسی مصلحت کے باہر نکلتے تو کپڑے
 عاریتاً ایک دوسرے سے کہہ لیتے تھے تاکہ نظرِ خلق میں تو نگہ دکھائی دینے میں خلل
 جائی نہ تھی کہ وہ تو نگہ ہیں لیکن وہ فقیر تھے تو لہ علیہ السلام ان اللہ یحب الفقیر الغنی
 اللہ یحب الغنی یعنی بیشک اللہ دوست رکھتا ہے فقیر تو نگہ نما پر ہیزگار پاک و چنانچہ
 اللہ عزوجل نے انہیں اصحابِ صفہ کی صفت کی اپنے کلامِ مجیب میں پیغمبر علیہ السلام
 کو خبر دی ہے للفقراء الذین اُحصوا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضرباً فی اللہ
 یحسبہم الجاہل اعدیاء من التَّعْتَفِ اِی التَّکْفِی تَعْرِفُہِمْ سِیَاحُہُمْ لَا یَسْأَلُو
 النَّاسَ الْحَافَا اِی الْحَاجَا بَعْدَ اِسْ کے فرمایا کہ میں نے اُس طرف عجب بات
 سنی کہ ہندوستان میں نہ سنی تھی الحافا سے حیاء من اللہ تعالیٰ یعنی نادان
 لگ ان درویشوں اصحابِ صفہ کو تو نگہ جانتے تھے اسلئے کہ وہ خود کو تکلفِ خلق
 کی نظر میں تو نگہ دکھاتے تھے۔ اے محمد تو ان کو پہچانتا ہے۔ انکے یہاں سے کہ وہ
 فقیر ہیں۔ نہیں مانگتے ہیں لوگوں سے۔ اسلئے کہ شرم کرتے ہیں خود سے مثلاً اگر اس
 وقت بادشاہ مجازی کا کوئی عیاد ہو وہ ہرگز دوسرے سے جو کہ اس سے کم رتبہ
 ہے نہ مانگے گا۔ شرم کرے گا اور فخر کرے گا۔ اگرچہ وہ سب سے زیادہ تو فقیر ہو خاصکہ وہ بندگان
 خاص بادشاہِ حقیقی کے ہیں یعنی تو پھر وہ کیونکر سوال کریں گے جیسے کہ کسی قائل
 عربی نے خوب رباعی کہی ہے یہ

سوی خیر الشعیرو کوز ماء

لان الصوف لبس الانبیاء

ولا تطلب من الدنیا نصیباً

ولا تلبس لباساً دون صوف

بانان جو میں بسا ذویا پارہ دلق، بار محنت خود بہ نہ پارمشت، خلق
 بعد اسکے خوان لائے نخرج کیلئے طعام تناول فرمایا دو گانہ شکر کیا اور کیا اور نماز
 چاشت کی اور کی بتا بعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیت فرمائی باب میں نماز کے
 ایک فائدہ بیان فرمایا کہ نماز میں بعد سجدہ ثانیہ کے زانو پر ہاتھ رکھیں اور اٹھیں
 لیکن جس وقت قعدے سے اٹھیں تو ہاتھ کی مٹھی باندھ کر اٹھیں جیسا کہ دعا گو ہمیشہ
 کرتا ہے تم دیکھتے ہو اور دعا کرنے پر طریقہ محدثوں اور خفیی مذہبوں سے دیکھا ہے
 میں نے پوچھا تو جواب فرمایا کہ یہ طریق مسنون ہے اسلئے کہ قعدہ سے زانو پر ہاتھ
 رکھ کر اٹھنا دشوار ہے اس وقت سے میں ایسا کرتا ہوں اور یہ بات میں نے فقہ
 میں بھی پائی ہے۔ فاذا اطمأن ساجدا کبر واستوی قائما صدور قدامہ اور
 نہ کہا اذا قام من القعدة الاولى قام علی صدور قدامہ میں نے کسی جگہ نہیں پایا
 بعض نہیں جانتے ہیں اسلئے پہلے قعدے سے ہاتھ زانو پر رکھ کر اٹھتے ہیں
 چاہئے یوں کہ پہلے قعدے سے مٹھی یا نڈھ کر اٹھیں پھر اس فقیر اور یا دان دیگر
 پر متوجہ ہوتے فرمایا اے بھائیو تم بھی ایسا کرو جیسا کہ یہ دعا گو کرتا ہے اور اس فقیر
 سے فرمایا فرزند من لکھ لے۔ پس میں نے لکھ دیا۔

ذکر واردات

ایضا ذکر واردات کا نکار۔ فرمایا کہ وارد حال کو کہتے ہیں بشارت یا لام حلول سے جو کہ

ملہ قال الفقہاء یعنی کہا یعنی العاجز للجمیرۃ ۱۲ شرح صحیح البخاری للکرمانی یعنی فقہار نے کہا ہے
 کہ اعتماد کرے۔ جیسا کہ آئے گو تہ بنے والا اعتماد کرتا ہے ۱۲

من طریقہ صحیح البخاری

۷

سالك بين پيدا ہوتا ہے۔ سالك کو چاہیے۔ کہ حال کا مالک ہو و مملکت حال کا
 نہ ہو جائے لان السالك الكامل الذی یملك حالہ لا الحال یملكہ یعنی اسے
 کہ کامل سالك وہی ہے جو کہ اپنے حال کا مالک ہوتا ہے۔ نہ حال اس کا مالک ہوتا
 ہے۔ یعنی کمال یہی ہے کہ حال کو اپنے قبضے میں رکھے۔ حال کا تابع نہ ہو جائے
 اس جگہ اس فقرے نے پوچھا کہ جو شخص قص کرے یہ بھی حال ہے جو اب فرمایا کہ قص
 حال کا باعث ہے چاہیے کہ حمل کرے۔ حال کا مالک رہا کرے اور اگر حمل نہ
 کریگا تو مملکت حال کا ہو جائیگا۔ مناسب اسکے حکایت فتح منصور علاج کی بیان
 فرمائی کہ ان کو اللہ کی طرف سے حال وارد ہوا۔ ایک دن وہ وعظہ کہتے تھے اثنائے
 وعظہ میں آواز سنئی کہ من یقدی لنا روحہ فقال للحاج انا الحق ای انا اللہ
 بغداد روحی مشائخ عصر جنہوں نے ان کے بار ڈالنے کا فتویٰ دیا اس کا سر یہ تھا
 اور یہ آیت پڑھی قوله تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تلفقوا ما تحبون لے لن تنالوا لقا
 اللہ حتی اتمروا وادوا حکم الی اللہ تعالیٰ یعنی تم ہرگز نہ پیچو گے ویدار خدا کہ یہاں تک
 کہ ہدیہ کرو اپنے روجوں کو طرف اللہ تعالیٰ کے۔ وہ اپنے قول پر جمے ہے کہ انا اللہ
 بغداد روحی اور ایک قول پر منصور اللہ کی طرف سے حکایت کرنے والے تھے
 اللہ کا نام لیتے تھے اور یہ درست ہے اور ایک قول پر وہ اپنے وجود سے فانی
 ہو گئے تھے۔ اور ساتھ وجودات محبوب کے باقی۔ جیسے کہ مجنوں۔ مسئل المجنون
 الرفاعی ما امک قال لیلیٰ یعنی کسی نے مجنوں سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے کہا

فتح منصور علاج روح اللہ تعالیٰ

لے یعنی کرن خدا کرتا ہے واسطے ہمارے اپنے روح کو علاج لے کہا کہ میں حق میں ہوں یعنی نما
 ہوں اپنے روح کے قربان کرنے پر لگا اذیں معنی گرش بیدار کرونا۔ فنا سے عاشقان عین بقا اور

یعنی خود کی خبر نہ تھی۔ اُس کے تمام اعضا کو لیا تھا یہ بیت عربی پر لکھا

انا من اھوی ومن اھوی انا نحن روحان حللتا بسدنا

یعنی میں وہ ہوں کہ جس کو چاہتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں وہ میں ہوں ہم دو جانتے ہیں کہ ہم نے ایک بدن میں حلول کیا ہے۔ بعد اسکے فرمایا کہ منصور حلاج نے جو کہ انا الحق کہا۔ سکر سے نہ کھا۔ بلکہ وہ تو مانگ حال کے ہو گئے تھے۔ اگر سکر

ہوتا تو ایک کلمے پر نہ ہتے بلکہ کلمات شتے یعنی متفرق پریشان باتیں کہتے جیسے ویسے کہتے ہیں۔ اس کے قتل کا یہی بھیا تھا کہ وہ ایک چیز پر مستقیم ہے یہاں تک کہ

جان سے دی جبکہ امام بہام قاضی ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے پوچھا من انت قال انا الحق یعنی تو کون ہے کہا میں حق ہوں۔ ہر چند اُن سے پوچھا تو وہ انا الحق ہی کہتے تھے۔ پس امام ابویوسف اور سارے اماموں نے اُن کے قتل کا فتویٰ

لکھا۔ اس جگہ اس فقیر نے پوچھا کہ مارتا منصور کا صواب پوچھا یا غلط ہے۔ جواب فرمایا دو نو قولوں پر صواب تھا۔ علمائے ظاہر کے قول پر اسے کہ علمائے اُس کی تکفیر کی اور کہا کہ وہ کفر کا کلمہ کہتا تھا۔ اور اسی پر جہا ہوا کھا۔ اور قول مشائخ پر

اس واسطے دعویٰ کیا۔ انا الحق کہا۔ یعنی انا انشابت بغير روحی پس دو نو قول پر قتل اس کا بر صواب تھا۔ پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا۔ فرد مذمن یہ فوائد

واردیت کے اور تینوں قول باب میں منصور کے۔ اور بیان آیت مذکورہ کا۔ اور نظم عربی جو میں نے بیان کی سب کو لکھ لے میں نے لکھ لیا۔ ایضا دوزندہ کو رہی

لہ من تو شدم تو من شدم من تن شدم تو جان شدم
تا کس نگرید بعد از من دیگر م تو دیگر می

ظہر کے وقت اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من سبق پڑھو تو قریب اس میں لکھا
 فَيُنْفِخُ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ لَا يَشْكُ فِي إِيْمَانِهِ وَلَا يَقُولُ أَنَا مُؤْمِنٌ أَنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى
 قَالَ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا أَيْ لَمْ يَشْكُوا
 قَالَ اللَّهُ تَعَالَى أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا وَمَنْ قَالَ أَنَا مُؤْمِنٌ أَنْ شَاءَ اللَّهُ
 تَعَالَى فَانظُرْ لِمِ حَالِ اسْتِثْنَى لِلْحَالَةِ الْمَا خَبِيَّةٌ وَهَوَانٌ يَقُولُ كُنْتُ مُؤْمِنًا
 أَنْ شَاءَ اللَّهُ أَمْسِ أَمْ اسْتِثْنَى لِلْحَالَةِ الَّتِي هُوَ فِيهَا يَقُولُ أَنَا مُؤْمِنٌ أَنْ شَاءَ
 اللَّهُ تَعَالَى السَّاعَةَ فَقَدْ كَفَرَتْ بِنِهَايَتَيْنِ اللَّفْظَتَيْنِ وَإِنْ اسْتِثْنَى لِلْحَالَةِ الْمَسْتَقْبَلَةِ
 وَقَالَ أَوْنُ عَدَا مُؤْمِنًا أَنْ شَاءَ اللَّهُ جَازِذْكَ وَذَلِكَ وَلَكِنْ ذَلِكَ الْقَوْلُ مِنْهُ
 بِلَدَاعَةٍ لَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مُؤْمِنًا حَقًّا
 كَانَ كَافِرًا حَقًّا (ترجمہ) یعنی مومن کو چاہیے کہ اپنے ایمان میں شک نہ کرے
 اور یوں نہ کہے کہ میں مومن ہوں انشائے تعالیٰ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 ہے مومن وہی لوگ ہیں جو ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اُس کے رسول کے
 پھر شک نہ کیا وہی لوگ ہیں مومن سچے سچے اور جو شخص کہے کہ میں مومن ہوں
 انشائے تعالیٰ تو تو رکھو کہ اُس نے کونسی حالت کا استثنا کیا ہے۔ اگر گزری
 حالت کے واسطے استثنا کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یوں کہے کہ میں مومن تھا۔
 انشائے تعالیٰ کر یا اُس نے استثنا کیا ہے واسطے اُس حالت کے کہ جس میں وہ
 ہے۔ پس کہتا ہے کہ میں مومن ہوں انشائے اللہ اس گھڑی میں تو وہ مقررہ ان دونوں
 حال میں ان دونوں لفظوں کے سبب سے کافر ہو گیا۔ بعد اس کے فرمایا کہ امام شافعی
 رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب پر جائز ہے کیونکہ ان کے مذہب میں ان انشائے واسطے

ان انشائے ایمانہ

شک کے نہیں ہے بلکہ واسطے تبرک کے ہے اور اگر اشتبا کیا ہے واسطے آئندہ
 حالت کے اور کہا کہ میں ہر دو نکاح کل مومن انشاء اللہ تو یہ جائز ہے اور یہ ہمارے
 مذہب پر بھی روا ہے لیکن کہنا اس کلمے کا اس سے باعث ہے کیونکہ کسی
 صحابی نے عہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہیں کہا اور نہ تابعین میں
 سے کسی نے کہا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مومن
 استواء پکانہ ہوگا تو وہ پکا کافر ہوگا۔ یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں
 اس کے کلمے

ذکر اسم اعظم

ایضاً اس فقیر پر اور یاران دیگر پر متوجہ ہوئے فرمایا بارش کسی ہے ہم نے عرض
 کیا کہ بارش سخت ہے گھر گرتے ہیں حوض اور تالاب ٹوٹ گئے۔ اور نہ فتح خاں
 کا اور نہ نائب باربک کا اور ایک دوسرے بتائیں ایک ہو گئے اور نہ نائب باربک
 کا ٹوٹ گیا۔ رستہ لپیاب کا چلتا ہے۔ اور پانی حوض خاص علانی کا چشمے کے
 راہ سے جاتا ہے کہ کبھی نہ گیا تھا فرمایا کہ آج منگل کا دن ہے درود یا حتی یا قیوم
 کا ہزار بار ہے اور یہ اسم اعظم ہے اس کو ہزار بار کہیں ہزار بار کہا اور دعا بارش
 روکنے کی فرمائی۔ اس طرح اور اول و آخر درود شریف پڑھا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى
 اٰلِ مُمَيِّنِ الْاَعْظَمِيْنَ حَوَالِنَا وَلَا عَلَيْنَا لَعْنَةُ مَعْبُوْدِيْهِمْ سَلِّ عَلَيْنَا
 کیا ہے ساتھ ان درودوں ناموں بڑے کے تو ہمارے گروا گرو پسا اور ہمارے
 اوپرست پر سابع اسکے فرمایا کہ جس وقت بارش بہت ہوتی اور دکتی نہیں تو رسول اللہ

ذکر اس کے باران

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا اَعْلَمُكَ

ذکر قبیلہ کا

ایضاً ذکر قبیلہ کا نکالا فرمایا حدیث صحیح ہے کہ قولہ علیہ السلام قیلوا افان
الشیطان لا یقیل یعنی تم قبیلہ کو رو لیتے دو پہر کو سوو اسلئے کہ شیطان قبیلہ نہیں
کرتا ہے اس درمیان میں ایک عزیذ نے پوچھا کہ شیطان کو نیند ہے جو اب فرمایا
کہ شیطان کو نیند ہے فرشتے کو نیند نہیں ہے اسلئے کہ شیطان فرشتوں سے
انہیں ہے جن سے ہے لقولہ تعالیٰ واذ یقلنا للملائکة اسجدوا لادم فسجدوا
الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ اور خلقت جن کی آگ سے ہے
جیسے کہ شیطان نے کہا ہے قولہ تعالیٰ خلقتہ من نار وخلقته من طین قال
تعالیٰ خلق الجنان من مارحہ من نار والجان خلقناہ من نار السموم بعد
اس کے فرمایا کہ جن مومن بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی اور اولیاء بھی ہوتے ہیں
اور فاسق بھی جیسے آدمی ایک عزیذ نے پوچھا کہ درمیان جن کے اولیاء بھی ہوتے
ہیں جو کہ ارشاد کریں جو اب فرمایا کہ میں نے مکہ مبارکہ میں طواف خانہ کعبہ میں
جن سے ایک دلی مرثا کہ پایا اور اس سے مصافحہ کیا بعد اس کے فرمایا کہ میں
نے مسلمان جنوں کو دیکھا ہے۔ شیخ عبداللہ یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس
سبق پڑھتے تھے۔ دن میں کو آدمیوں کو سبق دیتے تھے اور رات میں جنوں
کو پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من میں نے جو یہ فراموش کیے ہیں
ان کو لکھ لے میں نے لکھ لئے۔

ن۔ خلقت جن کی آگ سے جنہا یا یعنی یعنی اللہ عزوجل جنوں کو سبق

ذکر سلام کا

ایضاً فرمایا کہ جس وقت گھر میں آئیں تو سلام کریں قولہ تعالیٰ فاذا دخلتم
 بیوتکم فسلموا علی انفسکم تحیة من عند اللہ مبارکة طیبة و قولہ علیہ السلام
 السلام قبل الکلام قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا لست حلوا بعبیدتکم
 حتی تستأذنوا و تسلموا علی اہلہا ای اہل البیت اور جب مسجد میں آئیں
 تو بھی سلام کریں کیونکہ مسجد بھی گھر ہے قول ہے اللہ تعالیٰ کا کہ یا ابراہیم طہر بیتے
 اور قول ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ المسجد بیت اللہ والمسجد بیت کلی تقے
 اسلئے کہ گھر مولیٰ اور نبی سے کا ایک ہے اللہ تعالیٰ مکان سے منزہ و پاک ہے لیکن
 اضافت واسطے کرامت مکان کے ہے جیسا کہ لامیہ میں کہا ہے حج و ذاقا
 عن حجرات اللست خالی اور اگر گھر میں یا مسجد میں کوئی نہ ہو اور خالی ہو تو روایت
 کیا گیا ہے کہ اس طرح کہیں السلام علینا عباد اللہ الصالحین یعنی اس کے
 فرمایا اگر لوٹاری ہو تو بھی سلام کریں اس محل میں تنہم کیا کہ بیسیوں کے ڈر سے لوٹاری
 کو سلام نہیں کیسکتے اسلئے کہ وہ یوں کہیں کہ تو خاطر داری کرتا ہے جب تو لوٹاری
 کو سلام کرتا ہے لیکن دعا گو نے مکے کی بیسیوں کو دیکھا ہے کہ وہ خاوندوں کو حکم
 دیتی ہیں کہ تم جو ان لوٹاری سے خلوت کرو تا کہ وہ دو ٹہری جگہ حرام نہ کریں کیونکہ
 زنا ساری کتب منزلہ میں اور ساری امت انبیاء و رسل میں حرام ہے زنا قریب
 مرتبہ شرک کے ہے قولہ تعالیٰ لا یتکلموا فی الذنوب او مشرکة و الزانیة
 لا یتکلموا الا ذان او مشرک و حرم ذلک علی المؤمنین یعنی بیکار نکاح نہ کریگا
 مگر بیکار عورت یا مشرک عورت سے اور بیکار عورت نہ نکاح کریگی اس سے مگر

بیکار نکاح نہ کریگا
 بیکار عورت یا مشرک عورت سے مگر

بدکار مرد یا مشرک سے اور حرام ہے یہ ایمان والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے کہ الزنا یخرب البنا یعنی زنا خراب کرتا ہے بنائے اسلام کو اور قول ہے آپ کا کہ زنی واحد یحبط عمل سبعین سنۃ یعنی ایک زنا ستر برس کے عمل کو ناپسیر کر دیتا ہے۔ خبر میں آیا ہے کہ ان الزنا تو ثرالی اربعین بیتا یعنی شوخی زنا کی چالیس گھنٹے تک اثر کرتی ہے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ فوائد زنا و سلام کے جو ہیں نے کئے لکھ لے میں لے لکھ لے زنا بالف مقصود ہے ہمزہ نہیں ہے جیسے کہ سنائے روشنی یہ بھی مثل زنا کے بالف مقصود ہے

ف۔ زنا مقصود ہے ہمزہ نہیں

فضیلت سنت عصر

ایضاً سنت عصر کی فضیلت کا ذکر نکالا فرمایا کہ حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام من صلی اربعاً قبل العصر لم یلج فی النار یعنی جو شخص چار رکعتیں فرض عصر سے پہلے پڑھے وہ ہرگز دوزخ کی آگ میں داخل نہ ہوگا۔ بعد اس کے تعین قرأت سنت عصر کا بیان فرمایا کہ حدیث صحاح میں ہے من صلی اربعاً قبل العصر وقرأ فی تلك الاربع سورۃ العصر غفر لہ ومن قرأ فی الرکۃ الاولى سورۃ اذا زلزلت الارض و فی الثانیۃ والعیادیان و فی الثالثۃ القارعة و فی الرابعۃ التکاثر مجبویا و رأی ربہ جل و علا یعنی جو شخص کہ پڑھے چار رکعتیں سنت عصر کی پہلے فرض عصر سے اور پڑھے چاروں رکعتوں میں سورۃ عصر تودہ بخشا جائیگا۔ اور جو شخص پڑھے پہلی رکعت میں اذا زلزلت اور دوسری میں والعیادیان اور تیسری میں القارعة اور چوتھی میں

سورۃ تکا تر تو محبوب خدا ہو جائیگا۔ اور اپنے رب کو دیکھے گا۔ اس جگہ اس فقیر نے پوچھا کہ اس تیرے نے شرف الدین سے سنا ہے کہ جو شخص ان سورتوں کو وقت عصر میں پڑھے تو وہ لغائے خدا تعالیٰ کو دیکھے جو اب فرمایا صحیح ہے۔ اور اختیار شیخ کبیر کا اور او میں اسی طرح ہے اول بہتر ہے۔ اگر وقت تنگ ہو تو سنت کی دو رکعتیں بھی آئی ہیں بعد اسکے فرمایا بعد قرینہ عصر کے بیٹھے اور ذکر کرے بہت فضیلت ہے اور حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام من صلی صلوۃ العصر ومکت فی مصلاۃ حتی تعرب الشمس فکامنما حج حجین تامتین وکامنما اعتق ثمانی رقاب من ولد اسماعیل علیہ السلام ومن صلی الفجر ومکت فی مصلاۃ حتی تطلع الشمس وحلی رکعتین فکامنما حج حجة تامة واعتق اربع رقاب من ولد اسماعیل علیہ السلام یہاں اس فقیر نے پوچھا اول النهار للذنیاء و آخره للاخرة جو اب فرمایا کہ خیر میں کریگا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عصر کی نماز پڑھے اور اپنی نماز گاہ میں ٹھیرا ہے یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے تو گویا اس نے دو حج پورے کئے اور گویا آزاد کئے اس نے اکھ بردے اور اس نے اسی علیہ السلام سے اور جو شخص صبح کی نماز پڑھے اور اپنے مصلے میں ٹھیرا ہے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو اور دو رکعتیں پڑھے تو گویا اس نے ایک حج پورا کیا اور چار بردے آزاد کئے اولاد اسماعیل علیہ السلام سے۔ ایک عزیز نے پوچھا اس سے کیا مراد ہے جو اب فرمایا کہ اگر اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں گرفتار ہو جائیں پس وہ ان کو چھڑائے۔

..... یہ مراد نہیں ہے کہ اسمعیل علیہ السلام
 غلام تھے اگرچہ وہ لونڈی سے تھے کیونکہ کنیزک زادہ غلام نہیں ہوتا جبکہ
 وہ لونڈی اپنے میاں سے اس کو جسے یہ بات فقہ میں ظاہر ہے اذا ولدت
 الامة ولدا من مولاها صارت آولده وعتقت وحرم بيعها ولا يخرج
 من ملک المولى حتى یجوز وطیها واستحدا امھا یعنی جس وقت لونڈی اپنے
 میاں سے بچہ جتنے تو وہ میاں کی ام ولد ہو جاتی ہے۔ یعنی اس کے بچے کی
 مال اور آزاد ہو جاتی ہے۔ اور اس کا بیچنا حرام ہوتا ہے۔ اور وہ میاں کی مالک
 سے نہیں نکل جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس سے وطی کرنا اور اس سے عقد
 لینا درست ہے۔ جس جگہ کہ بطفیل بچے کے لونڈی ام ولد ہو جائے تو پھر
 بطریق اولیٰ حضرت اسمعیل علیہ السلام کہ ان کی مال باجرہ رضی اللہ عنہا لونڈی
 تھیں کسی کی مالک نہ ہوں گی یہ قصہ دراز ہے ایک بادشاہ تھا اس نے بی بی
 سارہ رضی اللہ عنہا کو بظلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ
 نے ان کو محفوظ رکھا تو اس بادشاہ نے ان کو بی بی باجرہ دی اور کہتے ہیں
 کہ بی بی باجرہ حضرت صالح علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں ان کو بظلم لے لیا
 تھا۔ یہ لونڈی نہ تھیں غاصبی پیغمبر کی بیٹی تھیں حضرت اسمعیل علیہ السلام کے
 حق میں یہ اعتقاد نہ کرنا چاہیے کہ وہ غلام تھے وہ تو خود پیغمبر مرسل تھے۔ پیغمبر
 غلام نہیں ہوتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ واذکرتی الکتاب اسمعیل انه کان صادق
 الوعد وکان رسولا نبیا وکان یا حرا ہلہ یا المملوۃ والزکوۃ وکان عند ربہ
 خزینا جیسا کہ قصیدہ لامیہ میں کہا ہے

وما كانت نبياً قط اتقى ولا عبيد وشخص ذوا فتعال

یعنی تین آدمی ہرگز تیرہ نبوت کو نہیں پہنچتے ہیں ایک تو عورت کیونکہ مستورہ
پر وہ دار ہے اور نبوت میں اظہار شرط ہے تاکہ خلق کو خبر دے اور اسی لئے
بادشاہی عورت کی جائز نہیں ہے لا یجوز الملک للمرأة ولا للعبد سیمما اللہ
یعنی عورت و غلام کی بادشاہی درست نہیں ہے خاصاً پیغمبری یعنی وہ تو دنیا
عالی مرتبہ ہے وہ کیونکر جائز ہونے لگا۔ اور غلام بھی پیغمبر نہیں ہوتا ہے اور
نہ بکا لہ پتہ ہوتا ہے کہ نبوت سے پہلے فاسق ہوا ہو بلکہ نبوت سے پہلے
سارے پیغمبر نیک مرد ہوئے ہیں بعد اس کے اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا
فرزندان میں یہ حدیثیں اور فضیلت شدت عصر مع فوائد کے جو میں نے کہے لکھ لے
پس میں نے لکھ لئے۔ ایضاً فرمایا فرزند میں سبق پڑھ پس میں نے شروع کیا
ترتیب اس میں کھی۔ روی عن الامام الضحاك رحمة الله عليه انه قال
جاء رجل الى ابن عباس رضي الله عنهما وقال يا ابن عباس اقول اننا
مؤمن من الله ان شاء الله فقال ابن عباس صارت بلا وولد امك -
الؤمن بالله ورسوله ومما جاء من الله قال نعم فقال ابن عباس
قل انما مؤمن حقاً ثم قرأ هذه الآية انما المؤمنون الذين امنوا بالله
ورسوله ثم لم يرتابوا واولئک هم المؤمنون حقاً ای لم يشكوا في الله ولا في
رسوله ولا في شئ جاء من الله على ان الاستثناء يبطل الايمان - انه
لو قال هو الله ان شاء الله وهل تقوم الساعة ان شاء الله فانه يصير
كافراً بخلاف قلنا ما لا يجوز بالعربية - فذلك لا يجوز بالفارسية

ف عورت اور غلام اور بکا لہ نہیں ہوتے

ف بحکث اشترک یعنی اشترک

الا تری انه لو قال لا امرتہ انت طالق ان شاء اللہ او قال لعبد انت
 حر ان شاء اللہ او قال علی کذا الفلان ان شاء اللہ او قال بعت او اتبرک
 ان شاء اللہ لا یكون علیہ شیء ویبطل بالاستئذان جمیع الکلام کذا
 هنا یبطل به الایمان یعنی (ترجمہ) امام صحاح کبریٰ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے
 کہ انہوں نے کہا ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف آیا اور
 کہا اے ابن عباس میں کہوں کہ میں مومن ہوں انشاء اللہ پس حضرت ابن
 عباس نے فرمایا کہ بے چکے ہو جائے تیری ماں کیا تو ایمان لایا ہے ساتھ
 اللہ کے اور اُس کے رسول کے اور ساتھ اُس چیز کے جو آئی ہے طرف سے
 اللہ تعالیٰ کے اُس آدمی نے کہا ہاں۔ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ
 تو یوں کہہ کہ میں مومن ہوں۔ استواء یعنی سچا پکار انشاء اللہ مت کہہ کہ یہ شک
 ہے۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومن وہی ہیں کہ جو ایمان
 لائے ساتھ اللہ کے اور اُس کے رسول کے پھر شک نہ کیا وہی لوگ ہیں مومن
 سچے پکے یعنی شک نہ کیا اللہ میں اور نہ اُس کے رسول میں اور نہ اُس چیز میں
 جو اللہ کی طرف سے آئی یعنی کتاب میں اور فرشتے۔ یہ اس بنا پر ہے کہ انشاء
 یعنی انشاء اللہ کہنا ایمان کو باطل کر دیتا ہے۔ اگر اُس نے کہا کہ اللہ ہے انشاء اللہ
 اور قیامت قائم ہوگی انشاء اللہ اور کتاب میں انشاء اللہ اور پیغمبر میں انشاء اللہ
 اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغمبر میں انشاء اللہ وہ بلا خلاف کافر ہو جائے گا
 ہم کہتے ہیں کہ جو چیز عربی میں جائز نہیں ہے تو وہ اسی طرح فارسی میں بھی
 جائز نہیں ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر اُس نے اپنی عورت کہا کہ
 کہ تو طالق ہے انشاء اللہ یا اپنے غلام سے کہا کہ تو آزاد ہے انشاء اللہ یا کہا کہ مجھ پر

اس قدر ہے واسطے فلاں کے انشائے یا کہا میں نے بیچا یا خرید یا انشائے تو اس
 پر کوئی قسم نہ ہوگی۔ یعنی نہ تو عورت پر طلاق پڑے گی نہ غلام آزاد ہوگا نہ اقرار
 ہوگا نہ بیچنا ہوگا نہ خریدنا ہوگا یہ سب کلام مشورہ بیکار تھیر گیا اور استثنائے سارا
 کلام باطل ہو جائیگا۔ پس یہاں بھی اسی طرح بسبب استثناء کے ایمان
 باطل ہوگا۔ بعد اس کے فرمایا وقال الشافعی قدام سرع لوقال جیل
 انا مؤمن انشاء الله للشک یخرو لوقال للتبوک يجوز ولا یقض یعنی
 امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص انا مؤمن انشاء اللہ شک
 کے واسطے کہے تو کافر ہو جائیگا۔ اور اگر واسطے تبرک کے کہے گا تو جائز
 ہے اور کافر نہ ہوگا۔ یہ ترتیب ساری آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس
 فقیر کے کھتی۔ ایضاً فرمایا کہ جس جگہ جو کوئی بیٹھ جائے اس کو وہاں سے نہ
 اٹھائیں اور اگر وہ بزرگ ہو تو صدر اسی جگہ ہو جائیگا مناسبت اس کے
 حکایت شیخ جمال الدین اچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمائی کہ جب
 وہ کسی جگہ جلتے تو صف تعالٰیٰ میں بیٹھتے ہیں نے دیکھا ہے کہ صدر اسی
 جگہ ہو جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ
 ایسا ہی کرتے اور جس جگہ جو کوئی بیٹھتا اسی جگہ رہتا اس کو اٹھاتے نہ تھے
 اور یہ تین قسم ہے فقرا کے یہاں حلقہ کہتے ہیں چھوٹا پڑا فقیر عنی بوڑھا جوان
 جس جگہ بیٹھے اسی جگہ بیٹھا رہے۔ اور یہ مسنون ہے مجلس رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی اسی طرح کھتی۔ کیونکہ آپ فقیر تھے اور فقرا متابعت اختیار
 کرتے ہیں حلقہ کہتے ہیں اور علماء کے یہاں محفل ہے کہ معرف ہر ایک کو تدریج

بجائے آداب

صدر پر بٹھاوے اور امرار و اغنیا کے یہاں مجلس ہے یہاں بھی بسبب مجلس کے تدارک ہے۔ شغل یا مال کے اندازے پر صدر پاوے ان سب کے درویشوں کا حلقہ بہتر ہے بلا تکلف۔

ایضاً پڑھ کی رات تیسویں ماہ جمادی الاولیٰ

کو یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا ایک عزیز نے پوچھا۔ اگر کسی سواد پیر سجدہ تلاوت کا واجب ہو جائے تو وہ کیا کرے جو اب فرمایا کہ اتر پڑے اور سجدہ کر لے کیونکہ وہ واجب ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ نفل میں نہ اترے اور سواد کے واسطے قبلے کی طرف منہ کرنا بھی شرط نہیں ہے۔ فقہ میں مذکور ہے
ومن كان خارجا لمصر يتنقل على دابته يجوز ان يركبها ويحتمل دابته
يؤمى ايماء وهذا قول ابى حنيفة رحمه الله تعالى وعليه الفتوى وقال
محمد بن مجوز ويكره ان كان في المصر وقال ابو يوسف يجوز ولا يكره وان كان
في المصر يقول ان النبي صلى الله عليه واله وسلم ركب الحمار في المدينة
وصلى التواضيل بالايماء يعني جو شخص شہر کے باہر ہو اپنی سوادی پر نفل نماز پڑھے
تو جائز ہے کسی طرف اُس کی سوادی منہ کرے یعنی جس طرف اُس کی سوادی
منہ کرے اشارہ کرے نماز پڑھی جائے یہ قول حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
تعالیٰ کا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے لیکن نزدیک امام محمد بن حسن خیبانی رحمہ اللہ
تعالیٰ کے اگر سواد اندر شہر کے نماز نفل اشارے سے پڑھے تو جائز ہے
مگر کہ وہ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بغیر کراہت کے

Handwritten Urdu text, likely a letter or a page from a book, written in a cursive style. The text is arranged in approximately 15 horizontal lines, though many are heavily obscured by dark, irregular scribbles and noise, making the original content largely illegible. Only faint traces of words and characters are visible through the noise.

آپ کو تو چاہیے کہ آگ بجھا رہا ہے کہ محبوب کے اشتیاق کی آگ نے
مجھ کو ایسا مست کیا کہ دنیا کی آگ سے خبر نہ لکھی اور حضرت مخدوم نے یہ دو باتیں
عربی کی مناسب اس معنی کے فرمائیں ۵

ان حجة الرحمن استكرتني وهل رايته مجا غير مسكران

النار خوفني قوم فقلت لهم النار قرحة من قلبه نار
یعنی دشمن کی محبت نے مجھ کو مست کر دیا اور آیا تو نے دیکھا ہے کسی دوست کو کہ وہ
محبوب کے مست نہ ہو ایک گروہ نے مجھ کو آگ سے ڈرایا تو میں نے ان سے
کہا کہ آگ رحم کرتی ہے اس شخص پر کہ جس کے دل میں محبت کی آگ ہے
شہداء محب جبار مشاہدہ و مناجات باری تعالیٰ میں ہوتا ہے تو اس وقت اگر اس
کا ہاتھ آگ میں گر جائے تو اس کو کچھ درد و الم نہیں ہوتا ہے جیسے کہ ایک عاشق
گرفتار کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک روز عاشق اپنے معشوقہ کے زیر پا
تھا کہ اس معشوقہ نے درجہ پام سے طلوع کیا اس جگہ سے ایک اینٹ عاشق
صادق کے سر پر گری سر پھوٹ گیا اور خون بہنے لگا اس کو کچھ درد نہ ہوا بلکہ اپنی
خبر نہ لہی۔ جس وقت وہ معشوقہ اس کے دیکھنے سے غائب ہو گئی (نظرے اچھلی
ہو گئی) تو وہ عاشق گھر میں آیا اس سے پوچھا گیا کہ تجھے کیا ہو چاہے کہ تیرا سر
پھٹ گیا اور خون بہ رہا ہے اور تیرا سارا بدن بھرا ہوا ہے اس عاشق نے
قسم کھائی کہ وائے مجھ کو اس حال سے خبر نہیں ہے کیونکہ اندھیری رات عاشق
کے نزدیک مثل دن کے ہے اور روزہ مثل فروزہ کے جہاں کہ عشق مجازی ایسا
ہو تو پھر خاص کہ عشق حقیقی کا کیا کہنا ہے بعد اس کے فرمایا لا وجد لمن ورد له فرمایا

کہ وجد اندوہ و عشق ہے لغت میں دعا گو نے اُس طرف عرب میں مُنا ہے۔ یعنی
اندوہ عشق نہیں ہے واسطے اُس شخص کے کہ جس کے واسطے ورد نہیں ہے کیونکہ
ورد باعث وجد کا ہے اور یہ شعر پڑھا ہے

ذَهَبَ الَّذِينَ يُعَاشُ فِي الْكَافِيَةِ وَكَهَيْتَ فِي خَلْقِ كَلْبِ الْأَجْرِبِ

یعنی وہ لوگ حل دئے کہ جن کے اطراف و کثاف و حمایت میں زندگی بسر کی جاتی
کتنی اور ہیں وہ گیا ایک خالق ہیں کہ وہ مثل کھال خارش والے اونٹ کے ہے

تیسویں ماہ جمادی الاولیٰ بدھ کے دن ایشراق کے وقت

یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا رسالے کا سبق فرماتے تھے بات ہیں
میں تھی کہ سالک کو چاہیے کہ مغرور نہ ہو کیونکہ یہ عجب ہے اپنے وقت کو کبھی درمیان
میں نہ دیکھے آگے وجود موجود سے فانی ہو جائے اور وجود موجود محبوب باقی جبکہ
یہ مرتبہ ہو جاتا ہے لہذا ذات خدا کی دل کی آنکھ سے دنیا میں عیاں دیکھتا
ہے اور آخرت میں اُس کے دل کی آنکھ سر کے آنکھ کے ساتھ عیاں ہو جائیگی
ظاہر و باطن دونوں ساری ہو جائیں گے جیسا کہ تامل نے کہا ہے یہ
فانی ز خود و بد دست باقی ایں طرفہ کہ نیستند بہستند۔

بہا کے فرمایا کہ ایسے مرد کم ہیں ان پر شیطان راہ نہیں پاسکتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ
ان عبادی لیس لك عليهم سلطان الامن اتبعك من العاوين الآیہ
ای لیس لك عليهم حجة ولا سبیل الامن العاوين یعنی اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ اے انیس مقرر تو میرے مخلص بندوں پر راہ نہ پاسکے گا مگر تو اس شخص پر

بسالک کو چاہیے کہ مغرور نہ ہو کیونکہ یہ عجب ہے اپنے وقت کو کبھی درمیان میں نہ دیکھے آگے وجود موجود سے فانی ہو جائے اور وجود موجود محبوب باقی جبکہ یہ مرتبہ ہو جاتا ہے لہذا ذات خدا کی دل کی آنکھ سے دنیا میں عیاں دیکھتا ہے اور آخرت میں اُس کے دل کی آنکھ سر کے آنکھ کے ساتھ عیاں ہو جائیگی ظاہر و باطن دونوں ساری ہو جائیں گے جیسا کہ تامل نے کہا ہے یہ فانی ز خود و بد دست باقی ایں طرفہ کہ نیستند بہستند۔

راہ پاسکے گا جو تیری پیروی کرے گا گمراہ ہونے سے اور بیشک درود خج جائے وعدہ
 بے تیرے پیروں کی عاقبت بھی شیطان کے پیرو ہیں اور کفر بھی معصیت ہے اور
 درود خج کے ساتھ دروازہ سے ہیں کہ ہر دروازہ سے ہیں سے ایک جز قسمت کیا
 ہوا اور منافق نیچے سے نیچے در کے میں رہیں گے۔ قوله تعالى ان المنافقين
 في الدواك الا منغل من النار جس وقت شیطان نے اللہ تعالیٰ سے اس
 آیت کی نیا سنی تو کہا کہ میں سب کو گمراہ کرونگا اور قسم کھانی مگر تیرے مخلص بندوں
 کو میں ان کے نزدیک کیا وقت ضائع کروں اس لئے کہ وہ تم ثابت قدم ہیں قوله
 تعالى انهم بنیان عرضوں یعنی گویا وہ دیوار ہیں سیسہ پائی ہوئی اور دوسری
 جگہ اپنے طرف اصافت کی ام جعل الذین امنوا وعملوا الصالحات كالمفند
 فی الارض ام جعل المتقین كالحجار حروف استفہام یعنی نفی کے ہے یعنی اللہ
 تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نہ کریں گے مومن صالح بندوں کو مثل مفندوں کے اور
 نہ کہیں گے ہم متقیوں کو مثل بدکاروں کے اور دوسری جگہ بھی اپنی طرف اصافت
 کی اور اپنی عنایت و حمایت میں گروانا ہے جس کسی کو خداوند اپنے طرف اصافت
 کرے اور اپنی حمایت و عنایت اس پر ڈالے تو شیطان وغیرہ کب اس پر
 غالب ہو سکیں گے۔ قوله تعالى يثبت الله الذین امنوا بالقرآن الثابت
 فی الحیة الدنیا و فی الآخرة یعنی ثابت رکھتا ہے اللہ ان لوگوں کو جو ایمان
 لائے ساتھ قول ثابت کے زندگی دنیا میں اور آخرت میں اور شیطان کا مگر
 خود ضعیف و کمزور ہے قوله تعالى ان کیدا الشیطان کان ضعیفا جب شیطان لعین
 نے یہ سب سنا تو قسم عرض کی قال فبخرتک لا غوینہم جمعین الا عبادک

منہم المخلصین قال فالحق والحق اقول لاملان جھنڈ منک ومن تبعک
منہم اجمعین یعنی شیطان نے کہا تمہیں تیری عزت کی لئے خدا ہر آئینہ (آئینہ)
میں سارے آدمیوں کو گمراہ کرینگا مگر ان میں سے تیرے مخلص بنیوں کو اللہ تعالیٰ
فرمایا تو نے سچ کہا اول میں سچ کہتا ہوں ہر آئینہ بھرونگا دوزخ کو تجھ سے اور تیرے
سارے پیروں سے۔ الاغواء الاضلال لغت یعنی لغت میں اغواء یعنی ضلال
میں یعنی گمراہ کرنا پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من اس فائدے کو لکھ
لے جو میں نے کہا غریب ہے۔ ایضاً میں نے سبق شروع کیا تہ تیب ہمیں
کھلی کہ فیضی ان لا یخالف الجماعة لان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
قال لا یجتمہ امتی علی الضلالة وعلیکم بالسواد الاعظم ای الزموا
ومن یفارق جماعة المسلمین ولم یرہا حقاً فهو ضال مبتدع لان حفظ
الجماعة من سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحفظ سنة
قریضہ بدلیل قولہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول لے اطیعوا اللہ
فی الفرائض واطیعوا الرسول فی السنن وقال تعالیٰ فی موضع اخر ما اتاکم
الرسول فخذوا وہ وما نکم عنہ فانتهوا وعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم حفظ الصلوة بجماعة وراہا واجبة فمن لم یرحفظ الصلوة بالجماعة
واجبة فهو مبتدع حقاً بکذا الایة وبکذا الحجۃ فہذا کفایۃ لمن کان
لہ ادنی عقل ودرایۃ (ترجمہ) یعنی چاہیے کہ جماعت کی مخالفت نہ کرے
اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمع نہ ہوگی امت میری ضلالت
وگمراہی پر اولہ فرمایا لازم باپیڑ و تم بڑے شہر کو اور قریوں گا لڑن میں ساکن ہو کر پوچھو

کے نام سے لکھا گیا ہے

شہر میں نبیان اسلام کا ہے۔ اور جو شخص جاہلوں سے مسلمانوں کی جماعت اور اس کو
 واجب نہ جانے اور اس کا اعتقاد نہ کرے کہ جماعت واجب ہے تو وہ گمراہ و
 باہمتی ہے اور باہمت اس میں چیز کہتے ہیں کہ صحابہ و تابعین میں سے کسی نے
 اس کو نہ کیا ہو۔ اور اس کو کہیں صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم جمعیں جماعت کے
 ملازم نہیں ہیں۔ اس لئے حفظ جماعت کا ایک سنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے سنتوں سے۔ اور آپ کی سنتوں کا نگاہ رکھنا فریضہ قطعی ہے
 اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا ہے کہ تم فرما ببرداری کو اللہ کی اس کے فرائض ہیں
 جو کہ اس نے فرض کئے ہیں جیسے ایمان و نماز و زکوٰۃ و روزہ و حج و جہاد و غسل
 جنابت وغیرہ اور اطاعت و فرما ببرداری کہ رسول کی اس کی سنتوں میں جیسے
 نماز بنا جماعت و تراویح و نکاح و غسل جمعہ و عید و احرام وغیرہ اور جو چیز سے
 تم کو رسول تو تم اس کو اقرار و احوال و افعال سے یعنی گفتار و کردار و قتار
 اولہ جس چیز سے تم کو منع کیا پس اس سے باز رہو مہیات و مکروہات و بدعات
 و تحرمیات وغیرہ سے اور لو جان لے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نگاہ
 رکھا ہے نماز کو ساتھ جماعت کے اور اس کو واجب سمجھا ہے پس جو شخص اس کو حفظ
 نماز جماعت کو واجب اعتقاد نہ کرے تو وہ پکا باہمتی ہے۔ اس آیت اور اس
 حجت سے پس یہ کفایت ہے اس شخص کے لئے کہ جس کو ادنیٰ عقل و ادبیت
 ہے۔ یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے کھتی۔
 ایضاً فرمایا کہ جس وقت مرسى علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی وہ دعا
 کی۔ تو دنیا سنی کہ تو دنیا میں نہ دیکھے گا۔ لیکن میں پہاڑ پر تھلی کرتا ہوں تو دیکھ جب

فہذا استوی علیہ السلام روایت پروردگار

دیکھا۔ تو بیہوش ہو کر گر پڑے اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ جیسے کہ اللہ سبحانہ کلام
 مجید میں اپنے پیغمبر کو خبر دیتا ہے ولما جاء موسىٰ طيقا تنا وكامه ربه قال انى
 انظر اليك قال لن ترانى ولكن انظر الى الجبل فان استقر مكانه فسوف
 ترانى فلما تجلج ربه للجبل جعله دكا وخر موسىٰ صعقا فلما افاق قال
 سبحانك اتى قبت اليك وانا اول المؤمنين كتاب میں ایک سوال ہے کہ
 جب موسیٰ علیہ السلام پیغمبر برحق تھے اور ان کو معلوم تھا کہ دنیا میں سر کی آنکھ
 سے رویت نہیں ہے۔ مگر دل کی آنکھ سے تو انہوں نے کیوں درخواست
 کی، اس کا جواب دو طرح دیا ہے۔ ایک یہ ہے کہ انہوں نے جانا کہ اللہ سبحانہ
 نے جبکہ اپنے کلام سے مشرف فرمایا ہے تو شاید دیدار بھی روزی کیے دوسرا
 جواب یہ ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے ساتھ کلام کرنے میں ایسے متفرق ہوئے
 اور دل کی آنکھ سے دیکھتے تھے اور وقت ان کا خوش ہوا تو اس اشغراق
 میں جانا کہ یہ خوشی دنیا میں نہیں ہے شاید میں بہشت میں گیا ہوں (کلام کرنے
 کی خوشی میں انتہائی محو ہو گئے اور اپنے تئیں بہشت میں موجود سمجھا، اسلئے
 درخواست کی اور یہ نہ سنی کہ اسے مرنے تو مجھے دار دنیا میں نہ دیکھے گا سر
 کی آنکھ سے۔ تو وہ اشغراق و بیہوشی سے ہوش میں آئے اور سوچے کہ
 میں دنیا میں ہوں کہا میں نے توبہ کی اور یہ وہی قول ہے اللہ تعالیٰ کا
 کہ فلما افاق قال سبحانك اتى قبت اليك وانا اول المؤمنين اور اس سر
 میں ایک غریب نکتہ ہے اسی کو کم کوئی جانتا ہے کہ قبت اليك کہا قبت
 عنك نہ کہا یعنی میں نے بازگشت کی طرف تیرے نہ بچھ سے بعد اس کے فرمایا

فرزند من حکمت سر کی یہ تھی کہ جب تک ہمارے پیغمبر محمد عبد اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نہ دیکھیں تب تک کوئی نہ دیکھے جبکہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے
 پیغمبر کو معراج عنایت فرمائی تو وہ رات میں تھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سبحان
 الذی اسری بعبدہ لیلۃ من المسجد الحرام رسم دو سنتوں کی یہ ہے کہ رات
 دو سنتوں سے رات کہتے ہیں جس وقت کہ اغیار نہ ہوں جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے
 شب و شام و شمع و شراب و شیرینی غنیمت است چنانچہ شب کہ دو شاہ ہیں
 شاہ یعنی حاضر ہے فرمایا اللہ پاک نے فمن شهد منکم الشهر فلیصم
 اور آپ کو واسطے دیدار کے بایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وهو یالاق الاعلیٰ
 ثم دنی فتد لے فکان قاب قوسین او ادنی فارحی الی عبد ما او حی ما کذا
 الفواد ما رأی اقتارونه علی ما یری ولقد رآه نزلة اخری عند صدقة
 المنتھ عند حاجته الماوی اذ نعشی السدرة ما نعش ما زاخر البصر و
 طغی لقد رأی من آیات ربہ المکبری وهو ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 قدر دنیا ہی قرب یعنی جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوپر لے گئے تو
 آپ نے قرب پایا اور میان ذات باری تعالیٰ اور درمیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے مقدار گوشہ کمان بلکہ گوشہ کمان سے بھی نزدیک تر تھا اور جس وقت آپ
 اوپر جلتے تھے تو کسی چیز کی طرف نظر نہ کی نہ طرف بہشت کے نہ دوزخ کے
 نہ ان کے سوا اور کی طرف نہ بائیں دیکھتا نہ دائیں اور اس سے پہلے دل کی
 آنکھ سے دیکھا جیسا کہ خبر میں ہے کہ سبق البصیرة علی البصر بعیرت اول
 کی بنیائی کو کہتے ہیں یعنی سبقت کی دل کی آنکھ لے کر کی آنکھ پر اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ہے قل هذه صبيحة ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن اتبعنى
 وسبحان الله وما اتاكم من المثل كين اور بصراً انکم کی بینائی کو کہتے ہیں۔ اور یہ
 قول ہے اللہ تعالیٰ کا ما زاع البصر وما طغى ما نفى كما ہے اسی لہذا سبق البصر
 على البصيرة یعنی سابق نہ ہوئی بینائی چشم سر کی دل کی بینائی پر سر کی آنکھ
 کو نیچے ڈالا اور دل کی بینائی سے دیکھتے تھے جب خداوند تعالیٰ نے
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ادب دیکھا تو دو سو برسے بار بھی دکھایا اور
 یہ معنی ہیں اس قول الہی کے کہ ولقد راہ نزلة اخوی اسی تارۃ اخوی
 یعنی البتہ مقررہ دیکھا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دوبارہ بتایا اس کے فقیر پر منہوجہ
 ہوئے فرمایا کوئی بیگانہ ہے میں نے جو اب دیا کہ سب مخدوم کے غلام
 ہیں جو کہ خدمت میں رہتے ہیں۔ فرمایا تم میرے بھائی ہو کہ صحبت میں دعا
 کے رہتے ہو تم جان لو کہ جو کوئی ایسا ادب نگاہ رکھتا ہے تو اللہ درہ دنیا
 میں خداوند کو دل کی آنکھ سے عیاں دیکھتا ہے نماز وغیرہ میں اولہ ہمیشہ
 مستغرق رہتا ہے یہ بات کئی وقت اس فقیر پر مشکل ہوئی تھی۔ اس دن حل
 ہو گئی۔ میں نے نماز میں مخدوم کو دیکھا ہے کہ یا دو لائے تھے ایک رکعت
 دو رکعت اور خود بھی جب فارغ ہوتے تو پوچھتے کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی
 اور یا دوں سے فرماتے کہ تم یا دو لاؤ نماز میں یہی بھید تھا کہ جو اوپر مذکور ہوا۔
 زبان دربار گہر نشاد سے حل ہو گیا۔ ورنہ اتنے پیران کہن سال نیاک بیرت
 نماز پڑھتے ہیں اور کچھ بھی نہیں بھولتے ۛ

ذکر عقبات سالک

ایضاً فرمایا کہ ایک عقیدہ یعنی گھاٹی بھی بے ادبی ہے کہ المصلیٰ بصلوۃ
 یصیر صالحاً و بحفظ الادب یکون مقرباً و محبوباً یعنی مومن نماز سے صالح
 ہو جاتا ہے اور ادب نگاہ رکھے تو مقرب و محبوب بن جاتا ہے اور یہ وہی قول
 ہے آپ کا کہ المصلیٰ یناجی ربہ یعنی نماز گزار مناجات و سرگوشی کرتا ہے
 اپنے پروردگار سے و عنہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لو علم المصلیٰ مع من یناجی
 ما التفت فی غیرہ یعنی آپ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے والا اذ رکھتا ہے۔
 اپنے خداوند سے، اگر وہ جان لے کہ کس سے راز رکھتا ہے تو ہرگز التفات
 نہ کرے طرف دنیا کے نہ آخرت کے اور نہ طرف اُس چیز کے جو اُن دو لوہیں ہے
 ۵ تن درون نماز و دل بیرون گشتہائے کند بہمانی
 این چنین حالت پریشانی شرم ناید نماز میخوانی
 قولہ علیہ السلام لا صلوة الا بحضور القلب عندنا نفی فضیلة لا نفی القرینۃ
 وعند الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نفی الفرینۃ و عندنا حضور القلب
 مقدور ما شرع فی الصلوٰۃ وقال اللہ اکبر بعد حضور القلب و عند الشافعی
 رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ تمام الصلوٰۃ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 کہ نہیں ہے نماز مگر بحضور دل یا خداوند ہمارے نزدیک یہ نفی فضیلت کی ہے
 اور نزدیک انام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نفی قرینہ کے ہے۔ اس کے نزدیک
 حضور دل کا پورا نیت سے سلام تک فرض ہے اور ہمارے نزدیک اُس وقت

وقت عقبات مساکت

ہے کہ نیت کر کے تکبیر کہے نماز میں داخل ہو جائے بعد اسکے فرمایا کہ عقبات مساکت کے مثل عقبات مسافر کے ہیں جب تک ان سے نہ گزر جائے مقصود کو نہ پہنچے چنانچہ دعا گو ایک دن سفر میں ایک عقبہ یعنی گھائی پر پہنچا اور دو راتہ پہاڑ کھتا دو دن میں اوپر چڑھا اور دو دن میں نیچے اترا اس سفر مجاز میں بھی عجیب گھاٹیاں ہیں معنی عقبہ کے بیان فرمائے کہ العقبۃ بڑا مشکل یعنی بردبارا عربی کو کہ کوئی جانتا ہے اس معنی کو بھی عقبہ کہتے ہیں جب تک کہ ان گھاٹیوں کو گزرنہ کی جائے تب تک اپنے مقصود کو نہ پہنچے نہایت پہی وصال ہے اور یہ وہی قول ہے اللہ تعالیٰ کا وان الی ربک الملتھ یعنی مقرر تیرے رب کی طرف منتہی ہے یعنی اسی تک پہنچتا ہے اور شروع گھائی دنیا ہے کہ آگے آتی ہے مساکت سے کہتی ہے اور اس کو فریب دیتی ہے کہ اے فلاں مجھ کو مجھ میں پیدا کیا ہے اور تو مجھ میں رہتا ہے تو کہاں جاتا ہے تو لوٹ آ تو خوب غور کر کہ کھانے پینے لطیف میوے ذیبا جائے پیرائے اور ہم تن عورتیں مجھ میں موجود ہیں۔ تو تو کھانی کہاں جاتا ہے عجم فردا مخور خوش باش حالے اور یہ وہی قول ہے اللہ پاک کا کہ فلا یغرنکم الحیوة الدنیا ولا یغرنکم بادلہا الخور اور قول حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اللہ دنیا اسحر من ہاروت وماروت یعنی اے بند و مغرور و فریفتہ نہ کرے تم کو دنیا و شیطان اور ہمارہ می درگاہ سے تم کو دور ڈال دے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ دنیا ساحر یعنی جادو گرتی ہے باز گرو و خراب شود اور اگر اللہ تعالیٰ کی

لے یعنی دنیا ہاروت وماروت سے بھی زیادہ جادو کیلے والی ہے ۱۲

عنایت بنائے ہیں آجائے تو بزبان حال اُس کو یوں جواب دے کہ اے دنیا
 تیرے کھانوں اور میووں کی لذت منہ میں ہے جس وقت نیچے اتر گئی تو معلوم
 ہے کہ وہ نجاست غلیظ ہو جاتی ہیں اگر وہ کپڑے یا بدن پر پہنچ جائے تو
 دھونا واجب ہو اور تیرا لباس چند روز محدود ہے اور تیری شہراہیں فغلیت و
 رسوا کیے والی ہیں اور تیری سمیم تن عورتیں فانی ہیں بلکہ ساری دنیا فانی اور
 بندہ بھی فانی ہے اور یہ آیت کریمہ بزبان حال پڑھی واخر بھم مثل الحیوۃ
 الدنیا الماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض فاصبر ہشیمما
 تذاوۃ الریاح اور دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا ہے کہ انما الحیوۃ الدنیا
 لعب ولہو وزینۃ وبقا خربیتکم و تکاثر فی الاموال والا اولاد کمثل عیت
 اعجب الکفار نباتہ تمیہ فتراہ مصفا ثم یکن حطام ما فی الآخرۃ عذاب
 شدید و مغفرۃ من اللہ و رضوان امی فی الآخرۃ عذاب شدید لمن
 اختار الدنیا و مال الیہا و احبھا و اطمان بھا و مغفرۃ و رضوان من اللہ لمن
 ترک الدنیا و طلقھا و لا ینظر الیہا لکن الدنیا مطلقۃ الانبیاء و مطلقۃم
 حرام علی غیرہم قال و ہب بن منبہ رضی اللہ عنہ و جدت فیما انزل اللہ
 تعالیٰ علی العکبر موسیٰ علیہ السلام من احب الدنیا بغضہ اللہ و من
 ایغضہا احبہ اللہ و من اکرہم الدنیا اهانہ اللہ و من اهانہا فقد کرہم اللہ
 یعنی تو بیان کرو اسے اس کے مثل زندگی دنیا کی جیسے پانی کا اوتارہ ہم نے
 اُس کو آسمان سے پس مل گئی اُس سے زمین کی زمین کی پھر وہ ہو گئی پتھر پتھر
 کہ اُڑاتی ہیں اُس کو ہوا میں نہیں ہے زندگی دنیا کی مگر لعب و ہو یعنی بازیچہ

اور ذہنیت و تقاضہ خورد میان تمہارے اور فخر ایک دو تکر کا زیادتی مال و اولاد میں
 جیسے بارش کا پانی کہ اُس سے روئیدگی اُگے تعجب میں ڈالے اُسکی روئیدگی
 لوگوں کو کہ کیا سبز ہے بعد چند روز کے پک جائے زرد پڑ جائے بعد اُس کے
 خشک ہو جائے زاپیر ہو جائے۔ اور آخرت میں سخت عذاب ہے۔ اُس شخص
 کو کہ جو دنیا کو اختیار کرے۔ اور طرف اُسکے میل کرے۔ اور اُسکو دوست رکھے
 اور اُس سے چین پکے اور مغرت و رضوان اُس شخص کیلئے ہے کہ جو اُس کو چھوڑ
 دے اور اُس کو طلاق دے اور طرف اُس کے نظر نہ کرے کیونکہ وہ پیروں کی
 طلاق دی ہوئی ہے اور وہ اُس میں ہے ہیں اور اُس کو خوب دیدیانت کیا ہے
 پھر اُس کو ترک کر دیا ہے اور تشریحیت میں حکم ہے کہ پیغمبر کی مطلقہ غیر کو ہمیشہ
 حرام ہے و مہب بن نبی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ میں نے اُس چیز میں پایا
 ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کلیم علیہ السلام پر اتارا ہے کہ جو شخص دوست رکھے
 دنیا کو تو دشمن رکھے اُس کو اللہ تعالیٰ اور جو شخص دشمن رکھے دنیا کو تو دوست رکھے
 اُس کو اللہ اور جو شخص کہ تعظیم کرے دنیا کی تو ذلیل کرے اُس کو اللہ اور جو
 شخص ذلیل کرے دنیا کو تو تعظیم کرے اُس کی اللہ تعالیٰ نزدیک اُسکے دنیا
 کا کچھ وزن و قدر نہیں ہے جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے
 زاید و مالی را اگر عزتے بود سے فرستادے بسوی عیسیٰ و موسیٰ بقارون نہ فرستادے
 خداوند تعالیٰ نے فائیت دنیا کی اور اُسکے طلب کرنے والوں کی اپنے کلام
 میں بہت کچھ فرمائی ہے فرمایا اللہ پاک نے ضمن التامس من یقول ربنا
 اتنا فی الدنیا وما لد فی الآخرة من خلایق یعنی بعض لوگ دنیا چاہتے ہیں

تو ہم ان کو دنیا دیتے ہیں لیکن آخرت میں ان کے واسطے کچھ حصہ نہیں ہے۔
 اور فرمایا ومن یرد ثواب الدنیا ثوتہ منها ومن یرد ثواب الآخرة ثوتہ منها
 وسجز الشاکرین یعنی اور جو شخص چاہے ثواب دنیا کا تو ہم اس کو دینگے
 اس کے اور جو شخص چاہے ثواب آخرت کا تو ہم اس کو دیں گے اس
 سے اور غریب جزا دیں گے ہم شکر کرنے والوں کو اور فرمایا منکر من یرید
 الدنیا ومنکر من یرید الآخرة یعنی بعض تم سے دنیا چاہتے ہیں۔ اور
 بعض تم میں سے آخرت چاہتے ہیں۔ اور فرمایا استحب الحیوة الدنیا
 علی الآخرة یعنی دوست رکھا انہوں نے زندگی دنیا کو آخرت پر اور فرمایا
 من کان یرید العاجلة عجلنا له فیہا ما نشاء من ترید ثم جعلنا له جہنم
 فی صلاہا من موما من حورا ومن اراد الآخرة وسعی لها سعیہا وهو من
 خاولئک کان سعیدہ مشکورا یعنی جو شخص کہ چاہتا ہے دنیا سے عاجلہ
 کو دنیا کو عاجلہ اسے کہتے ہیں کہ گزرنے والی ہے، تو ہم جلد ہی کہتے ہیں
 واسطے اسکے۔ دنیا میں جو چاہتے ہیں واسطے اس شخص کے کہ ہم ارادہ
 کیے ہیں پھر کہتے ہیں واسطے اس کے جہنم کہ وہ اس میں بیٹھے گا نہ موت
 کیا ہوا کھدیرا ہوا اور جو شخص آخرت چاہتا ہے اور اس کے لئے سعی کرتا
 ہے جو سعی اس کی ہے اور وہ مومن ہے تو وہی لوگ ہیں کہ ان کی سعی پندیر
 ہے یہاں اگر کوئی سائل سوال کرے کہ سالک کے واسطے تو آخرت کی طلب
 قصور بہت ہے تو جواب دینگے کہ قصور بہت نہیں ہے کیونکہ وعدہ بقا کا آخرت
 میں ہے۔ چنانچہ کسی قائل نے کہا ہے نہ

همان در سخن دنیا بسے گلشن گزیر مایم اگے بسے گلے پاپے سے گلزار فرماؤ
 جب تک کہ باغ میں نہ جائیں بسے گل نہ پائیں پس آخرت گزیر ہے
 اور رویت بمنزل لوطی کے ہے اور یہ وہی قول ہے اللہ تعالیٰ کا کہ وجہ دوم مذ
 فاخرة الى ربها ناطرة یعنی کتنے موانہ اس دن تو تازہ ہونگے اپنے رب
 کی طرف دیکھتے یعنی مومنین۔ اور لفظ وجہ یعنی ذات کے بھی آیا ہے جسے
 کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے کل شیء ہالک الا وجہہ ای ذاتہ یعنی
 ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات۔ مراد یہ ہے کہ مومن اس دن
 بہشت سے دیدار لایزال حق تعالیٰ کا دیکھیں گے۔ احادیث صحاح میں آیا ہے
 کہ آپ نے فرمایا ہے انکم سترون ربکم یوم القیامة کما ترون القمر لیلة
 البدر لا تضامون بروتیہ یعنی بیشک تم دیکھو گے اپنے رب کو دن قیامت
 کے بہشت سے یوں نہ کہیں کہ بہشت میں کیونکہ یہ کہنا خطا ہے یعنی اسے
 کہ یہ مکان چاہتا ہے حالانکہ اللہ سبحانہ مکان سے متعالیٰ و منزہ و پاک ہے۔
 جیسا کہ تم دیکھتے ہو چاند کو چودہویں رات میں کہ از وہا نہیں کہ تم ہو اسے دیکھنے
 میں تشبیہ تمثیل نہیں ہے۔ لافہ لیس مکتلہ شیء و هو السميع العليم لیکن یہ
 تمثیل ہے عیان میں جیسا کہ تم اس چاند کو عیان دیکھتے ہو ویسا ہی اللہ تعالیٰ
 کو عیان دیکھو گے یعنی تم اس کو باکافت دیکھو گے کسی طرح کی رحمت و کشف
 نہ ہوگی جیسے چودہویں رات کا چاند کہ باکافت ہر شخص اس کو اپنی اپنی جگہ
 دیکھتا ہے۔ ایضاً فی صحیح مسلم عن صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا دخل اهل الجنة الجنة يقول اللہ تبارک

وتعالى اقربا ون شيئا ازيد كما في قولون العر تليقن جو هئا المرند خل الجنة
 وتجنينا من النار فيكشف الحجاب فما اعطى شي احب اليهم من النظر الى راسهم
 يعني صح مسلم میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت جنت والے جنت
 میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمایگا کیا تم چاہتے ہو کہ کوئی چیز
 کہ میں تم کو زیادہ دوں۔ تو وہ عرض کریں گے کیا تو نے ہمارے چہروں کو نیچا نہیں
 کر دیا کیا تو نے ہم کو جنت میں داخل نہیں کر دیا اور ہم کو آگ سے نجات نہیں
 دیدی پس وہ پردہ اٹھاویگا تو نہیں دی گئی کوئی چیز کہ محبوب تر ہو ان کو دیکھنے
 سے طرف اپنے رب کے ایضا و فی کفاية الشیخ قال علیہ السلام اذا دخل
 اهل الجنة الجنة واهل النار النار يكون لاهل الجنة كل جمعة خيافة من
 الله تعالى وفي اخر تلك الخيافة يكرمهم الله تعالى بالنظر اليه كما يشاء
 یعنی کتاب کفایت شعبی میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 کہ جس وقت بہشت والے بہشت میں اور دوزخ والے دوزخ میں جا چکیں گے
 تو مقدار ہر جمعہ میں واسطے جنت والوں کے ایک خیافت و جہانی ہوگی طرف
 سے اللہ تعالیٰ کے اور آخر میں اس خیافت کے کہ وہ مشرف کریگا ان کو اللہ
 ساتھ دیکھنے کے طرف اپنے عیسا کہ چاہے گا۔ یعنی اپنے دیدار و انقض الاوار
 سے ان کا اکرام فرمائے گا۔ قصیدہ لامیہ میں مذکور ہے یہ

واذراك و ضرب من مثال

فيا خسران اهل لا اعتزال

میراہ المؤمنون بغير كيف

فينسون العبيد اثارا و

یعنی جس وقت اس کے جمال جلال کو دیکھ لیں گے تو تعظیم بہشت عنبر بہشت کو
 فراموش کر دیں گے اور تخریب ہو جائیں گے اور یہ شعر پڑھنے لگیں گے جو کہ کسی قائل
 نے کہے ہیں ۵

منم یارب دریں دوراں کہ روئے یار سے بیتم
 فراسش سر و سیمینش گل بہ یار سے بیتم
 چہ کار سے کروہ ام یارب کہ این پاداش سے بیتم
 چہ از من در وجود آمد کہ این مقدار سے بیتم

چہ خلوت در میان آمد نخواستیم شرح و کاخانہ
 تمنائے بہشت نیت پول دیدار سے بیتم
 عجب می آید از خود کہ در لب درمگان اقم
 کہستم یا بنجام یار رخ دلدار سے بیتم

اور فرمایا اے پاک نے من کان فی ہذا اعمی فہو فی الاخرة اعمی و احلی
 سبیل یعنی جو شخص کہ اس میں یعنی دنیا میں اندھا (غور و فکر سے عاری) ہے تو
 وہ آخرت میں اندھا ہے اور زیادہ تر گمراہ ہے ان کے اور جگہ (ایضاً) دنیا
 طلب کرنے والوں کی یوں نیت فرمائی قال الذین یریدون الحیوة الدنیا
 یا لیت لنا مثل ما اوتی قارون اذہ لذو حظ عظیم و قال الذین اوتوا العلم
 و یلکرتوا ب اللہ خیر لمن امن و عمل صالحا ولا یلقھا الا الصابرون
 یعنی کہا ان لوگوں نے کہ جو چاہتے ہیں زندگی دنیا کو اسے کاشش و اسلے ہمارے
 ہونا مثل اس چیز کے کہ جس کو قارون دیا گیا وہ تو البتہ بڑے حظ والا ہے۔

حدیث صحاح میں ہے کہ لو کان لبستی ادم وادیان ذہبا لمتنا الثالث یعنی
 اگر ہوں واسطے بعض نبی آدم کے جو کہ طالب دنیا ہیں وہ خزانے سے لے کے
 کہہ رہے ہیں وہ تیسرے کی تمنا کریں اور کہا ان لوگوں نے جو کہ علم دے گئے یعنی
 اہل دانش نے دنیا کی طلب کرنے والوں سے کہ خرابی ہو بہت تیزی تو اب اللہ
 کا یعنی تو اب تقار کا بہتر ہے واسطے اس شخص کے جو ایمان لایا اور نیک کام
 کیا یعنی اللہ تعالیٰ کی ملاقات و دیدار کا تو اب مومن صالح کے واسطے بہتر ہے
 اور دوسری جگہ مجاہدین دنیا کی یوں مذمت فرمائی کہ الذین یستحبون الحیوة الدنیا
 علی الآخرة ویصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا اولئک فی ضلال
 بیعد یعنی جو لوگ کہ دوست رکھتے ہیں زندگی دنیا کو آخرت پر اور باز رکھتے ہیں
 اللہ کی راہ سے اور چاہتے ہیں اس کو ٹیڑھا وہی لوگ ہیں وہ مگراہی میں۔
 اور جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم مجاہدین دنیا کے مال
 اولاد سے تعجب نہ کرو خلاقعجاٹ اموالہم ولا اولادہم انہا یرید اللہ
 فیعدبہم بھائی الحیوة الدنیا یعنی تم کو تعجب میں نہ ڈالیں ان کے مال اور
 نہ ان کی اولاد اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ ان کو ان سے عذاب کیسے زندگی
 دنیا میں کیونکہ دوزخ جگہ ہے عذاب کی۔ اور دنیا کا طالب سب وقت عین
 عذاب میں ہے اور دوسری جگہ ان لوگوں کی مذمت فرمائی جو کہ وہ مال و تقار
 کہہ رہے ہیں کہ طلب نہیں کرتے ہیں ان الذین لا یرجون لقاءنا ورضوا بالحیوة الدنیا
 واطاؤا بها والذین ھد عن ایتنا عاقلون اولئک ماؤئھم النار بما كانوا یکیبون
 یعنی بیشک وہ لوگ کہ امید نہیں رکھتے ہیں ہمارے تقار کی اور راضی ہوتے زندگی

دنیائے اور چین پکڑا اُس سے اور وہ لوگ کہ جو ہماری نشانیوں سے غافل
 ہیں وہی لوگ ہیں کہ ان کی جگہ روزِ خ ہے سبب اُس کے کہ وہ کرتے تھے اُس
 باب میں ایک حدیث صحیح کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم مع اصحاب کرام کے کسی راہ میں تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں ایک
 بکری مردالپٹری ہوئی تھی۔ چہرہ مبارک اصحاب کی طرف کیا اور فرمایا والذی
 نفسی بیدۃ الدنیا اھون علی اللہ من ہذا الشاة اھلھا ولو کانت
 الدنیا تزن عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقے کافرًا منھا شربة ماء یعنی
 قسم ہے اُس خدا کی کہ جس کے دست قدرت میں جان محمد کی ہے صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کہ دنیا خواتر ہے نزدیک اللہ کے اس مردالپٹری سے نزدیک اُس کے
 مالکوں کے اور اگر ہوتی دنیا نزدیک اللہ تعالیٰ کے برابر پچھڑ کے تو نہ پاتا
 کسی کافر کو اُس سے گھونٹ بھر پانی سرد۔ دوسری جگہ آپ نے فرمایا کہ الدنیا
 مین المؤمن وحنۃ الکافر یعنی دنیا قیاد خانہ ہے مؤمن کا اور حنبت ہے کافر
 کی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
 کرتے ہیں کہ من احب دنیاہ اخر باخرتہ ومن احب اخرتہ اخر بدنیاسہ
 یعنی جس شخص نے دوست رکھا اپنی دنیا کو تو نقصان پہنچایا اُس نے اپنی آخرت
 کو اور جس نے دوست رکھا اپنی آخرت کو تو ضرر پہنچایا اُس نے اپنی دنیا کو فاشوا
 ما یبقے علی ما یبقے سو تم اختیار کرو اُس چیز کو جو باقی رہے گی اُس چیز پر جو فنا
 ہوگی جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ لو کانت
 الدنیا مثل الجنة بنصیھا لکن مع الفناء والجنة مثل الدنیا بظلمہا لکن مع

البقاء خالق ابدی بختار البقاء لاسیما الامر علی العکس یعنی اگر دنیا
 مثل جنت کے ہومع اُس کے نعیم کے لیکن نقش فنا کا اس پر لکھا ہو۔ اور اگر
 بہشت مثل دنیا کے ہومع اُس کے پھر وہ جیلے کے لیکن نقش بقا کا اس پر لکھا
 ہو تو عاقل وہی ہے جو کہ بقا کو اختیار کرے گو پھر وہ جیلا ہی کیوں نہ ہو خصوصاً
 جبکہ کام برعکس ہو یعنی ساری دنیا ناک و کلوخ و فانی ہے اور بہشت سب کا
 سب تنعم و نعمت با بقا ہے اور یہ بیت پڑھے جو کہ کسی قائل نے کہے ہیں

طلب منصب فانی نکر صاحب عقل عاقل انت کہ ازیشہ کنڈیا پانزا

الیا طالب الدنیا الدینہ فلا تعیب فما خلقت هیئہ

فاولها لطلبها منام واخرها لراغبها منیہ

دعوا الدنیا الدینہ واقوھا حد ود اللہ راعوھا رعوھا

فان متاع دنیا کدر قلیل نصحت لکد الیہا لا تمیلوا

یعنی ہر شیار ہوائے طلب کرنے والے دنیا سے ذلیل و خوار کے طور اُس کے

طلب میں مت تھک کیونکہ وہ گوارا اور پستی پستی پیدا نہیں کی گئی ہے پس

اول اُس کا تو واسطے اُس کے طالب کے ایک نیندے سر میں اور آخر

دنیا کا واسطے اُس کے رغبت کرنے والے کے موت ہے تم دنیا سے خواہ

کو چھوڑو اور اس سے بچو اور اللہ تعالیٰ کے عاوں کی رعایت کرید۔ اور انکو

نگاہ رکھو یعنی اُس کے ادا کرکے بجالاؤ اور اُس کے فدا ہی سے باز رہو پس بیشک

بڑنا تمہاری دنیا کا قلیل ہے میں نے تم کو نصیحت دیندی کہ تم طرف اُس کے

میل مت کرو اور فرمایا اللہ پاک نے یا قوم انہا ہذہ الحیوۃ الدنیا متاع وان

الاخرة هي دار القرار يعني ان شرا پاك نے کسی نبی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے
 اپنی قوم سے کہا کہ اے میرے لوگو یہ زندگی دنیا کی تو ایک برتن ہے اور شیک
 گھر قرار کا وہ آخرت ہی ہے اور فرمایا من كان يريد حوث الاخرة فليترك
 حوثه ومن كان يريد حوث الدنيا فليترك حوثه وما له في الاخرة من نصيب
 یعنی جو شخص کہ چاہتا ہے آخرت کی کھیتی تو ہم زیادہ کہتے ہیں اس کی کھیتی میں
 اور جو شخص چاہتا ہے کھیتی دنیا کی تو ہم دیتے ہیں اس کو اس سے اور نہیں ہے
 واسطے اس کے آخرت میں کوئی حصہ اور دوسری جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کو مخاطب کر کے یوں ارشاد فرمایا فاعرض عن حوث الدنيا وادع حوث الاخرة
 الجیو الدنيا ذلك مبلغهم من العلم یعنی اے نبی تم اعراض کرو اس شخص سے
 کہ جس نے منہ پھیرا ہمارے ذریعے اور نہیں ارادہ کیا مگر زندگی دنیا کا یہ ہے
 مبلغ ان کا علم سے یعنی ان کا انتہائی علم یہی پھیرا کہ انہوں نے دنیا کے
 سوا اور کچھ نہ چاہا، آخرت سے کچھ کام نہ رکھا سو تم اس سے منہ موڑو وورد کوزر کرو
 اور جگہ یوں فرمایا کلابی تخبون العاجلة وتذنبون الاخرة یعنی ہرگز یوں
 نہیں بلکہ تم درست رکھتے ہو دنیا کو اور چھوڑتے ہو تم آخرت کو پھر اس فقیر
 پر متوجہ ہوئے اور فرمایا فرزند من یہ فوانید منمت دنیا اور احادیث و اشعار جو
 میں لے کے سب کو لکھ لے۔

ذکر صلوة اوایلین وغیرہ

ایضا اس فقیر اور یاران دیگر پر متوجہ ہوئے اور فرمایا اے میرے بھائیو تم ایک

چیز غریب سنو اور لو بارہ رکعت اوابین کے بعد نماز مغرب کے ان میں لمبی
 قرأت ہو جو کہ اور او میں مذکور ہے۔ لیکن میں نے اس طرف متنازع سے عجب
 بات سنی ہے کہ اگر کوئی شخص بوڑھا کمزور ہو۔ تو وہ آیتیں جو کہ ہتھی میں مری
 ہیں ان بارہ رکعتوں میں وہی پڑھے اور ظہریہ میں رکعت میں۔ بعد ظہر کے
 بھی انہیں آیتوں کی قرأت مروی ہے اور یہ دعا گو کا معمول ہے اس طریق
 سے کہ دو رکعت صلوٰۃ الفردوس کی پہلی رکعت میں رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ
 أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ اور دوسری رکعت میں رَبَّنَا اتَّقِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً
 وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور دو رکعت صلوٰۃ التورہ کی پہلی
 رکعت میں رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
 الْكَافِرِينَ اور دوسری رکعت میں رَبَّنَا لَا تَزُخْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا
 وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ اور دو رکعت صلوٰۃ الاستحباب
 کی پہلی رکعت میں رَبَّنَا لَا تُوَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا تَا آخِرُ سُورَةِ بَقَر
 اور دوسری میں رَبَّنَا آمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ اور دو رکعت شکر اللیل
 کی پہلی رکعت میں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
 اور دوسری رکعت میں رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِيهِ لِلْإِيمَانِ تَابِعُوا
 اور دو رکعت سراج القبر کی پہلی رکعت میں رَبَّنَا إِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ
 لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِعَادَ اور دوسری میں رَبَّنَا وَإِنَّا
 مَا وَعَدْنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا نَخْزَنُكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِعَادَ
 اور دو رکعت حفظ ایمان کی پہلی رکعت میں رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الدُّنْيَا

فِي أَمْرِنَا وَتَبَّتْ أقدَامُنَا وَأَنْصَرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ اور دوسری میں
 رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي
 قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ یہ ہے بیان بارہ رکعت
 تہجد کا کہ اوہیں میں آیا ہے اور ظہر یہ کی دس رکعتوں میں بھی وہی دس آیتیں
 پڑھے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے اور فرمایا فرزند من یہ فائدے لکھ لے غریب ہیں

بیان نماز چاشت

ایضا نماز چاشت اور کرتے اور فرماتے تھے کہ نماز چاشت کی سنت ہے
 لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ رکعتیں پڑھی ہیں یہ آپ کا نفل
 ہے۔ اور قول بارہ رکعت کا ہے آپ نے فرمایا ہے من صلی اثنتی عشرة
 رکعة فی کل یوم فی اللیل بکل یوم قصر فی الجنة یعنی جو شخص پڑھے
 بارہ رکعت ہر دن میں تو بتائے اللہ تعالیٰ واسطے اُس کے ہر دن ایک
 محل جنت میں جتنی اُس کی عمر ہو اور ہر روز پڑھے تو اتنے ہی محل پائے گا
 فرمایا یعنی حضرت مخدوم قاسم سرہانے کہ آٹھ رکعت میں نیت سنت کی
 کرے۔ متابعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چار رکعت اخیر میں
 نیت نفل کی کرے تکبیراً للقرآن یعنی اس کے فرمایا کہ میں نے اُس طرف
 دیکھا ہے کہ آٹھ رکعت پڑھتے ہیں یا دوں نے پوچھا کہ بارہ رکعت کیوں
 نہیں پڑھتے جواب فرمایا کہ مطلوب ان کا پاداش یعنی اجر نہیں ہے وہ
 تو واسطے متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آٹھ رکعت پڑھتے ہیں

پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ فرزند! میں اس فائدے کو لکھ لے غریب ہے۔

۶ نماز ہر نیک بند کے پیچھے جائز ہے

ایضاً فرمایا بسنن پڑھو تیب یہ کئی کہ اعلیٰ ان الصلوٰۃ جائزۃ خلف کل
 بروفاجر خلا فاللروا فض فانہم لا یصلون خلف الفاجر وانما تجوز الصلوٰۃ
 خلف کل بروفاجر اذا لم یکن مبتدعاً لان الصلوٰۃ خلف المبتدع لا تجوز
 ومن لم یر الصلوٰۃ جائزۃ خلف کل بروفاجر فهو مبتدع قال حدیثنا
 ابوالحسن قال حدیثنا ابو محمد قال حدیثنا ابوالقاسم قال حدیثنا
 ابو یقوب قال حدیثنا یحییٰ بن عبد العفار قال حدیثنا خلف بن ابوب
 قال حدیثنا منذر بن علی عن حامد عن عبد الرحمن عن محمد بن
 بن عبد اللہ عن مکحول الشامی رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ قال
 صحابہ فی مرض موتہ اربع لمر احد تکبر کما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم فا حد تکبر الیوم فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 لا تکفروا واهل قبالتکم وصلوا علی کل میت اهل قبالتکم وصلوا احناف کل
 بروفاجر وجاهد وامع کل امیر یعنی تو جان لے کہ نماز جائز ہے پیچھے
 نیک و بد کے برخلاف روافض کے کہ وہ پیچھے بدکار کے نماز نہیں پڑھتے
 ہیں اور سو اس کے نہیں کہ نماز جائز ہے پیچھے ہر نیک و بد کے جبکہ وہ بدعتی
 نہ ہو کیونکہ نماز پیچھے بدعتی کے جائز نہیں ہے لیکن فاسق کے پیچھے کر وہ
 ہے وقال مالک رحمہ اللہ تعالیٰ لا یجوز تعذیر الفاسق یعنی نزدیک امام

ایک رحمہ اللہ تعالیٰ کے امامت فاسق کی جائز نہیں ہے اور جو شخص کہ نہ
 دیکھے اور اعتقاد نہ کرے کہ نماز جائز ہے پیچھے ہرنیک و بد کے۔ تو وہ بتدرج ہے
 اور جیسے روافض و خوارج و معتزلہ و قدریہ و جبرییہ و جہمیہ و وہابیہ سوا انکا اقتدار
 کرنا بھی درست نہیں ہے۔ یہ لوگ بد مذہب ہیں اور محمول شامی رضی اللہ
 عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے مرض موت میں اپنے یاروں سے
 کہا کہ چار باتیں ہیں کہ میں نے تم کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی
 حدیث نہیں کی سو میں آج تم کو حدیث (بیان) کرتا ہوں پس کہا کہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم تکفیر مت کرو اپنے اہل قبیلہ
 کی یعنی ان کو کافر مت کہو۔ اگرچہ وہ بڑے بڑے گناہ کریں۔ اور نماز پڑھو
 اور ہر مرد سے اہل قبیلہ اپنے کے۔ گروہ بڑے بڑے گناہ کریں اور نماز پڑھو
 پیچھے ہرنیک و بد کے اور لڑو دشمنوں سے ہمراہ ہر امیر کے۔ یہ ساری ترتیب
 شروع بیتق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے کھتی۔

ایضاً دعائے بارش و امساک اس

ایک خلق (مخلوق) شہر سے آئی اور کہا کہ بارش کی کثرت سے گھر ویران ہو گئے
 اور فتح خاں کے حوض کا بنیہ اور نائب باربک کا بنیہ اور ایک اور بنیہ تینوں
 ایک ہو گئے۔ نائب باربک کا بنیہ توڑا گیا۔ پانی مثل لب آب کے جاتا تھا
 اور حوض خاص عالیٰ طرف چشمہ آب کے جاتا تھا کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ فرمایا کہ
 جس وقت پانی نہیں برساتا تو دعا گو کے مزاحم ہوتے تھے کہ پانی برسے کی دعا

کہ وہ اور اب جبکہ بارش ہوئی تو دعا گو سے پانی روکنا طلب کرتے ہیں۔ جو صلہ
 کم رکھتے ہیں۔ صبر نہیں ہے۔ بنائے کو تو چاہیے کہ سب وقت مثل خاموشوں
 کے ہے۔ اور یہ آیت کریمہ پڑھی **يَفْعَلُ اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُحْكِمُ مَا يَرِيدُ** یعنی کرتا
 ہے اللہ جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے اور محمدؐ نے پانی روکنے
 کی دعا کی۔ جب کہ یہ فقیر ہمراہ یا ران دیگر کے استقبال کو گیا۔ تو ایک خلق (مخلوق)
 نے فریاد کی کہ ایک مہینہ برسات کا گزر چکا ہے۔ گاؤں میں منزل و منزل شہر
 سے ایک قطرہ تک نہیں برسایا پانی برسے کی دعا اس طریق سے فرمائی اور
 اول و آخر و رو پڑھا کہ **اللَّهُمَّ اخْتِنَا اللَّهُمَّ أَنْزِلْ عَلَيْنَا عَلَى أَهْلِ هَذَا
 الْبَلَدِ وَبِلَادِ الْمُسْلِمِينَ عَيْثُنَا فِجَا مُحَمَّدٌ وَامُّ بَرَكَاتُهَا** کی برکت سے اسی
 دن پانی برسا۔ پانی بامراد ہوا۔

بدھ کے دن یا تیسویں ماہ جمادی الاولیٰ

کو ایک خلق (مخلوق) نے بارش روکنے کی دعا کا التماس کیا۔ فرمایا آج بدھ
 کا دن ہے ہزار بار اسم اعظم کا درو ہے یا ذوالجلال والاکرام جب تمام
 کیا تو پانی روکنے کی دعا اس طریق سے کی کہ **اللَّهُمَّ حَوِّكِنَا وَلَا عَلَيْنَا
 اللَّهُمَّ عَلَى الْأَكَامِ وَالظُّرَابِ وَبَطُونِ الْأُودِيَةِ وَمِنَابِتِ الشَّجَرِ فَاقَا**
 یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی روکنے کی دعا اس طرح فرماتے کہ
 اے اللہ تو ہمارے گروا گرو پانی برساتہ ہم پر اے اللہ بلتہ یوں پراور پہاڑوں
 پراور ندیوں پراور درختوں کی جڑوں پر پس پانی ٹھیر گیا۔ اس میں فقہ ہے

روی ابن مالک رضی اللہ عنہ رجل دخل فی الجمعة ورسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم قائم یخطب وقال یا بنی اللہ هلکت المواشی
 وانقطعت السبیل فادع اللہ ان یمسکها هنا فرجع رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم یدایہ فقال اللہم جوا لی سائر ولا تھلینا الی آخر الی یث اور
 اول و آخر و دو شریف پڑھا اور فرمایا کہ یہ دو عامر وہی ہے جب بارش بہت
 ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا پڑھتے۔ پس آل امیر روئے
 منیر بریں فقیر آوروں فرمودند فرزند من وعلی نے نزول باران و امساک باران
 نہیں غریب است ایضاً فرمایا کہ بدھ جمعرات جمعہ کو روزہ رکھنا چاہیے
 اور واسطے قفاسے ہواج کے متکلف ہونا چاہیے آج میں چاہتا تھا
 کہ روزہ رکھوں۔ رات کو میں نے کچھ سحری نہیں کی ورنہ روزہ رکھ لیتا بعد
 اس کے فرمایا آج بدھ کا دن ہے نماز اجزاب روایت کی گئی ہے اس کو
 واسطے رفع جہات کی پڑھوں کیونکہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے مردی ہے بر طریق نماز تسبیح پھر فرمایا کہ مولانا سراج الدین امام شہر
 میں گئے ہیں۔ دو تین دن ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ آتے ہیں۔ آج کھلا ہوا
 ہے (مطلع صاف ہے) امامت طریقے پر کہتے ہیں۔ اور اوراد شیخ کبیر
 رحمہ اللہ تعالیٰ کو نگاہ رکھتے ہیں۔ درویش آدمی ہیں۔ اسی ذکر میں کہتے
 کہ مولانا سراج الدین امام پیچھے سلام کیا۔ سلام کا جواب دیا۔ فرمایا
 اسی وقت میں تم کو یاد کرتا تھا۔ عرض کیا کہ میں پانی کی جہت (وجہ) سے رہ
 گیا۔ آج ٹھیر یعنی پانی۔ بارش) گیا تو خدمت میں حاضر ہوا۔

ذکر واڈھی میں کننگھی کنریکا اٹھائیسویں ماہ جمادی کی بیرون کے

یہ فقیر غایت میں حاضر تھا ریش مبارک میں کننگھی کرتے تھے۔ اس اثنا میں ایک فائدہ بیان فرمایا کہ جب واڈھی میں کننگھی کرے تو بھوڑوں سے شروع کرے بعدہ موچھوں اور واڈھی میں کرے۔ کیونکہ بھوڑیں سابق اور اصل ہیں اور واڈھی موچھ بعد بلوغ مرد کے ہے والا اصل مقدم علی الفرع یعنی اصل فرع پر مقدم ہے بسبب تعظیم کا یہ ہے کہ بھوڑیں شکم مادر میں ہوتی ہیں۔ اسی جہت سے بوڑھوں کی حرمت و تعظیم واجب ہے۔ کیونکہ وہ مقدم ہیں قال علیہ الصلوٰۃ والسلام البرکۃ مع الاکابر یعنی آپ نے فرمایا ہے کہ برکت بڑوں کے ساتھ ہوتی ہے۔

وقوله علیہ الصلوٰۃ والسلام

من لم یقر کبیرنا ولم یرحہ صغیرنا خلیس منا ای لیس من متابینا یعنی آپ نے فرمایا کہ جو شخص بزرگی نہ رکھے بزرگوں کی۔ اور ہر بانی نہ کرے چھوٹوں پر پس وہ نہیں ہے ہم سے یعنی وہ ہماری پیروی کرنے والوں کے نہیں ہے

ذکر مقالات سالک

ایضاً فرمایا کہ سالک کے دو مقام ہیں ایک ابتدا اور سراسر انتہا مقام ابتدا صحیح کرنا تزیہ کا ہے۔ اور یہ دو طرح ہے۔ ایک تریغیت و طریقت کے معاصی سے تزیہ کرے جسے حرام و مکروہ مالا یعنی یعنی بے فائدہ امور اور بے ادبی و اخلاق

ان سب سے توبہ کرے دوسرے باسوی اللہ سے توبہ کرے۔ اور مقام اتہا
 تمکین مع اللہ ہے اور وہ وصول مقصود ہے۔ اور درمیان ان دونوں مقام کے چند
 مقام اول ہیں۔ وہ آدمی ان کو جانتا ہے کہ جس میں یہ معنی موجود ہے۔ اسی درمیان میں
 فرمایا کہ کسی چیز کی طرف ملتفت نہ ہونا چاہیے نہ طرف دنیا کے نہ عقبے کے۔
 کیونکہ عاقل کو یہ تقاضا یعنی لائق نہیں ہے کہ وہ محبت میں مشغول ہو۔ اور محدث
 وہ چیز ہے کہ اُس کا اول عدم میں ہو اُس کو وجوہ میں لائیں دنیا و آخرت محبت ہے

.....
 خداوند قدیم اُن کو وجود میں لایا ہے اور قدیم مراد اُس چیز سے ہے
 کہ اُس کا اول و آخر نہ ہو یعنی وہ ہمیشہ موجود ہو۔ ذات باری تعالیٰ کی ہمیشہ موجودی
 و فی بعض العاقل ان یخار العتدیر و یدرز المحدث و لیس العاقل من یشغل
 بالنعیم و یغفل عن المنعم و قیل فی قولہ تعالیٰ و لا تطع من اذفنا قلبہ عن ذکرنا
 و اتبع ہواہ ای شغلنا ہم بہا لا یضیم حتی اشتغلوا بالنعمة و غفلوا عن شہر
 المنعم کما اللہ تعالیٰ نبیہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم عن صحبۃ الذین اشتغلوا
 بالنعمة و غفلوا عن المنعم فاھذ ضعیف الھمدا اشتغلوا بالنعمة عن شہر
 المنعم یعنی عاقل کو یہ لائق ہے کہ قدیم کو اختیار کرے اور اقبال و وجہ فرمائے
 یعنی اللہ تعالیٰ قدیم ہے۔ اور محدث کو چھوڑ دے جو کہ غیر قدیم ہے۔ اور وہ شخص
 عاقل نہیں ہے جو کہ نعمت میں مشغول ہو اور نعمت کے دینے والے یعنی باری
 تعالیٰ سے غافل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی صحبت سے اپنے پیغمبر
 کو منع فرمایا ہے۔ کہ اُن کے ساتھ صحبت نہ کریں اسلئے کہ یہ سست بہت ہیں کہ وہ

نعمت کے ساتھ مشغول ہو گئے۔ اور نعمت نئے نئے والے سے جو کہ صاحب نعمت ہے
 غافل ہو گئے یہ ویسی بات ہے کہ صاحب نعمت طرح طرح کی نعمت ایک شخص
 کے آگے ہیا کرے اگر وہ شخص غافل ہے تو وہ ہر نیچا کر کے نعمت کے ساتھ مشغول
 ہو گا۔ سرنہ اٹھا لینگا اور صاحب نعمت کی طرف متوجہ نہ کرے گا۔ وہ صاحب نعمت کہیگا
 کہ یہ شخص کم عقل ہے کہ اس نے کچھ بھی طرف میرے التفات نہ کیا۔ کیونکہ حسب
 اس نعمت کا تو میں ہوں جیسا کہ کسی قائل نے کہا ہے۔ ریاضی

اہل نظر کہ عالم تحقیق دیدہ اند
 عشق تو ایسا ملک و دعو عالم خوریدہ اند
 چنیں ہزاروں لیر زیباست وہ جہا
 ترک ہمہ گرفتہ تو ایسا لیر دیدہ اند
 صاحب بعیرت کا کام نہیں ہے کہ ہم سے بیگانہ ہوتا اور ہوی دنوا مشات سے
 آشنا پس لڑے مبارک بریں فقیر اور دوند فرمودند۔ فرزند من این نامہ کہ گفتم ہو پس
 مایہ اہل ساک است

اوتیسویں تاریخ ماہ جمادی الاولی المنگل کے دن اشراق کے وقت

یہ فقیر غیبت میں اس امیر کے حاضر تھا شیخ مخفر نے عرضداشت فرماتے ہیں بھی
 اور اس فقیر نے پیش کی کیفیت یہ تھی کہ اس فقیر کو بادلقوہ نعمت دیتی ہے۔ بسبب
 اس کے غیبت سعادت میں آتا نہیں ہوتا ہے۔ پوچھا۔ فرزند من وہ شیخ مخفر جو کہ
 شیخ رکن الدین کے مرید ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں دعا کی اور تعویذ دیا۔ اور
 اس عرضداشت میں ذکر اس فقیر کا اور اس فقیر کے بھائیوں کا بھی تھا۔ پوچھا
 کہ شیخ مخفر سے تیری ملاقات ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ ایضا فرمایا فرزند۔

من سبق ثم يئس في شرع کیا ترتیب اس میں تھی کہ اعلم ان النبی صلی اللہ علیہ
 والہ وسلم حفظ الصلوة بالجماعة وراها واجبة فمن لم يحفظ الصلوة بالجماعة
 واجبة فهو مبتدع یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگاہ رکھتے نماز کو
 ساتھ جماعت کے اور اس کو واجب دیکھتے ہیں جو شخص نہ دیکھے حفظ نماز
 جماعت کو واجب۔ تو وہ اہل بدعت یعنی بدعتی ہے یعنی لے کر آیا کتاب فقہ
 میں ہے کہ جماعت میں چار قول ہیں۔ قیل فرض عین وقیل فرض کفایة
 وقیل واجبة وقیل سنة مؤكدة والاصح ذلك اور یہ نظم کتاب متفق کی پڑھی ہے
 وبالجماعة الصلوة جیسا
 واجبة او سنة مؤكدة

او فرض عین او کفایة علی
 حسب اختلاف اور دوہ فاعقلا

اور ایک قول پر کے مطابق فرض ہے اس فقیر نے عرض کیا کہ قول پر امام داؤد
 طائی قدس سرہ کی جماعت فرض ہے۔ فرمایا کہ اُنکے قول پر فریضہ ہے و متمسکاً
 بحذرة الآية قوله تعالى واركعوا مع اراکعین یعنی امام داؤد نے اس آیت سے
 جماعت کے فرض ہونے پر تمسک کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تم نماز
 پڑھو ساتھ نماز پڑھنے والوں کے۔ امام داؤد طائی منجم میرے پیروں کے ہیں
 ہمارا فرقہ طرف ان کے پہنچتا ہے اور یہ پیر ہیں امام معروف کرمی رضی اللہ عنہ کے
 اور مرید ہیں امام حبیب حمی رضی اللہ عنہ کے ان کا قول ہم کو الیقینی یعنی لائق تر ہے
 فرمایا کہ اگر کوئی تارک جماعت ہو جائے اور گرفتے میں بیٹھ رہے تو ہرگز ایسا آدمی
 کوئی چیز نہ ہوگا۔ بلکہ دنیا و آخرت میں معاقب ہوگا۔ نعوذ باللہ منہ اس باب میں بہت
 سی حدیثیں وحیہ کی ہیں ایضاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

واجب حفظ نماز جماعت

تارک الجماعة ملعون یعنی جماعت کا تارک ملعون ہے یہ ساری ترتیب شروع
 سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے بھی ایضاً روزہ ذکر کی نماز ظہر میں یہ فقیر
 غایت میں حاضر تھا۔ ایک فائدہ بیان فرمایا کہ ظہر یہ دس رکعت ہیں جو کہ بعد
 اوائے ظہر کے مروی ہے مشائخ اُس طرف کے یہ آئیں جو تہجد میں آئی ہیں
 پڑھتے ہیں اور میں بھی پڑھتا ہوں اور دو رکعت استجاب میں یہ دو سورتیں
 بھی مروی ہیں پہلی رکعت میں سورہ قدر اور دوسری میں سورہ کہ تہ یہ بہت آسان
 ہے۔ پس روئے مبارک میں فقیر و یاران دیگر اور روزہ فرمودند فرزند نام نہاں
 ایضاً فرمایا کہ مشائخ کو مکا شفق ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ ایک لختہ ہو دیکھی
 ہوئی کو بن دیکھا کر لے ہیں (ایک ساعت نامعلوم امیر سے آگاہی حاصل کرنا)
 بلکہ اول حال دیکھو میشور یعنی پہلا حال دوسرا ہو جاتا ہے اگر دیکھا ہوا رہ جائے
 تو وہ حال ہوتا ہے۔ ان کو اس پر بتلانا ہوتا چاہیے اسلئے کہ وہ شاعر پڑھانا
 سے مینا سب اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم منبر پر وعظ فرماتے تھے کہ اس درمیان میں مکا شفق ہوا۔ چہرہ مبارک
 یاروں کے طرف کیا اور فرمایا سلوٹی اخیر کہ ماہمت فی مقامی یہ حدیث
 صحیح مشارق میں ہے۔ یعنی تم مجھ سے پوچھو جو چاہو میں تم کو اس کی خبر دوں گا
 جب تک کہ میں اس مقام یعنی منبر پر ہوں۔ ایک صحابی اپنے پاؤں رکھنے
 ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ (جو) تافلہ دشق کو گیا ہے وہ کب آئے گا
 آپ نے فرمایا۔ یہ ہے۔ وہ تافلہ دروازہ نایت پر پہنچا ہے ابھی دروازہ سے پانچ
 میں دیکھ رہا ہوں واقعہ اسی طرح تھا بعد اسکے فرمایا کہ اُس طرف دعا گو کو اپنی

نماز ظہر

نماز مبارک

مکاشفہ نے وہ جگہ دکھائی کہ جہاں شیخ جمال الدین اچھوی رحمہ اللہ تعالیٰ دریا
 میں ڈبو کر گئے اور عدین میں فقیرہ بصال کی ملاقات کرتے تھے۔ اپنے عہد میں
 بڑے بزرگ تھے۔ ایضاً فرمایا پانچ چیزیں ہیں عالم غیب سے کہہ سکتے ہیں
 تعالیٰ کے اور کوئی ان کو نہیں جانتا ہے۔ جیسا کہ خود اس نے اپنے کلام
 مجید میں اُن کو بیان فرمایا ہے قولہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعة
 وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام وما تدرک نفس ما ذاتکسب عندا
 وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیٰ خیر یعنی بیشک بزرگ اللہ
 کے ہے علم قیامت کا کب آئے سبب قیامت کے پوشیدہ رکھنے کا یہ تھا
 کہ اپنے کلام میں فرمایا ہے ان الساعة ایتہا کا داخفہا لجزی کل نفس
 بما تسعی یعنی بیشک قیامت آنے والی ہے میں اُس کو پوشیدہ رکھتا ہوں
 تاکہ بدلا دیا جائے ہر نفس ساتھ اُس چیز کے جو وہ سعی کرتا ہے جلد یعنی اگر
 میں علم قیامت کا ظاہر کر دیتا تو سب لوگ بیدار ہو جاتے اور اُس دن کے
 منتظر رہتے۔ اول عمل زیادہ کرتے مخلص کی قدر نہ پتہ ہی مخلص وہ ہے کہ قیامت
 و احوال قیامت سے بالغیب خائف ہو اور یقین کرے۔ قیامت کے
 علم کو ہمارے پیغمبر علیہ السلام اور کوئی پیغمبر علیہ السلام نہیں جانتا تھا اللہ
 سبحانہ فرماتا ہے یسألونک عن الساعة ایان ۱۰ ۱۱ ساها قل انما علمها
 عند ربی لا یحییها لوقتها الا هو ثقلت فی السموات والارض لا تاخبر
 الا بئحة یسألونک کانک حفے عنھا قل انما علمها عند اللہ ولکن اکثر الناس
 لا یعلمون یسألک الناس عن الساعة قل انما علمها عند اللہ وما یدرک

ف ذکر شیخ جمال الدین اچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ب بیان علم غیب

لعل الساعة تكون قريبا اور فرمایا يستعدنك عن الساعة ايان من ساها
 فیدانت من ذكرها الى ربك منتهاها اور حکہ فرمایا ہے قل ان اذرى
 اقرب ام بعید ما وعدون اننا لانذیرمبین وعند علم الساعة
 دوسری چیز علم غیب کی یہ ہے کہ وہ اوتاہتا ہے مینہ کو۔ کوئی نہیں جانتا ہے
 کہ پانی کب برسے گا۔ تیسری چیز یہ ہے کہ جانتا ہے اس چیز کو جو کہ زمین
 میں ہے۔ نہ ہے یا بارہ۔ نیک ہے یا بد۔ مرد ہے یا نامرد۔ بہ بخت ہے یا
 نیک بخت۔ علاج ہے یا فاسق۔ ایک ہے یا دو۔ وہی جانتا ہے۔ اگر
 دوسرا جانے اور اس کو معلوم ہو جائے تو وہ اس کو دوست نہ رکھے پیٹ
 سے دور کر دے۔ چوتھی چیز یہ ہے کہ نہیں جانتا ہے کوئی نفس کہ کل کیا
 کرے گا۔ اور اگر کہے کہ کل ایسا کرونگا تو انشا اللہ کہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں خطاب فرمایا ہے ولا تقولن لشیء انی فاعل
 ذلک خدا الا ان یشاء اللہ یعنی اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مت کہو
 کسی چیز کو بیشک میں کل ایسا کروں گا۔ مگر انشا اللہ کہو۔ پانچویں چیز یہ ہے
 کہ کوئی نہیں جانتا ہے کہ کون زمین میں مرے گا اور کہاں دفن ہوگا۔ یہ پانچ
 چیزیں علم غیب ہیں۔ ان کو سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا ہے اور اگر کسی کو
 دیکھے کہ وہ کوئی چیز کہتا ہے یا کوئی دکھاتا ہے۔ تو اس کو غیب تصدیق مت
 کر۔ اس کو کشف کہتے ہیں اگر تیرا وہ مرتبہ ہو جائیگا۔ تو تو بھی دیکھے گا، لیکن تو
 کب دیکھ سکتا ہے۔ تو تو دنیا میں ملوث ہو گیا ہے اور جس چیز کو کہ مخلوق جانتی ہے
 وہ غیب نہیں ہے۔ اگرچہ بظاہر غیب معلوم ہوتی ہے حکل ما یعلم المخلوقا

ليس بغيب لقوله تعالى لا يعلم الغيب الا الله وقوله تعالى قل لا يعلم
 من في السموات والارض الغيب الا الله اور خود اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو یوں خطاب فرمایا ہے۔ قل لا اقول لك عندى خزائن الله ولا العالم
 الغيب ولا اقول لك انى ملك ان اتبع الاماوحى الى يعنى اے محمد صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم تم کہو کہ میں نہیں کہتا ہوں تم سے کہ میرے پاس اللہ کے
 خزانے ہیں۔ اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ
 میں فرشتہ ہوں۔ میں تو اسی چیز کا اتباع کرتا ہوں جو میرے طرف وحی
 کی جاتی ہے۔ میں دعویٰ نہیں کرتا ہوں کہ کذب ہو۔ قوله تعالى وعندا مقاميم
 الغيب لا يعلمها الا هو وقوله تعالى قل لا املك لنفسى نفعا ولا ضرا الا
 ما شاء الله. ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسنى السوء
 ان انا الاتذير ويشير لقوم يؤمنون يعنى جس چیز کو کہ مخلوق جانتی ہے
 وہ غیب نہیں ہے۔ اس کو کثرت کہتے ہیں۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 ہے کہ نہیں جانتا ہے غیب کو کوئی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے آسمان والے فرشتے
 نہیں جانتے ہیں اور زمین والے آدمی و جن و پری نہیں جانتے ہیں۔ اور
 جو کوئی زبان سے کہے کہ میں غیب جانتا ہوں۔ تو وہ کافر ہو جائے جن پرچی
 کے غیب نہ جانتے کی یہ آیت کریمہ دلیل ہے۔ قوله تعالى فلما قضينا
 عليه الموت ما ذلهم على موتة الاداية الارض تا كل منسأته فلما خرت تهينت
 الجن ان لو كانوا يعلمون الغيب ما لبثوا فى العذاب المهين يعنى جس وقت
 کہ ہم نے حکم کیا سلیمان پر موت کا تو وہ مر گئے اور وہ عہد پر تکیہ لگائے ہوئے تھے

اور یہ تمام کلمے اور یہ عراق کا ہے۔ اور یہ بغداد کا ہے۔ اور مثل اسکے مکاشفہ سے کہتے تھے۔ اُس جگہ لائے ہیں کہ جو آدمی اس کے لائق ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ قطب عالم زکین المحق والدین قدس اللہ سرہ پر کے دن واسطے زیارت اپنی والدہ کے جاتے۔ اور ان کی والدہ کا دفن بستان میں اُس جگہ ہوا تھا کہ جس کو پیران تیری کہتے ہیں تیری خطا ہے متواتری کو کہتے ہیں۔ غرض کہ روز سہ شنبہ کو خانقاہ سے باہر آئے۔ دعا گو اور دعا گو کے استاد مولانا نور الدین دو لہاں ہمراہ رکاب چلے۔ مقام مذکور میں والدہ کی زیارت کی۔ اُس جگہ سے ذرا پیچھے آئے۔ چارہ تکبیریں نماز جنازہ سے کہیں ہم نے بھی اقتدا کیا۔ میں نے اپنے استاد سے کہا کہ آپ شیخ سے پوچھو کہ یہ چارہ تکبیریں کیا تھیں۔ انہوں نے کہا کہ میری جان نہیں ہے۔ یعنی میرا منصب نہیں ہے کہ میں پوچھوں۔ ہم اس میں سمجھے کہ شیخ ہمدانی طرف اپنا مونہ لائے اور فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ اس جگہ مولانا شمس الدین کو دفن کیا ہے۔ پانچویں تیری والدہ کے۔ اُس جگہ ایک نشان بھی کیا۔ پندرہ زمانے کے بعد جس جگہ کہ ان کو ان کے لڑکوں نے دفن کیا تھا وہاں سیلاب پہنچا تو انہوں نے چاہا کہ ان کو قبر سے باہر نکالیں۔ دوسری جگہ دفن کریں۔ دعا گو نے منع کیا کہ ان کی قبر کو مت کھو دو۔ انہوں نے دعا گو کا کہنا نہ سنا۔ قبر کھولی تو دیکھا کہ وہ قبر میں نہ تھی۔ مناسب اُس کے دوسری حکایت بیان فرمائی کہ خادم دعا گو اخی علی بدر حسن اُس وقت میں کہ اُس نے انتقال کیا۔ دفن اُس کا مہینہ مبارک میں تھا۔ روفیہ حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گنبد کے پیچھے دفن

بیت المقدس اور بیت المقدس

کیا دعا گو نے نشان بھی کیا اور زیارت بھی کی پھر میں اُس کی قبر کے پاس نہ گیا اس لئے کہ اُس کو آواچہ سے مدینے میں لے گئے۔ بعد اِس کے فرمایا کہ میں نے یہ بات حدیث صحیح میں پائی تو کہ علیہ السلام ان الله تعالى ملائكة يقال لهم نقلة ينقلون الاميت من مكان الى مكان یعنی آپ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے کئی فرشتے ہیں کہ اُن کو نقلہ کہتے ہیں۔ وہ نقل کرتے ہیں مُردے کو ایک جگہ سے طرف دوسری جگہ کے۔ پس اُسے مبارک بریں فقیر اور دناؤ فرمودندہ فرزند من اِس حدیث ہو میں محبت تمام سنت

ایضاً پدھ کی رات غزہ ماہ جمادی الاخرہ

کو یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ قائدہ استقبال قبلہ کا بیان فرمایا کہ کتاب میں ہے القبلة بين المغربين والنجد القطب يكون على اذية اليمنى ويكون يمين المصلى حصتان وفي يساره حصنة واحدة یعنی قبلہ درمیان دو مغرب کے ہے۔ مغرب اقصیٰ گرمی کے اور مغرب اقصیٰ سردی کے پس دو حصوں کو دائیں طرف چھوڑے اور ایک حصے کو بائیں جانب اور شاہہ قطب بنا گوش پڑے۔ ایضاً فرمایا یبذل للمصلی فی الصلوة ان یفعل ثلثة افعال علی طریق الاستیجاب احدھا اذا بلغ السعال یضع ید علی فیه والثانی اذا دخل الثوب فی المقعد یخرجہ والثالث اذا عری رجلہ

فی القبلة بین المغربین

ب بین چیزیں نمازیں کرنا مستحب ہیں

لہ اول نسخے میں اسی طرح ہے اور ترجمہ اسکا فاذہ کیا ہے فاذہ کہتے ہیں جہانی کو اور سوال بمعنی کھانسی ہے معلوم ہوتا ہے کہ سوال ہو کاتب ہو کہ بجائے شایب کے مقال لکھو یا واللہ اعلم

بسترة وهذا اذا كان اخوة المسلمين في عقبه يعني نماز پڑھنے والے کو
 نماز میں تین چیزیں مستحب ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جس وقت جماعت آئے تو ہاتھ
 منہ پر رکھے۔ تاکہ شیطان اندر نہ جائے۔ جماعتی نماز میں مکروہ ہے۔ اگر منہ
 کو کھلا ہوا رکھے۔ دوسرے یہ ہے کہ اگر کپڑا دیر میں چلا جائے تو اس کو نکال
 لے۔ تیسرے یہ ہے کہ وقت قدرے کے آگے پاؤں پر ہنہ ہو جائے تو
 اس کو کرتے کے دامن سے ڈھانپ لے اور یہ اس وقت ہے کہ پراورد
 مومن پیچھے بیٹھا ہو تاکہ وہ کھٹ پا کر ہنہ نہ دیکھے جیسا کہ دعا گو کرتا ہے۔ اور یہ
 معمول مجاہد سے ہے پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند و فرمودند فرزند من این
 فائده نبولیں و بگیرید مثاب باشد ایضا تفسیر اس آیت کہ لمیہ کی بیان فرمائی
 رَبَّنَا اتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
 اسی اتینا فی دنیا سلامتہ ایمان و فی الآخرة لقاء الرحمن و قنا
 عذاب الفرقان و الحجرات و هو أشد من عذاب النيران یعنی
 ہم کو دنیا میں سلامتی ایمان کی اور آخرت میں دیدار رحمن کا اور نگاہ رکھ
 ہم کو عذاب ہجران سے یعنی فراق و جدائی سے پھر فرمایا کہ عجیب معنی ہیں
 کسی تفسیر میں نہیں ہیں پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند و فرمودند فرزند
 من تفسیر میں آیہ و سہ چیز کہ مصلیٰ مستحب است و تقریر ازاں قبل کہ گفتیم جملہ نبولیں
 ایضا شب ذکر میں تہجد کے وقت یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا
 بات ذکر میں کتنی فرمایا کہ ذکر علانیہ بہتر ہے۔ یا خفیہ بہتر ہے دونو حدیث صحاح
 میں ثابت ہیں قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام افضل الذکر الذکر الخفی اور ذکر خفی

کے خلیل انا زہد الاحقر

اس کہتے ہیں کہ زبان تبارک سے اور وہاں سے کہے نہ یہ کہ آہستہ کے
لفظ خفی کا افساد سے ہے بمعنی سرور و جہر و نور کے آیات سے بمعنی اس کا مراد
نہیں ہے۔ میں اس بات کا سماع رکھتا ہوں اور خفیہ میں عدم علم سے اور
علانیہ متعین ہے۔ دوسرے کو پہنچائے۔ مذاکرہ ہوتا ہے جسے کہ حدیث صحاح کے
کلمات قدسی میں ہے من ذکر فی نفسہ ذکر تہ فی نفسی ومن ذکر فی
ملاہ ذکر تہ فی ملاہ و خیر منہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کوئی یاد کرے مجھ کو آہستہ و تنہا تو میں بھی
اس کو یاد کروں آہستہ و تنہا اور جو کوئی یاد کرے مجھ کو جمع میں تو میں بھی اس کو
یاد کروں جمع میں عرش سے تختِ زمیں تک ساتھ مقرب فرشتوں کے
بہتر اس سے کہ اس کو خفیہ میں یاد کروں۔ بعد اسکے فرمایا کہ علانیہ میں بھگانا
شیطان کا ہے کہ جہاں تک ذکر کی آواز سنی جائے وہاں تک شیطان کی
ولایت و حکومت ہووے کہ وہ نزدیک ہو جیسے کہ اذان ہے کہ جہاں تک
سنی جاتی ہے وہاں تک شیطان نہیں آسکتا۔ اور وہ بھی ایک قسم کا ذکر ہے
ذکر جہر مکرہ نہیں ہے۔ اگر مکرہ ہوتا۔ تو اس طرح پر محمد و روح نہ ہوتا۔ اور ذکر
مشابہ نہ ہوتا۔ محمد و روح اللہ برکاتہ نے اس نص سے مسئلہ ذکر لعلیٰ اور لعلیٰ مکتوبات
کے باجہاد استنباط کیا ہے۔ اسی درمیان میں فرمایا کہ پانچوں وقت بعد کے

۱۔ اس ترجمے سے معلوم ہوتا ہے کہ خفیہ کی طرف ذکر خفی کی راجع ہے ورنہ ظاہر یہ ہے کہ
لفظ ملاہ کے راجع ہوئے ہیں اسکے جمع سے بہتر جمع میں یاد کرونگا وہ جمع فرشتوں کا ہوا اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ ملاہ شری سے افضل ہیں شاید یہ معنی اس لئے رکھے ہوں کہ تفصیل ملائکہ کی بشرط لازم نہ آئے
واللہ اعلم بالصواب عفا اللہ عنہ

من بیان ذکر بعد اذان

فرائض حلقے میں کھڑے اور بیٹھے ذکر کریں لقولہ تعالیٰ فاذا قضیتہ الصلوۃ
 فاذکر اللہ قیاماً وقعوداً ای اذیتہ الصلوۃ یہاں قضا بمعنی اواسے لان
 الراء تسلیم عین الواجب والقضاء تسلیم الواجب و يستعمل احدهما مکان
 الاخر استعاراً یعنی اسلئے کہ ادا پر و کرنا عین واجب کا ہے۔ اور قضا سوچنا
 ہے واجب کا۔ اور ہر ایک اُن دونوں سے بجائے دوسرے کے مستعمل ہوتا
 ہے بطور استعاضے کے۔ اور الصلوۃ میں الف و لام عہد کا ہے یعنی جس وقت
 تم نماز فرائض ادا کرنا چاہو تو ذکر کرو۔ غرض ایتھے لے کا کھڑے اور بیٹھے اول قیام
 فرمایا پھر قعود کا ذکر کیا۔ تو اول کھڑے ہو کر ذکر کریں۔ بعد اُس کے بیٹھ جائیں اور ایت
 کیا گیا ہے کہ ۳۳ بار لا الہ الا اللہ مد سے کہیں جیسا کہ میں نے یادوں کو
 تلقین کیا ہے۔ نفی کو بائیں جانب سیسے جانب پر یادیں جب تک کہ بائیں
 یاری سے پھر اثبات بائیں جانب کر لیں اور دو صغیریں کریں ۳۳ بار اِس طرف
 اور ۳۳ بار اِس طرف۔ بعد فراغ کے صاحب حدیث ہاتھ دعا کے واسطے اٹھائے
 اور یہ دعا پڑھے اللّٰهُمَّ اَحْيِنَا مَعَ الذَّاكِرِيْنَ الْمُتَّقِيْنَ بَيْنَ وَالْوَاٰحِدِيْنَ رَبَّنَا
 تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَ اَحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ مَعَ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ حَبِيْبِهٖ وَسَلَّمَ اور آخر وہ شریف پڑھے بعد ازاں دوسرے مبارک
 پڑھیں فقیر اور نہ فرمودہ فرزند زمین۔ اِس طریق ذکر وہی وہ حدیث در باب ذکر و بیانی
 آئی کہ گفتہ گام پیر پیر و بنویسیا۔ حجت تمام دست۔ بعد اسکے فرمایا کہ اِس طرف
 گاندروں میں کیا خوب رسم ہے کہ پانچوں وقت بعد پانچوں نمازوں کے ذکر
 بتا کہتے ہیں اور حلقہ کہتے ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ اور صحیح کی نمازیں بجا تشریح

کے دعا گو بھی اوچھ میں چند زمانہ کہتا تھا۔ پانچوں وقت جب میں اس طرف سے
 آیا تو مخدوم والد قاسم اللہ سر نے فرمایا کہ تو کثرت ذکر سے والد ہو جائیگا۔ اور
 پہاڑ و صحرا میں رہے گا۔ بعد اس کے میں نے اپنی طرف سے وکیل کر دیا اب
 تک اوچھ کی خانقاہ مخدوم میں وہی ذکر کرتا رہا۔ فرمایا کہ چند زمانے سے میرے
 دل میں ہے کہ یہاں بھی کسی کو وکیل کر دوں تاکہ پانچوں وقت حلقوں میں
 یادوں کے ساتھ ذکر کیا کرے۔ یہ صدر الدین محمد کو وکیل کر دیا۔ اس اثنا میں
 فرمایا کہ حدیث صحاح سے افضل الاشیاء لسان ذاکر قلب خاشع و زوجه
 تعینہ علی ایمانہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین چیزوں
 کی تین چیزیں ہیں۔ زبان خدا کی یاد کرنے والی اور دل خدا سے ڈرنے والا۔
 اور بی بی کہ مدد کرے مرد کی اس کے ایمان پر یاروں نے پوچھا کہ بی بی کا
 مدد کرنا کیا ہے جو اب فرمایا کہ ایمان کی یہ ہے کہ عورت واسطے مرد کے صلاحیت
 میں کوشش کرے۔ اور اسباب صلاحیت کے واسطے اس کے موجود رکھے
 جیسے سردی میں گرم پانی تاکہ سردی مرد کو کالی میں نہ لاسے۔ اور اگر مرد سو جائے
 تو اس کو وقت پر جگا دے اور کہنے کہ نماز پڑھ مناسبت اس کے حکما بیت
 بیان فرمائی کہ لاکوں کی ماں تھی کے وقت مجھ سے پہلے اٹھتیں جس وقت
 کہ وہ تھی تمام لپکتیں تو بعد اس کے دعا گو بھی پیدا کر دیتیں۔ بی بی ایسی
 چاہتے پھر اس تقریر پر متوجہ ہوئے فرمایا۔ فرزند من لکھ لے سبق پڑھ میں نے
 شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی واعلم ان المؤمن لا یفتر بالذنب ولا یخرج
 من الیمان والدلیل علیہ قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا اتقوا الی اللہ

ف ذکر بی بی خاتج معین برین مر

توبۃ نصوحاً سماهم مومنین وان صدر منهم الزنا وشراب الخمر غیر ذلک
 وکذا الباعی اللہ عبداً ادم عن اکل الشجرة وقربانها فلما اکل الشجرة
 قال وعصى ادم ربه فتوحى ولحم یقل وکفر ادم وکذا الباعی شراب هاروت
 وماروت الخمر وکما بالزنا اختار عذاب الدنیا علی عذاب الاخرة ولم
 یکفر اقل ذلک لم یکفر احدٌ بالذنب یعنی جان تو کہ مومن گناہ سے کافر
 نہیں ہوتا ہے اور ایمان سے نہیں نکلتا ہے۔ لیکن قیامت ہو جاتا ہے
 جیسے کہ کافر اگر ساری نیکیاں کر ڈالے تو وہ کفر سے باہر نہیں آتا ہے۔ دلیل
 اس پر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مومن تم توبہ کرو طرف اللہ کے توبہ
 نصوح..... ان کا نام مومن رکھا۔ اگرچہ ان سے زنا و شراب پینا وغیرہ صادر
 ہوئے اور اسی طرح جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے آدم علیہ السلام کو
 درخت کے کھانے اور اس کے پاس جانے سے منع فرمایا۔ تو جس وقت آدم
 نے اس درخت کو کھا لیا۔ تو فرمایا کہ نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی سو وہ
 بہک گیا۔ اولیوں نہیں فرمایا کہ آدم کافر ہو گئے۔ اور اسی طرح جس وقت
 ہاروت و ماروت نے شراب پی لی۔ اور زنا کا قصہ کیا۔ تو انہوں نے دنیا
 کے عذاب کو آخرت کے عذاب پر اختیار کیا۔ اور وہ کافر نہ ہوئے سو اسی
 طرح گناہ سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا ہے۔ جب سبقت اس فقیر کا اس آیت
 میں پہنچا کہ تو بر الی اللہ توبۃ نصوحاً تو فرمایا کہ نصوح بیرون فعل ہے۔
 واسطے مبالغے کے اس کی وجہ اشتقاق کی تین طریقے ہیں جو میں نے
 ہیں نصوح من النصیح المخلوص او من النصیم وهو العظام من المصاحۃ

وہی الحیاطۃ یعنی نصوح مشتق ہے نصوح سے جو بمعنی حلوس ہے یا نصوح
 بمعنی وعظ سے یا نصیحت بمعنی خیاطت سے یعنی سینا پس بمعنی توبہ بنصوح
 کے یہ ہو سکتا ہے کہ توبہ خالص کر دیا توبہ وعظ و نصیحت کرنے والی اور گناہ سے
 باز رکھنے والی کر دیا توبہ دین کی پازیدگیوں کے سینے والی کر دیا بمعنی یہ ہیں اور
 جو شخص یہ کہتا ہے کہ نصوح نام ایک مرد کا تھا ایسا ایسا توبہ کفر سے اس لئے کہ اگر
 اس جگہ یہ معنی ہوتے تو نصوح مضاف الیہ بجز اول توبہ مضاف ہوتی عبارت یوں
 ہوتی کہ توبوا الی اللہ توبۃ نصوح اور یہ کسی قرأت شاذ میں بھی نہیں آیا
 ہے تو واو تشریح کی کہی ہوئی کو بدلتا ہے اول بدیل ڈالنے میں اللہ تعالیٰ
 نے یوں فرمایا ہے فمن بدل بعد ما سمعہ فاما اثمہ علی الذین یبدلونہ
 اور یہاں نصوح توبہ کی صفت ہے۔ اور توبہ موصوف سے میناسب اسکے
 حکایت بیان فرمائی کہ میں ایک دن مجلس وعظ میں تھا واعظ نے اس آیت
 کا بیان کیا اور کہا کہ نصوح نام ایک مرد کا تھا ایسا ایسا فصد شروع کیا میں نے
 اس واعظ سے کہا کہ تو کافر ہو گیا تو کلمہ شہادت کہہ۔ اس نے ایسا ہی کیا
 اور وہی تین معنی ہوئے ہیں بیان کے اس سے کہنے پھر پاروں کے طرف
 متوجہ ہوتے فرمایا تم نے بھی یہ معنی لسی واعظ سے سنتے ہیں بعض نے کہا کہ
 میں نے سنتے ہیں فرمایا کفر ہے۔ واعظوں کو یہ معنی تائید کرنے چاہئیں جو
 میں نے کہے بہتر ہو گا۔ ورنہ وہ غلط کرتے ہیں توبۃ نصوح افعال من الیما
 للناصح وقیل واقفة وقیل صادقہ وقیل خالصۃ من تفسیر الاسماء
 المنسفی والتوبۃ المنصوح للمبالغۃ فی النصح التي لا یكون التائب معها

معاوداً للمعصية وقال الامام الحسين البصرى رضى الله عنه توبة نصوح

هى تداومة بالقلب والاستغفار وباللسان والترك بالجوارح واخمارة ان

لايجوز نصوح فعول ہے نصوح سے بعض کہتے ہیں توبہ نصوح توبہ عہد کی ہوتی

کو کہتے ہیں کہ کوئی معصیت نہ کرے اور بعض کہتے ہیں توبہ نصوح توبہ صادق

ہے عیس کا ذب اور بعض نے کہا کہ توبہ نصوح توبہ خالص ہے خلاف

تفاق کے اور توبہ نصوح مبالغہ ہے نصیحت میں یعنی وہ توبہ کہ اس کا تائب

معصیت کی طرف پھرنے کی نیت نہ کرے۔ حضرت امام حسن بصرى رضى الله

عنه نے فرمایا کہ توبہ نصوح پشیمانی ہے دل سے اور خشش مانگنا ہے زبان

سے اور چھوڑنا معصیت کا ہے اعضا سے۔ یعنی اپنے وجود کو معصیت و

نافرمانی سے نگاہ رکھے اور پوشیدہ رکھنا ہے دل میں کہ معصیت کی طرف

عود نہ کرے اور یہ عربی رباعی پڑھی

فهبلى توبة قبل المنيا

الهي كدر كبت على الخطايا

سبقت زلتى رب السبرايا

ندامت ندامة ارجو اليك

پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا۔ قرآن میں یہ بیان توبہ نصوح کا جو میں نے

بیان کیا غریب ہے۔ اس کو ملحوظ میں لکھ لے تاکہ دوسروں کو فائدہ حاصل

ہو۔ چشم مبارک میں آنسو بھر آئے اور یادوں نے بھی بربافتگی کی (روسے)

یساری ترتیب شروع بہن سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

وعائے پر وہ گر خجسته

ایضا فرمایا کہ جس وقت کسی کا غلام بھاگ جائے تو مروی ہے کہ یہ دعا پڑھے

اول و آخر و وہ کہے یا جامع الناس لیوم لا ریب فیہ اجمع علیہ ابقہ
 اور اگر لوٹتی ہو تو بتا تا نیت ابقہ کہیں اور اگر بہت سے غلام بھاگ گئے
 ہوں تو او ابقہ جمع کہیں جیسا کہ دعا گو کہتا ہے یہ دعا معمول مخدوم ہے پس
 روئے مبارک بریں فقیر اور دنا فرمودند قرآن میں نبویں ہیں دعا راہ ایضاً
 ایک بی عربی پہنچا۔ اس نے ساتھ حج کئے تھے اور ایک سو بیس برس
 کی عمر تھی۔ کعبہ مکرمہ کا مجاور تھا۔ زبان عربی میں کہا جا رہی تھی جانتا تھا
 انی احنی الیک من العرب لا شتیاقک یا اجل ویاشیخ قطب العالم
 حضرت مخدوم نے فرمایا تقبل اللہ منک انا اخر لکد و کد من رجل جاؤ
 معک سید نے کہا جاء معی ثلاثہ نفر انا والغلام والمجاریة والمرکبا عین
 لی الحجر والعلو فہ ما دمت معک حضرت مخدوم نے فرمایا میں نے قبول
 کیا اور مزاج یعنی خوش طبعی فرمائی یا سید جار تیک شایبہ سید نے کہا نعم
 فرمایا نحن نشتری المجاریة انت شیخ وہی شایبہ سید نے کہا یا سیدی تقضے
 الحاجة وقتی یعنی بی عربی نے کہا کہ میں آتا ہوں طرف تمہارے عرب مجاور
 کعبہ سے واسطے تمہارے اشتیاق کے۔ اسے سید بزرگ اور اسے قطب عالم
 مخدوم نے فرمایا۔ اللہ تم سے قبول کرے میں تمہارا بھائی ہوں تمہارے
 ساتھ کتنے آدمی آئے ہیں کہا میں ہوں اور لڑکا ہے اور لوٹتی ہے
 اور سوا دی ہے تم میرے واسطے حجرہ و وظیفہ مقرر کرو جب تک کہ میں تمہارے
 ساتھ ہوں مخدوم نے فرمایا میں نے قبول کیا۔ حسن خادم کو طلب کیا۔
 علوفہ و حجرہ معین کر دیا۔ اور مطابہ کیا کہ تمہاری لوٹتی جو ان سے کہا ہوں

Marfat.com

فرمایا ہم تمہاری لڑائی کو خرید لیں گے۔ تم تو لوڑھے و ضعیف ہو گئے ہو۔ اور وہ جوان ہے کیونکر لے گی؟ کہا نہیں۔ وقت حاجت کے کام آتی ہے

تیسری جماد کی آخر جمعہ کے دن

یومنازہ کے یہ فقیر غمیت میں اُس امیر کے حاضر تھا۔ مخدوم کو پیٹ کی تکلیف تھی طیب ملک سے فرمایا کہ تم اچھے آئے، کو لوال نے کچھ دوا بھیجی یہ طیب ہنر و تھا اُس سے کہا یحد یث اللہ یعنی اللہ تجھے راہ راست دکھائے اور مسلمان روزی کرے فرمایا فتاویٰ میں ہے سوال المرضی للطیب جائز وان کان کافر یعنی پوچھنا بیمار کا طیب درست ہے گو وہ کافر ہو۔ پس لہوئے مبارک بریں فقیر اور دند فرمودناہ فرزند من این مسئلہ نبولیں۔

نماز حفظ ایمان

ایضاً فرمایا حدیث صحیح میں ہے من صلی یوم الجمعة اربع رکعات علی اللہ الا وقرأ فی کل رکعة سورة الاخلاص احدی عشر مرة مقیما کان او مسافرا سواء کان فی اول ذلك الیوم او فی اخره فاذا فرغ یقول لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ما تہ مرة حفظ اللہ ایمانہ یعنی جو شخص پڑھے جمعہ کے دن چار رکعتیں ہمیشہ۔ اور پڑھے ہر رکعت میں سورۃ اخلاص کیا رہ بار۔ مقیم ہو یا مسافر یہ شرط نہیں ہے۔ کہ وہی آدمی پڑھے جس پر جمعہ واجب ہے۔ براہی ہے کہ اول دن میں ہو یا آخر دن میں پھر جب فالغ ہو جائے لا حول ولا قوۃ

جب بیمار کا طیب سے پوچھنا جائز ہے گو وہ کافر ہو

إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ تَعَالَى أَسْمَاءُ كَيْفَ أَيْمَانُ كَرْنِ كَاهُ لَكُنْ كَا

نماز تسبیح جماعت

ایضاً فرمایا کہ شب جمعہ کو نماز تسبیح جماعت سنت ہے لا غیر بالاسلم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شب جمعہ کو نماز تسبیح ہمراہ اصحاب کے جماعت پڑھی ہے پس شب جمعہ کو سنت کی نیت کرے۔ متابعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور غیر میں نیت لفل کی کرے تکبیرا للقرانض۔

نیت نماز

ایضاً فرمایا کہ نیت نماز کی یوں کریں کہ متوجھا الی جہۃ عن صۃ الکعبۃ اس واسطے کہ میں نے کتاب میں پایا ہے نیت اللصۃ ان یوی جہۃ عن صۃ الکعبۃ لان الکعبۃ تحول لزیارۃ الاولیاء یعنی اسلئے کہ کعبہ کو واسطے زیارت بعض اولیاء کے لئے جاتے ہیں پس اسلئے مبارک بریں فقیر اور وہ فرمودہ فرزند من این نوادہ بنویں غریب است ایضاً فرمایا میر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو لڑکپن میں حبشیوں کا تماغ دکھاتے تھے آپ نے اسلئے منع نہیں کیا کہ وہ بالغ نہ تھیں و سنت ہے کہ مردوں کو دیکھیں اس جگہ فرمایا کہ اگر کوئی عورت یا لڑکی کپڑے کی صورت سے کھیلے جو کہ لڑکیوں کی صورت آدمی کپڑے سے بناتے ہیں۔ تو ان کو منع نہ کریں۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ

نیز کتابتائے جیشاں و بیان صورت جماعت

رضی اللہ عنہا کو منع نہیں فرماتے تھے بلکہ عورتیں اور لڑکیاں ڈیڑھ سبیلوں کی آفتیں
 اور لڑکیوں سے کھلتی تھیں فرمایا اگر کوئی اس جگہ سوال کرے کہ جس گھر میں
 صورت ہو تو اس میں نماز مکروہ ہے۔ اور فرشتے نہ آئیں۔ پس آپ کیوں منع
 نہ کرتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ مراد اس عورت سے صورت معبودہ
 مراد ہے اور کپڑے کی صورت کو کوئی نہیں پوچھا ہے۔ ہندوستان کے کفار
 بھی نہیں پوچتے ہیں۔ اسلئے منع نہ کریں اور ان کو دور کرنا نہ چاہیے اور نماز
 ان کے برابر میں مکروہ نہیں ہوگی۔ پس دوئے بجا رکہیں اور وہ
 فرمودہ فرزندائیں ہیں۔ فائدہ کہ گفتم بنویس غریب ست ایضا فرمایا کہ عرب
 میں حافظ عورتیں ہیں۔ دور کعبت تو اویح ماہ رمضان میں ختم کر دیتی ہیں وہاں
 ایک ہندوستانی کے لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ وہ حافظ ہو گئی ہے۔ میں نے
 اس کو دیکھا ہے۔ اس نے ختم شروع کیا۔ اس کی ماں اور ایک اور عورت
 نے اس کا اقتا کیا ہیں نے سنا کہ اس نے اول رات تو شروع کیا جب
 آخر رات ہوئی تو میں نے سنا کہ وہ سورہ عم پڑھ رہی ہے ایضا ذکر اس
 آیت کا لکلا ونفخ فی الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض
 الا ما شاء اللہ یعنی جب صوریں پھونکیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے جو
 لوگ کہ آسمان میں ہیں اور جو لوگ کہ زمین میں ہیں۔ مگر جس کو اللہ تعالیٰ
 باقی رکھے اور وہ چھ چیزیں ہیں جیسا کہ خبر میں ہے یبقی اللہ تعالیٰ یوم
 اهلك الخلائق متہ وہی العرش والكرسى واللوح والقلم والحجاب والمیزان
 یعنی باقی رکھے گا اللہ تعالیٰ جس دن کہ خلائق کو ہلاک کرے گا چھ چیزوں کو اور وہ

ف بجا عورت حافظ

ف عرش وکرسی و لوح و قلم و حجاب و المیزان و القلم و الحجاب و المیزان

عرش و کرسی و لوح و قلم و جنت و دوزخ ہیں۔ اعتقاد اہل سنت و جماعت کا یہی
 ہے کہ وہ چھ چیزوں کو فانی نہیں جانتے ہیں۔ خلافاً للقرآنہ باندھتے کہتے
 ہیں کہ یہ چیزیں بھی فنا ہو جائیں گی۔ یہ قول اس آیت و خبر سے باطل ہے
 پس روئے مبارک پر ہیں فقیر اور دانا فرمودند فرزند من بیان این آیه کہ تقریب
 کردم نبویں محبت تمام است ایضاً تحصیل صرف و نحو و لغت کی فضیلت کا
 ذکر نکالا فرمایا یہ آیت صحاح ہے۔ قوله عليه الصلوة والسلام من تعلم
 العربية ليسهل عليه علم البشر يعاها فكانها عند الله ما قد عام
 لدعيه طرفه عين یعنی جو شخص کہ علم عربیت یعنی صرف و نحو سیکھے تاکہ
 علم شریعت یعنی علم فقہ و اصول فقہ اس پر ایساں ہو جائے۔ تو گویا اس نے ہر
 برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی کہ طرفہ العین اس کی نافرمانی نہ کی ہو۔ پس
 کون عبادت اس سے بہتر ہوگی کہ وہ علم عربیت کو حاصل کرے۔ ورنہ وہ
 ماضی مستقبل و امر و نہی و فاعل و مفعول و مبتدأ خبر بیت ایسا جانے۔ تو وہ
 معنی فقہ کے غلط کریگا۔ اور خطا کہے گا۔ پس خطائے عظیم ہوگی قوله عليه السلام
 علموا حبيبا نكده الخوفان النصاري قد كفروا بترك تشديد واحد علما
 و مفعول چاہتا ہے مفعول اول لاصحیان سے اور مفعول ثانی نحو سے یعنی
 آپ نے صحابہ و تابعین کو فرمایا کہ تم اپنے بچوں کو علم نحو سکھاؤ گے کہ تم اس
 ایک تشدید کے ترک سے کافر ہو گے۔ وہ ترک تک یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے
 انجیل شریف میں فرمایا انما الله الذي ولدت عيسى بنت مريم معني کہ میں نے
 عیسیٰ کو پیدا کیا اور بغیر تشدید کے معنی یہ ہوں گے کہ میں نے جنائے کو بتویا

کو لازم کرتے ہیں اور یہ کفر ہے کیونکہ اللہ سبحانہ نے بی بی یحییٰ سے منزہ و پاک ہے۔ قولہ تعالیٰ قل هو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد یعنی تم کہہ دو اسے محمد کہ وہ خدا ایک ہے۔ خدا بے نیاز ہے نہ جناس نے کسی کو اور نہ اس کو کسی نے جنا اور نہ تھا اور نہ ہوئے اس کا ہمسر کوئی۔

معنی توفیق

ایضاً توفیق کے معنی فرمائے کہ التوفیق جعل فعل العبد موافقاً لرضاء الرب یعنی توفیق کرنا ہے فعل بند سے کہ موافق رضا خداوندی کے۔ پس توفیق خیر ہے اسلئے کہ رضا اس کی خیر ہے خیر میں نہیں ہے۔ پس روئے مبارک ہیں فقیر اور دند فرمودند۔ فرزند من این فائدہ ہوئیں۔

ایضاً توضع و محبت صلحا

فرمایا کہ شیخ قطب عالم دین الحق والدین قدس اللہ سرہ ڈولی پر سوار خاستے تو دو لوہا تھے باہر تھنچ کر فرماتے کہ شاید کسی بخشے ہوئے کا ہاتھ میرے ہاتھ سے لگ جائے تو میں تھنچتا ہوا ہوجاؤں۔ لیکن میں نہیں کر سکتا ہوں کمزور ہو گیا ہوں۔ میرا ہاتھ سخت پکڑتے ہیں تو ایذا پہنچتی ہے۔ باوجود اس کے کبھی تحمل کرتا ہوں اسلئے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے

احب الصالحین ولست منهم اهل اللہ یرزقنی صلیحاً
یعنی میں صالحوں نیک مردوں کو دوست رکھتا ہوں اور میں ان سے نہیں

ہوں شاید اللہ تعالیٰ صالحوں کی برکت سے مجھے بھی صلاحیت روزی کرے

ذکر خفی

ایضاً فرمایا ذکر خفی دل و جان سے ہے نہ زبان سے اور عکس اس کا ذکر
بہرے اور ذکر دل سے حاصل تر ہے۔

بیان حق فلاں کا

ایک عزیز نے پوچھا کہ حق فلاں کہیں جواب فرمایا کہ بایں معنی کہیں کرمانا
وَعَدْلًا لَّوَجُوبًا لَّانِ الْاَلُوْهِيَّةَ تَنَافِي الْوَجُوبِ جیسا کہ قصیدہ لامیہ میں کہا
ہے

وما ان فعل اصلم ذوا افتراض علی الہادی المقدس فی الفعال
یعنی کہنی چیز اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے مگر یہ طریق کرم و عدل جیسا کہ اپنے
کلام مجید میں فرمایا ہے وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها یعنی نہیں
ہے کوئی چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے ذوق اس کا اسلئے کہ حرف علی و وجوب
کا تقاضا کرتا ہے جیسے کہ کہتے ہیں علی کذا القلان یعنی مجھ پر واجب ہے کہ
میں فلاں کا کام ایسا کروں گا فقہ میں بحث کہنا عوام کے واسطے منع ہے کیونکہ
وہ جانیں گے کہ ایسا واجب ہے وہ نہ سمجھیں گے لہٰذا خواص سوان کو بمعنی
نہ کہ کہتا اور سنت ہے اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ بر طریق کرم ہے نہ یہ طریق واجب
دعا گو کہ واقعہ میں کہتا ہے کہ تو اسل کر بحق المشیم البیدران تفعلی کذا و کذا پس

روئے مبارک بریں فقیر اور وند فرمودند فرزند من این فائدہ کہ گفتم نبویں ایضاً
 فرمایا سبق پڑھو میں نے شروع کیا ترتیب اس میں کھی روی عن النبی صلی اللہ
 علیہ والہ وسلم انه قال سبعة من الہدی و فہین الجماعة فمن خرج منہن
 فقد خرج من الجماعة لا یتشہد و الاہل القبلة و یا لکفر و لا یا لشرك و لا
 بالنفاق و ذروا من اثمہم الی اللہ تعالیٰ و صلوا علی من مات من اہل
 القبلة و اشدوا الصلوات الخمس الجماعة و الجماعة مع کل امام نرا و
 فاجروا جاهدوا و اعدو و کدم مع کل خلیفۃ و لا تخرجوا علی ائمتہم بالسیف
 و ان جاہروا و ادا عوا الہم بالصلاح و العافیۃ و لا تدعوا علیہم بالہدایۃ
 و العقوبۃ و خالفوا الا ہوا عرفان اولہا و اخرہا یا طل و ہذا کفایۃ من
 کان لہ دینی عقل و درایتۃ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے
 کہ آپ نے فرمایا سات چیزیں راہ راست سے ہیں اور ان میں سنت و جماعت
 ہے پس جو شخص ان سے نکلا تو وہ نکل گیا سنت و جماعت سے اول یہ
 ہے کہ تم گواہی مت دو اہل قبلہ پر کفر کی۔ اور نہ شرک کی۔ اور نہ نفاق کی اور
 چھوڑ دو ان کی پوشیدہ باتوں کو طرف اللہ تعالیٰ کے دوسرے یہ ہے کہ نماز
 پڑھو اس شخص پر جو مراد سے اہل قبلہ سے تیسرے یہ ہے حاضر ہو پانچوں
 نمازوں میں اور جمعہ و جماعت میں تنہا مت پڑھو ساتھ ہر امام نیک و پیکے
 چوکتے یہ ہے کہ لڑو اپنے دشمن سے ساتھ ہر خلیفہ کے اور اپنے اماموں پیش روں
 پر تلوار مت نکالو اور اس سے والیمان و مقطعان ہیں اگرچہ وہ جود و ستم کریں۔
 پانچویں یہ ہے کہ صلاح و عافیت کے واسطے ان کی دعا کرو اور مالک عقوبت

بیتنا بن نبوی

کی بددعا ان پر مت کرو۔ چھٹے یہ ہے کہ علیہ وودہ ہو جاوے اور وہاں خواہشوں
 نفس سے۔ کیونکہ پوجنا ہوا (خواہشات) کا بمنزلہ پوجنے معبود کے ہے جیسا کہ
 اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں فرمایا ہے افرات من اتخذوا الہہ ہواہ یہ ہوا
 شرک ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو خیر و نیکی کا حکم کرتا ہے اور ہوائے نفس شر و بدی
 کا حکم دیتی ہے۔ جو شخص ہوائے نفس سے باز رہتا ہے تو اس کی جگہ بہشت
 ہوتی ہے۔ اسلئے کہ شرک کا مخالف ہوا اور جو شخص برعکس اس کے ہوا
 تو اس کی جگہ دوزخ ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے وامامن خاف مقاماً
 ربہ و نھی النفس عن الہوی فان الجنة ہی الماویئ اور اللہ پاک نے
 حضرت داؤد علیہ السلام کو مخاطب کر کے یوان ارشاد فرمایا کہ یا داؤد انا
 جعناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق و اتبع الہوی
 فیغناک عن سبیل اللہ ان الذین یضلون عن سبیل اللہ لہ عذاب
 شدید بما نسوا یوم الحساب یعنی اے داؤد مقرر ہم نے تجھ کو خلیفہ کیا زمین
 میں سو تو حکم کرو درمیان لوگوں کے ساتھ حق و راستی کے اور پیروی مت کر
 ہوئی کی کہ وہ گمراہ کر دے تجھ کو اللہ کی راہ سے۔ اور دوزخ والے دے پیشک
 وہ لوگ جو گمراہ ہوتے ہیں اللہ کی راہ سے اور پیروی ہوا کی کرتے ہیں ان
 کے واسطے ہے سخت عقوبت بسبب اسکے کہ بھول گئے وہ روز حساب کو
 یعنی روز قیامت کو مناسب اس کے یہ بیت فرمائی ہے
 من ملک النفس محرماً ہواہ والعبد من یملکہ ہواہ
 یعنی جو شخص مالک نفس کا ہے آزاد وہی ہے اور غلام وہی شخص ہے کہ جسکی

مالک اُس کی ہوا ہوتی ہے سے

حرمیں دیو اور بندہ دارم
 من بر سر ہر دیو باد شاہم
 تینے بندگان مانی
 از بندہ بندگان چہ خواہم
 ساتویں چیز یہ ہے کہ بدیوں کی مخالفت کریں اور نیکیاں اختیار فرمائیں۔
 اسلئے کہ اول و آخر بدیوں کا باطل ہے۔ اور یہ بات کافی ہے اُس شخص
 کو کہ جو ادنیٰ عقل و دانش رکھتا ہے۔ پس لئے مبارک بریں فقیر اور دانا فرمودندہ
 فرزند من این فائدہ کہ گفتم بنویس غریب ست۔

ذکر تحمل و برداشت

ایضاً ذکر تحمل کا نکالا فرمایا ان یوما جاء فقیر سائل الی امیر المؤمنین
 حسین ابن علی رضی اللہ عنہما وتوقع منه شیئا فوقف الحسین رضی اللہ
 عنہ فشتم الفقیر لامیر المؤمنین فقال الحسین یا فقیر قد مللت من
 فقرک فمشاہرتی فی بیت المال لک فاشدہ

مخن الجبال الراسخات
 الا تزجھا الریاح العاصفات
 یعنی ایک دن کوئی فقیر سائل نزدیک امیر المؤمنین حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے
 آیا اور ان سے کسی چیز کی توقع کی تو حضرت حسین نے کہا کہ تو توقف کر یہاں
 تاک کہ کوئی چیز پیدا ہو۔ فقیر نے ان کو گالی دی حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا
 کہ اے فقیر! اپنے فقر سے آشفته و پریشان ہو گیا ہے۔ میری ماہوار جویت المال
 میں ہے وہ میں نے تجھے بخشے وہ فقیر تر مندہ ہو گیا۔ پھر حضرت امیر المؤمنین حضرت

حسین رضی اللہ عنہ نے بیت مذکور پڑھا۔ یعنی ہم بٹے بٹے پہاڑ ہیں ہم
 کو سخت چلنے والی ہوائیں نہیں ہلاتی ہیں۔ تڑجی اسی تحریک از جوار الحریک
 یعنی تحمل و برداشت ہمارا وظیفہ ہے پھر اس فقرہ پر متوجہ ہوئے فرمایا کہ سادات
 کو اپنے دادا کی پیروی کرنی چاہیے۔ عقہ نہ کرنا چاہیے۔ پھر یاران بزرگ کی
 طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ عیسا میرا فرزند یا علامہ عبداللہ بن مرد عظیم ہے اور سادات
 با ادب۔ اور دعا گو کی صحبت کا ملازم رہتا ہے اور دو اعتکاف اربعین ہمارے
 ساتھ کئے اپنے دادا کا متابع یعنی پیرو ہے فرمایا کہ سادات کا مزاج مختلف
 کہاں سے ہے میں نے اس طرف کے محدثوں سے پوچھا تو یہ جواب دیا
 کہ مزاج مختلف اس سبب سے ہے کہ بعض سادات غیر کفو کی عورتوں سے
 نکاح کرتے ہیں۔ گاؤں کی لڑکیوں اور لونڈیوں سے بچے جناتے ہیں انکے
 رنگ حبش میں آتی ہے۔ مزاج مختلف اس سبب سے ہے مناسب تحمل کے
 حکایت شیخ جمال الدین اوچہوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمائی۔ کہ وہ
 بغایت متحمل تھے ایک دن ان بزرگوار کے پاس سیاح قنبر آئے۔
 وہ ان کے واسطے نان دروغن لائے قنبر لوگ حقاہ ہوتے اور سینچیں
 کھینچیں اور کہا کہ تو ہمارے واسطے بکری کا گوشت اور پینی و قرص و سالن
 نہیں لانا ہے۔ نان دروغن لانا ہے شیخ بمعزت پیش آئے کہ اسے
 درویشو جو کچھ موجود تھا وہ میں لہتا ہوں اسے لایا انہوں نے نہ سنا شیخ نے
 اسی وقت بکری اتار لی اور سران کے آگے رکھ دیا اور کہا تم مارو جب
 انہوں نے ایسا تحمل دیکھا تو وہ ہے کی سینچیں انکے ہاتھوں سے گر پڑیں۔

ف سادات کو اپنی جد کی پیروی چاہیے
 ف سبب عقہ سادات

سب کے سب پاؤں پر گر پڑے پس روئے مبارک بریں فقیر اور دنا شر موند فرزند
 من این قائده کمال امیر المؤمنین حسین رضی اللہ عنہ و شاعر عربی بنویس کہ سادات
 عنقد بات را نصیحت باشد ایقاً ایک عزیز نے خدمت میں قصیدہ لامیہ
 پڑھا بیت اس باب میں کھتی ہے

مُرِيدُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ الْقَلِيمُ وَ لَكِنْ لَيْسَ بِرَحْمَةٍ بِالْحَالِ
 اسی بالشّر هو الکفر والمعاصی سے الشر بالمحال لانہ محال الشرع لا العقل
 قوله تعالى ان تکفروا فان الله غنی عنکف لا یرضی لعباده الکفرو ان تشکروا
 یرضه لکد و قوله لا احر و لکن الله حبیب الیکم الا یمان وزینہ فی قلوبکم
 و کره الیکم الکفر والفسوق والعصیان حاصل یہ ہے کہ رضا اللہ تعالیٰ
 کی خیر میں ہے شر میں نہیں ہے قوله تعالیٰ ینس الاسم الفسوق بعد الایمان
 یعنی یہ نام ہے فسق بعد الایمان لانے کے۔

ذکر ابدال

ایضاً ذکر ابدال کا نکلا فرمایا البذل لاء جمع البذیل کا حکماء جمع الحکیم
 سے بذیل لانہ یبذل مقامہ بعد وفاتہ غیرہ الی یوم القیامہ و لیس
 هذا المعنی فی الشیخ لانہ مرشد یعنی ابدال کو ابدال اسلئے کہتے ہیں کہ
 بدل کیا جاتا ہے اُسکے مقام میں دوسرا اور اسکی وفات کے قیامت تک
 ابدال صوفیہ ہیں دیوالے نہیں ہیں۔ لیکن خالق سے گزریاں وہیں ہوتے

ہیں اور یہ معنی صحیح میں نہیں ہیں اس لئے کہ وہ مرضیہ سے درمیان خلق کے ارفاد کرتا ہے۔ وہ قائم مقام پیغمبروں کے ہے کہ وہ خالق کے درمیان میں رہے ہیں اور راہ حق دکھانے کے لئے قولہ تعالیٰ قل ہدک سبیلہ ادعوا لی اللہ علی بصیرۃ اننا ومن اقبضی یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کہو کہ یہ میری راہ ہے میں بلاتا ہوں طرف اللہ کے پینائی دل پر ہوں میں میرے پیرو آپ کے پیرو مشائخ ہیں کہ علم و عمل کے ساتھ خلق کی تربیت کرتے ہیں ایضا ذکر اس بات کا نکلا کہ اگر کوئی روزہ والہ کسی مجلس میں جا پڑے اور نہ کھائے تو اس کو ثواب سے حدیث صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام الصائم اذا اکل عندک استغفر لہ الملائکۃ ما داموا یا کلون اکل فعل ماضی مجہول ہے یعنی جس وقت کہ نزدیک روزہ دار کے کھانا کھا میں تو بخشش ہائے ہیں اس کے واسطے فرشتے جیب تک کہ نزدیک اس کے کھائیں۔ اس لئے کہ اس کا دل تو کھانا کھانے کی طرف میل کرتا ہے اور وہ اس کو باز رکھتا ہے ایضاً یہ حدیث شریف فرمائی کہ من اشتغل بما لا یعنیہ فاقہ ما یعنیہ ای من اشتغل بما لا ینفعہ فاقہ ما ینفعہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مشغول بہتے ساتھ ایسی چیز کے کہ نفع نہ کرے اس کو تو ذلت ہو جائے گی اس سے وہ چیز کہ اس کو نفع کرے مراد اس سے یہ ہے کہ مباح کے کرنے میں نہ ثواب ہے نہ عقاب بلکہ نخصت ہے پس اس چیز میں مشغول ہو کہ ہمیں ثواب ہے تاکہ یہ اس کے سببے ٹوٹ نہ ہو جائے اور یہ مسنون و مستحب کا کرنا ہے یعنی مباح کے عوض مسنون و مستحب کیوں نہ کرے کہ ثواب پائے

ف روزہ دار کے اور کھانا کھانے میں تو فرشتے اس کے واسطے استغفار کرتے ہیں

ف ذکر مایعنی وما لا یعنی یعنی مفید وغیر مفید۔

فائدہ لاءِ اللہ الملک الحق المبین

ایضاً فرمایا حدیث صحاح ہے من قال لا اله الا الله الملك الحق المبين
 حائتہ مرۃ کل یوم استغنی بها ودخل الجنة یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کلمہ مذکور ہر روز سو بار کہے تو وہ لوگوں سے جہنم اور جنت
 میں داخل ہوئے یہ معمول دعا گو کا ہے جس ہر روز پڑھتا ہوں اس فقیر کو فرمایا
 کہ تم بھی ہر روز سو بار پڑھو۔

سی وسہ آیہ

ایضاً فرمایا کہ سی وسہ آیہ کو رات میں پڑھے اس لئے کہ شیخ کبیر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کے اوراد میں ہے اور حدیث صحاح ہے کہ من قرأ قلۃ وثلاثین آیۃ
 من القرآن فی منزلتہ ادنی او فی قافلۃ امر اللہ الملائکۃ ان یحفظوہ
 من قطع الطريق والسارق یعنی جو کوئی پڑھے تینتیس آیتیں قرآن کی
 اپنے گھر میں اگر چوراہے تو اٹھائے اور جہنم سے نکلے اور جو کوئی قافلے میں پڑھے تو
 حق تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے کہ وہ اس کو اس سے نگاہ نہ رکھیں کہ راہ زین و چوہ
 مفرت کا ارادہ کریں اسے کا قلعہ انکے گرد بنا دیں ایسا کہ وہ معائنہ کریں پس پڑھے
 مبارک بریں فقیر اور دنا فرمودنا قرآن میں تینتیس آیہ آیت را مالازمت کنید
 لو اب پروردگارم ایضاً یہ حدیث شریف فرمائی کہ قولہ علیہ السلام
 انا وکافل الیتیم فی الجنة کما تین صحیح

واشارہ الی السبب فیہ والوسطی یعنی آپ نے فرمایا کہ میں اور پالنے والا تمہیں
 کا کہہ دیا انت سے نگاہ رکھے بہشت میں ایک جگہ ہوں گے اور دو انگلیوں سے
 اشارہ فرمایا یعنی کلمے کی اولیٰ بیچ کی انگلی۔

نگاہ و اثنت حیوانات

ایضاً ایک بکری چلاتی تھی یاروں نے پوچھا کہ شاید یہ بیچارہ بکری بھوکے ہے
 یا پیاسی وہن بستہ ہے۔ یعنی بات نہیں کرتی ہے کہ اپنے حاجت کا اظہار
 کرے۔ فرمایا حدیث صحاح ہے **قوله علیہ السلام ظلامۃ الانسان یعنی ظلم کرنا**
وایہ کا عیسے گھوڑا اور جانور و اونٹ و خروگدھا وغیرہ سخت تر ہے آدمیوں کے
ظلم کرنے سے آدمی اگر بھوکا یا پیاسا ہو یا کوئی حاجت رکھتا ہو یا کسی نے اس
پر ظلم کیا ہو تو وہ کہہ سکتا ہے بیچارے حیوان وہن بستہ ہیں۔ کوئی نہیں جانتا
ہے کہ بھوکے ہیں یا پیاسے یا کوئی درد کہتے ہیں۔ فرمایا کہ میں اسی جہنم کے
اپنے پاس سوا ہی نہیں رکھتا ہوں اگرچہ سواری پر نماز جائز ہے۔ اور ڈولی
میں دست نہیں ہے ایک عزیز نے پوچھا کہ ڈولی میں سوا ہونا آیا ہے
فرمایا کہ آیا ہے پس لئے ہمارے بڑے فقیر اور وہ فرمودندہ فرزند من میں فاقہ نہیں

سلوک و سیر و طیر

ایضاً فرمایا کہ سلوک ہے اور سیر ہے اور طیر ہے سلوک تو عبادت بدنی ہے اور
 سیر معنی اور پاک ہونا دل کا ہے اور طیر صفت ہے روح کی اگر اس کو حق کے ساتھ

فوقی میں سوا ہونا درست ہے

محبت ہو جائے آپ فقیروں اور فرزندِ نازنین اس فائدہ نبویں کہ نایہ سالک مست

مجتہدین

ایضاً فرمایا کہ مجتہدین میں حق ایک سے اور وہ نزدیک اللہ کے ہے قیامت
کو ظاہر ہوگا۔ اگرچہ خطا ہو مگر خیر نہ ہوگا۔ اسلئے کہ اجتہاد سے تھا اس باب
میں ایک حدیث صحیح ہے قولہ علیہ السلام المجتہد یخطئ و یصیب فان
اصاب فله کفلا من الاجروان اخطأ فله کفلا من الاجر یعنی مجتہد اگر دین
میں خطا کرے۔ تو بھی صواب پر جائے۔ اگر وہ بصراب تھا تو اسکے مسد اجتہاد
کے دو ثواب ہونگے۔ ایک تو اجتہاد کا اور دوسرا بصراب ہونے کا اور اگر مستلے میں
خطا کی۔ تو اس کا ایک اجر ہوگا۔ جہت اجتہاد سے پھر اس فقیر پر متوجہ ہوتے۔
فرمایا فرزند من اس میں کوشش کرو کہ چار دن مذہب پر باتفاق عمل کرو۔
فرائض و سنن میں جہاں کہ ممکن ہو جیسا کہ تم نے فقہ میں پڑھا ہے میں نے عرض
کیا کہ کچھ اُس سے بیان فرمائیے تاکہ دل میں مستحکم بیٹھ جائے۔ فرمایا۔ واما شافعی
رحمہ اللہ کے قول پر فاتحہ فرض ہے امام و مفتی دو لو پر اور امام مالک رحمہ اللہ
کے قول پر فاتحہ مع ختم سورت واجب ہے اور وہ اس حدیث شریف
سے متک کرتے ہیں قولہ علیہ السلام لا صلوة الا بفاتحة الكتاب و ضم
سورۃ جمعہا یعنی نہیں ہے نماز مگر ساتھ الحما کے اور ساتھ بالائے ایک سورت
کے ہمراہ اُس کے اسی جہت سے دعا گو نے امام کو کہ وہاں ہے کہ نماز چہرہ
میں درمیان فاتحہ و سورت کے وہ دعا پڑھا کرے جو کہ عوارف میں مروی ہے

فاتحہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فرض ہے مقتدی پر۔ اور دعا گو بھی
 اُس کو خوب پڑھ لیتا ہے۔ یہاں تک کہ امام دعا پڑھتا ہے اور ان سب پر
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے اور استماع و انصات
 بھی ہو جاتا ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر مسح ہر گز
 شرط ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے قول پر مسح تمام ہر گز فرض ہے۔
 لاطلاق قول تعالیٰ و امسحوا برؤسکم اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ
 کے قول پر دو چیزیں ضرور لوٹنے والی ہمارے قول سے زیادہ ہیں۔ ایک
 چیز یہ ہے کہ ہاتھ یا بدن اپنی شہ گناہ کو پہنچ جائے۔ برابر ہے کہ شہوت
 سے ہو یا بغیر شہوت کے اور اسی طرح اگر ذکر کو کیف و نسبت سے پکڑے
 تو وضو ٹوٹ جائے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر اگر وہ دو چیزیں
 شہوت سے ہوں تو وضو ٹوٹ جائے۔ اور ہمارے قول پر نہ تو شہوتیں بغیر
 پر متوجہ ہونے فرمایا۔ فرزند من اس میں کوشش کرو کہ فرائض میں باتفاق چاروں
 مذہب کے عمل کرو تا کہ جس مذہب کا آدمی اسے اقتدار کے و کیف
 یحصل قطوعاً و حتمی لا ینکمل و ینتہ فرائضہ اتفاقاً یعنی کہ نہ قبول
 ہو فعل آدمی کی یہاں تک کہ تمام نہ ہو جائیں فرائض اس کے باتفاق چاروں
 مذہب کے فرزند من اس میں فائدہ پکیر یا

سماح و وف و طیل

ایضا فرمایا کہ سماح میں اختلاف ہے لیکن قرب و فراق چاروں مذہب میں حرام

ہے مگر نکاح میں قولہ علیہ السلام اَعْلَنُوا النِّكَاحَ وَلَوْ بِالِذِّفْرِ یعنی تم ظاہر کرو
 نکاح کو اگرچہ ساتھ وقت کے ہو اور یہ ہمارے بعض اصحاب کا اختیار ہے اور
 امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی اختیار ہے اور طیل بجانا درست نہیں ہے
 مگر لڑائی کے وقت درست رکھا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ قافلے کے
 چلنے میں بھی درست ہے تاکہ راہ بھولا ہوا طیل کی آواز پر آجائے اور پہنچ
 جائے پس روئے مبارک بریں فقیر اور وفرد فرمودند فرزندنا من بتولس ایضاً فرمایا
 الْحَزْنُ بِالْفَتْحِ اَنْدُوکِیْسٍ کَرُونِ مِنْ بَابِ سَمِعَ لَسَمِعَ وَبِاسْکُونِ اَنْدُوکِیْسٍ شَدَانِ مِنْ
 بَابِ حَسَنٍ حَسِّنٌ اِیضاً فرمایا کہ درمیان دفع و رفع کے فرق ہے۔ دفع تو
 اُس چیز کا ہوتا ہے کہ جس میں عدم ہو اور دفع اُس چیز کا ہوتا ہے کہ اُس کا
 وجود ہوا ہو۔ ایں فقیر فرمودند بکیر یا ایضاً فرمایا کہ اگر کھالے میں عبادت کی
 نیت ہو تو حجاب لڑائی خالص ہوتا ہے اور اگر اُس کے ساتھ اور کوئی نیت
 ہو تو ایسا ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی دہواں ہو ایضاً فرمایا کُلُّ طَرَّةٍ اَبْرَشِیْمٍ کَا
 دَعَا کُوْنِ اُسْ طَرَفِ رَافِضِیُوْنَ سَے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ پورا ریشمی کپڑا پہننا
 زمانہ قلیل ہیں درست ہے اُن کا یہ قول باطل ہے۔ اہل سنت و جماعت
 کہتے ہیں کہ اعتبار اَبْسِ پتے کا ہے نہ زمانے کا یعنی اصل پہننا محض حرام
 ہے خواہ زمانہ قلیل ہو یا کثیر اسلئے کہ حدیث صحاح میں ہے قَالَ عَلِیْہِ السَّلَامُ
 هَذَا اِنْ حُرِّمَانَ لَذُوْرَامَتِیْ وَحَلَّ لَنَا قَتْمِیْنِ یعنی آپ نے فرمایا کہ یہ دو نوجوام

ف فرق میان دفع و رفع
 ف فرق میان ابرشیم کا
 ف فرق میان ابرشیم کا

اے ذالام حونا بالغم اندوہناک گروا نید اورا کارا زہ نصر حین حونا بالغم و بحرک اندوگین
 شدن از سمع ملتے الادب۔

کہتے ہیں میری امت کے مردوں کو اور حلال لکے گئے ہیں ان کی عورتوں
کو اور اشارہ فرمایا طرف سحر نے اور لہجیم کے پس یہ دو نہ محض حرام ہیں یعنی مردوں
پر اس فقیر اور مردوتا میں قائمہ ہوئیں

ذکر سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایضاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت یعنی چال چلن برتاؤ کا ذکر کیا
کہ آپ اچھی چیز کو اختیار نہ فرماتے تھے۔ یعنی اگر دو کپڑے یا اور کوئی سامان
و اسباب لائے ایک قیمتی ہو یا اور دوسرا سہل یعنی غیر قیمتی تو آپ سہل کو اختیار
فرماتے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن یعنی اچھے کو قبول
فرماتے تو امت کہتی کہ ہمارے پیغمبر نے تو اچھا اختیار کیا ہے ہم بھی ان کی
متابعت و پیروی کرتے ہیں مناسب اس کے یہ بھی فرمایا کہ جس چیز میں
دنیا و آخرت کی خیر ہوتی اس سے احتراز فرماتے۔ یعنی وہ کام کہ اس میں
دنیا و آخرت کی مشارکت ہوتی تو جس کام میں کہ محض خیر آخرت کی ہوتی اسی کو
اختیار فرماتے پس دل و دلش کو اسی طرح چاہیے تاکہ اپنے پیغمبر کی پیروی کرے
جو چیز کہ محض آخرت کی ہو اسی کو اختیار کرے۔ اس جگہ چشم پر آیت فرمائی
مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ جمال اوچھوی قاضی ابن اللہ
سہرہ ایک تنگ باز ارباب واسطے کپڑے کے بیچتے اس کی چادر لائے گاڑی
کہ تا وہ تہہ نہ بنے بھی اس سے لپنتے اگر لوگ کہتے کہ آپ کچھ چاندی اور دو
تاکہ ہمیں کپڑا بیچنے اچھا لے آئیں تو فرماتے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے ایسا ہی اپنا ہے ایضا فرمایا کہ اُس طرف جو شخص بیرون کرتا ہے
 یعنی مرید ہوتا ہے تو چند روزہ ذکر کا حکم دیتے ہیں اور حجرے سے نیتے ہیں مشائخ
 کبار اسی شخص کو دیتے ہیں کہ جو اُس کے لائق ہوتا ہے اور جو ویسا نہیں ہوتا
 ہے تو اور اذکار کا حکم کرتے ہیں تاکہ بیکار نہ رہے۔ جیسے کہ دعا گو حکم کرتا ہے
 مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن نزدیک قطب عالم
 دکن الحق والدین قدس اللہ سرہ کے ایک امیر واسطے پونہ کے آیا اور توبہ
 کی پیشگی نے اُس کو ٹوپی دی ایک درویش اُس جگہ حاضر تھا۔ کہا کہ ایسے
 آدمی کو ٹوپی دیتے ہیں۔ وہ تو دنیا کے کام میں مشغول ہے۔ شیخ نے جواب
 فرمایا کہ اے عزیز اگر وہ بسبب ایک ٹوپی کے گناہ سے باز آئے اور اُس
 کی جہت سے بخشا جائے تو کس لئے میں اُس کو ٹوپی نہ دوں ایضا فرمایا کہ
 کہ جب مترجم یعنی پاخانے میں جائے تو مروی ہے کہ یہ دعا پڑھے۔
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْجَبَّارِ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا جَلَ
 الْخَلَاءِ مِنَ الشَّيْءِ بِنَاهُ مَا كَتَبَ هُوَ سَاحِقٌ تَرَى حَمْرًا مَرْدُودًا أَوْ حَمْرًا مَرْدُودًا
 سے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کلموں کو فرماتے جبکہ پاخانے میں داخل
 ہوتے یہ لوگ اس جگہ میں واسطے ایذا دینے آدمی کے حاضر ہوتے ہیں
 جب وہ یہ کلمے کہہ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے شر سے اُس کو محفوظ
 رکھتا ہے اور وہ کوئی تکلیف و تکلیف اُس کو نہیں پہنچا سکتے اور یہ کلمے پاخانے
 کے دروازے کے آگے ہیں اور پاخانے میں چلے جائیں اور چاہیے کہ
 منہ اور پیٹھ قبلے کی طرف نہ کریں۔ اسلئے کہ حدیث صحیح میں ہے تَوَلَّى عَلَى السَّلَامِ

جن آدمی پاخانے

لا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها في الحلاء ولكن شراً قوا وعن ابى اناس
 قال ذلك في المدينة لا خيرة يعني تم قبلے کی طرف موہنہ ست کرو اور نہ پیٹھ کرو
 پاخانے میں و لیکن مشرق و مغرب کی طرف کرو۔ آپ نے یہ حدیث مدینہ شریف
 میں فرمائی ہے۔ اسلئے کہ مدینے میں قبلہ بائیں جانب ہے مقصود اس
 حدیث شریف سے یہ ہے کہ قبلے کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ
 اس طرف موہنہ اور پیٹھ کرنا مکروہ ہے۔ جیسے کہ کتاب متفق کی نظم ہے یہ

یسر کا نحو القبلة لتخلی هكذا البول ومد الرجل

یعنی قبلے کی طرف پاخانہ پھرنا مکروہ ہے۔ اور اسی طرح پیشاب کرنا اور پاؤں
 دھالنا کرنا یعنی یہ دونوں بھی مکروہ ہیں۔ فقہ میں ذکر کیا ہے؛ مکرہ الاستقبال
 والاستدبار الى القبلة في الحلاء وقيل لا مکره الاستدبار یعنی مکروہ ہے
 منہ کرنا اور پیٹھ کرنا طرف قبلے کے پاخانے میں اور بعض نے کہا کہ پیٹھ کرنا
 مکروہ نہیں ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ جب پاخانے میں جائیں تو بائیں ہاتھ
 بائیں گال پٹیل غم نہروں کے رکھیں۔ بائیں خیال کہ طعام ایسا پاک و عزیز تھا
 گناہ کی شومی سے بچا ست مغلظہ ایسا پیدا ہو گیا کہ اگر کپڑے یا بدن سے
 لگ جائے تو اس کا دھونا واجب ہو جائے پھر فرمایا کہ ایسا رو او لیسا کے
 فضلہ سے بدلو نہیں آتی ہے بلکہ خوشبو آتی ہے دعا گو لے یہ بات تحقیق یقین کی
 ہے چنانچہ مروی ہے کہ میں اگندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہی
 کہ میں تاک خوشبو آتی تھی۔ پس کہو سے مبارک بریں فقیر اور دنا فرمودہ فرزند من
 این دعائے در آمدن مستراح بنویس غیب مست

و پس انگندہ ایسا روایا کے خوشبو آتی ہے

یعنی مقررہ طرف رو بہ راست کے ہر ایندہ (ان) آباد ہے گا اور اسے سب سے بہتر رہ گئے
 اور مرد پہنچ گئے کہ انہوں نے آبادی کا راستہ لیا فرمایا کہ دعا گو اس بیت کو شجروں
 میں لکھواتا ہے۔ ایضاً فرمایا ان فقیرا جاء یوما الی رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی احبک فقال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم یا فقیر استعد للموت یعنی ایک فقیر ایک دن غایت میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا اور کہا یا رسول اللہ بیشک میں آپ کو دوست
 رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا اسے فقیر! تو جا موت کے واسطے تیاری کر ایضاً
 فرمایا قرآن میں سبق پڑھ میں نے شروع کیا ترتیب اس میں تھی کہ ینیغے للمومن
 ان یعلم ان التوفیق من الفعل مستویان لا من قبلہ ولا من بعدہ فمن
 قال قبل الفعل فهو جبری ومن قال بعدہ فهو قدری واعلم ان العباد
 قد اُعطي قوة العمل فکلف بذلک حتی یلزم علیہ ولم یُعط قوة التوفیق لانه
 صفة الرب عن رجل فالقدری یقول الخیر ولشئ منی وليس من اللہ تعالیٰ
 فیہ فعل والخیر یقول الخیر والمشر من اللہ تعالیٰ وليس فیہ فعل فالقدری
 اضاف الی ربوبیة الی نفسه والجبری اضاف العبودیة الی اللہ تعالیٰ واعلم
 ان من کان عن غرضه وقصدہ وعن مہمہ ومزادۃ الطاعة وطلب رضا اللہ
 تعالیٰ یجد التوفیق ومن کان عن غرضه وقصدہ وعن مہمہ ومزادۃ المعصیة
 وما فیہ غضب اللہ تعالیٰ لا یجدہ ذلک قوله تعالیٰ والذین جاہدوا
 فینا لنهدنہم سبلنا وان اللہ مع المحسنین یعنی مومن کو چاہئے
 کہ جائے کہ توفیق ساتھ عمل کے باہر نہ آگے نہ پیچھے اور معنی توفیق کے سزاوار

کہ ہند سے اظہار عطف کے لئے ہیں۔ احقر

و بحسب قول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی موافق کرنا ہے لعنت میں و فی الاصطلاح جعل فعل العبد موافقا
 لرضاء الرب یعنی موافق کرنا ہے کے اصطلاح میں کرنا بندے کے فعل کا ہے
 موافق رضائے خداوند تعالیٰ کے اور جو شخص کہتا ہے کہ توفیق بندے کی
 فعل سے آگے ہے، اس کو جبری کہتے ہیں اور وہ ایک گروہ ہے بد مذہبوں
 کا۔ عرب میں اور جو شخص کہتا ہے کہ توفیق بندے کی فعل سے پیچھے ہے۔
 وہ قدری ہے۔ یہ گروہ بھی بد مذہب ہے۔ پس قدریہ اضافت نسبت ربوبیت
 کی طرف اپنے نفس کے کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھلائی برائی ہم سے ہے
 اور اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی کام نہیں ہے۔ یعنی وہ خدا کے طرف سے
 نہیں ہے اور اس نے پیدا نہیں کیا ہے اور جبریہ کہتے ہیں کہ خیر و شر یعنی
 بھلائی برائی خدا سے ہے اور اس میں ہمارا کوئی کام نہیں ہے۔ یعنی منکر
 ہیں۔ بندے کو فاعل مختار نہیں جانتے ہیں یہ گروہ جبریہ کا اضافت یعنی نسبت
 عبودیت کی طرف اللہ تعالیٰ کے کرتا ہے اُن دنوں گروہ کا قول عقلاً و نقلاً
 باطل ہے جان کہ اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ جس شخص کے غرض
 و مقصود و ارادہ و مراد حق کی طاعت و فرمانبرداری اور خداوند تعالیٰ کی طلب
 رضائے تودہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق پاتا ہے۔ اور جس کی غرض
 و مقصود و ارادہ و مراد معصیت و نافرمانی حق کی ہے اور وہ چیز جس میں اللہ
 تعالیٰ کا غصہ ہے تو وہ توفیق کو نہیں پاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ نے فرمایا
 ہے کہ جو لوگ مجاہدہ کرتے ہیں واسطے ہمارے تو ہم اُن کو اپنی راہیں تیار
 دیتے ہیں۔ اور بیشک اللہ ہر آئینہ ساتھ ہے نیکیوں کے یہ ساری تزیین تشریح

اَلَا مَا رَحِمَ رَبِّي اِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَحِيْمٌ يَعْنِي فِي اِيْنِهٖ نَفْسٌ كُوْبْرَى لَهٗنَّ
 كَرْتَا هُوْنَ بِشَاكٍ نَفْسٍ اَلَيْتِيْهٖتْ حَكِيْمٌ كَرْتَا هُوْنَ بِرَاۤى كَا كُوْبْرَى
 رُبُّ لَهٗ مَهْرَبَاتِيْ كِي تُوْبِسْ اُسْ قَصْدِيْ سَهٗ يَا اَدَاۤى اِيْهٖ قَصْبٌ وَّرَاۤى سَهٗ يِهٖا سْ تَاك
 كَهٗ ذُوْبِتْ زَلِيْحَاۤى كَهٗ عَشْتَقْ كِي حَضْرَتِ يُوْسُفَ عَلِيْهِ السَّلَامُ سَهٗ وُهَا سْ تَاك پُهْنِجِي كَهٗ
 جَوَاثِ سِجَانَهٗ نَهٗ بِيَا نَ فَرَاۤى سَهٗ قَدْ شَخَّضَهَا حَتَّابِيْعٌ حَضْرَتِ يُوْسُفَ
 عَلِيْهِ السَّلَامُ كِي حُبِّ زَلِيْحَاۤى كَهٗ پُرُوْهٗ وُلْ سِي تَهْرِيْجِ كِي زَلِيْحَاۤى بُوْلِي كَهٗ اَكْرُوْسُفَ مِيْرَا
 كِهٖنَا نَهٗ سَهٗ كَا۔ اُوْر مِيْرِي مَرَا وَا حَمِي طَرَحِ سَهٗ حَا صِلْ نَهٗ كَرِي كَا۔ اُوْسِي كِهٖ
 كَرُوْسِي كُو قَيْدِ كَرَا وُلْ كِي۔ پَسِ حَضْرَتِ يُوْسُفَ عَلِيْهِ السَّلَامُ سَهٗ قَيْدِ خَا نَهٗ اَخْتِيَا
 فَرَاۤى ا۔ اُوْر كِهٖنَا سَهٗ كَهٗ وَنَهٗ پَشْكَ۔ جِي سَهٗ كَهٗ اَلْ تَعَا لَهٗ تَقْرِيْرُ يُوْسُفَ عَلِيْهِ السَّلَامُ
 سَهٗ خِيْرَتِيَا سَهٗ۔ لَيْتُنْ كَرْتَا يَفْعَلُ مَا اَمْرُوْا لَسْتُمْ جَنِّنٌ وَّلَيْكُوْنَ نَاۤىمِنَ الصَّاۤخِرِيْنَ
 قَالِ رَبِّ السُّجُنْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنِي الْيَهُودَ اِلَّا تَحْصِرُفْ عَجَبٌ
 كَيْدَ هُنَّ تَا جَا رَهِيْدِيْنَ يَعْنِي زَلِيْحَاۤى نَهٗ كِهٖا اَكْرَهٗ كَرِي كَا يُوْسُفَ جُوْبِسْ اُسْ كُو
 حَكِيْمِ دِيْتِي هُوْل۔ تُوْهْرَاۤى نَهٗ وُهٗ قَيْدِ كِيَا جَا تِي كَا اُوْر ذَلِيْلُوْلِ سَهٗ هُوْ كَا۔ حَضْرَتِ
 يُوْسُفَ نَهٗ كِهٖا يَا رُبُّ قَيْدِ خَا نَهٗ دُوْسْتِ تَرِيْ طَرَفِ مِيْرِي سَهٗ اُسْ خِيْرِي سَهٗ
 جِسْ كِي طَرَفِ وُهٗ مَجْهٗ كُو بِلَا تِي هِي۔ اُوْر اَكْرُوْهٗ پَهِيْرِي كَا مَجْهٗ سَهٗ كَرَا كَا وُ طَرَفِ
 اُنْ كَهٗ مَآكِلِ هُوْ جَا وُلْ كَا۔ اُوْر هُوْ جَا وُلْ كَا جَا هِلْ نَا وَا وُلْ سَهٗ بَعْدِ اَكْرَهٗ
 فَرَاۤى اُسْ طَرَفِ مِيْرِي نَهٗ بَعْضِ دُوْ وِيْشُوْلِ سَهٗ سَنَا سَهٗ كَهٗ اَخْرَشْتِ مِيْرِي
 يَهٗ دَبَا عِي پُتْ هَتِي هِي سَهٗ

اَلِهٰى كَرْتَا رَكْبَتٌ عَلٰى الْحَطَاۤىَا فَهَبْ لِيْ تُوْبَةً قَبْلَ الْمُنَاۤىَا

فَدَامَتْ قَدَامَةٌ اِرْحَوَالِيكَ سَيَغْفِرُ لَكَ رَبُّكَ الْبَرَاءِيَا
 فرمایا کہ المنا یا میں الف و لام جنس کا ہے یعنی جمعیت کا مبطل ہے مراد
 اُس سے ایک سے یعنی یہی ایک موت نہ بہت سی موتیں تھیں اور موت
 واسطے استقبال کے ہیں لیکن میں تو واسطے تعجب کے اور سو ف واسطے
 تانیہ کے آتا ہے۔ معنی رباعی کے یہ ہوئے کہ الہی میں کتنا گناہوں پر سواد
 ہوا ہوں یعنی میں کس قدر گناہوں کا مرتکب ہوا ہوں۔ سو لو موت سے پہلے
 مجھ کو توبہ عنایت کر۔ میں پشیمان ہوا ہوں پشیمان ہونے کو انتہائی پشیمان ہوں،
 میں تجھ سے امید رکھتا ہوں کہ عنقریب خداوند مخلوق کا میری لغزش کو بخش دے گا
 پس روتے مبارک بریں فقیر اور دنا فرمودنا۔ فرزند من این فائدہ بنویس۔

دو رکعت بعد وتر

ایضاً فرمایا کہ بعد وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور نیت تشفیعاللوتر
 کی کرتے ہیں تاکہ یہ دو رکعت بجائے جو کئی رکعت کے ہو جائیں اسلئے کہ
 نماز بیٹھے کی اندرون کے ثواب کے آدمی ہے نماز کھڑے ہوئے سے
 کیونکہ حدیث صحیح میں ہے **قوله عليه السلام صلوة القاعد نصف صلوة القائم**
 فرمایا کہ یہ دو رکعت بعد وتر کے وہ شخص پڑھے کہ جو وتر کے بعد تھک پڑھے گا تو
 پہلا وتر نقل ہو جائے گا وہ چار رکعتیں ہو جائیں گی۔ اور جو شخص کہ تھک پڑھے
 وہ یہ دو رکعت بعد وتر کے نہ پڑھے اس فقیر فرمودنا۔ فرزند من این فائدہ
 بنویس دعا گو میکن۔

صلوة الاحزاب

فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من صلی اربعاً
 صلوة الاحزاب بعد اداء الظہر قہراً غداؤہ لاسیما بعد الدین
 الشیطان وحنودہ یعنی جو شخص کہ پڑھے چار رکعتیں نماز احزاب کے بعد نماز
 ظہر کے تو مقہور ہو جائیں گے۔ دشمن اُس کے خاص کر دین کے دشمن شیطان
 اور اُس کا لشکر اس فقیر را فرمودند فرزند امن بگریہ۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم

ایضاً فرمایا کہ جس وقت کوئی نفعہ یعنی نوج بوج محتاجی سے عاجز ہو جائے
 تو وہ سو بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم پھر روز لازم کرے کسی کا محتاج نہ ہوگا
 مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ اچھ میں ایک درویش تھا عیال لڑا
 نفقے کے سبب سے عاجز ہو گیا تھا۔ نزدیک شیخ جمال الدین ادھری
 جمہرات تعالیٰ کے آیا اور احوال اپنا بیان کیا کہ میں عیال دار ہوں۔ اور کچھ
 کسب نہیں کر سکتا ہوں، نفقے کی جہت سے عاجز ہو گیا ہوں۔ شیخ نے
 اُس سے فرمایا کہ تو ہر روز لے ناغہ عبد بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم
 وظیفہ کزدنق تیرا فراخ ہو جائے گا۔ اور ایک سیاہی بھی ایسا ہی تھا اسکو
 بھی آپ نے اسی طرح فرمایا وہ غنی ہو گیا۔ فرمایا حدیث صحاح میں ہے۔
 قولہ عذیبہ السام لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم کنز من کنوز اللہ تعالیٰ

فی الارض یعنی لاجول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم ایک خزانہ ہے اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے لئے زمین پر این فقیر را فرمودہ فرزند من شما ہم بگیریید

یابید لعل العجائب

ایضاً اسطے کفایت ہمت کے من قال یابید لعل العجائب اتنی عشر الفین
 ہرۃ و این لیسیتطع فالقاوما تین مرۃ کفیت مہماتہ یعنی جو شخص یابید لعل العجا
 بارہ ہزار بار کہے اور اگر نہ کہہ سکے تو بارہ سو بار کہے اسکے ہر ہم برائی کی بجز ہے

حقبات طالب

ایضاً فرمایا طالب حق کو گھائیاں نشیب و خزانہ پیش آتی ہیں وہ اس طلب
 سے باندہ متا ہے اور دنیا میں مشغول ہو جاتا ہے۔ ترقی نہیں ہوتی ہے
 پس طالب کو چاہئے کہ حق سے التجا کرے تاکہ وہ اس کو ان گھائوں سے
 پار کرے۔ قولہ تعالیٰ ان لا یلیحاً من اللہ الا الیہ ایضاً فرمایا کہ گارہ روں
 میں شیخ امین الدین کے خانقاہ میں چند فقیر ملتانی تھے۔ دوسرے یارہ
 چمچے تو ان سے کہا کہ تم ہم میں نظر کرو۔ انہوں نے کہا کہ تم تو اب تک حجاب
 ظلمانی میں ہے ہوتے ہو جب ان کو مکا شفقہ ہوا تو انہوں نے جان لیا
 قبول کیا کہ ہاں ہم حجاب میں ہے ہوتے ہیں جب دعا گو گارہ روں میں پہنچا
 تو شیخ امام الدین برادر شیخ امین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جس وقت دعا گو
 کا عیب دیکھا تو کہا کہ سجاوہ وجہ عیب و مقرر من سید جلال الدین کو دیں۔ وہ

اُس جگہ پہنچا امانت رکھی تھی دعا گو نے دی پھر میں نے کہا کہ تم مجھ پر نظر کرو
 کہا ہم تم پر نظر نہیں کر سکتے ہیں قسم کھانی والے جو کچھ کہ دعا گو نے شیخ
 رکن الدین اولیٰ شیخ نصیر الدین دامت برکاتہما سے سنا ہے اُس کو کوئی نہیں
 جانتا ہے۔ وہی کی غلطی اُن کی قدر نہیں جانتی ہے اور اُس طرف کہ مبارک
 خانہ کعبہ میں مصلا شیخ رکن الدین کا متصل مصلا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے ہے اور مصلا شیخ نصیر الدین کا بمقدار چار گز کے پیچھے ہے
 دعا گو نے شیخ مکہ عبد الشریاف سے پوچھا کہ مصلا شیخ نصیر الدین کا پیچھے کیا
 ہے۔ جواب دیا کہ مرتبہ شیخ رکن الدین کا قریب ہے اور دعا گو دو نو متصلوں
 سے پیچھے نماز پڑھتا تھا یہ ادب شیخ مکہ نے مجھ سے پسند کیا۔ عابث کہیں اور
 مدینہ مبارک میں بھی اُن کا مقام ہے طرف پانچویں رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے اور زیارت کرنے والوں میں سے ہر ایک سیتے کی طرف
 سلام کرتا ہے ایسا فرمایا کہ جس وقت چھینکے اور ڈکارے تو الحمد للہ علی
 کل حال کہے عوارف میں ہے کہ یہ مروی ہے۔

نے بجانا

ایسا۔ ایک شخص نے بجانے لگا۔ فرمایا منع کرو درست نہیں ہے۔ لا یجوز
 عندنا حالاً فاللشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ جس وقت مہرود گئے گانے والے
 پیچھے تو اُن کو بھی منع کیا اولہ بھی نہیں سنتے تھے۔ یہاں تاہم کہ وہ گانے لگے
 تو ہمارے طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ ذکر کرتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا کہ ذکر نہیں
 لہ توجہ فقرا۔ یعنی اہل اللہ۔ اشقر

کرتے ہیں گماتے ہیں ایسے متعزق تھے فرمایا کہ گانا ستار دست نہیں ہے عبا کہ
 خود گانا روا نہیں ہے اسلئے کہ القاری والسامع سوا کیونکہ سننے والے کو اپنی
 منکر واجب آئے گی پس تم منع کرو میں کرنے والا کیونکہ سننے کا ایسا فرمایا قراۃ
 الفاتحة بعد اداء المكتوبات بدعة وقراءة القرآن جہا عند القبر بدعة
 یعنی فاتحہ کا پڑھنا بعد اوارہ قرآن کے بدعت ہے۔ اور باوا از بلند قبر پر قرآن
 پڑھنا بھی بدعت ہے اور شرح اور ادبیں جو کہتا ہے کہ روایے۔ خط ہے۔
 غلطی کی ہے۔ میں نے اس طرف سنا ہے۔ پس اس لئے مبارک بریں فقیر اور وہ
 فرمودند فرزند من این فائدہ کہ گفتم بزولس غریب است ایضا زک عقص یعنی
 جوڑہ باندھنے کا نکلا فرمایا صورة العقص ستة احوالها المحدث والثانی ان
 یشد شعره الی قفاہ او الی وسط الراس او الی جبہتہ او الی اذنه الی متی
 او الی اذنه الیس کل ذلك مکروہ اتفاقا فی الصلوۃ وغیرہا لمخالفة
 السنۃ لکن السنۃ المخلق او الفرقی وکل ما سوی المخلق او الفرقی عقص
 والعقص مکروہ یعنی صورتیں عقص کی چھ ہیں اور معنی عقص کے بان باندھنے
 کے ہیں ایک تو جعد دو تیس سے یہ سے کہ بالوں کو گدی کے پیچھے باندھنے
 یا درمیان سر کے یا طرف پیشانی کے یا طرف یہ سے کان کے یا طرف
 بائیں کان کے اور یہ سب صورتیں عقص کی ہیں۔ چاروں مذہب میں
 مکروہ ہے۔ واسطے مخالفت سنت کے اسلئے کہ سنت من اناسے یا مانگ
 نکالنا اور جو ان دو کے سوا ہے وہ عقص ہے اور عقص مکروہ ہے حدیث
 صحیح ہے قال علیہ السلام دمع شعرك حتی تسجد معک یعنی تو اپنے

مذکور عقص یعنی جوڑہ باندھنے کا

بالوں کو چھوڑنے سے تاکہ وہ بھی تیرے ساتھ سجدہ کریں۔ اور یہ باتفاق نماز وغیر
نماز میں مکروہ ہے جیسے کہ فقہ میں ہے صاحب نظم متفق نے ذکر کیا ہے
من غیر تفریح و بین الفرق و خیر الرجال بین الخلق

تفریح درمیان سر کے منڈانے کو کہتے ہیں یعنی سوائے اس کے مردوں
کو اختیار ہے درمیان منڈانے کے اور مانگ نکالنے کے یعنی چاہے تمام
سر منڈائے بغیر اس کے کہ درمیان سر کا یا بعض سر کا منڈائے یا فرق کرے
لیکن اس زمانے میں بہتر یہ ہے کہ حلق کیسے اسلئے کہ ہندوستانی سب
وقت ساتھ فرق کے نہیں رہ سکتے ہیں۔ اور اس طرف جو آدمی منڈا رہا نہیں
ہے تو وہ ساتھ فرق کے رہتا ہے پس لڑے مبارک بریں فقیر اور وہاں فرمودہ
فرزندان میں اس نواب عقیص نہیں تاویگیاں را حاصل آید و شمارا جزا باش
جزاک الشخیر عقیص کی تقریب میں تھے کہ ایک عرب نے پوچھا کہ سادات
کے جعائیس طرح ہیں۔ جو اب فرمایا کہ مکروہ نہیں ہیں۔ اس لئے کہ فرق ہے
اور ان کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں۔ اچھا طریقہ رکھتے ہیں سب وقت فرق
کے ساتھ رہتے ہیں نماز میں اور غیر نماز میں اور یہ جعائیس ان کی نشانیاں
ہیں جعائیس کے فرمایا کہ عرب میں ایک گروہ ہے اس کو روافض کہتے ہیں
یہ لوگ فاجر یعنی بدکار کا اقتدار نہیں کرتے ہیں اس کو جائز نہیں جانتے
ہیں اور صالح کا اقتدار کرتے ہیں۔ اور اس کو روافض کہتے ہیں اور گروہ روافض
کے بعض جن کو امامیہ کہتے ہیں سوائے اقتدار سے شریفیہ کے نماز درست
نہیں جانتے ہیں۔ وہ اپنی جماعت علیحدہ کرتے ہیں جس وقت کہ سنی پڑھ کر

کہ ناظمی مراد ہے۔ آخر

چلے جاتے ہیں یا ان سے پہلے پڑھ لیتے ہیں مناسب اس کے حکایت
 بیان فرمائی کہ جن دنوں میں دعا گو اس طرف مایہ مبارک میں تھا ایک
 وقت مسجد کا امام حاضر نہ ہوا تو شیخ عبد الکریم مطری شیخ مدنیہ نے دعا گو کو حکم
 امامت کا فرمایا اور کہا یا سید فقد مرحتے یصلی اللہ علیک وعلیٰ آلک
 وعلیٰ اصحابک یعنی اے سید تو امامت کرتا کہ یہ سب شریف تیرا اقتدار کریں۔ ورنہ اور
 کا نہ کریں گے جس وقت دعا گو نے تکبیر تحریر یہ کہی تو سارے شریفوں نے
 میرا اقتدار کیا ایک صف دراز ہو گئی جب میں نے نماز کا سلام کیا تو میں
 نے دیکھا کہ سب شریفوں نے میرا اقتدار کیا تھا۔ شیخ مدنیہ نے فرمایا لو
 لم تنقدوا لاصحابنا ویدھبون ویدھلون موضعاً اخرًا وبعد ما صلینا
 یعنی اگر تو امامت نہ کرتا تو وہ نماز نہ پڑھتے چلے جاتے اور دوسری جگہ نماز
 پڑھتے یا بعد اس کے کہ ہم پڑھ جاتے وہ جانتے ہیں کہ تو شریف ہے سو اسے
 ونبال شریف کے نماز دوا نہیں رکھتے ہیں عجب گروہ ہیں ایضاً فرمایا
 فرزند من سبق پڑھو میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس میں کھتی نیبغی ان یعلم
 ان الذی کتب فی المصاحف هو القرآن بالحقیقة ومن قال بان المکتوب
 فی المصاحف لیس بقرآن فقد انکر التزیل قوله تعالیٰ تبارک الذی
 نزل الفرقان علی عبداً لیکون للعالمین نذیراً والذکر الذی لا یر
 یتبدل فیہ وانا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلاً وظناً ما نزلنا علیک القرآن
 تنزیلاً ونزل به الروح الامین فمن زعم ان ما فی المصاحف لیس بقرآن
 فقد انکر التزیل ومن انکر التزیل فقد کفر بحدیہ الایات لان اسم

الكتاب يقع عليها قد دل عليه ان الله تعالى امر لعباده بقراءة القرآن
 فاقرا واما يتسر من القرآن فلو لم يكن قرانا فاقامى شىء لقرأ الا ترى ان
 الله امر عباده بالاستماع للقرآن والاتصاف عند قراءته وقال واذا
 قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا واذا الم يكن قرانا فاقامى شىء سميع
 ولذلك من الله على نبينا عليه السلام فقال ولقد اتيناك سبعا
 من المثاني والقرآن العظيم فلو لم يكن فاتحة الكتاب قرانا فاقامى شىء
 من على نبينا وحل عليه ان الله تعالى كفى عن من المصحف من غير
 طهارة قوله تعالى انه القرآن كرمي في كتاب مكتون لا يحسه الا المطهرون
 تنزيل من رب العالمين يعنى ما ہے کہ جانے اس بات کو کہ جو چیز بھی
 گئی ہے مصحفوں میں وہ حقیقتہً قرآن ہے نہ مجازاً اور فرمایا کہ مصحف جمع
 ہے مصحف کی بفتح میم جیسے مکالم جمع سے کرم کی جیب سبق اس جگہ پہنچا
 تو ایک عربی نے پوچھا کہ قرآن بحقیقت کیسے جو اب فرمایا ہوا القرآن
 بالحقیقة لغة اھنی من حیث اللغة یعنی وہ قرآن ہے بحقیقت از روے
 لغت کے اور یہ اس پر دلیل ہے کہ قائم بذات الہی ہے۔ جیسے کہ لغت
 شاعر کا کہتے ہیں کہ یہ قرآن جس کو پڑھتے ہیں عین گفتار اس کا ہے اور جو شخص
 کہتا ہے کہ مصحف میں لکھا ہوا قرآن نہیں ہے تو وہ تنزیل کا منکر ہے اللہ
 تعالیٰ نے تنزیل کو بہت جگہ اپنی کتاب میں قرآن فرمایا ہے۔ اسے مٹا
 ہم نے تجھ پر قرآن اتارا ہے اور جو کوئی گمان کرے کہ جو کچھ مصحفوں میں
 لکھتے ہیں وہ قرآن نہیں ہے تو وہ تنزیل سے منکر ہوگا۔ اور جو کوئی تنزیل

کا منکر ہے وہ کافر ہے ان آیات مذکورہ کا، کیونکہ نام کتاب کا ان پر واقع
 ہوتا ہے۔ اُس پر دلالت کرتی ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نبیوں
 کو قرآن پڑھنے کا حکم کیا ہے کہ تم پڑھو جو آسان ہو قرآن سے سو جو
 مصحف میں ہے۔ اگر وہ قرآن نہ ہو تو کون چیز پڑھی جائے۔ کیا تو نہیں
 دیکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیروں کو وقت قرأت قرآن کے
 قرآن مننے اور خاموش رہنے کا امر فرمایا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے
 تو تم اُس کو سنو اور خاموش رہو اور جبکہ مصحف میں قرآن نہ ہو تو کون چیز
 سنی جائے اور کس کے لئے خاموش رہیں اور اسی لئے اللہ تعالیٰ
 نے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سنت رکھی پس فرمایا کہ مقررہ ہم نے تجھ
 کو سات آیتیں مثانی دیں اور بڑا قرآن سوا کہ سورۃ فاتحہ قرآن نہ ہو تو کون
 چیز کی اپنے نبی پر سنت رکھی اور دلالت کرتا ہے اس پر کہ جو مصحف میں
 ہے وہ قرآن ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے بدوں طہارت کے مصحف
 کے چھونے سے منع فرمایا ہے پس اگر مصحف میں قرآن نہیں ہے۔ تو
 کیوں مصحف کے بے وغیرہ لینے سے اپنی کمی ہے یہ ساری ترتیب مشروع
 سبق سے فراغ تک حق میں اس فقر کے کئی۔

ایک لاکھ لاکھ الا اللہ پڑھنا واسطے میرے

ذکر اموات یعنی مردوں کا نکلا فرمایا حدیث صحیح سے من قال لا الہ
 الا اللہ ما کنت الف مرۃ وجعل الثواب للمیت عفو اللہ لذات المیت وان

کان موجبا للعقوبۃ یعنی جو شخص لاله الا لائت ایک لاکھ بار کہے اور اُس کا
 ثواب مردے کو بخشے تو لائت لخالے اُس مردے کو بخشے جسے اگر چہ وہ
 عقوبت کا مستحق ہو۔ اس فقیر نے پوچھا کہ ایک مجلس میں کہیں جو اب فرمایا کہ
 مجلس واحد شرط نہیں ہے اتنے بار کہنا چاہیے اور میں نے یہ بھی پوچھا
 کہ محمد رسول اللہ بھی کہیں جو اب فرمایا کہ حدیث میں یہی لاله الا لائت ہے۔
 فرمایا کہ میت والوں پر واجب ہے کہ مزدور کہیں ایک لاکھ بار یہ کلمہ کہیں
 اور اُس طرف رسم ہے کہ جو کوئی مرنے سے اُس کے واسطے کہتے ہیں۔
 مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ عہد دولت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک صحابی نے وفات پائی۔ آپ اُن کے
 جنازے پر حاضر ہوئے اور اُس پر لمانہ پڑھی اور قبر میں اُن کو اتارا عذاب
 کے فرشتے اُترے۔ آپ باہر آگئے۔ اُن کی بی بی سے پوچھا کہ یہ میرا پار
 تیرے ساتھ کیا معاملہ رکھتا تھا۔ اُس نے کہا کہ نیک تھا۔ آپ نے فرمایا کہ
 تو اللہ یاد تو کر اُس نے کہا کہ ایک دن اُس نے عورت کو گالی دی تھی یعنی
 قذف کیا تھا آپ نے فرمایا تو اُس سے عفو کرنا کہ عذاب اُس سے دور
 ہو۔ وہ بولی کہ میں نے عفو کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ابھی اُس سے عقوبت باز
 رہی ہیں دیکھ رہا ہوں۔ اس جگہ حضرت مخدوم نے چشم پڑا اب کی اور فرمایا
 کہ جہاں خود پیغمبر اُس کے سر پر ہوں بسبب ایک قذف یعنی بہتان کے
 عقوبت اور تڑپی دو سرور کا حال کہ اپنے عورتوں کو مارنے میں اور اقرار
 و بہتان رکھنے میں خود معلوم ہے کہ کس قدر عقوبت ہوگی اُس نے تو حضرت

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بکت سے عیاضی پائی ورنہ کون جانتا اس باب
 میں ایک آیت ہے ان الذین یرمون المحصنات الخافلات المؤمنات
 لعنوا فی الدنیا والآخرۃ ولہم عذاب عظیم یوم تشہد علیہم السنۃ
 وایدہم وارجلہم بما كانوا یعملون یعنی بیشک وہ لوگ کہ بہتان رکھتے
 ہیں اور قذف کرتے ہیں ان بیبیوں کو جو پارہ ساعا فل مومن ہیں ایسے سروریا
 کی کچھ خبر نہیں رکھتے ہیں۔ ایسی بیبیوں کے بدگو لعنت کئے گئے ہیں دنیا
 و آخرت میں ان کے واسطے بڑا عذاب جس دن کہ گواہی دیں گی ان
 پر زبانیں ان کی اور ہاتھ ان کے اور پاؤں ان کے اُس چیز کے جو انہوں
 نے کی ہیں وہ اپنے اعضا سے کہیں گے اسے میری زبان اور ہاتھ پاؤں
 تم کیوں مجھ پر گواہی دیتے ہو تم میرے ساتھ عذاب میں شریک ہوو گے
 وہ جواب دیں گے کہ انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء یعنی ہم کیا کریں
 ہم کو تو بلا یا اللہ نے جس نے بلا یا ہر چیز کو بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو نے
 واسطے برادر محمد حاجی دین محمد کے ایک لاکھ بار لا الہ الا اللہ کہا میرا ایک
 بار ہے اوجہ سے برابر آیا ہے اور مجھ سے تعلق بیعت رکھتا ہے۔ اور
 اور ادیش کبیر کو نگاہ رکھتا ہے اُس نے دعا گو سے کہا کہ میں نے محمد حاجی کے
 قبر کو دیکھا کہ اُس کو روشن و خراج کر دیا مجھ دم کے پوتے سید عابد نے پوچھا
 کون ہے فرمایا کہ اُس نے دعا گو کو منع کر دیا ہے کہ کسی سے میرا نام مت لو
 وہ اسی جگہ ہے بعد اس کے فرمایا کہ اس جگہ اگر کوئی رشتہ دار حاجی محمد کا
 حاضر ہوتو میں یہ بشارت اُس کو دوں ایک شخص نے حاضرین میں سے کہا

ف حکایت حاجی دین محمد دوم
 ف یہاں نیز محمد دوم قدم

کہ اُس کا بھتیجا اس جاگہ سے۔ وہ پائے مبارک پر گر پڑا۔ اُس کو نزدیک بلا یا اور
 فرمایا کہ تیرے چچا سے درگزر کی۔ اور اُس کے قبر کو روشن و قراخ کر دیا۔ یہ
 یہ بشارت دینا ہوں ایضاً فرمایا کہ ایک دن مردان دولت کا بٹشا نزدیک
 دعا گو کے آیا اور عرض کیا کہ میں نے اپنے باپ پر بادشاہ کی خفگی سنی ہے
 تم دعا کرو تا کہ وہ مرحمت کرے۔ میں نے دعا کر دی۔ ایک عزیز سے دعا گو
 سے تعلق رکھتا ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ میں نے ابھی اسی وقت کہا
 کہ اس نے صحنک غاص بادشاہ سے پائی ہے۔ اُس پر کچھ کی نہیں ہے
 مرحمت ہے میں نے یہ بشارت مردان کے لڑکے کو دی اُس نے اسی
 وقت تاریخ و وقت و ساعت لکھ لی واقعہ اسی طرح تھا۔ وہ شخص تو اوجھ
 میں اور مردان دہلی میں اس فقیر نے اپنے جی میں کہا کہ جہاں مریدوں
 کی یہ صفت ہو معلوم ہے کہ پیر کی صفت کیا کچھ ہوگی۔ اُن کی نظر اس سے
 اعلیٰ تھی اس لئے کہ الاذنی یتبرک بالاعلیٰ ایضاً سبق مصابیح کا تھا۔ اور
 حدیث شریف یہ تھی قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من علامات الساعة ان
 تلد الامة رنتھا حرف من واسطے تبعیض کے ہے یعنی قیامت کی بعض
 نشانیوں سے یہ ہے کہ جسے ماں اپنے خود کا رہنے سے صاحب کو فرمایا کہ میں
 نے اُس طرف مجیوں سے اس حدیث کے دو طریق سے ہیں ایک طریق
 یہ ہے کہ اُمۃ اللہ مراد ہے اور رنتھا میں حرف تا واسطے بنا لے کے ہے تاکہ
 تائیت نہیں ہے یعنی حتی اللہ کی لونا ہی خود نگارہ یعنی صاحب اپنے کہ
 یعنی وہ لڑکا اُس کو بطریق صاحب و مالک کے کام کا حکم دے اور ماں کے حقوق

باب اذیور علی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نبی جانے دو تہری اور جب یہ ہے کہ آخر زمانے میں لوگ لوٹا یوں سے بچے
 جناب میں گے اور ان لڑکوں کی ماؤں کو بیچ ڈالیں گے جب یہ لڑکا بڑا ہو
 جائیگا تو اپنی ماں کو خریدے گا پس یہ لڑکا اس کا صاحب و مالک ہوگا۔
 مناسب اس کے یہ حکایت بیان فرمائی کہ دعا کرنے اس کا تجربہ کیلئے
 کسی گاؤں میں ایک شخص نے ام ولد یعنی اپنے بچے کی ماں کو بیچ ڈالا
 پھر چند دن کے بعد اس کا لڑکا بڑا ہو گیا۔ اس نے جو روکی۔ ایک دن
 لڑکا بازو کو گیا اور لونڈی خریدی تاکہ اس کی جو روکے لکے کام کاج کرے
 جب وہ اس لونڈی کو گھر میں لایا تو اس کے باپ نے پہچان لیا کہ یہ لڑ
 تہری ماں ہے پس وہ لڑکا اپنی ماں کے قدموں پر گر گیا پس ظاہر وہ لڑکا اس
 کا صاحب ہوگا بعد اس کے فرمایا لا یخون بیع ام الولد عندنا وعند
 الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فی روایۃ یحوزو فی روایۃ رجوع عن ہذا
 القول و فی روایۃ ہذا اخترا علیہ یعنی ام ولد کا بیچنا درست نہیں ہے
 نزدیک ہمارے یعنی مذہب حنفی میں اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے
 مذہب میں تین روایتیں ہیں ایک روایت میں تو درست ہے اور ایک
 روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے اس قول سے رجوع کیا ہے اور ایک
 روایت میں یہ ہے کہ یہ ان پر افترا کیا ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ دعا کرنے
 اس طرف عرب میں مشائخ و محدثوں و محققوں و فقہاء و علماء و استاذوں سے
 جو کہ ارشاد رکھتے ہیں یہ سنا ہے کہ دو چیزوں کا دو صاحب مذہب پر افترا کیا
 بیع ام الولد علی الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ و دخول العام المملوک افتراء

ندر بات کا دو صاحب مذہب پر افترا کیا ہے

علی الملائک رحمہما اللہ تعالیٰ وھذا اتفاق یعنی امام ولید کا بیچنا اقرار ہے
 امام شافعی پر اور امام مالک پر یہ اقرار ہے کہ انہوں نے علامہ غیبی پر رد قبول
 کیا اور رکھا ہے اور یہ اقرار امام مالک پر با اتفاق ہے ہے امام شافعی
 سو ایک روایت میں یوں ہے کہ انہوں نے اس قول سے رجوع کیا
 ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ ان پر اقرار ہے میں نے اس طرف
 مالکیوں سے سنا ہے کہ لوگوں نے اس بات کا ان پر اقرار کیا ہے قولہ تعالیٰ
 ومن الناس من یحبک قولہ فی الحق والذین یشہد اللہ علی ما فی قلبہ
 وهو الذی الخصام واذا اتی معی فی الارض لیفسد فیہا ویهدک الحرث
 والنسل واللہ لا یحب الفساد واذا قیل لداق اللہ اتحدتہ العزیزۃ
 بالاشیاء خبیہ جہنم ولیس المہادی یعنی بعض لوگوں میں سے وہ آدمی ہے
 کہ تعجب میں ڈالتی ہے تجھ کو بات اس کی زندگی دنیا میں۔ اور گواہ کرتا ہے
 اللہ کو اس چیز پر جو اس کے دل میں ہے۔ حال آنکہ وہ بڑا جھگڑالو ہے۔
 اور جس وقت والی ہو جائے تو سچی کرے زمین میں تاکہ فساد کرے اس
 میں اولہ ہلاک کرے حرث و نسل کو یعنی جائے زراعت کو کہ اس سے
 نسل ہوئے یعنی عورتوں کو چھوڑے اور مردوں کو اختیار کرے اور اللہ
 نہیں رکھتا ہے۔ فساد کو حرث عورتوں کو کہتے ہیں اس لئے کہ ان سے
 کھیتی ہے اور اول و نسل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فساد و
 حرث لک یعنی عورتیں تمہاری کھیتی ہیں واسطے تمہارے اول جس وقت کہا جائے
 اس سے کہ ڈراٹ سے۔ تو پیٹے اس کو عورت گناہ میں اور فخر اپنا گمان

دہلی میں بہت ہیں پس اُسے مبارک بریں فقیر اور دنا فرمودنا فرزند من میں فوائد
 کہ تقریر کروم جملہ نبویں غریب است ایدنا اللہ والمومنین عن رحدۃ العابدین
 امین ایضاً پینچر کے دن چاشت کے وقت مولانا شرف الدین مختب مت
 میں آئے اور شرف پابوسی حاصل کی۔ اور عرض کیا کہ اس بندے کو ایک
 حدیث شریف مشکل ہوئی ہے یہ کرم آپ بیان فرمائیں۔ فرمایا کہ کہو انہوں
 نے کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قاطع الشجر وذایم البقر و
 بائع البش ملعون فرمایا کہ سات کتابوں صحاح میں نہیں ہے شاید ہزار میں
 ہو اور موضوع بھی نہیں ہے بعد اس کے معنی قرآنے بائع البش اذا باع
 الحر او باع ام ولد او فرق بین الوالدة وولدھا ثم باع وقاطع الشجر
 اذا قطع شجر غیرہ ولا ملک لہ فیہ وذایم البقر اذا ذبح فی اللیل او ذبح
 جنباً فرمایا فتاویٰ میں ہے کہ صحیح بخاری میں منقول ہے روی ابو ہریرۃ
 رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکایت عن اللہ تعالیٰ
 ثلثۃ انا خصمہد یوم القیامۃ رجل اعطی ثمنہ ورجل باع حرقا
 کل ثمنہ ورجل استاجر اجیراً فاستوفی منہ ولم یعط اجرہ الذی یح
 فی اللیل حذرہ یعنی بیچنے والا بشریعۃ آدمی کا جبکہ بیچے آزاد کو یا بیچے
 ام ولد کو یا عداۃ ڈالے درمیان ماں کے جو کہ لوناڈی ہے اور درمیان اس
 کے بچے کے پھر بیچے اور کاٹنے والا درخت کا جیسا اپنے غیر کے درخت کو
 کاٹے اور اس کی کوئی ٹکاب اس میں نہیں ہے۔ اور ذبح کیلے والا گاؤ کا
 جبکہ ذبح کرے رات میں ذبح کرے حالت جنابت میں یہ تینوں شخص ملعون ہیں

ب سے حدیث قاطع الشجر

ذبح کرنا رات اور حالت جنابت میں گنہگار ہے

مسئلہ ہے کہ رات کو قریح کرنا مکروہ ہے پس دو سے مبارک بریں فقیر اور دونا فرمودہ
فرزند میں فائدہ بیان عایت کہ تقریباً کہ دم بنولیں غریب رست

دسویں تاریخ ماہ جمادوی الاخرہ روز جمعہ

کو یہ فقیر خدمت میں اس امیر جہانگیر کے حاضر تھا۔ شب پختہ کو فرمایا کہ دعا گوئی
چاوری کسی آدمی نے چورالی نہیں ملتی ہے۔ یہاں میں مسعود عراقی نے کہا کہ
آپ بددعا کریں۔ ہر بار کچھ چیز چوری کی کہتے ہیں فرمایا میں ہرگز دعائے باندہ کو
بلکہ میں نے تحمل کیا اور معاف کر دیا اگر وہ آجائے تو کہہ دیں کہ میں نے
تجھ کو بخش دیا اور باندہ دعا گوئی چیزیں چورالی ہیں۔ متکا و مسجہ وغیرہ کسی وقت میں
نے بددعا نہیں کی ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک
درویش تھا کہ وہی چور اس کے گھر میں آیا کچھ سامان اس کا لے بھاگایا وہ درویش
اس کے پیچھے ہو کر روڑے اور کہتے جاتے تھے کہ یا اھیا الرجل وھبت
لك هذا قل قبلت یعنی اے مرد میں نے تجھ کو بخش دیا۔ تو کہہ کہ میں نے قبول
کیا اس چور نے یہ جانا کہ وہ میرے پرنے کو آتا ہے اوپائے بر کرو واڈ پیش
ناپا اٹھاپس وہ درویش پھرتے ان سے پوچھا کہ تم اتنے کیوں روڑے جواب
دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ اسی جگہ بخش دوں تاکہ میں قیامت کو اس کے کھینچا
کھانچی کا سبب نہ ہوں سب دیتا ہی میں فارغ کر دیتا بعض بندے سے غا
کے ایسے بھی ہیں اس اتنا میں خادم خوالن لایا فرمایا کہ کھانا کھوڑا ہو تو یہ دعا کریں
اللہم باریک لنا فيما رزقنا وقنا هذا اب النار اول واخره وود شریف پڑھیں

Handwritten notes in the top right margin.

Handwritten notes in the bottom right margin.

برکت ہو جائے گی۔ اس فقیر اور مودتہ فرزند نامن اس فائدہ نہیں ایضا مخیرم
 کو رحمت یعنی تکلیف مرض کی کھٹی مسئلہ بیان فرمایا لو کان المریض لا یستطیع
 القيام للتمیم لوتیمم یلحافه یجوز لان الرمل یشد یعنی اگر کوئی بیمار ہو اور
 الہ تمیم کا اس سے روہ ہو اور وہ اٹھ نہیں سکتا ہے۔ تو اگر جامہ خواب میں
 ہاتھ مارے اور تمیم کر لے تو درست ہے۔ اسلئے کہ اس کو ریت لگی ہوگی پس
 روئے مبارک بویں فقیر اور مودتہ فرزند نامن اس مسئلہ بویں ایضا فرمایا
 فرزند نامن سبق پڑھ ہی نے شروع کیا۔ ترقیب اس میں کھی خان قبل القرآن
 هو الذی قال اللہ تعالیٰ والذی سمع جبریل او الذی اتی بہ جبریل الی
 محمد علیہ السلام او الذی کتب فی المصاحف او الذی تقرأ قلنا اللہ تعالیٰ
 قال بلا حرف و صوت و ہجاء و اسمع اللہ تعالیٰ جبریل بحرف و صوت و
 ہجاء و قرأ جبریل علی محمد علیہ السلام و قرأ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ
 و سلم علی الصحابة فیعد ما سمعوا منہ اجتمعوا علیہ و جمعہ منہ عبد اللہ
 بن مسعود و عثمان بن عفان و علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم علی
 ان یکتبوا فی المصاحف و لیس بین الذی اسمع اللہ تعالیٰ و بین ما سمع
 جبریل و بین الذی اتی بہ جبریل الی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و بین
 ما سمعوا من النبی و بین ما کتبوا فی المصاحف فرق و القرآن کلہ واحد
 فان قال هل اللہ تعالیٰ قال قل نعد فان قال متی قال قل بلا متی
 فان قال ابن قال قل بلا ابن فان قال کیف قال قل بلا کیف فان قال
 لِمَ قال قل بلا لِمَ فان قال بصوت قال او بغير صوت قل بلا صوت و من

قال خیر هذا اھو مبتدع فاجتنبوہ یعنی اگر کہا جائے کہ قرآن وہی ہے
 جس کو اللہ تعالیٰ نے کہا یا جس کو جبریل علیہ السلام نے سنا یا وہ ہے کہ جس
 کو جبریل علیہ السلام طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یا وہ ہے جو
 مصحف میں لکھا گیا ہے یا وہ ہے جس کو پڑھتا ہے۔ تو ہم کہیں گے کہ اللہ
 تعالیٰ نے کہا قرآن کو بغیر حرف و آواز و ہجاء کے اور سنا یا اللہ تعالیٰ نے
 جبریل علیہ السلام کو ساتھ حرف و آواز و ہجاء کے۔ یہاں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
 نے آواز کو پیدا کیا۔ اس آواز کو جبریل علیہ السلام نے پڑھا۔ اور اس آواز
 سے قرآن کو سنا اور جبریل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
 پڑھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ پر پڑھا۔ اور صحابہ نے ان
 سے سنا۔ پس بعد اس کے کہ صحابہ نے آپ سے نا جمع ہوئے اس پر
 اس کو آیت آیت سورت سورت قصہ قصہ پختہ پختہ یعنی ٹکڑے ٹکڑے جمع کیا
 جیسا کہ منزل ہوا صحابہ میں سے تین شخص نے جمع کیا اور مصحف لکھا۔ ایک
 تو حضرت عبداللہ بن مسعود سے حضرت عثمان بن عفان سے
 حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور انہیں سے فرق درمیان
 اس کے کہ سنوایا اللہ تعالیٰ نے اور درمیان اس کے کہ سنا جبریل نے
 اور درمیان اس کے کہ لائے اس کو جبریل علیہ السلام طرف محمد رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور درمیان اس کے کہ سنا اس کو صحابہ نے نبی صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور درمیان اس کے کہ لکھا انہوں نے مصحفوں میں
 قرآن سب ایک ہے پس اگر کوئی کہے کہ کیا قرآن کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے

تو کہہ کہ ہاں۔ پھر اگر کہے کہ کب کہا ہے۔ تو کہہ کہ بغیر کب کے۔ پھر اگر کہے کہ کہاں کہا ہے۔ تو کہہ کہ بغیر کہاں کے۔ پھر اگر کہے کہ کیونکر کہا ہے۔ تو کہہ کہ بغیر کیوں کے۔ پھر اگر کہے کہ آواز سے کہا ہے یا بغیر آواز کے۔ تو کہہ کہ بغیر آواز کے اور جو شخص کہے سوا اس کے کہے تو وہ اپنی بدعت و بد مذہب ہے پس تم اس سے بچو علیحدہ رہو۔ پھر ہیز کرو۔ بھاگو یہ ترقیب ساری آغا زینت سے فراغ تک حق ہیں اس فقیر کے بھتی۔

گیارہویں تاریخ ماہ جمادی الاخرہ روز شنبہ

کو یہ فقیر خدمت میں اس امیر کبیر کے حاضر تھا۔ چند عذر و واسطے تعلق و توبہ کے آئے وہ لوگ جمعاً یعنی جوڑے بانہ سے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ ایک جمعہ سے نماز نہ کروہ ہے۔ فرض و نفل پھر پڑھا ہوں نے پھر پڑھی۔ ان کو توبہ کی تلقین کی۔ اور یہ بیت کتاب متفق کے پڑھے۔

وخیر الرجال بین الخلق من غیر تقزیح و بین الفرق

قیارہ حال کی لگائی تاکہ عورتیں نکل جائیں اور تقزیح درمیان سر کی ہوتی ہے یا بعض سر میں۔ معنی نظم کے یہ ہیں کہ مردوں کو اختیار دیا گیا ہے درمیان حلق و فرق کے یا حلق کریں یا فرق باب فرق میں فرمایا کہ حدیث صحاح ہے۔ قولہ علیہ السلام دع شحرك لیسجد معك یعنی تو اپنے بالوں کو آگے چھوڑے تاکہ وہ تیرے ساتھ سجیہ کریں۔ پس روئے مبارک بریں فقیر اور دناہ فرمودناہ فرزند

ب مردوں کو حلق و فرق میں اختیار ہے

من این نظم متفق و حدیث کہ خواندم بنویس تا دیگران را فائدہ حاصل آید انصافاً
 نماز چاشت کی پڑھتے تھے فرمایا کہ وقت صبحی یعنی چاشت کا اشراق سے
 زوال تک ہے جب آفتاب ڈہل گیا تو وقت چاشت کا جاہلہا۔ اور
 اگر کوئی متصل اشراق کے چاشت پڑھ لے تو درست ہے۔ اس طرف بعض
 لوگ اشراق و چاشت متصل پڑھتے ہیں۔ لیکن جو کھانی دن میں مستحب ہے
 اس فقیر سے فرمایا فرزند من لو فرمایا کہ اس طرف مشائخ مرید دن کو غلوت کا
 حکم نہیں دیتے ہیں۔ جب تک کہ عالم نہ ہو۔ و مکہ و مدینہ و بیابان میں
 چاند سے ہیں۔ مدار منہ حنفی و مدینہ شافعی و مدینہ مالکی و مدینہ حنبلی جس
 وقت آنے والا آتا ہے۔ تو پوچھتے ہیں۔ کون مذہب دیکھتا ہے جس
 مذہب کا ہوتا ہے تو اس کو اسی مذہب سے میں سمجھتے ہیں۔ تاکہ علم پڑھے
 جب علم پڑھ لیا۔ تو اس کو حجرہ دیتے ہیں۔ اور غلوت کا حکم کرتے ہیں۔ اور اگر
 آنے والا عالم ہے تو اسی وقت حجرہ و غلوت کا حکم فرمادیتے ہیں۔ قال
 المشائخ الصوفیۃ لا تکلن من جہال الصوفیۃ فانہم لصوص الدین
 قطام الطرق علی المسلمین یعنی مشائخ صوفیہ نے فرمایا ہے کہ جہال
 نادان صوفیوں سے مت ہوا اس لئے کہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے
 رہزن ہیں ایضاً روزہ کو نہ گنہا ہویں ماہ جمادی الاخرہ کو یہ فقیر خدمت میں
 اس امیر کبیر کے حاضر تھا۔ یہ شمس الدین مسعود عراقی و طیفی کی کچھ شکایت
 کرتے تھے کہ آج نہیں پہنچا ہے۔ حسن خادم کو پایا فرمایا یہ کا و طیفہ
 دو کہا کچھ فتوح آئے تو دونوں میں سے فرمایا کہ تو بقال سے قرض کر جب

ف وقت نماز چاشت

ف ذکر مدارک مذہب الدین

بیکوئی

تک کہ فتوح پہنچے یہاں تک کہ مسلمان سے تو قرض لیتا نہیں ہوں
 کافر سے تو کروہی ہے فرمایا بخیر اخذ القرض من مسلم وکافر عند
 الحاجة یعنی حاجت کے وقت مسلمان وکافر سے قرض لینا درست ہے، ایضاً
 مخدوم کو زحمت (تکلیف) تھی۔ حسن خادم سے فرمایا۔ اب زہزم لا کہ صحت
 کلی ہو جائے۔ لائے۔ اب زہزم پیا کہ ویسے ہی اُٹھے بعد اس کے فرمایا حدیث
 صحیح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ماء زہزم لما شرب له یعنی اب زہزم
 جس نیت و حاجت کے واسطے پئیں وہ برائے ایضاً ایک بار نے چند سائے
 کاغذ پر لکھ کر بیٹھے۔ ایک یہ ہے کہ نماز تسبیح کی کیا نیت کرے۔ جواب
 فرمایا کہ نماز تسبیح کی شب جمعہ میں نیت سنت کی کرے۔ متابعت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے کہ دعا گو کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم ہمراہ صحابہ کے نماز تسبیح شب جمعہ میں جماعت پڑھتے اور غیر شب جمعہ
 میں تکمیلًا للفرانض نفل کی نیت کرتے یہ بھی پوچھا کہ اول رات میں یا آخر
 میں فرمایا۔ اول رات میں اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد عشا
 کے متصل پڑھتے تھے۔ جیسے کہ دعا گو کرتا ہے اور یہ بھی پوچھا کہ جو
 فضیلت کہ شب جمعہ کو ہے وہ اس کے غیر کو بھی ہے۔ جواب فرمایا کہ شب
 جمعہ میں بہت فضیلت ہے یہ بھی پوچھا کہ یہ تسبیحات کہ ہزار بار یا سو بار ہر روز
 ہفتے کی روایت کی گئی ہیں مخدوم فرماتے کہ شروع کون دن سے کرے اول
 کس دن ختم کرے جواب فرمایا کہ دو روایتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ روزہ قبلہ
 سے شروع کیے اول روزہ جمعہ کو ختم کرے۔ دوسرے یہ ہے کہ روزہ جمعہ میں

شروع کرے۔ اور پختہ کو ختم کرے۔ لیکن اول صبح سے اور معمول دعا کرنا
اس فقیر سے فرمایا فرزند من یہ فوائد جو میں نے کہے اور جو تسبیحات کہ دعا گو کرتا
ہے۔ وہ کہو۔ صبح پانچ وقتوں کی کہنا چاہئے۔ تو اب بہت ہے جو نیت
کہ دل میں رکھے وہ روا ہو جائے۔

صبح پنج وقتہ

بعد نماز فجر کے شربا کے سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله
والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم حتى اغتنى
يا عباد المسغين بعد نماز ظہر شربا درود شریف بعد نماز عصر
شربا استغفر الله ربی من كل ذنب واقرب اليك بعد نماز مغرب
شربا لا اله الا الله محمد رسول الله بعد نماز عشا شربا
لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

ورد مفتی از اوراد و شیخ الشیوخ رضی اللہ عنہ

ہر روز شربا کے سبحان الله الا انت سبحانك ابي كنت من الظالمين
الوار لا اله الا الله الملك الحق المبين پر لا اله الا الله عز وجل
يا عن يرا جميل اللهم صل على محمد النبي الاخي و على اله
وبارك وسلم به لا اله الا الله خالصا خالصا جمعوات لا اله
الا الله خالق كل شيء وهو على كل شئ قدير جميعه سبحان الله

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پھر زور رکعت پڑھے جو پڑھ سکے
 پڑھے بعینہ اسلام کے سرسجد سے پس رکھے حاجت مانگے۔ حق تعالیٰ اس کی
 حاجت روا کرے گا۔ اور دعا گو ان دو رکعت سے پہلی رکعت میں وَاللَّهُ كَرِيمٌ
 وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ اور دوسری میں الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ
 إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ پڑھتا ہے اور نیت صلواتِ الحامد کی کتاب سے لے کر بعد پھر
 ہر روز ان میں سے ایک کو ہزار بار کہے جمعہ یا ہویا اللَّهُ
 يَا رَحْمَنُ يَا رَحِيمُ أَلُو أَلُو يَا وَاحِدًا يَا أَحَدُ يَا حَمْدُ يَا قَرْدُ مِنْ كُلِّ يَأ
 حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا قُدُّوسُ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
 نوعدیکر شیخ شیوخ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر روز ایک کو ان
 میں سے ہزار بار کہے واسطے برائے حاجات کے ایک ہفتہ تو وہ کہے
 اور دوسرے ہفتے میں یہ کہے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَالْحَمْدُ لَكَ اللَّهُمَّ
 أَلُو أَلُو يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ پھر درود شریف منگل لاجول
 وَلَا تَوَكَّلْ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ بِرَحْمَتِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ
 وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا اللَّهُ جَمْعُهُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پس روئے مبارک بریں فقیر اور دند فرمودنا میں
 اس تسبیحات مدام بگوئید کہ دعا گو میگوید۔

ایضاً شب یکشنبہ بارہویں ماہ جماد کی آخر

کو یہ فقیر غایت میں اس امیر کبیر کے حاضر تھا فرمایا الحمد للہ صحت ہو گئی۔ میں

ایک ساعت بیٹھ نہیں سکتا تھا۔ دیر ہوئی کہ آج رات میں نے ساری آواہیں
 پڑھ لی بعد اس کے فرمایا کہ دو گنا نہ پڑھو یہ رسول بھی پڑھ لیا۔ ان دو رکعتوں میں
 مروی ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ واسطیہ اولہ دوسری میں السجۃ پڑھی
 اور بعد فراغ کے یہ دعا پڑھی اور ہاتھ اٹھائے اول واخرود و شریف کے
 اللَّهُمَّ صَلِّتْ هَذِهِ الصَّلَاةَ وَقَدْ جَعَلْتُ تَوَاتُرَهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اجْزِعْنَا مُحَمَّدًا مَا هُوَ أَهْلُهُ وَمُسْتَحَقُّهُ
 وَبَلِّغْ مِنْ رُوحِ مُحَمَّدٍ نَحْنَهُ وَسَلِّمْ مَا يَهْضُبُكَ وَكَرِّمِكَ يَا مَوْلَانَا
 وَسَيِّدَنَا اورد نیت یوں کہے اُدْعِی رَکْعَتَیْنِ هَدِیَّةً لِرَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اورد درمیان مغرب و عشا کے پڑھیں اوقات نیت
 ہے۔ اس فقیر فرمودنا، فرزند من اس دو گنا نہ تمام کرنا یہ دعا گو ہم میگا اورد
 ایضا فرمایا کہ بعد ادا کے وتر کے سات بار یہ دعا پڑھے مروی ہے اور
 اول رات میں دو دفعہ پڑھے یا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
 فَرِحِي بِحَقِّ مُحَمَّدٍ الْحَرَبِيِّ اللَّهُمَّ سَهِّلْ حُرُوقَةَ أَمْرِيْ ایں فقیر نے
 فرمودند فرزند من بگیر یہ دعا گئے کہ یہ ایضا شب نہ کہ میں وقت تہجد کے
 یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا۔ بعد فراغ کے تہجد سے فرمایا کہ
 تہجد کے بعد سو نادہ رستہ سے اسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 وقت بعد تہجد کے سوجاتے تھے نیت یہ کرے کہ بعد نماز جمعہ کے اونگھنا
 تکلیف نہ دے کہ اور اونگھنا نہ رکھے۔ یہ بات واقعی ہے۔ اسی آیت میں
 ایک عزیز نے پوچھا التَّحِيْدُ هُوَ الْقِيَامُ بَعْدَ النَّوْمِ اوبین تو میں جواب فرمایا

من دو گنا نہ پڑھو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نارنگے پورے تر

نارنگے پورے تر کے بعد سو نادہ رستہ سے

کہ بعد تہجد کے سونا اور نیت ہے یہاں تک کہ صبح اُگے پھر اٹھ کھڑے ہوں
 و صدی کی تیاری کریں کتاب میں ہے کہ یَا بَرَّاءُ النَّوْمُ فِي الصُّبْحِ وَنَوْمُ الصُّبْحِ يُوْرِي
 ثَلَاثَةَ اَشْيَاءَ اَحَدُهَا حَيْثُ الْعَيْشِ وَالثَّانِي قَصْرٌ فِي الْعَمَلِ وَالثَّلَاثُ مَنَعُ
 الْمَرْزُوقِ وَعَكْسٌ ذَلِكَ عَلَى عَكْسِ ذَلِكَ وَمَنْ اَحْيَى الصُّبْحَ بَسِطَ عَيْشَهُ وَزَادَ
 حَمْرَهُ وَوَسَّعَ رِزْقَهُ يَعْنِي صَبْحٌ فِي سَوْنًا مَكْرُوهُ هُوَ اَوَّلُ صَبْحٍ كَمَا سَوْنًا تَمِينٌ فِي حَيْرِي
 بِيَدَا كَرِيْمًا هُوَ اَبَدٌ تَوَكَّلِي عَيْشِ كِي دَوْتَمَرَسَ كَوْتَا هِي عَمْرِي تَمِيرَسَ مَنَعُ رِزْوِي
 اَوَّلُ عَكْسِ اُسْ كَمَا عَكْسٌ هُوَ اُسْ كَمَا يَعْنِي صَبْحٌ فِي سَوْنًا مَكْرُوهُ هُوَ اَوَّلُ صَبْحٍ كَمَا
 كَرْتَا هُوَ فَرَاخِي عَيْشِ كِي، زِيَادَتِي عَمْرِي، كَشَادُ كِي رِزْوِي كِي اَوَّلُ هُوَ تَخْفُصُ صَبْحٌ كُو
 زَمْرَهُ كَهْتَا هُوَ يَعْنِي بِيَادُ رَهْتَا هُوَ تَوَعْلُشِ اُسْ كَا فَرَاخِ هُوْتَا هُوَ اَوَّلُ عَمْرِ
 اُسْ كِي زِيَادَةُ هُوْتِي هُوَ اَوَّلُ رِزْوِي اُسْ كِي فَرَاخِ هُوْتِي هُوَ - حَايِثُ صَحَابِ
 هُوَ - قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نَوْمُ الصُّبْحِ مَنَعُ الْمَرْزُوقِ يَعْنِي صَبْحٌ كَمَا سَوْنًا بَارُ كَهْتَا
 هُوَ رِزْوِي كُو بَعْدَ اِسْ كِي فَرَاخِ اَنْهِيَ الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ يَحْصُرُ هُوَ يَعْنِي
 نَهِي هُوَ اَعْمَالُ بَرُ سَا تَهْتِي تُو كِي - اَعْمَالُ عَمَلٌ فِي نِيَّتِ هُوَ - اَوَّلُ رِزْوِي
 بَعْضُ كِي فَرَضِ هُوَ - يَهْتِي قَوْلُ اِمَامِ شَا فَعِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَمَا هُوَ - اِنْ كَهْتِي
 سَبْ حَيْرُولِ فِي نِيَّتِ فَرَضِ هُوَ يَسْ دَوَسْتِي مَبَارُكِ يَرِي فُقِيرُ اَوَّلُ رِزْوِي مُوْتَدِ
 فَرَزْدَمِنْ اِسْ فَا نَدَهْ كَهْتِي نَهْتِي اَيْضًا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بارہویں ماہ جمادی الآخرہ روز یکشنبہ

کہ یہ فقیر خدیستہ میں اُس امیر کے حاضر تھا اشراق کے وقت اس فقیر سے فرمایا

فرزند من سبق پر ہو، میں نے شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی اعلان الایمان
 علی الجارحتین علی القلب واللسان لان من عرف الله تعالى بالقلب بان
 واحد ولم يقرب باللسان فهو كافر ومن اقرب باللسان ولم يعرف بالقلب فهو
 منافق ومن قال ان الایمان علی القلب دون الاقرار باللسان فهو
 کراہی وقد اختلف الناس فی الایمان قال بعضهم الایمان هو الاقرار
 باللسان والمعرفة بالقلب وهذا قول المبتدعین وقال بعضهم الایمان
 هو المعرفة بالقلب بغیر اقرار باللسان فهو جهمیة وهو حجة والصدوب
 فی ذلك ان الاقرار باللسان من غیر معرفة القلب نفاق وعلی العکس
 کفر ومعرفة القلب مع الاقرار باللسان ایمان کمثل الفرس الایلیق
 فان الفرس اذا کان ابيض سمي الا شهبوا اذا کان اسود سمي الادم
 واذا کان فیہ سواد و بياض سمي ایلق وهما ايضا كذلك علی ما بیننا
 وتمام الایمان ان يعرف الله وحده لا شریک له بلا كيفية كما قال
 الله تعالى لموسی بن عمران فی مناجاته یا موسی اعلما اتین ولا تعلم
 اتین اعلما اتی الہ واحد ولا تعلم كيفية و اعلما اتی رازق ولا تعلم ان
 رازق یعنی تو جان کہ ایمان دو عضو پر ہے دل و زبان پر۔ اس لئے کہ جس
 شخص نے اللہ تعالیٰ کو دل سے پہچانا کہ وہ ایک ہے۔ اور زبان سے
 اقرار نہ کیا تو وہ کافر ہے اور جس نے زبان سے اقرار کیا اور دل سے نہ جانا
 تو وہ منافق ہے۔ اور جس نے کہا کہ ایمان دل پر ہے بغیر اقرار زبان کے وہ
 کراہی ہے یہ ایک گروہ بد مذہبوں کا ہے عرب میں، اور ان کا قول عقلاً و نقلاً

باطل ہے۔ لوگوں نے ایمان میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ ایمان
 اقرار کرنا ہے زبان سے اور پھچا تانا ہے دل سے، اور کام کرنا ہے جو ارجح
 یعنی اعضا سے یہ قول اہل بدعت کلمے صحابہ و تابعین میں سے کسی نے
 اس کو نہیں کہا ہے۔ انہوں نے اپنے طرف سے کہا ہے۔ جس وقت
 سنت فقیر کا اس جگہ پہنچا تو عرض کیا کہ یہ قول تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا
 ہے، وہ کیوں بد مذہب ہوں گے۔ وہ تو سنت و جماعت کا مذہب رکھتے
 ہیں۔ جو اب فرمایا کہ یہ کتاب امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے۔ اُس
 وقت امام شافعی کہاں تھے۔ اُن کا لاڈ لکھی نہیں ہوا تھا۔ وہ تو شاگرد کے
 شاگرد ہیں امام شافعی نے امام محمد بن حسن شیبانی سے پڑھا۔ اور امام محمد
 نے ابو یوسف قاضی سے پڑھا۔ اور امام ابو یوسف نے حضرت امام اعظم
 رحمہ اللہ سے پڑھا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایمان پھچا تانا ہے دل سے ہوا
 اقرار زبان کے یہ قول مجہمہ و مجسمہ کا ہے یہ رد کردہ ہیں بد مذہبوں کے عرب
 ہیں، مجسمہ کو مجسمہ اسلئے کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نسبت طرف مجسم
 کے کی ہے، التجسیم نسبت مجسم کردن یہ گروہ اور اُن کا قول عقلاً و نقلًا باطل
 ہے یہ سب قول غلط ہیں صواب قول یہ ہے کہ زبان سے اقرار کرنا بدل
 پھچانے دل کے نفاق ہے۔ اور عکس اس کا کفر ہے۔ یعنی دل سے
 پھچانا بدل اقرار زبان کے کفر ہے اور پھچا تانا دل سے اور اقرار کرنا
 زبان سے ایمان ہے۔ جیسے ابلق گھوڑا کیونکہ جس وقت گھوڑا پسید ہوتا
 ہے تو اس کو اٹھب یعنی پسید خنک کہتے ہیں۔ اور جب زیاد ہوتا ہے تو

لے امام محمد امام اعظم کے باواسطہ بھی شاکر ہیں۔ احقر

اس کو اور ہم یعنی حرمز کہتے ہیں۔ اور جب گھوڑے میں سیاہی دیکھی جاتی ہوتی
 ہے۔ تو اس کو ابلق کہتے ہیں۔ پس یہاں بھی اسی طرح ہے جیسا کہ ہم نے
 بیان کیا۔ جب تک دونوں رنگ نہ ہوں تو اس کو ابلق نہیں کہتے ہیں۔
 اسی طرح جب تک کہ اقرانہ زبان کا اور لچا ننادن کا نہ ہو ایمان نہیں ہوتا
 ہے اور پورا ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بچانے کے وہ ایک ہے اس کا کوئی
 مثل و شریک نہیں ہے، بے چون و بے جان ہے اور معنی ایمان کے لغت
 میں گردیدین ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام ابن عمران سے
 مناجات میں کہا مناجات کہتے ہیں باہم راہ کہنے کو کہ اے موسیٰ تو جان دو
 باتوں کو، اور نہ جانے تو دو کو، تو جان کہ بیشک میں ایک معبود ہوں اور نہ جانے
 تو میری کیفیت کو کہ میں کیا ہوں اور تو جان کہ بیشک میں روزی نیسے والا ہوں اور نہ جانے
 تو کہ میں کہاں روزی دیتا ہوں ترتیب تمام آغاز سبق سے تراغ تک حق میں اس فقیر کے
 تھی ایضاً خیریت غائب کی پچی فرمایا من صلی علی رکتین تلیتہ الحدیث الغائب یقرانی الرکعة
 الاولیٰ بعد الفاتحة صورة القیل ثلاثون فی التیانیة سورة الاخلاص ثابت
 ہر ت فاذا فرغ من الصلوة یدعو بهذا الدعاء ویصلی علی النبی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولاً و آخراً اللهم صل علی هذه الصلوة و جعلت
 قوا بہا القلان یارب اغفرہ وارحمہ و تحاور زعماء تعلم فانک انت العلی العظیم
 یعنی جو شخص کہ پڑھے دو رکعت نماز بہ بیت مہیت غائب کے تو پہلی رکعت
 میں بعد فاتحہ کے تین بار اللہ تو کر کیف، اور دوسری میں قل هو اللہ تین بار
 پڑھے، پھر حیب فارغ ہو تو دعائے مذکور پڑھے، اور اول و آخر میں درود

فما زاد مہیت غائب

تشریف پڑھے این فقیر را فرمودند فرزند من بگیر یاد ایضا خدمت میں ایک
 عرب آیا اور عربی زبان میں کہا یا محمد و حم اریدان اسافر فی الہند الی
 لکتوتی فاعطی الزاد و ثوابک یعنی اسے مخدوم میں چاہتا ہوں کہ ہند
 میں طرف لکتوتی کے جاؤں تم مجھے زاد راہ اور کپڑے دو۔ ایک عزیز نے
 طباق بھر مصری فتوح لایا تھا عرب سے فرمایا خذ یا سیدی یثیے اے
 سید تو لے لے، اُس نے لے لیا اور کپڑوں کی توقع کرنے لگا، خادموں کے
 فرمایا کہ قسم کھا نہیں کہ عادی تھی کپڑے لوگوں کے واسطے ترک کے اپنے
 ہیں، جس وقت ایک آدمی اپنا کپڑا لے جاتا ہے تو دوسرا آدمی واسطے
 ترک کے کپڑے لاتا ہے کہ ملبوس کر کے یعنی پہن کر استعمال کر کے
 دید اور اکثر وقت عادی تھی کپڑے ہوتے ہیں، سو میں کیونکر جو سے دوں اگر
 میرے ملک ہوتے تو میں نے دیتا، وہ نہیں سنا تھا۔ خادموں نے اُس
 پر غصہ کیا اُس نے کہنا شروع کیا یا محمد و حم خدا امک یکا دون یضربونہ
 یعنی اے مخدوم تمہارے خادم چاہتے ہیں کہ مجھے ماریں فرمایا یا سیدی
 لو یضربونک فانت تضر بی او تقتلنی فایم لک دمی یعنی اگر وہ تجھے
 ماریں تو تو مجھے مارنا یا مجھے مار ڈالنا، میں نے اپنا خون تجھے معاف کر دیا
 اور گردن مبارک بلتا کر دی جب عرب نے یہ خلیق مخدوم سے دیکھا، تو
 آیا اور پاؤں مبارک پر گر پڑا اور معذرت کی۔ پس آپ نے اپنی لہری اُسکو
 پہنائی اور بغل میں لیا اور بایں طریق رخصت کیا کہ استودعک اللہ نفسک
 و دینک و خواتم حملک زودک اللہ العقوی و صانک عن البلاء و بلغک

ف حکایت عربیہ میں جو کہ خلق حضرت مخدوم قدس سرہ

کہ اسنو مراد ہے۔ آخر

الی مقصدك سالماً غانماً ظافراً بالمراد اور جس کے واسطے دعا کرتے تو یہی دعا کرتے اور چار قل مع فاتحہ کے پڑھتے اور فرماتے کہ روایت کیا گیا ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام علیک بالقل اسی الزموا یعنی تم لازم پکڑو چار قلوب کو ایضاً فرمایا کہ شیطان بعنہ اللہ اعلیٰ سے طرف اولے کے لے جاتا ہے۔ اگر وہ سنا کہ ہے ہنا سب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ تمان میں خانقاہ شیخ کبیر میں ایک مرید شیخ رکن الدین کا حجرہ خانقاہ میں مشغول تھا اس نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ توجج کو جا جب وہ خواب سے بیدار ہوا تو خدمت میں شیخ رکن الدین کے آیا۔ پہلے اس سے کہ وہ یہ خواب بیان کرے، شیخ نے شروع کیا کہ یہ خواب تجھ کو شیطان نے دکھایا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تجھ کو مشغولی سے تلف کر دے اور تجھ پر حج فرض نہیں ہے۔ تو تو ایسا فقیر آدمی ہے تو ہرگز مت جا۔ حضرت مخدوم نے اس جگہ فرمایا کہ پیر و مرث۔ ایسا چاہیے کہ کیا دریافت کر لیا اس درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ شیطان نیک کاموں کا بھی راستہ بتاتا ہے جو اب فرمایا کہ وہ تو اس بات پر دشمن ہے دیکھ نہیں سکتا ہے اعلیٰ سے طرف ادنیٰ کے لے جاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ حق کے ساتھ مشغولی کلی رکھتا ہے اس کو اس سے تلف کرے اور غیر کو جو کہ ادنیٰ بھی نہیں جانتے تو اس کو فسق کا راستہ بتاتا ہے نعوذ باللہ من الشیطان الرجیمان الشیطان لکر عدو و فاتخذو عدو و لیسے بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم بھی اس کو دشمن ٹھیراؤ ایضاً فرمایا کہ اگر کوئی توبہ کرنے والا

ف شیطان سنا کہ کو ادنیٰ کی طرف لے جاتا ہے

لہ قل یا ایہا الکفرون۔ قل ہواللہ۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس

صحیح توبہ کرے تو وہ اگر مٹی ہاتھ پر لیوے تو سوتا ہو جائے اور یہ بیت زبان پر لائے
 سے گزرتا رہے تو تیرا گرد و خاک اندر کتب تیرا گرد و
 مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ
 تعالیٰ پہلے اُس سے قطاع الطرق تھے، پھر تیری کیا کرتے تھے لیکن جو سامان
 کہ چراتے نام اُس سامان والے کا لکھ لیتے تھے۔ غرض کہ ایک دن اس راہ
 میں قافلہ گزر رہا تھا۔ جب اُس جگہ پہنچا تو قافلے والوں نے فضیل سے
 خوف کیا کہ مبادا راہ مار میں وہ اس کام میں نہایت معروف و مشہور تھے اُس
 قافلے میں ایک عزیز حافظ تھا۔ اس نے اہل قافلہ سے کہا کہ ہم یہ آیت پڑھتے
 آواز سے پڑھیں گے۔ اور تم بھاگو شاید یہ آیت اُس کے دل میں اثر کر جائے
 قل یا عبادى الذین اسرنا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان
 اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انه هو الغفور الرحیم جس وقت اس آیت تشریف
 کی آواز فضیل کے کان میں پہنچی تو دل اُن کا نرم پڑ گیا۔ سلسلہ ازلی خدیش
 میں آیا اور باعث واسطہ اٹھ کھڑا ہوا۔ نزدیک اُس حافظ بڑا گوارا کے آئے
 کہا کہ وہ مجھ سے آدمی کو چھوڑ دیکھا۔ حافظ نے کہا کہ جب تک نہ مانگی ہے
 جگہ صلح کی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے انما التوبۃ علی اللہ للذین
 یعملون السوء فجہالۃ تترددون من قریب فاو لئک یتوب اللہ علیہم
 وکان اللہ علیما حکیما جبکہ توبہ کو لفظ علی کے ساتھ متعدی کرنے میں متعدی
 ہو جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ توبہ دیتا ہے اُن لوگوں کو کہ جو نادانی سے توبہ
 کرتے ہیں پھر وہ نزدیک سے توبہ کر لیتے ہیں پھر آتے ہیں تو وہی لوگ ہیں کہ

و حکایت توبہ حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ

رجوع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُن پر اور ہے اللہ تعالیٰ نے دانا اور اشرار کا لینے وہ
 خوب جانتے والا اور جھٹنے والا پختہ کار ہے پس حضرت فضیل رضی اللہ عنہ نے
 اُس حافظ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اُس نے توبہ کی تلقین کی حضرت فضیل ان
 لوگوں کے پاس جاتے کہ جن کا سامان اسباب چرایا اور اُس پر مالکوں کا نام
 لکھ رکھا تھا۔ اُن میں سے ہر ایک کے پاس جاتے اور اُس کو خوش کرتے
 تھے۔ سب کو پہنچا دیا۔ چنانچہ چند دینار ایک یہودی کے رہ گئے تھے موجود
 نہ تھے۔ اُس کے پاس گئے اور خوشنودی چاہی وہ خوش نہیں ہوتا تھا یہ
 الحاح و زاری کرتے تھے اِس یہودی نے حضرت فضیل سے کہا کہ میں نے
 تودیت میں پڑھا ہے کہ اگر کوئی تائب امت محمد مصطفیٰ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے ہاتھ خاک پر مارے تو سونا ہو جائے یہودی نے ایک ہمیانی ٹھیکر
 سے بھری اور حضرت فضیل کے ہاتھ میں دی پھر انہوں نے اِس یہودی کے
 ہاتھ میں سے دی دیکھا تو ساری ٹھیکریاں سونا ہو گئی ہیں یہودی مع اپنے
 خاندان کے ایمان لے آیا اور کلمہ محمدی پیش کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا
 دین رکھتا تھا۔ حضرت مخروم قدس سرہ نے بیت مذکور پڑھی پس دوستے
 مبارک ہیں فقیر اور دنا فرمودند فرزند من بنویں

پیر کی رات تیرہویں ماہ جمادی الاخرہ

کہ یہ فقیر خدمت میں اِس امیر کے حاضر تھا اِس رات اِس فقیر کو مسجہ تسبیح عنایت
 کی فرمایا فرزند من لے میں لے استعمال کی ہے اسی اثنا میں سید شمس الدین مسعود

نے ایک لڑکی خرید کے خدیت میں عرض کیا کہ میں کیا کروں فرمایا اشتہار کہ
 ایک حصین اُس کے گرد نہ پھٹک پھر ان سے مطابقت و خوش طبعی کی فرمایا میں تجھے
 ایک اور حیلہ سکھاتا ہوں کہ اشتہار ساقط ہو جائے تو جہاں اس لڑکی کو مکارا
 کر اور اُس پر مال مقرر کر پھر تو دوسرے سے اُس کا نکاح کر دے اور اُس کے
 کہہ کہ قبل الدخول طلاق دے۔ پھر تو اُس لڑکی سے مال طلب کر جب وہ
 مال کی ادا کرنے سے عاجز ہوگی تو بندہ ہو جائے گی جا جماعت کر اور
 تنہم کیا اور فرمایا کہ اس حیلے کو کوئی نہیں جانتا ہے۔ پس روئے مبارک میں
 فقیر اور دنا فرمودہ فرزند من این مسئلہ بنویس۔

وہ حیلہ شرط اشتہار کہیں

ایضاً شرط مشیخت

فرمایا شرط المشیخة ثلثة ان لم تکن لا تعد المشیخة احدها ان یکون
 التیمعاً لما بالعلوم الثلثة علی الشریعة والطریقة والحقیقة والثانی
 یقبلونه لبعض علماء زمانہ وتعلقونه ولعقدونه ویریدونه والثانی
 ان لا یکون له من المطالب من الدنیا والاخرة وما سوی الله تعالی یعنی
 مشیخت کی شرطیں تین چیزیں ہیں اگر وہ تینوں نہ ہوں تو مشیخت درست نہ
 ہو ایسا شرط یہ ہے کہ تین علم کا عالم ہو علم شرعیات و طریقت و حقیقت و دوسری
 شرط یہ ہے کہ بعض دانشمندان اس کے زمانے کے اُس کو قبول کریں اور
 اُس سے پیوند کریں اور معتقد ہوں اور اُس کے مرید ہوں تیسری شرط یہ ہے
 کہ سوائے خدایت تعالیٰ کے اُس کو اور کوئی طالب نہ ہو اور یہ بیت فرمائی ہے

مشیخت

ت۔ اہل علم

مراہتے ہیں بلند روزی کن کہ من از تو ہمیں تراے خواہم
 یا لان نزدیک نے فرمایا کہ یہ تینوں چیزیں ذات عالی صفات مخیروم میں موجود
 ہیں بعد اس کے فرمایا لا تکن من جہال الصوفیۃ فانہم لصوص الدین
 و قطاع الطرق علی المسلمین یعنی تو نادان صوفیوں سے مت ہر کیونکہ وہ
 چور ہیں دین کے اورد بہترن ہیں مسلمانوں کے اس فقرے سے فرمایا فرزندہ من
 یہ شرط طیح کے جو میں نے بیان کئے کھلے غریب ہیں بعد اس کے
 فرمایا کہ زمانہ بڑا ہو گیا ہے پہاڑ میں رہنا چاہیے خصوصاً اس زمانے میں
 بعد اس کے فرمایا کہ شیخ زادہ محمد متقی گاندوئی بیابانی اس شہر میں آیا ہے
 اوجھ میں آیا تھا دعا گو کو نہ پایا سنا کہ میں یہاں ہوں تو قصہ کر کے نزدیک
 دعا گو کے آیا اس جگہ وہ میرے پاس بسبب ہنرہ خلق کے نہیں رہ سکتا
 ہے اورد وہ خلق سے گزراں ہے۔ خطیرہ صدیق الدین میں کہ جس کو بیہان
 کہتے ہیں رہتا ہے وہاں سے بیابان نزدیک سے بیابان میں پھرتا ہے
 وہ محدث ہے اورد علم سلوک بھی رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہ قوت دے
 کہ وہ میان خلق کے رہ سکے کیونکہ کمال یہ ہے یہ مرتبہ پیروں کا ہے مناسبت
 اس کے حکایت بیان فرمائی کہ اس طرف جن لوگوں نے پہاڑ اختیار کیا
 ہے وہ سب اہل علم و محدث ہیں میں نے پوچھا کہ تم کیوں شہر میں نہیں رہتے
 ہوتا کہ خلق کو تم سے نفع ہو جواب فرمایا کہ ہم ایک کٹنا کٹنا کہتے ہیں ہم نے
 اس کو قید کیا ہے تاکہ کسی کو کاٹ نہ کھائے وہ نفس ہے کہ بوردہ مومن کے
 ساتھ بدگمانی اورد اس کی غیبت و سخن چینی کرتا ہے اورد مثل اس کے پس خلق

کو رنج پہنچتا ہے۔ ہم نے اس جہت سے یہ پہاڑ اختیار کیا ہے تاکہ ان اور
 زمیمہ سے پاک ہو جائے اور ہم شہر میں نہ جائیں گے جب صفات حمیہ
 اختیار کر لے گا تو بعد اس کے جائیں گے بعد اس کے فرمایا کہ ٹھٹھا مخر
 پن کرنا گناہ کبیرہ ہے اور حرام ہے اور قرآن شریف میں اس سے نہی
 کی ہے یا ایہا الذین امنوا لا یخز قوم من قوم عسی ان یکنوا خیرا
 منهم ولا نساء من نساء عسی ان ینکن خیرا منهن ولا قلوبوا
 انفسکم ولا تنابذوا بالالقاء بنس الاسماء الفسوق بعد الایمان
 ومن لیدیب قلوبکم ہذا الظالمون یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ٹھٹھا
 نہ کرے یہ نہی غائب ہے ایک گروہ ایک گروہ سے شاید کہ وہ مومن ہوں
 اول بہتر ہوں ان سے اور نہ مومن عورتیں مومن عورتوں سے ٹھٹھا کریں
 ساتھ زنا کے شاید کہ جن سے ٹھٹھا کرتے ہیں وہ بہتر ہوں ان سے اور
 بدگمانی بھی حرام ہے قرآن شریف میں اس سے نہی فرمائی ہے یا
 ایہا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا
 تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو سچو
 بہت سے گمان سے بیشک بعض گمان گناہ ہے اس باب میں یہ حدیث
 صحیح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ظنوا المؤمنین خیرا یعنی تم مومنین کے
 ساتھ نیک گمان کرو اور غیبت بھی حرام و گناہ کبیرہ ہے اور قرآن شریف
 میں اس سے نہی کی ہے قولہ تعالیٰ ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم
 ان ینکح احدہم مینا فکرمہم وہ واقفوا باللہ ان اللہ تو اب رحیم لا یغتب

نہی غائب ہے یعنی غیبت نہ کرتے بعض مہتار بعض کے کیا دوست رکھتا ہے
 ایک مہتار کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا اور انحال کہ وہ مردہ ہو سو تم اسکو
 شواہد رکھو گے اور ڈرو اللہ سے بیشک اللہ تو بہ قبول کرنے والا مہربان
 ہے۔ غیبت کو گوشت بر اور مردہ کا کہا اسلئے کہ وہ حاضر نہیں ہے۔ گویا وہ
 مردہ ہے اور جو شخص غیبت کرتا ہے وہ اپنے بر اور مردہ کا گوشت کھاتا ہے
 جو گناہ کہ آدمی کے کھانے والے کا ہے اسی قدر گناہ غیبت کرنے والے
 کا ہے غیبت بکسر عین معجمہ یا گوئی کو کہتے ہیں اور بفتح عین معجمہ نیک گوئی کو
 بولتے ہیں استعمال عرب کے چہت سے فرق ہے بعد اسکے فرمایا حدیث
 صحاح ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الغیبة اشد من الزنا یعنی غیبت زنا
 سے بھی زیادہ تر سخت ہے پھر فرمایا کہ اس طرف دعا گو نے ایک حدیث در
 تریں صحاح سے سنی ہے کہ ہرگز من وستان میں نہیں سنی تھی قولہ علیہ السلام
 الغیبة اشد من ثلاثین زینة فی الاسلام یعنی غیبت سخت تر ہے تیس
 زنا سے اسلام میں ای عقوبۃ الغیبة اشد من عقوبۃ ثلاثین زینة
 فی الاسلام یعنی عقوبت غیبت کی زیادہ تر سخت ہے عقوبت تیس زنا سے
 اسلام میں پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند من یہ حدیث صحاح ہے
 لکھ لو اور ظاہر کرو خبر میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اور ام المومنین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا دونیٹھے تھے کہ ایک عورت
 چادر سے ہوتے جاتی تھی حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ آپ دیکھو
 کہ یہ عورت چادر دراز اور سے ہوتے ہے آپ فرمایا اے عائشہ تو نے اسکا

گوشت کھایا انہوں نے کہا کہ میں نے نہیں کھایا ہے آپ نے فرمایا کہ
 تو اپنا حقوق باہر ڈال ڈالا تو دیکھا کہ ایک ٹکڑا گوشت کا معجون کے حضرت
 عائشہ کے موہنے سے باہر اڑا فرمایا اسے عائشہ اسی طرح ایک دوسرے
 کا گوشت غیبت سے کھاتے ہیں دل بوتا رہا یہ وسیا ہر جاتے ہیں
 سب اس کا یہی ہے اور یہ آیت پڑھی ولا یحتب بعضنا للآیہ اور
 ہم کو جو ظاہر نہیں ہوتا ہے۔ سو ہماری شومی ہے ورنہ وہ معنی غیبت سے
 یاد مردہ کا گوشت کھاتے ہیں۔

ایضاً ذکر مدح

فرمایا بتیوں کو چاہئے کہ مدح پر فخر نہ کریں بلکہ جب فتنہ ہو گیا تو وہ کامل ہے
 اب اگر کوئی اس کی مدح کرے تو قصان نہیں ہے اس لئے کہ نفس نہ
 رہا بلکہ مدح و ثناء معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ مشائخ عارفین نے فرمایا ہے یعنی
 ان یكون عناءك الممدوح والقدر في قلبك سواء یعنی چاہئے کہ تو دیک
 تیرے مدح و قدر یعنی تعریف و مذمت دونوں تیرے دل میں برابر ہوں

ایضاً ذکر میرٹھ

حسن خادم سے فرمایا کہ واسطے دعا گو کے میرٹھ لاؤ یہاں سے میرٹھ لائے پوچھا
 ایسی ہی ہے تو جاننا نہیں ہے حسن خادم نے کہا کہ ایک ننگ بھی اس میں نہیں

۱۲ میرٹھ سارا اور داندان ۱۲ مزاج

نہیں ہے بلکہ ایک تاریخ اور یہ بیت کتاب متفق کی پڑھی ہے

وان قلب الاعلام في العجم اصابعا اربعة لم تحرم

فرمایا ہے کہ مسئلہ ہے ان کان الابرئسم في ثوب مقدرا اربعة اصابعا يجوز

وان كان طويلا لان الاعتبار للحرف لا للطول یعنی اگر اہل بیت کے میں

تقدیر چار انگل کے ہو تو درست ہے اگرچہ لمبا ہو سکے کہ اعتبار چوڑائی کا،

تہ لمبائی کا پس دو سے مبارک بریں فقیر اور امانہ فرمودنا فرزند من این نواند

کہ تقریر کروم بنویس بملفوظ۔

غرة ماه شعبان عمت ميامنه روز شنبه

کو مخدوم و اہمت برکاتہ واسطے مبارکباد کی شیخ الاسلام کے آئے اولیہ فقیر ہمراہ

رکاب سعادت کے تھا اسلام کیا ایک نے دو سر کو بغل میں لیا، پھر بیٹھے

فرمایا کہ دعا گو راہ میں نیند آ رہی تھی اور تیرا وضو کیا اس لئے کہ بندگی یعنی بنا

شیخ الاسلام کو بے وفو کیونکہ وہ ہمیں شیخ الاسلام نے کہا کہ آپ لوگ زندہ

دل ہو کہا ان عینی تمامان ولا ینام قلبی آپ فرزند شیع ہو تو کہ اس کا نکلا

کہ شیخ الاسلام نے پوچھا کہ مخدوم کے وجود مبارک کو زحمت تھی اب بحیف

ہے فرمایا شکر ہے بنائے اب تک کچھ اثر ہے شیخ الاسلام نے کہا کہ میں

نے تاک علی طیب کو بھیجا تھا فرمایا کہ طیب کیا کرے پھر شیخ الاسلام سے

التماس کیا کہ اگر ہمارا حکم ہو تو جو خانقاہ کہ قہر میں واسطے شیخ کبیر کے بنا

کی ہے اس میں واسطے اربعین عتکاف رمضان کے معتکف ہو جائیں اور

میں آرزو کرتا ہوں کہ ہر روز دست بستہ خدمت کروں واللہ اُس خالقاً
 سے ہم سب کا نماز پڑھیں شیخ الاسلام نے کہا کہ آپ اوجھ میں مسیحی جمعہ کے اندر
 متکلف ہوتے ہو اس جگہ بھی مسیحی جامع میں اعتکاف کرو اس درمیان میں ایک
 عزیز درویش آیا اور سلام کیا اور ہاتھ طرف مخدوم کے اٹھایا حضرت مخدوم
 نے دست مبارک سے طرف شیخ الاسلام کے اشارہ کیا کہ اول ان کا
 ہاتھ لے غرضیکہ اُس درویش نے اول شیخ الاسلام کے ہاتھ کا مصافحہ
 کیا پھر مخدوم کا دست مبارک زور سے پکڑا کہ تکلیف پہنچے شیخ الاسلام
 اس درویش پر گرم ہوئے کہا کہ بوڑھے ہوں سے آسان مصافحہ کرنا چاہیے
 حضرت مخدوم نے فرمایا کہ تم کچھ مت کہو اُس نے اعتقاد و دست پکڑے
 نہ اس قصد سے کہ تکلیف پہنچے پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت کیا

پانچویں تاریخ ماہ شعبان بدھ کے دن

یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا جمعرات کی رات کو فرمایا کہ چراغ
 آگے نہیں ہے لہذا کہ نماز مکروہ نہ ہو سے اور غادوں کو اس باب میں بہت
 تاکید کی انہوں نے ویسا ہی کیا جب نماز فرض عشا کی پڑھ چکے واسطے
 سنت کے اٹھے فرمایا کہ واسطے مقتدی و مقتدی یعنی امام و ماموم کے
 سنت یہ ہے کہ مقام فرض سے وقت سنت کے عدول کریں یعنی جبکہ
 بدل لیں فرض کی جگہ سنت نہ پڑھیں اور اگر سبھی بھر یا قدم بھر عدول کریں
 تو درست ہے۔ مکروہ نہیں ہے ورنہ مکروہ ہے لیکن واسطے مقتدی کے اولے

فلما زعشا بادل چراغ کے مکروہ ہے فرض کی جگہ سنت نہ پڑھیں

کہا ہے کہ فرض کی جگہ سے تجاوز کر کے اور واسطے مقتدای کے سنت اور یہیت
کتاب متفق کی پڑھی ہے

یکوہ الامام الامام موم
واقضل النقل لاجل النقل
نقل مکان فریضۃ المحتوم
للمقتدی والمقتدی بالنقل

امی النقل عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال ایجر احدکم اذا صلی
ان یتقدم او یتاخر یعنی کیا عاجز ہوتا ہے ایک مہتر ارجس وقت کہ نماز پڑھ
چکے اس سے کہ آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے یعنی اس کے فرمایا
کہ ارسال جامہ یعنی کپڑے کا چھوڑ دینا بھی مکروہ ہے فرض و نقل میں اور
اگر موٹا ہے پوڑا لے بطریق چادر کے تو مکروہ نہیں ہے بلکہ سنت ہے۔
فقہ میں مذکور ہے ولا یرسل المصلیٰ ثوبہ الا یصا شب مذکور میں دو آدمیوں
نے پیوند کیا ایک تو متعلم یعنی طالب علم نے اور دوسرے حافظ نے
حافظ سے فرمایا کہ تو علم فقہ پڑھا اسلئے کہ فرض و واجب ہے کہ حامل قرآن
یعنی حافظ عالم ہوتا کہ احکام شرع کے اس پر کھل جائیں ورنہ کیا جانے۔

ف ارسال جامہ در نماز مذکور شد ف حافظ کو علم فقہ ضروری ہے

ساتویں تاریخ ماہ مذکور شب جمعہ کو تہجد کے وقت

یہ فقیر حاجت میں اس امیر کبیر کے حاضر تھا۔ سحر ہی کا کھانا ہر سید لائے اس فقیر سے
اولیاء ان دیکھتے فرمایا کہ کھاؤ بھائی تم روزہ رکھتے ہو اسی اتنا نہیں فرمایا
کہ مومن کو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اور دوسرے پیغمبروں
کے متابعت و پیروی کرے کبھی تو روزہ رکھے اور کبھی افطار کرے اسلئے کہ

حایت صحاح میں ہے قال علیہ السلام من صام المدھن فلا صام ولا افطر
 یعنی جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو اس نے نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا تھا
 کرتا ہے طاعت نہیں کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کو
 خطاب کیا ہے یا ایھا الرسل کلو من الطیبات و اعملوا صالحا انی
 بما تعملون علیم یعنی اپنے پیغمبروں کو کھاؤ پاک چیزوں سے اور عمل صالح
 کرو بیشک میں خوب جانتا ہوں جو تم عمل کرتے ہو اور کفار نے پیغمبر علیہ السلام
 سے یوں کہا قالوا ما لهذا الرسول یأکل الطعام و میشی فی الاسواق
 یعنی کیا ہے اس پیغمبر کو کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے جب
 صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو منغص
 آئے آپ نے فرمایا اے میرے پیارے لوگو تم کیوں منغص معاہدہ ہوتے ہو عرض
 کیا کہ کفار یہ بات کہتے ہیں۔ یعنی بات مذکورہ تو آپ کا دل بھی منغص ہو گیا
 حق تعالیٰ نے واسطے تسلی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ
 آیت شریف بھی دھا ارسلناک قبلک من المسلمین الا انہم لیاکلون
 الطعام و میشون فی الاسواق یعنی نہیں بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے اے
 محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں پر مگر بیشک وہ البتہ کھانا کھاتے اور بازاروں
 میں چلتے تھے پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل فیض منزل سناکن ہو گیا
 پس روئے مبارک بریں فقیر اور وہ فرمودندہ فرزند من این فانیہ بنویس۔

ایضا تقوی شرط ہے واسطے علم من لدنی کے
 ذکر اس کا تکلم کہ واسطے علم

وہ ذکر صوم الہم

من لدنی کے تقویٰ شرط ہے جیسے کہ وضو واسطے نماز کے شرط ہے علم
 من لدنی وہ معافی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے طرف سے اولیاء خدا کے دلوں
 میں وارد ہوتے ہیں تو لہذا تعالیٰ و اتقوا اللہ و علیکم اللہ یعنی تم تقویٰ اختیار
 کرو تا کہ تعلیم کرے تم کو اللہ تعالیٰ اپنے نزدیک سے علم اور فرمایا اللہ تقویٰ
 علی ثلثة انواع احدھا تقویٰ العام وهو ان یتقوا عن الکفر والمعاصی
 والبدع والثانی تقویٰ الخاص وهو ان یتقوا عملاً یعنی ای مالا ینفعہ
 ولا یضرہ اعنی المباحات والثالث تقویٰ اخص الخاص وهو ان یتقوا
 عما سوی اللہ تعالیٰ وھذا التقویٰ بسببھا عباد الالیاء المعانی من اللہ
 تعالیٰ یعنی پرہیزگاری تین طرح پر ہے ایک تو پرہیزگاری عام کی ہے وہ یہ
 ہے کہ کفر و گناہوں اور بدعتوں سے پرہیز کریں۔ دوسرا تقویٰ خاص کا
 وہ ہے کہ مالا یعنی سے پرہیز کریں یعنی جو چیز کہ نہ نفع دے نہ نقصان
 پہنچائے مباحات میں سے تو اس سے بچیں تیسرا تقویٰ خاص الخصال
 کا ہے وہ یہ ہے کہ مالا اللہ تعالیٰ سے پرہیز کریں یہ وہی تقویٰ ہے
 کہ جس کے سبب سے اولیاء اللہ تعالیٰ سے معافی پاتے ہیں یعنی وہ
 ان کے دلوں پر وارد ہوتے ہیں پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا کہ خردتہ
 من یہ تین وجہیں تقویٰ کی جو میں نے بیان کیں ان کو اور ملحوظ میں لکھو
 مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ جن دلوں میں دعا گو مبارک
 میں مجاور رکھا ایک بزرگ نحریت تھے سات برس ہر روز فاتحہ کا وعظ
 کہتے تھے اس پر پورے سات برس گزار گئے تفسیر سورہ فاتحہ کی تمام نہیں

کہہ چکے تھے میں ویسا ہی اُن کو چھوڑ آیا تھا دیکھتے کئی سال اور کہیں گے
اس علم کو علم لدنی کہتے ہیں یعنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے ہے کہ کسی
تفسیر میں نہیں ہے ایک اور حکایت اس کے متناسب بیان فرمائی کہ
ایک بزرگ محارث تھے اوچے میں چند مدت مقیم ہو گئے تھے انہوں نے سات
جلدیں معانی الہام سے تفسیر کی تھی اور اوکھی کرتے تھے ایک دن دعا گو
نے حکایت شیخ صدر الدین عارف قدس اللہ سرہ کی بیان کی کہ ایک
روز وہ بزرگوالد شیخ کبیر بہار الحق والدین اپنے والد کے پاس آئے اور کہا
بابا مجھے کو فائز میں ہر بار معافی من اللہ اور ظاہر ہوتے ہیں اگر حکم ہو تو میں
لکھوں شیخ نے منع کیا کہ مت لکھ اس لئے کہ بعض لوگ نہ سمجھیں گے۔ اور
انکار کریں گے اور وہ معافی من اللہ ہوں گے تو وہ منکر ہو جائیں گے اور
گمراہی میں پڑیں گے جب اُس بزرگوالد نے یہ حکایت دعا گو سے سنی تو اس
تصنیف کو چھوڑ دیا اور وہ ساتوں جلدیں مجھ کو بخش دیں اور مسافر ہو گئے۔ وہ
جلدیں لڑکوں کی والدہ کے پاس رکھی ہیں دعا گو نے مصباح اُن سے سنی
ہے قادی شیخ جمال الدین کے بیٹے تھے ایضاً فرمایا کہ جو لوگ میری
جس وقت اوپر سے نیچے آئیں اور لوگوں کے حال پر مطلع ہوں کہ اُن میں
سے ہر ایک کس چیز میں مشغول ہے تو چاہئے کہ ان فرودانندگان دنیا لعنت
نہ کریں بلکہ ترحم کریں کہ بیچاروں نے دنیا میں غوطہ مارا ہے اور باہر نہیں
ہیں اس جہاں سے خبر نہیں رکھتے ہیں کاش وہ بھی مثل ہمارے ہو جائیں
اگر دنیا کو ترک کر دیں اور اگر ترک نہ کریں گے تو موت تو ترک کرنا ہی ہے۔

قوله تعالى كذرتكم من جنات وعيون وزروع ومقام كريم ونعمة
 كافوا فيها فاكهين كذلك واورثناها قوما آخرين فبابت عليهم السماء
 والارض وما كانوا منظرين یعنی کتنے چھوڑے باغ اور چشمے اور کھیتیاں
 اور اچھے اچھے مکان مجلسیں اور عیش آرام کہ جس میں کھاتے تھے۔
 اسی طرح اور ہم نے وارث کر دیا نکال دیا لوگوں کو اور ان سے دوسروں کو۔
 اور اسی طرح قیامت تک سونہ رویا ان پر آسمان زمین یعنی اُسکے
 لوگ اور نہ تھے وہ مہلت دئے گئے۔ ان شمسکرمہذا ہی شمس قارون

و فرعون و هامان و مزود طلعت علی قصورهم قد طلعت علی قبورهم
 یعنی یہ تمہارا سورج جس کو تم دیکھتے ہو یہ وہی سورج ہے جو کہ قارون
 و هامان و فرعون و مزود کے محلوں چھوڑ کر پڑھو عہد اولیہ وہی ہے
 کہ اب ان کی قبروں پر طلوع کرتا ہے اور یہی آفتاب ہے کہ انبیاء و مرسلین
 کے مکانات پر نکلا اب ان کی قبروں پر نکلتا ہے یہی معنی کسی قائل عربی
 نے نظم کئے ہیں

رایت الدھر مختلفا یسود و لا حزن یسود و لا سرور

و شدت الملوك بها قصورا فما لقی الملوك و لا قصور

یعنی میں نے زمانے کو دیکھا کہ گونا گون گردش کرتا ہے نہ غم ہمیشہ رہتا ہے
 نہ خوشی دوام رہتی ہے کبھی غم ہے تو کبھی خوشی بادشاہوں نے دنیا
 میں کچھ مضبوط محل بنائے پھر نہ بادشاہ رہے نہ محل پس رئے مبارک
 ہیں فقیر اور نہ فرمودند فرزند من این فائدہ کہ گفتم بنویس ایضا فرمایا سبق پڑھو

میں نے شروع کیا تو تبت اس آیت میں کئی قولہ تعالیٰ بحوالہ ما یشاء
 وثبت یعنی بحوالہ المعاصی عند التوبۃ وثبت التوبۃ وقد اجمع
 المفسرین علیہ فان قيل القول بالتبدیل یؤدی الی تجویز التبدیل
 علی اللہ تعالیٰ واللہ متعالی عن ذلك قلنا المكتوب فی اللوح المحفوظ
 صفة العبد شقاوة وسعادة وليس صفة اللہ والعبد يجوز علیه التبعیر
 والتبدیل من حال الی حال فقصه علی صفة واما قضاء اللہ تعالیٰ
 وقدرة لا تغیر فیہ والقضاء صفة الرب والرب هو القاضی والمکتوب
 فی اللوح المحفوظ مقضی و صفة الرب وقدرة غیر محدث والمقضی
 محدث والحکم والقضاء غیر محدث والمقضی محدث وتبعیر المقضی
 لا یكون تغیر القضاء فالناس علی اربعة فرق فریق منهم قضی علیہم
 بالسعادة ابتداء وانتهاء مثل علی وولدا یم الحسین والحسین رضی اللہ
 عنہما جمعین وفریق قضی علیہم بالمشقاوة ابتداء و بالسعادة
 انتہاء مثل ابی بکر وعمر و سحرة فرعون رضوان اللہ علیہم وفریق منهم
 قضی علیہم بالمشقاوة ابتداء وانتهاء مثل فرعون وهامان ونمرود
 لعنہم اللہ تعالیٰ وفریق منهم قضی علیہم بالسعادة ابتداء و بالمشقاوة
 انتہاء مثل ابلیس و یلم لعنہم اللہ تعالیٰ فینفذ قضاؤہ بالتبعیر
 للمقضی علیہ لا للقضاء یعنی بحوالہ ما یشاء وثبت یعنی اللہ تعالیٰ
 گناہوں کو مشاوریہ ہے وقت توبہ کے اور مضبوط کرتا ہے توبہ کو مفسرین
 نے اس پر اجماع کیا ہے یدہب اہل سنت و جماعت میں اس قول کے

خلاف اور کوئی قول نہیں ہے اگر کوئی شخص سوال کرے کہ یہ قول تبدیل
 کا پہنچانا ہے طرف اور کھنے تبدیل کے اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ
 اس سے منزه ہے تو ہم اس کا یوں جواب دیں گے کہ جو چیز لوح محفوظ میں
 لکھی گئی ہے وہ بندے کی صفت ہے بدبختی و نیک بختی اور وہ اللہ تعالیٰ
 کی صفت نہیں ہے اور بندے پر تغیر و تبدیل ایک حال سے طرف
 دوسرے حال کے جائز ہے سو بندے ہی کی صفت پر تغیر روا ہے
 رہا حکم اللہ تعالیٰ کا اور اس کی قدرت یعنی تقییرات سو اس میں
 کسی طرح کا تغیر نہیں ہے اور حکم صفت ہے رب کی اور رب حکم کرنے
 والا اور لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے وہ مقضی یعنی حکم کردہ شدہ ہے اور
 رب کی صفت اور اس کی قدرت محیث نہیں ہے اور مقضی محیث ہے
 اور حکم و قضا محیث نہیں ہے اور مقضی محیث ہے اور تغیر کرنا مقضی
 کا تغیر کرنا قضا کا نہیں ہے پس لوگ چار گروہ پر ہیں ایک گروہ تو وہ
 ہے کہ اول و آخر دونوں میں اس پر نیک بختی کا حکم کیا ہے جیسے حضرت
 علیؑ اور ان کے دو بڑے جہاد سے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہم جن میں
 اور ایک گروہ ان میں سے وہ ہے کہ اس پر اول میں تو بدبختی کا اور آخر
 میں نیک بختی کا حکم کیا گیا ہے کہ وہ ایمان سے پہلے کافر تھے بہت
 پست تھے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان دیا۔ جیسے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ
 اور فرعون کے جہاد گروہ رضی اللہ عنہم اور ایک گروہ ان میں سے وہ ہے کہ
 اول و آخر اس پر بدبختی کا حکم کیا گیا ہے جیسے فرعون و ہامان و منکر و

نعم اللہ تعالیٰ اور ایک گروہ ان میں سے وہ ہے کہ اول تو نیک نیتی کا
 اور آخر کو بد نیتی کا اس پر حکم کیا گیا ہے جیسے ابلیس و بلعم لغنہما اللہ تعالیٰ
 کہ وہ تو معصیت سے پہلے مومن تھے پس حق تعالیٰ کی قضا جاری ہوتی
 ہے نہ تغیر واسطے مقتضی علیہ کے ہے نہ واسطے قضا کے۔ یہ سب
 کلام اہل سنت و جماعت کا ہے اس پر اعتقاد کرنا چاہیے اس لئے
 کہ یہ سب حق ہے اور خدا اس کی باطل ہے پس فرمودہ فرزند مین کبریٰ
 یہ ساری ترتیب شروع بہنق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی
 ایضاً بہنق مصابیح کا پڑھانے تھے حدیث یہ تھی۔ قوله علیہ السلام
 اذا اراد اللہ بعبدا خیرا یفقہہ فی الدین یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ساتھ تیسے
 کے بھائی تو دین میں اس کو فقیہ کرتا ہے فائدہ بیان فرمایا کہ فقہ بضم
 العین فی المباحی علما الطبیعی ویکس العین حلد الکیسہ اور فقیہ اس شخص
 کو کہتے ہیں کہ اس کے وجود میں تین معنی موجود ہوں ورنہ وہ فقیہ نہ ہو گا احکم
 والدلیل علیہ والعمل بہ یعنی فقیہ وہ ہے کہ علم جاسلے اور اس علم
 پر دلیل رکھے اور اس علم پر عمل کرے اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند مین
 بیان فقہ کا جو میں نے تقریر کیا لکھ لے ایضاً ذکر علم ہمت کا نکلا فرمایا
 ساک کو چاہیے کہ عالی ہمت ہو سوا خدا کے اور کوئی چیز نہ چاہیے
 مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک عورت اوجھ میں ہے
 وہ واسطے زیارت دعا گو کے آتی ہے ایک دن آئی تو کہا اے مخدوم

بن خضیلت فقیر فی الدین و معنی پتہ

نظر میں عرش و کرسی و بہشت و دوزخ وغیرہ کا مکمل شفقہ ہے۔ تم دعا کرو
 میں کیا کروں گی تاکہ حجاب ہر جائے زبان بندھی میں کہا کہ میں تو تیرے
 جمال لایزال کی شیفۃ ہوں تو مجھے یہ تماشا کیا دکھانا ہے اور کہا کہ
 نماز فردوس تیرے واسطے پڑھتی ہوں مجھ کو فردوس مطلوب نہیں ہے
 دعا گئے اُس عورت سے کہا نماز فردوس کو تو اس نیت سے پڑھ کہ
 وعدہ لقا یعنی دیدار خالق الالہ کا بہشت میں ہے عجب عالی نعمت
 ہے ایضاً فرمایا طالب کو چاہیے کہ علوت اختیار کرے تاکہ تفرقہ اس
 کا جمع جائے پس این کہ حاصل شود مخاطبہ باشت اور یہ شعر عربی پڑھے
 جو کہ کسی قائل نے کہے ہیں

كَانَتْ لِقَابِي أَهْوَاءٌ مُفْرَقَةٌ
 فَاسْتَجَمَعْتُ إِذَا رَأَيْتُكَ الْعَيْنُ أَهْوَاءِي
 فَمَا رَحِمَسَانِي مَنْ كُنْتُ أَحْسَاةُ
 وَصَرْتُ مَوْلَى الْوَرَى إِذَا صَرْتُ مَوْلَانِي
 تَرَكْتُ لِلنَّاسِ دِينًا هُمُ وَدِينِي
 شَغَلًا بِحَبَابِكِ يَا دِينِي وَدِينَانِي

العین عین القلب اہوائی

فاعل فاستجمعت یعنی میرے دل کی خواہشیں پراگندہ و پریشان تھیں
 پس وہ ساری خواہشیں ایک ہو گئیں جیسا کہ میرے دل کی آنکھ نے تجھ کو دیکھ
 لیا اس جگہ حسد یعنی رشک ہے سو رشک کرتا ہے میرا وہ شخص کہ جس
 کا میں حسد کرتا تھا یعنی رشک اور ہو گیا میں خداوند سارے خلق کا جبکہ
 تو میرا خداوند ہو گیا اس جگہ حسد یعنی کان ہے ورنہ باری تعالیٰ صیروت
 سے منزہ و پاک ہے میں نے لوگوں کے لئے چھوڑ دیا ان کے دین

دنیا کو واسطے شغل تیری دوستی کے لئے میرے دین و دنیا اس فقیر سے
 فرمایا فرزند من یہ اشعار عربی کے جو میں نے پڑھے لکھے لے لے لے اس کے
 فرمایا النبوة كانت كامنة في وجود النبي صلى الله عليه وآله وسلم
 كما قال كنت بنيا وادم بين الروح والجسد وفي رواية بين الماء
 والطين وظهر النبوة بالخلوة والحز لتلكما هو مروى في جبل حراء
 وكذلك الولاية لا تظهر الا بالخلوة فينبغي للسالك ان يختار الخلوة
 ولا يعجب فلو كان بظاهرة مع الخلق وكان باطنه مع الحق هذا هو الكمال
 كما ورد في الحديث الصحاح قوله عليه السلام المؤمن الذي يخاطب الناس
 ويحمل اذا هم خير من الذي لا يخاطب ولا يحمل على اذا هم اس فقير
 سے فرمایا فرزند من یہ تقریر جو میں نے کی مع احادیث صحاح کے لکھ لے
 ترجمہ عربی بہ ہے یعنی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک
 میں پوشیدہ تھی۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں نبی تھا اور آدم
 میان جان دین کے تھے اور ایک روایت میں درمیان آب و گل
 کے تھے۔ پھر آپ کی نبوت سبب خلوت و عورت و تنہائی کے کوہ حرا
 میں ظاہر ہوئی جیسا کہ روایت کیا گیا ہے اور یہی حکم ولایت کا ہے کہ وہ
 ظاہر نہیں ہوتی ہے مگر بخلوت و سسالت کو چاہئے کہ سب حال میں خلوت
 و تنہائی اختیار کرے اور عجیب دیکھے کہ میں خلوتی ہوں پس اگر وہ اپنے
 ظاہر سے خلق کے ساتھ ہو اور باطن اس کا حق کے ساتھ تو کمال یہی ہے

آدروان شواشنا و از برون بیگانہ دوش انچیس زیباردش کمتر بود اندر جہاں

کم کوئی ایسا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث صحاح میں آیا ہے کہ درمیں کمال وہی
 ہے کہ ساتھ لوگوں کے میل جول رکھے اور ان کے ایذا دینے کی برداشت
 کرے وہ اُس آدمی سے بہتر ہے جو کہ ان سے غلط غلط نذر رکھے اور انکی
 ایذا دہی کا تحمل نہ کرے اس جگہ صفت مخدوف ہے یعنی المؤمن
 الکامل ایضاً فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
 کہ مثل میری مانند اُس آدمی کے ہے کہ چراغ کے سر پر کھڑا ہے اور
 پروانے کو جلنے سے نگاہ رکھے۔ پس وہ کہاں تک نگاہ رکھے کہ وہ
 تو بہت اورد وہ ایک وہ دوڑ کر گرتے ہیں ایسا ہی ہوں کہ تم تو دوزخ
 میں گرتے ہو بسبب افعال قبیحہ کے اور میں باعظمت نصیحت تم کو نگاہ رکھتا
 ہوں۔ پس میں کہاں تک نگاہ رکھوں تم تو دوڑ کر گرتے ہو اور یہ بھی فرمایا
 کہ مثل میری مانند اُس مرد برہنہ کے ہے کہ کسی گاؤں میں دوڑتا ہوا آئے
 خبر کرے کہ صبح کو شکر پڑے گا۔ اور تم کو لوٹے گا اور غنیمت کرے گا اور بعض تو
 اُس کی بات سنیں اور بھاگ جائیں اور بعض اُس کی بات کو سخریہ پتہ
 حمل کریں اور کہیں کہ مجنون و کاذب ہے اُس کا کہنا نہ سنیں صبح کو شکر
 آئے اور سب کو لوٹ لے اور غنیمت کرے اور وہ کہیں یا لیتنی اتخذت
 مع الرسول مبیلاً یعنی اللہ و کہیں کہ کاش میں ساتھ رسول اللہ کے راہ
 لیتا۔ رسول علیہ السلام اس دنیا میں درمیان امت کے ایسے ہی تھے
 کہ جس نے ان کا کہا سنا اس نے نجات پائی اور ننگاروں سے ہو گیا اور
 جس نے نہ سنا وہ ہلاک ہوا اور عاقبت ک عقوبت میں مبتلا ہو گا۔ جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قل یا ایہا الناس قد جا کرم الحق من ربکم
 فمن اھتدی فانتما یھتدی لنفسہ ومن ضل فانتما یضل علیہا وما
 انا علیکم بوحیة یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کہہ دو کہ اے لوگو! مقرر
 آئی راستی و درستی تمہارے پاس طرف سے تمہارے خداوند کے ہو
 جس شخص نے راہ پائی تو وہ راہ نہیں پاتا ہے مگر واسطے اپنے نفس کے
 اور جس شخص نے راہ نہ پائی مگر اس نے راہ ہوا تو اسے راہ نہیں ہوتا ہے
 مگر اپنے نفس پر اور نہیں ہوں میں نرم پر وکیل یعنی کاروان قولہ لغات
 افانت تنقد من فی النار یعنی پس تو اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کہتے باہر لائے گا آگ سے جو کہ گئے ہیں پس لائے مبارک بریں فقیر
 اور دنیا فرمودہ فرزند نامن بنویں ایضا پوچھا کہ صبح ادگی ہے ایک عزیز نے
 کہا کہ صبح کاذب ہے ایک یار نے پوچھا کہ صبح صادق و کاذب سے کیا
 مراد ہے جو آب فرمایا میں نے سنا ہے الصبح الصادق اسی بالصادق
 مخبرہ والصبح الکاذب اسی الکاذب مخبرہ یعنی صبح صادق کیا ہے
 صادق ہے اُس کا خبر نیے والا اور صبح کاذب کاذب ہے اس کا خبر
 نیے والا اس فقیر سے فرمایا فرزند نامن یہ فائدہ لکھ لے کم کوئی جانتا ہے
 ایضا ایک عرب نے خدمت میں عرضداشت بھیجی اُس میں یہ بات تھی
 کہ فلاں قریشی فرمایا کہ قریشی بیابگالی ہے قریش نام ایک دریائی مھلی
 کا ہے یہ مھلی غلیظ ترین مھلیوں کی ہے عرب واسلے اگر کسی کو گالی دیتے
 ہیں تو قریشی کہتے ہیں اور قریش ایک گروہ بھی ہے عرب میں کہ جن کی

صبح صادق صادق و کاذب

میان قریشی اور قریشی

نسل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جس وقت کسی شخص کو
 طائفہ قریش کی طرف نسبت کریں تو ہرف یا کو حذف کر دیں قریشی کہیں
 جیسے مدنی بحذف یا کہیں جبکہ مدنیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی طرف نسبت کریں اور جس وقت کہ سوا اس مدنیہ کے کوئی اور شہر
 مراد ہو کیونکہ مدنیہ شہر کو کہتے ہیں اور طرف اس کے کسی کی نسبت کریں
 تو مدنیہ یا ثبات حرف یا کہیں پس قریشی بیا خطا ہے اور قریشی بغیر
 یا صواب این فقیر را فرمودند این وجه کہ تقریر کہ دم بگیر یا ایضا ایک عزیز
 نے پوچھا کہ چہا ترک طائفہ سے کیا مراد ہے جواب فرمایا کہ چہ ترک
 اور آٹھ ترک بھی آئے ہیں اور یہ آیت کریمہ پڑھی زین للناس حب
 الشهوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرة من الذهب
 والفضة والحیل المسومة والانعام والحرب ذلك متاع الحیوة الدنیا
 واللہ عندہ حسن المآب یعنی زینت دی گئی واسطے لوگوں کے دوستی
 خواہشوں کی عورتوں اور بیٹیوں اور سونے چاندی کے ڈھیروں اور
 گھوڑے داغ دے ہوئے پایگاہ میں اور چار پالیوں اور کھیتی سے یہ
 سب برتن ہے زندگی دنیا کا اور اللہ کے نزدیک حسن مآب ہے ان
 سب کو ترک کرنا چاہیے اس وقت طائفہ یعنی ٹوپی پہننا مسلم ہو گا
 اور طائفہ چار ترک سے ان چار چیزوں کا ترک کرنا بھی مراد ہے الاول
 ترک الدنیا مع اہلها الثانی طہارة القلب من حب الدنیا الثالث
 ترک ذکر کل شیء الا ذکر اللہ تعالیٰ الرابع ترک النظر الی غیر اللہ تعالیٰ

ف طائفہ چہا ترک

کما ورد فی الخبر حاکیا عن اللہ تعالیٰ من ترک بصرہ عن خیری اگر متہ
 بنظری یعنی اول ترک کرنا دنیا کا ہے مع اس کے اہل کے دوسرے
 پاک کرنا اول کا ہے دنیا کی دوستی سے اور جو اس میں ہے تیسرے چھوڑنا
 ہر چیز کے ذکر کا ہے مگر ذکر اللہ تعالیٰ کا چوتھے ترک نظر سے طرف
 ہر چیز کے جو غیر خدا ہے جیسے کہ خبر میں اللہ تعالیٰ سے حکایتہ وار وہا
 ہے کہ جو شخص ترک کرے اپنی بیانی کو میرے غیر سے تو میں اس کو کرم
 و مشرف کروں اپنے جمال و جلال کی طرف نظر کرنے سے پس ان
 سب کو ترک کرنا چاہیے اس وقت طاقیہ چہا ترک اپنا مسلم ہوگا پس
 روئے مبارک بریں فقیر اور دنا فرمودند فرزند من چہا ترک طاقیہ کہ تقریب
 کرم بنویس ایضاً اس آیت کریمہ کا بیان فرمایا قولہ تعالیٰ من کان
 فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الآخرۃ اعمیٰ واصل سبیلہ فی ہذہ ای فی الدنیا
 فرمایا کہ اعمیٰ اول کو بامالہ کسر میم اور دوسرے کو بفتح میم یا اول مالہ کے
 پڑھیں واللہ میں نے اس طرف بنا ہے یعنی جو شخص کہ دنیا میں دل
 اس کا طلب حق سے تاریک ہے تو آخرت میں زیادہ تاریک اور
 گمراہ نہ ہوگا طلب راہ حق سے ایضاً اس آیت شریفہ کا بیان فرمایا
 قولہ تعالیٰ ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین
 ای ومن یعرض عن ذکر الرحمن العشوا لعارض نقیض لہ ای تسلط
 لہ شیطانا من الشیاطین فہو قرینہ یعنی جو شخص موافق پھیرے اللہ
 کی یاد سے تو ہم مسلط کریں واسطے اس کے ایک شیطان شیطانوں سے

بیان آیت من کان فی ہذہ اعمیٰ

بیان آیت ومن یعش عن ذکر الرحمن

پس وہ اُس کا یا رہا اور اُس کے ساتھ ہمیشہ رہے اور جس شخص کا کام پڑے
 اس کے ہو یعنی ذکر کی طرف متوجہ ہو تو یا روقرین اس کا اللہ تعالیٰ
 ہو دے کہا ورد فی الخبر من الصحاح حکایۃ عن اللہ تعالیٰ انا جلیس
 من ذکر فی یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہمیشہ ہوں اُس کا جو مجھے
 یاد کرتا ہے ذکر سے مراد طلب مذکورہ کی ہے روى الوهيدية رضى الله
 عنه عن النبي صلى الله عليه واله وسلم حکایۃ عن اللہ تعالیٰ انا
 عند ظن عبدای بنی وانا مع عبدی اذا ذکر فی نقل من البخاری
 پس روئے مبارک بریں فقیر اور دندہ فرمودندہ قرزندہ من بیان ابن ہرود
 آید بنویس ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ خلوت دیا الربعین غیر مسجد میں روا
 ہے جواب فرمایا کہ الربعین یعنی چلہ خلوت ہے غیر مسجد میں بھی روا ہے
 رہا اعتکاف سو وہ سوائے مسجد کے اور چلہ ولایت نہیں ہے اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے وانتدعا کفون فی المساجد اور حضرت علی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 فرماتے ہیں کہ لا اعتکاف الا فی المسجد یعنی اعتکاف نہیں ہے مگر مسجد میں

ف بیان خلوت والربعین اور مسجد غیر

ایضاً ذکر قطب

فرمایا قطب اُس آدمی کو کہتے ہیں کہ اُس کو تصرف اقلیمی و رکنی ہو جیسے کہ
 ولایت شیخ کبیر بہاؤ الدین قاسم اللہ سرہ کی اور سے پورے کچھ کران
 تک ہے اور ہر لوگ بھی اور ولایت شیخ فرید الدین کی قاسم اللہ سرہ
 اور سے پورے ہندوستان تک ایضاً ذکر اس کا نکلا کہ زیارت کا مضمون کے

پہنچنے کو کہتے ہیں اور یہ عربی اشعار پر ہے

سَأَلْتُهَا حِينَ زَارَتْ بَرَزِيرَ قُبْحِهَا
فَرَحَزَتْ شَفَقًا غَشِيًّا سَنَا قَبْرِهَا
القَائِي وَابِلًا غَمًّا سَمِعَ اطِّيبَ الْمَسْمِي
وَسَاقَطًا لَوْلَا مِنْ خَاتِمِ عَطِي

عین زارت حصر ہے سوال کی اندر سے لعنت کے دو معنی ہیں ایک تو چھنا اور دوسرے مانگنا اور یہاں مانگنا چاہتا مراد ہے اور شفق سرخ برقع کو کہنا یعنی میں نے چاہا معشوقہ سے جبکہ وہ حاضر ہوئی دور کرنا اُس کے سرخ برقع کا چہرے پر سے اور پہنچنا میرے کان میں پا لیزہ تر کھانے کا سو اُس نے دور کر دیا شفق یعنی لعل برقع کو کہ جس نے چاند کی روشنی کو ڈھانک دیا تھا مراد چہرے سے اُس کا چہرہ ہے اور برساتے موتی اپنے معطر لب سے خاتم سے مراد لب ہیں یعنی جس وقت اُس نے اپنے چہرے پر سے سرخ برقع اٹھایا تو ایسا معلوم ہوا کہ چاند کی روشنی کو شفق چھپائے ہوئے تھا سو وہ دور ہو گیا اور جس وقت اُس نے باتیں کہیں تو یوں دکھائی دیا کہ انگشتری معطر خوشبو دار سے موتی بکھر رہے ہیں اُس جگہ فرمایا کہ دعا گو نے اس رباعی کو کہ مبارک میں پڑھا تو مشائخ و فقہاء و محدثین نے دعا گو سے کہا اتقول ہمنا حکایۃ الطرب یعنی کیا تو اس جگہ حکایت طرب آور رہتا ہے اور اس فقیر سے فرمایا کہ قرآن میں اس رباعی کو لکھ لے اس میں بہت لغت سے کئی چندانے ہیں فرمایا کہ زَحَزَحَ دُورًا کِلے کو کہتے ہیں الیٰ سبحانہ فرماتا ہے فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز یعنی جو شخص کہ روزِ رخ سے دور کیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے پس مقرر اس نے غلامی

پائی بعد اس کے فرمایا شفق عرب میں سرخی کہتے ہیں جبکہ حضرت امام عظیم
 رضی اللہ عنہ نے عرب سے سنایا جیسے کہ یہ رباعی ہے تو اپنے قول سے کہ
 شفق بیاض و سپیدی کہتے تھے وجہ الی قولہما وهو الاحمر و علیہ الفتوی
 یعنی طرف قول امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے رجوع کیا اور یہی
 قول صحیح تر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے ان دونوں کے قول پر اور امام شافعی
 رحمہ اللہ کے قول پر شفق سرخی ہے وقال وهو روایۃ عن ابی حنیفۃ رحمہ
 اللہ وهو قول الشافعی الشفق هو الاحمر نقل من الکافی قولہ علیہ السلام
 الشفق هو الاحمر پس باتفاق شفق سرخی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم سے پوچھا کہ شفق کیا ہے تو آپ نے جواب فرمایا کہ شفق سرخی
 ہے اور اس طرف بجز سرخی غائب ہونے کے نماز عشا کی پڑھ لیتے
 ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھی ہے اور یہی
 کو کہا ہے کہ وہ غیبی بت نہیں ہے نقل من الکافی تاخیر العشاء الی
 الثلث مستحب والی نصف اللیل مباح والی نصف الاخیر مکبرہ قولہ
 علیہ السلام لولا ان اشدق علی امتی لا خرت العشاء الی ثلث اللیل
 نقل من الکافی یعنی تاخیر کرنا عشا کا رات کے تیسرے حصے تک مستحب
 ہے اور اس وقت پڑھنے میں ثواب ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے پڑھی ہے اور اسی رات تک مباح ہے کہ اس میں ثواب
 و عقاب نہیں ہے اور تاخیر کرنا نصف اخیر تک یعنی نصف ثانی میں بغیر
 عندہ کے مکروہ ہے کچھ ثواب نہیں ہے بلکہ قبول نہ کرے اور عقوبت ہو لیکن

اگر بعد از تاخیر ہو گئی تو رو اسے تاخیر عشا کی تہائی رات تک مستحب اس لئے
 ہے کہ حدیث صحاح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر یہ
 بات نہ ہوتی کہ مشقت و اولاد اپنی امت پر، تو ہر آئینہ میں تاخیر کرتا عشا
 کو ثابت پس، یعنی تیسرے حصے رات تک، یعنی میں تاخیر نہیں کرتا ہر اس
 بلکہ تعجیل کرتا ہوں بجز وہ اس کے کہ شفق یعنی سرخی غائب ہو جائے قال
 الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ استحب التحجیل فی کل صلوة لقولہ علیہ السلام
 عجلوا بالصلوة قبل الفوت و عجلوا بالتویة قبل الموت یعنی امام شافعی
 رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تعجیل ہر نماز میں مستحب ہے اس لئے کہ صحاح میں ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جلدی کرو نماز کی پہلے نوت
 ہونے سے اور جلدی کرو توبہ کی پہلے موت کے مناسبت سے اس کے حکایت بیان فرمائی
 قال الامام ابو یزید البسطامی رضی اللہ عنہ لولا اختلاف علماءنا
 لبقیت من العمل یعنی اگر ہمارے علماء کا اختلاف نہ ہوتا ہر آئینہ میں کام
 سے رہ جاتا یعنی اگر عذر ہو گیا تو کسی روایت پر عمل کر لے کام سے نہ
 رہے گا۔ مثلاً اگر کسی شخص کو نیند آگئی یا اس پر غشی طاری ہو گئی۔ نماز ظہر
 کی ایک مثل پر نہ پانی دو مثل میں جاگایا بے ہوشی سے ہوش میں آیا تو
 اس وقت ادا کر لے۔ کام سے نہ ہے گا۔ اس لئے کہ ایک روایت میں وہ سنت
 ہے بعد اس کے فرمایا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے تین روایتیں
 ہیں صحیح یہ ہے کہ جب سایہ ایک مثل ہو جائے تو وقت ظہر کا نکل جاتا
 ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل تک ہے پس دو روایتیں

و استجاب رکعت ہے

کہ نماز ظہر

واضح ہیں۔ ایک روایت سے، اور تینوں روایتوں سے اصح یہ ہے روای
 الحسن عن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہما اذا صار ظل کل شیء مثله خرج وقت
 الظهر ولم یدخل وقت العصر حتی صار ظل کل شیء مثالیہ فعلی هذه الروایة
 یكون بینہما وقت حمل وروی اسد بن عمر رحمہ اللہ عن ابی حنیفہ
 رضی اللہ عنہ اذا صار ظل کل شیء مثله خرج وقت الظهر ولم یدخل
 وقت العصر حتی صار الظل مثلین وقال ابو الحسن هذه الروایة اصح
 فعلی ہاتین الروایتین یكون بین الوقتین وقت مہمل لا من الظهر
 ولا من العصر وهو الوقت الذی یسمیہ الناس بین الصلواتین نقل
 من المحیط قال الامام ابو حنیفہ والیوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالی
 وهو قول الشافعی رحمہ اللہ تعالی وقت الظهر الی بلوغ الظل مثله
 پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا۔ فرزند من اصح روایات کو لو، اور تلفوظ میں لکھو
 اور اس پر کام کرو اور ظاہر کرو اور اس بات میں کوشش کرو کہ مذہب کا
 اتفاق ہو جائے تاکہ جس مذہب کا ہوا اقتدا کر کے اور عاجز نہ رہ جائے
 مخدوم نے عربی تقریر فرمائی اس فقیر نے ان روایتوں کا ترجمہ کر دیا تاکہ عام
 خلق سمجھیں یعنی حسن بن زیاد نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی سے
 روایت کی کہ جس وقت سایہ ہر چیز کا مثل اس چیز کے ہو جائے تو وقت
 ظہر کا نکل جائے اور وقت عصر کا نہ آئے یہاں تک کہ سایہ ہر چیز کا دو چند
 اس چیز کے ہو جائے سو اس روایت کی بنا پر وہ میان ایک چند کے دو چند
 تک ایک وقت مہمل پیکار ہو گا۔ کہ وہ نہ ظہر کا ہے نہ عصر کا اور امام اسد بن عمر نے

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ روایت کیا ہے کہ جب سایہ ہر
 ایک چیز کا مثل اُس چیز کے ہو جائے تو وقت ظہر کا نکل جائے اور عصر
 کا وقت نہ آئے یہاں تک کہ سایہ ہر چیز کا دو مثل اُس چیز کے ہو جائے
 ابو الحسن بن زیاد نے کہا کہ یہ روایت اصح ہے پس ان روایتوں کی بنا
 پر درمیان دو وقتوں کے ایک وقت ہل بیکار ہو گا کہ نہ تو وہ ظہر سے
 نہ عصر سے اور یہ وہ وقت ہے جس کو لوگ درمیان دو نماز کا کہتے ہیں اور
 اسی سبب کا اختیار ہے امام ابو حنیفہ اور امام قاضی ابو یوسف اور امام محمد
 شیبانی اور امام ابو یوسف شافعی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ روایت مصفی و محیط سے
 منقول ہے یہ دونوں کتابیں معتبر ہیں پس ان روایتوں کے طریق پر اصح ما
 بجماع اتفاق وقت ظہر ایک مثل میں روا نہیں ہے۔ علم اصول میں
 ایک اصل یعنی قاعدہ ہے کہ درمیان اصح و صحیح کے فرق کیا ہے اصل
 کے امام صحیح تو درست کہتے ہیں اور اصح درست تو کہہ لیتے ہیں اور اصح
 راجح تر ہے صحیح سے اور اصح بمنزلہ اعلیٰ ہے اور صحیح بمنزلہ ادنیٰ فالانے
 متروک بالاعلیٰ ایضاً ایک دلیل دینے کو لائے اور اسی کے بائیں کان میں یہ
 نام با واہ بلند کہا شیخ عبدالقادر جیلانی اور فرمایا اگر کسی شخص کو دیر لگی ہو یا
 جن کا گرفتار ہو تو چاہئے کہ اس کے بائیں کان میں یہ نام بلند کہہ دے
 جیسے کہ دعا گو کہتا ہے شیخ عبدالقادر جیلانی اور فارسی میں گیلانی کہتے ہیں
 ایضاً ذکر اس کا نکلا کہ بعض اولیاء اللہ کو دیکھا ہے کہ وہ کسی مصلحت سے
 ایک لمحہ و مجلس واحد میں آسمانوں پر جاتے اور آتے ہیں اور ان کی آنکھیں

ب۔ ذکر نام مبارک حضرت عورت الاعظم و گارش و زیادہ وغیرہ

آنسوؤں سے بھری ہوتی ہیں دعا گو پوچھتا تھا کہ چشم پر آب کیوں ہے
 تو وہ جواب دیتے کہ میں خلقِ خاں پر براہِ شفقت رویا کہ وہ دنیا میں اور اُس کے
 کام میں مبتلا ہیں کاش وہ ترک دنیا کریں مثل ہمارے نہ ہر جائیں۔ قولہ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ تَرِكَ الدُّنْيَا رَأْسَ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسَ كُلِّ
 خَطِيئَةٍ یعنی دنیا کا چھوڑنا سر سے سب عبادتوں کا اور دوستی دنیا کی
 سر سے سب گناہوں کا ایضاً فرمایا تہ معنوی شرط ہے نہ صوری ہے
 کہ حدیث صحیح ہے قولہ علیہ السلام من تشبه بقوم فهو منهم یعنی
 جو شخص کسی گروہ کے ساتھ تشبہ کرے تو وہ اُس گروہ سے ہے دعا گو نے
 اس طرف محبتوں سے سنا ہے کہ اس تشبہ سے تشبہ معنوی مراد ہے۔
 تشبہ صوری یعنی ظاہری مراد نہیں ہے مثلاً اگر کوئی ظاہری بنیامیں مسلمان
 کا کہے اور باطن اس کے بعکس ہو تو وہ منافق ہو گا مسلمان نہ ہو گا جب
 تک کہ ظاہر و باطن اُس کا یکساں نہ ہو اسی فقیراً فرمودہ نہ فرزندہ من این
 احادیث ہوئیں ایضاً فرمایا مومن کو واجب ہے کہ پہلے علم طلب کرے
 بعد اس کے عمل میں مشغول ہو رہا ہے پر خطر ہے اسلئے کہ اگر عالم نہ ہو تو عمل
 کس چیز سے کہے اور نہ جانے گا تر غلط کریگا مناسب اسکے حکایت
 بیان فرمائی کہ ان دنوں ہیں کہ دعا گو کہ معظمہ سے اوجہ میں آیا تو لوگوں
 نے کہا کہ ایک شخص باہر یعنی قہر کے باہر ایک عالم میں مشغول ہوا ہے
 میں اس کے پاس گیا اُس نے مجھ سے کہا کہ میرے پاس جہیز آئے
 ہیں اور کہتے ہیں تو تو مقرب ہو گیا ہے مجھ سے نماز مؤثر کر دی تجھے حاجت

ف من تشبه بقوم فهو منهم

حکایت جلیل درویش

نہیں ہے اور بہشت کا کھانا لاتے ہیں دعا گو نے اس سے کہا کہ اسے نادان
 وہ تو شیطان ہے اور یہ کھانا جو وہ لاتا ہے نجاست ہے وہ پیغمبر جو کہ سارے
 پیغمبروں سے مقرب تر ہیں ان سے تو نماز موقوف ہی نہیں کی اسے جاہل
 تجھ سے کیونکہ موقوف کر دین گے میں نے اس کو وصیت کی کہ جس وقت
 وہ تیرے پاس آئے تو کہہ تجھ کو کہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
 الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اس نے اس بات کو قبول کیا جس وقت وہ آیا تو اس نے
 میری وصیت کو یاد رکھا لاجول کہا شیطان اس کے پاس سے غائب ہو گیا
 اور وہ کھانا نجاست بن گیا۔ اس کے سارے کپڑے پلید ہو گئے دوسرے
 دن میں اس کے پاس گیا اس نے قصہ کہا دعا گو کے ہاتھ پر توبہ کی میں
 نے اس کو توبہ کی تلقین کی اور اس غار سے اس کو باہر لایا میں نے کہا تو
 شہر میں رہ اور علم سیکھ اور مجلس علم جیسے وعظ و درس میں جا اور جو نماز تو نے
 فوت کی ہے اس کی قضا کر چنا۔ ماہ نہ گزرے تھے کہ اس نے قضا کر لی
 اور عورت کی اور کسب چاکت یعنی بننے میں مشغول رہا عثمان نام تھا
 بے چارہ ہنر و ستانی تھا اب بایں حالت مرا ہے الحمد للہ کہ با توبہ گیا یا دان
 بزرگ نے کہا برکت مخدوم کی تھی کہ برسر وقت اس کے پہنچ گئی وہ نیک
 بخت تھا بعد اس کے فرمایا کہ پیغمبروں سے صلوات اللہ علیہم تکالیف موقوف
 نہیں ہیں کیونکہ جتنے مقرب ہوتے ہیں اتنے ہی طاعت کا شوق زیادہ ہوتا
 جاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِرْحَنِيَا مَبْلَلٌ
 بِالْاِقَامَةِ یعنی اسے بلال کو رسم کو راحت پہنچا اقامت نماز سے اس میں تھیرا فرمودنا۔

فرز من نبيين ايضا فرما ياتن فيهم في شروعي كما ترتيب اس من نبي
 نبي الاسلام على اثنتين وستين خصلة ان لا يشك في الايمان ولا
 يخالف الجماعة ويصلي خلف كل بر وفاجر ولا يكفر اهل القبلة بالنبوة
 ويصلي على جنازة كل مسلم ومسلمة صغير وكبير ولا يخرج على المسلمين
 بالسيف ويصلي صلوة الجمعة والعيدين خلف كل امير ومسلم على الخمين
 في الحضر والسفر ويقرب بان الايمان عطاء الله تعالى وافعال العباد
 مغاورة والقرآن ان كلام الله تعالى غير مخلوق وعذاب القبر وسؤال
 منكر ونكير حق ودعاء الاحياء ينفع الاموات وشفاععة النبي صلى الله
 عليه واله وسلم لاهل الكبار حق والمعراج وقراءة الكتاب والميزان
 والعصا طحق والجنة والنار مخلوقتان لا تقيان ابداء الله تعالى
 بحاسبنا بلا ترجمان واصحاب الشجرة عشرة عشرة من اهل الجنة وهم
 ابو بكر وعمر وعثمان وعلي وطلحة وزبير وسعد وسعيد وعبد الرحمن بن
 عرف والوعيدة بن الجراح رضي الله تعالى عنهم وافضل الناس بعد
 النبي صلى الله عليه واله وسلم ابو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي رضي الله
 الله تعالى عنهم ولا تقع في الاصحاب وتقربان الله تعالى الرضا والرضا
 ولا نقول بالجنة رضاء والنار غضبه ونقن بالرؤية ومنزلة الانبياء
 قبل منزلة الاولياء ولا يتساوى عقل الانبياء وعقل الكفار والله تعالى
 يسعد الشقى بفضله ويشقى السعيد بعدله والله تعالى عالم قبل
 خلق العالم والله تعالى عالم وله علم وقادرة ويعذب لاهل الكبار

علی قدر زکوٰۃ ليعمل الله ما يشاء ويحكم ما يريد والقرآن هو المكتوب
 فی المصاحف وما نقل والایمان حقیقۃ لا یجازو من له خصم ترفع
 حسنته الیه لیرغی والاستطاعة والتوفیق مع الفعل والایمان
 باللسان والقلب عندنا وعند الجہمیۃ بالقلب وعند الکرامیۃ
 باللسان ونفی التشبیہ والمکان واجب والنسب فریضۃ عند الحاجة
 وعند بعض الفقہاء سنۃ ونفیہ بدعۃ ورویۃ الرزق من النسب کفر
 وایمان الانبیاء والملائکۃ سواء والعمل خیر الایمان والایمان هو الطاعة
 وليس کل طاعة ایماناً لکما ان الکفر بمعصیۃ وليس کل معصیۃ کفر ولفظ
 بالموت والمنشور والقیامۃ وان الوتر ثلاث رکعات بتسلیمة واحدا
 وحده الامام لیس حدث الاماموم والامام خمین القوم والایمان
 لا یزید ولا ینقص وابلیس لعنه الله کان من قبل الخطیئة مومناً
 والوبکر وعمر کان فی الجاهلیۃ کافرین عند الله وعند الملائکۃ
 وفي اللوح الم محفوظ ونخاف العاقبة ولا نؤمن مکر الله تعالی والامر
 لا یرفع عن المحب بالمحبة والیاس من روح الله کفریس ابن فقیر یا فرمود
 فرزند من بپرید ساری تزیب شروع سبق سے فرار تا تک حق میں اس
 فقیر کے کھتی۔ ترجمہ عبارت مذکور کا یہ ہے کہ اسلام بنا کیا گیا ہے باسٹھ
 خصلتوں پر (۱) شک نہ کرے ایمان میں (۲) سنت وجماعت سے مخالفت
 نہ کرے (۳) نماز پڑھے پیچھے ہر نیک و بد کے (۴) کافر نہ کہے اہل قبلہ کو
 بسبب گناہ کبیر کے (۵) نماز پڑھے جنازے پر ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت

چھوٹی بڑے کے (۷) تکرار نہ نکالے مسلمانوں پر (۸) نماز پڑھے جمعے کی
 (۸) اور روز عید کی پیچھے ہر امیر کے (۹) مسجح کرنے موزوں پر حضور و سفر میں
 جب سبق کا اس جگہ پہنچا تو ایک عزیز نے پوچھا کہ قال مالک رحمہ اللہ
 تعالیٰ لا یجوز المسلم للمقیم یعنی امام مالک کے قول پر مقیم واسطے مسجح موزوں
 کا جائز نہیں ہے اور وہ سنت و جماعت کے مذہب پر ہیں جو اب فرمایا
 کہ دعا گو نے اس طرف سنا ہے فی روایۃ منہ یجوز المسلم للمقیم یعنی
 ایک روایت میں امام مالک سے مروی ہے کہ مقیم کے واسطے بھی موزوں
 کا مسجح جائز ہے (۱۰) اقر اولیٰ سے اس بات کا کہ بیشک ایمان اللہ کی عطا
 ہے (۱۱) افعال بنیوں کے پیدا کئے گئے ہیں (۱۲) قرآن شریف اللہ
 تعالیٰ کا کلام غیر مخلوق ہے یعنی پیدا کیا گیا نہیں ہے (۱۳) عذاب قبر کا
 (۱۴) اور سوال منکر و نکیر کا حق ہے (۱۵) نہ دہل کی دعا مردوں کو نفع دیتی ہے
 (۱۶) شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کبیرہ گناہ والوں کے حق
 ہے (۱۷) معراج (۱۸) اور نامہ اعمال کا پڑھنا (۱۹) اور میزان یعنی ترازو
 جس میں اعمال تلیں گے (۲۰) اور پل صراط جس پر سے گزر کر جنت میں
 جائیں گے حق ہے (۲۱) جنت یعنی بہشت (۲۲) اور دو درجہ دو لوہید کی
 گئی ہیں کبھی فنا نہ ہوں گی ہمیشہ رہیں گی (۲۳) اللہ تعالیٰ ہم سے حساب
 لے گا بغیر تہ جہان کے (۲۴) اصحاب شجرہ عشرہ بقرہ اہل جنت سے ہیں
 یعنی دس صحابی جنہوں نے درخت کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم سے بیعت کی اور آپ نے ان کو جنت کی بشارت دی وہ لوگ یہی

حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت
 زبیرؓ حضرت سیدہ حضرت عبد الرحمنؓ ابن عوفؓ حضرت
 ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے صحابیوں کا انکار نہ کریں (۲۵) بہترین لوگوں کے بعد نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ پھر
 حضرت علیؓ رضی اللہ عنہم (۲۶) صحابہ رضی اللہ عنہم کے عیب و طعن
 سے زبان کو روکے سوائے بھلائی کے ان کو یاد نہ کرے (۲۷) اقرار
 کرے اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے رضا و غضب سے لینے
 خوشنودی بخشم خوش ہوتا ہے مخفا ہوتا ہے (۲۸) یہ نہ کہے کہ بہشت
 اس کی خوشنودی ہے اور دوزخ اس کا خشم ہے (۲۹) اقرار کرے
 اس کے دیدار فائز الا نوار کا حق ہے (۳۰) منزلت انبیاء علیہم السلام کی
 یعنی ان کا مرتبہ پہلے سے منزلت ادنیٰ کرام سے (۳۱) برابر نہیں ہے
 عقل انبیاء علیہم السلام کی اور عقل کفار کی (۳۲) اللہ تعالیٰ نیک بخت
 کرتا ہے بد بخت کو اپنے فضل سے اور بد بخت کرتا ہے نیک بخت کو
 اپنے عدل سے (۳۳) اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے پہلے جہاں کے
 پیدا کرنے سے کہ ہر ایک کیا کرے گا (۳۴) اللہ تعالیٰ عالم یعنی جاننے
 والا ہے اور قدرت والا ہے (۳۵) اللہ تعالیٰ کے واسطے علم و قدرت
 ہے یعنی دانائی و توانائی (۳۶) اللہ تعالیٰ عذاب کریگا گناہ کبیرہ
 والوں کو بقدر ان کے گناہوں کے (۳۷) اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا

اور حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے (۳۸) قرآن شریف وہی جو مصحفوں میں لکھا
 ہوا ہے اور پڑھا جاتا ہے (۳۹) ایمان حقیقت سے نہ مجاز یعنی مجاز
 نہیں ہے (۴۰) جس کا کوئی خصم ہو گا تو اس کی نیکیاں اس کو دیں گے
 تاکہ خوش ہو جائے (۴۱) استطاعت لینے تو انانی فعل کے ساتھ برابر
 ہے نہ آگے اور نہ پیچھے (۴۲) نزدیک ہمارے ایمان زبان و دل دونوں
 سے ہے اور نزدیک جسمیہ کے دل سے ہے اور نزدیک کلامیہ کے
 زبان سے ہے (۴۳) انکار کرنا تشبیہ و مکان کا واسطے اللہ تعالیٰ کے
 واجب ہے (۴۴) کسب یعنی کمائی کرنا حاجت کے وقت فرض ہے
 اور نزدیک بعض فقہار کے سنت سے (۴۵) اور انکار کرنا کسب کا بدعت
 سے (۴۶) دیکھنا رذق کا کسب سے کفر سے (۴۷) ایمان ابیہار اور بلا کر
 کا برابر ہے (۴۸) عمل غیر ہے ایمان کا (۴۹) ایمان طاعت ہے یعنی
 فرما برداری اور انہیں سے ہر طاعت ایمان جیسی کہ کفر معصیت و نافرمانی
 ہے اور ہر معصیت کفر نہیں ہے (۵۰) اقرار کر کے موت کا (۵۱) اور نشوون
 یعنی پر اگنہ ہونے کا (۵۲) اور قیامت کا (۵۳) اور اقرار کر کے اس
 بات کا کہ وتر تین رکعتیں ہیں ایک سلام سے (۵۴) حدیث امام کا حدیث
 مقتدی کا نہیں ہے (۵۵) امام صمان یعنی صمان سے قوم کا (۵۶) ایمان
 نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم ہوتا ہے (۵۷) ابلیس پہلے گناہ سے مومن کھٹا
 نہ ذبیک خدا کے اور نزدیک فرشتوں کے اور لوح محفوظ میں (۵۸) اور
 حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جاہلیت میں ایمان لانے

سے پہلے کافر تھے نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور نزدیک فرشتوں کے
اور لوح محفوظ میں اور حال و سہروں کا بھی اسی قیاس پر ہے (۵۹) عاقبت

سے ڈرے دیکھتے کیا ہوا (۶۰) اللہ تعالیٰ کے مکر سے بے خوف نہ ہو۔
(۶۱) امر یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم دوست سے بسبب دوستی کے موقوف نہیں

ہوتا ہے۔ جیسے نماز روزہ زکوٰۃ حج غسل جنابت اور فرض جو ہے (۶۲) نا امید
ہونا اللہ کی رحمت سے کفر ہے اس کے کلام مجید میں اپنی فرمائی ہے

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان
اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ ہوا لغفور الرحیم یعنی اے محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم تم کہہ دو کہ اسے میرے بنیاد جنہوں نے اتنا کرتا ہے اپنی
جاؤں پر نا امید ہوا اللہ کی رحمت سے پیشاب اللہ بخش دیتا ہے

سارے گناہوں کو پیشاب وہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے یہ
سب باسٹھ خصائیس بنائے اسلام کے ہیں جن کا ترجمہ کیا گیا الحمد للہ علی

ذکاک ایضاً فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تہجد فرض تھا بحکم
اس آیت کریمہ کے ومن اللیل فتجد بہ ناظلاً لک ای ناظلاً لامتاک

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم رات سے تہجد پڑھو تمہاری امت پر
سنت ہے فرمایا کہ اسی سبب سے بلال رضی اللہ عنہ رات کے نصف اخیر

اذان کہتے تھے کیونکہ سنن و لوافل میں اذان نہیں آئی ہے چونکہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تہجد فرض تھا اسلئے بلال رضی اللہ عنہ نصف

اخیر شب میں اذان کہتے تھے اور جس وقت صبح طلوع ہوتی تو واسطے

جنگ کربلا

نماز صبح کے دوسری اذان کہتے ولا یجوز الاذان لصلاة قبل دخول وقتها والاذان سنة حسرات الخمس وقيل واجب وتركه مكسره مخالفة السنة یعنی اذان جائز نہیں ہے واسطے کہ نماز کے پہلے اذان ہونے اُس کے وقت سے اور اذان پانچویں نمازوں کے واسطے سنت ہے۔ اور بعض نے واجب کہا ہے اور ترک کرنا اذان کا مکروہ ہے۔ بسبب مخالفت سنت کے، کیونکہ سنت یہ ہے کہ اول اذان کہیں پھر نماز پڑھیں ایں فقیر نے فرمودہ قرآن میں یگیرید الضأ فرمایا قال المشایخ الصوفیہ رجل ونصف رجل ولا شئ فالرجل الواصل ونصف الرجل الطالب ولا شئ طالب الدنیا ما قال الشاعر العربی فی الرباعی سے

لا شئ عندی کل من طلب الدنیا
والقاهرین فوهم ابطال
للتالین تشابہ برجالهم
والواصلون الی الجیب رجال

لان الشئ اذا خلا عن المقصود جازفیه اس فقیر سے فرمایا قرآن میں یہ قول مشایخ صوفیہ کا اور نظم رباعی عربی لکھ لو غریب ہے اس فقیر نے ترجمہ کر دیا تاکہ عام خلق سمجھے یعنی مشایخ ربعم الشاعرات نے فرمایا ہے کہ ایک تو پورا مرد ہے اور ایک آدھا مرد ہے اور ایک کچھ بھی نہیں ہے سو پورا مرد تو اصل سے یعنی جو کہ دوست تک پہنچ گیا ہے اور آدھا مرد طالب ہے جو کہ اس کو طلب کر رہا ہے اور جو کچھ بھی نہیں ہے وہ طالب دنیا سے اس لئے کہ جو چیز مقصود سے خالی ہوئی تو اس کی نفی یعنی دور کرنا درست ہے۔ اور یہ بیت عربی فرمائی ہے

فمن طلب الدنیا
لا شئ عنده
یعنی جو دنیا

من ملك النفس فخر هو والعبدان من يملكه هواه

یعنی جو شخص نفس کا مالک ہے آزاد وہی ہے اور غلام وہی ہے کہ جس کی ہوا
اُس کی مالک ہوئی ہے یعنی بندہ بندہ این فقیر را فرمودند فرزند من این بیت
عربی بنویس ایضا ذکر اس کا نکلا کہ دعا گو گئے اُس طرف مشائخ سے سنا ہے
کہ شیخ شیوخ قدس اللہ سرہ نے اس طرف دو خلیفے بھیجے شیخ کبیر بہار الحق
والدین کو سنا ہے اور شیخ حمید الدین ناگوری کو ہند میں قدس اللہ ارواہم
ایضا ذکر سفر کا کیا فرمایا دعا گو سفر میں ایک پہاڑ پہنچا دو دن میں تو اُس
کے اوپر گیا اور دو دن میں نیچے اوترا۔ ایک رات مقام کیا۔ میں نے اُس
پہاڑ کے درمیان میں نماز کی اذان سننی اور اقامت میں آگے بڑھا میں
نے دیکھا کہ حجر سے اور غار میں ہیں۔ درویش لوگ خلوت کئے ہوئے ہیں
میں نزدیک ایک خلوتی کے گیا۔ سلام کیا وہ شخص دانشمند و محدث تھا میں
نے کہا تو محدث ہے۔ تو نے کیوں عزت اختیار کی ہے تو آبادی میں
جانا کہ خلق تجھ سے نفع لےوے اُس نے خوب جواب دیا کہ میں ایک کٹنا
کتا رکھتا ہوں میں نے اُس کو قید کیا ہے تاکہ وہ کسی کو نہ کاٹے یعنی نفس جس
وقت وہ بد خوئی چھوڑ دینا نیاک خوئی اختیار کرے گا۔ تو اُس وقت میں باہر
نکل آؤنگا آبادی میں جاؤں گا یہ نہیں کہا کہ خلق بد ہے اُس کی جہت
سے میں نے خلوت اختیار کیا ہے۔ بلکہ اپنی برائی کی اور خلق میں نیاک
گمانی فرمائی اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ^{منین} ظنوا بالموء
خیرا یعنی تم مومنین سے نیاک گمان رکھو اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین
لہ کیا ہوئے نہ ہونا عادل ہیں اگر آزاد وہی ہے ہماری ہم کو بندہ کر دیا ہے خواہش اعتر

شیخ شیوخ نے دو خلیفے روانہ فرمائے ایک انور بن ابی

امنا لا جتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم عن ابی سعید الخدری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رجل امی الناس افضل یا رسول اللہ
قال مومن یجاهد بنفسه وماله فی سبیل اللہ قال ثم من قال ثم
رجل یفتزل فی شعب من الشعاب یعد ربه و فی رواية یقف اللہ وید

الناس من شره اخرجہ البخاری ومسلم ایضا اسی درمیان میں ایک عزیز
طالب علم ہندوستان سے خدمت میں آیا قیام پوری کی عرض کیا کہ بندے

کو بندے کے باپ لے ایک شیخ سے پیوند کر دیا تھا اور وہ شیخ نظام الدین
قدس سرہ کامریہ تھا اور وہ مرید تھا جب اس کا انتقال ہو گیا تو میں نے

ہر کسی سے سنا کہ وہ اجازت نہیں رکھتا تھا تو شبہ پڑا اسلئے میں نزدیک
مخبروں جہانیاں کے واسطے پیوند کے آیا ہوں اور بندے کے والد لے

بھی التماس طاقیہ کا کیا ہے تاکہ شبہ چلا جائے فرمایا کہ دعا گو شیخ نظام الدین
سے اجازت رکھتا ہے میں انہیں کے یہاں سے دوں گا بعد اس کے

فرمایا کہ اگر کسی غیر میں کو دلی اس کا کسی جاہ بیعت کرے تو وہ جس وقت اسے
بالغ ہو جائے تو اس کو دست ہے۔ اگر وہ کسی شیخ سے پیوند کرے اور اگر

وہ مراہق یعنی قریب بہ بلوغ ہو تو نہ چاہیے ایضا سبق مصابیح کا تھا حدیث یہ
تھی قولہ تعالیٰ الایمان یرجع الی المدینۃ یعنی ایمان رجوع کرے گا طرف مدینے
کے یعنی جبکہ آخر زمانہ ہو گا تو سب جگہ کفر ہو جائیگا۔ مدینے میں ہرگز کفر نہ ہوگا
کوئی کافر قدرت نہ پاسے گا۔ جیسے وہاں وغیر ہر وقت وہاں اہل ایمان رہیں
وہ قیامت تک میں فقیر اور مومن نہ رہیں بلکہ یہاں سے غریب دست

نہیں ہے کسی کے شیخ سے بیعت کرادی ہے یہ بوجہ بزرگی کے

ساتویں ماہ شعبان شب جمعہ

کو یہ فقیر خدمت میں اُس امیر کے حاضر تھا فرمایا حدیث صحاح میں ہے قولہ
 علیہ السلام من قرأ سورة الدخان في ليلة الجمعة غفر له ومن قرأ سورة
 الواقعة كفت مہاتہ یعنی جو شخص پڑھے سورۃ دخان کو شب جمعہ میں تو
 وہ بخشا جائیگا یہ سورۃ مخدوم کا معمول ہے ہر شب جمعہ کو ہمراہ پاروں کے
 بارہ بند پڑھتے ہیں اور جو شخص پڑھے سورۃ واقعہ کو تو اُس کے مہات
 کی کفایت ہو۔ ایں فقیر فرمودنا فرزند من بگریہ ونبو سید بعد کے
 فرمایا صحاح میں ہے قولہ علیہ السلام من صلی لیلة الجمعة رکعتین
 لحفظ الایمان ویقرأ فی کل رکعة بعد الفاتحة آية الكرسي ثم وسورة
 اذا زلزلت ثلاث مرات حفظ الله ایمانه وفي الصحاح قولہ علیہ السلام
 من صلی یوم الجمعة اربعاً سواء کان اول یوم او اخره مقیماً او مسافراً
 فی کل رکعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص احدی عشر مرة حفظ الله
 ایمانه یعنی جو شخص پڑھے شب جمعہ میں دو رکعت واسطے حفظ ایمان کے
 اور پڑھے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے آیتہ الکرسی ایک بار اور سورۃ اذا زلزلت

یہ حدیث عزیزی شرح جامع صغیر میں یوں ہے من قرأ حمداً لدخان فی لیلة الجمعة
 غفر له ای ذوبہ الصغائر عن ابی ہریرة ومن قرأ حمداً لدخان فی لیلة الجمعة
 او یوم الجمعة تبی الله له بیتا فی الجنة ظاہر ان ذلك یتکرر یتکرر قراءتہا لطلب
 من ابی امامة واستادہ ضعیف من قرأ سورة الواقعة فی کل لیلة لرفعہ فاقه
 ایدا سر علمہ الشارع قال المتادی هذا من الطب الاطعمہ بن ابن مسعود رضی اللہ عنہ

نزدیک کھانا کھایا جاتا ہے تو بخشش مانگتے ہیں واسطے اُس کے فرشتے
 جب تک کہ وہ کھاتے ہیں کیونکہ اُس کا دل تو واسطے کھانے کے چھتا
 ہے اور وہ اُس کو روکتا ہے اور آپ نے تک منگایا فرمایا حدیث صحاح
 میں ہے قولہ علیہ السلام یا علی ابداً بالملح واختم به فان المسلم دواء
 من سبعین داء یعنی اے علیؑ تو شروع کر تک سے اور ختم بھی کر تک
 سے اسلئے کہ تک علاج ہے تری بیماریوں کا اُس فقیر سے فرمایا فرزند من
 یہ حدیثیں جو میں نے پڑھیں کھو لو ایضاً اس فقیر کو ایک مسئلہ مشکل تھا خادم
 سے میں نے پوچھا تو وہ حل ہو گیا وہ مسئلہ یہ ہے کہ گردن یعنی گامی میں
 نماز نفل درست ہے جو اب فرمایا کہ درست ہے میں نے یہ بھی پوچھا
 کہ فرض بھی درست ہے اگر قیام و رکوع ممکن ہو جو اب فرمایا اگر غدر
 ہو تو درست ہے۔ خوف وغیرہ کے سبب سے فرمایا فرزند من والیضاً
 فرمایا الرؤیة بعین القلب حق فی الدنیا وبعین الرأس فی الآخرة
 بقولہ تعالیٰ قل هل یستوی الاعی و البصیر یعنی اللہ تعالیٰ کا
 دیکھنا دل کی آنکھ سے دنیا میں حق ہے اور سر کی آنکھ سے آخرت
 میں ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو کہہ کیا برابر ہوتا ہے اندھا
 اور آنکھوں والا ایضاً کہنے والے کہتے تھے کہ مولانا بدر الدین منقہ
 خدمت میں حاضر ہوں پوچھا کیا ہے اشارہ طرف کان کے کیا کہ میں
 اشارہ پہنے ہوئے ہوں سنتا نہیں ہوں بعد اس کے فرمایا سالک کو چاہیے
 کہ بیڈ عالم کی متابعت پر چلے اُس کا کام زیادہ تر ہو جائیگا اور قربت و محبوبیت

ف اول و آخر کھانے کے تک کھانے

ف جواز نماز نفل و اگر اول

ف رؤیة الہی و نبیائہ بعین قلب حق ہے

ہر جاہلی۔ اہل بدعت بدعت کو قربت جانتے ہیں جیسے لوہا تا بنا پہننا،
 ڈاڑھی تراشنا جیسے کہ قلندروں کی ہوتی ہے یہ قربت نہیں ہے بلکہ
 بُعْد و فِصَالَت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ
 فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اِيْ فَاَتَّبِعُوْنِيْ بِالْاَفْعَالِ وَالْاَقْوَالِ وَالْاَحْوَالِ
 یعنی اے محمد تم کہہ دو کہ اگر تم خدا کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو تم میری
 پیروی کرو گفتار کردار رفتار میں پس اللہ تم کو دوست رکھے گا اور جو کوئی
 برعکس اس کے ہوگا تو حال اس کا برعکس ہوگا۔ یعنی جو کوئی آپ کی مخالفت
 کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دشمن رکھے گا۔ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ الشَّرِيْعَةُ اَقْوَالِي
 وَالطَّرِيْقَةُ اَفْعَالِي وَالْحَقِيْقَةُ اَحْوَالِي یعنی شریعت تمیر گفتار ہے اور
 طریقت میرا کردار ہے اور حقیقت میری رفتار ہے۔ اس فقیر را فرمودند
 فرزند میں بکیر یا ایضا فرمایا اگر کوئی کیسا بناتا ہے اور وہ مستقیم رہتی ہے
 تو وہ اسے اور وجہ حال ہے۔ بعض دگ اس طرف بناتے ہیں اور
 مستقیم رہتی ہے والشدوعا گو بھی جانتا ہے۔ ایسا آہستہ فرمایا کہ ہم چند
 یاروں لے سن لیا کہ یہ شمس الدین مسعودی ہم پرے تو میں نے
 کر دی دیکھیں میں منع ہو گیا ایضا ایک مریض کو لائے اور جب کسی مریض
 کو خدمت میں لائے تو دایمے ہاتھ سے چھوڑتے اور یہ دعا پڑھتے اور
 اول و آخر میں درود شریف کہتے تھے اَذْهَبِ الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ وَاشْفِ
 اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءٌ لَا يُخَادِرُ سُبْحَانَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ
 صحیح مسلم میں حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکور ہے رَوَى عَنْ

وہی

نہی

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 یدعو بہذا الدعاء اذا اشتكى انسان مسجده بيمينه ثم قال اذهب الی
 رَبِّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَائِكَ شِفَاءٌ لَا
 یُعَادِرُ سُقْمًا وَرُسْمًا بِبَارِكٍ بِرِیِّ فَقِيرٍ أَدْرَدْنَا فَرْمِیْ وَنَادَ فَرَزْدًا مِنْ بَكْرِیَا لَعْنًا
 ذِکْرُ اسْمِ کَانَ کَلَامًا مَرِیْخِیِّ کِی پِیْرُوکِی کِی سَ، مَرِیْدِ کُو اتْبَاعِ شِیْخِ کَا وَاجِبِ
 سَ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ يَعْنِي شَيْخَ أُمَّةٍ مَرِیْدِ
 مِیْنِ اِیْسَاءِ هِیْ بِنِیْ اِیْتِ اِیْمَتِ مِیْنِ اِیْمَتِ کُو مِیْنِ کَا اتْبَاعِ وَاجِبِ
 هِیْ اِیْسِی طَرَحِ مَرِیْدِ کُو اتْبَاعِ شِیْخِ کَا، مَنَاسِبِ اسِ کِی حِکَا یْتِ
 بَیَانِ فَرَمَائِیْ۔ اُسِ وَاقْتِ کِی شِیْخِ کَبِیْرِ بَیَارِ الْحَقِّ وَالدِّیْنِ شِیْخِ الشَّیْخِ کِی
 مَرِیْدِ هُوئے قَدِیْسِ مَرِیْدِ شِیْخِ نَیْ بَعْدِ بَیْعَتِ کِی پُوچھا کِی تُو کُو نِ مَذْهَبِ
 پَرِ عَمَلِ کِی تَا هِیْ جَوَابِ دِیَا کِی حَسْبِ مَذْهَبِ پَرِ کِی مَحْذُومِ مِیْنِ پُھَرِ شِیْخِ نَیْ پُوچھا کِی
 تِیْرِیْ بَاپِ دَاوَا کُو نِ مَذْهَبِ رَکھتے تھے اُو دِجھہ کِی کِی مَذْهَبِ پَرِ پُھوڑ
 کِی ہِیْ، جَوَابِ دِیَا کِی مَذْهَبِ پَرِ اِمَامِ عَظْمِ اَبُو حَنِیْفَہِ کِی فَا یْسِ الشَّارِحِ
 کِی، پِیْسِ شِیْخِ شِیْخِ نَیْ فَرَمَا یَا کِی فَرَزْدًا مِیْنِ بَیَارِ الدِّیْنِ تُو اِیْسِی مَذْهَبِ پَرِ
 عَمَلِ کِی رَاوِیْدِیْ شِیْخِ اِمَامِ شَافِعِی رَحْمَہُ اللّٰہِ تَعَالٰی کَا مَذْهَبِ رَکھتے تھے اُو دِیْنِ مَذْهَبِ
 کِی تُو اِیْسِی مَذْهَبِ کِی مَوَافِقِ دِیکھتے تُو ہمارے مَذْهَبِ کِی مَوَافِقِ کِی، نَیْ
 اُسِ جِگہ کِی مَخَالِفِ ہُو اُو دِیْنِ جَوَابِ، جِیسے کِی یُو دَعَا کِی ہِیْ نَمَازِ تَسْبِیْحِ مِیْنِ رَبِّ
 اَعْفِ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَاجْبُرْنِي وَخَافِنِي وَاهْتِ هِنِي بَعْدِ
 وَاجْبُرْنِي کِی وَارْحَمْنِي مَذْهَبِ شَافِعِی مِیْنِ پُڑھتے ہِیْنِ اَمْتِ پُڑھ اِسْکِی

ذکر اس کا نکلا کہ مرید کی پیروی کیے، مرید کو اتباع شیخ کا واجب

ذکر اس کا نکلا کہ مرید کی پیروی کیے، مرید کو اتباع شیخ کا واجب

کہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ میں ممنوع ہے کتب فقہ حنفی کے
 متن میں مذکور ہے ولقیر بعد التہجد بما یشبہ الفاظ القرآن ولا
 یقرأ بما یشبہ کلام الناس مثل اللہم رزقنی فلا تہ وارزقنی پس
 شیخ کبیر نے قبول کیا تم اسی جہت سے کہجو کہ شیخ الشیوخ کے اوراد
 میں لفظ وارزقنی کا ہے اور شیخ کبیر کے اوراد میں نہیں ہے فرمایا
 کافی میں مسطور ہے کہ یجوز فی العبادات ان یعمل فی مذہب غیرہ ولا
 یجوز فی المعاملات الا فی مذہبہ مو فی العبادات یجوز حتی یكون
 العمل اجماعاً وھو اولیٰ کما ذکر صاحب المتفق وکل ما وجوبہ مختلف
 ففعلہ اولیٰ ولا یختلف کی مخرج المرء بلا ارتیاب عن عہدۃ التکلیف
 والا یجاب یعنی جو چیز کہ عبادت میں وجوب اس کا مختلف نہیں ہے بجا
 لانا اس کا اولیٰ ہے اور ترک کرنا نہ چاہیے تاکہ لوگ عہدہ تکلیف و
 ایجاب سے ہشک یا جماع باہر آجائیں اور اسباب میں ایک حدیث
 صحاح سے ایضاً شب جمعہ کو فرض مغرب کی پہلی رکعت میں سورہ کاخرون
 اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھیں اور شب جمعہ کے فرض عشا کے
 پہلی رکعت میں سورہ جمعہ اور دوسری میں سورہ منافقون پڑھنا چاہیے
 اور فرض فجر جمعہ میں سورہ الم سجدہ پہلی رکعت میں اور دوسری میں سورہ دھر
 یا بح اسم ربک مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑھا
 ہے پس مسنون و مستحب ہے۔ مگر وہ نہیں ہے۔ مگر وہ اس وقت ہے کہ
 نماز پڑھنے والا یہ جانے کے سوا اس کے اور کچھ پڑھنا درست نہیں ہے

فی بیان قرأت و ترتیب و عطا ہر جمعہ

اور اگر بغير اسکے روا جانے تو پڑھنا درست ہے بغير کراہت کے ممن تو دور کا
 وہا یہ نہیں مذکور ہے وليس في شئ من الصلوات قراءة سورة بعينها
 لا يجوز غيرها وديرة ان يتخذ سورة بعينها لصلوة لا يقرأ غيرها فيها
 بحيث ان يعلم المصلحة لا يجوز بغير التعيين والا لا يكره پس روسے
 المبارک برین فقیر اور وند فرمودند فرزند من بغير یا ایضاً

ذکر معرفت و اہل معرفت

ذکر معرفت و اہل معرفت کا مکمل فرمایا سمعت عن بعض المشائخ
 الصوفیة دامت برکاتہم ان قلوب اهل المعرفة خزائن الله تعالى
 فی ارضه یفتح فیها ودا لعمیرة وطاقف حکمتہ وحقائق محبتہ و
 امانتہ معرفتہ التي لا یطلع علیہا احد دون الله و لیس شئ فی خزائن
 الله اعلی ولا اعظم ولا اعز من المعرفة اخرجها الله تعالى من
 خزائن الفضل والامتنان وعلب نورها علی جمیع الانوار ولا یغلبها ظلمة
 الذنوب والا وزار ولا یحققها مقام الافات ولا یدرکها کثافة
 المشهورات ولا یحبها غبار الحجب ولا الغفلات لا کما نور من نور النور
 نورها قلوب اهل النور لا یشبه نورها بسائر الانوار فقال بعضهم
 حقیقة المعرفة هي اطلاق القلب علی الحق قال الامام جعفر الصادق
 رضی الله تعالی عنہ لا یعرف الله حق معرفتہ من التفت منه الی
 غیرہ وقال بعض العارفين حقیقة المعرفة رؤیة الحق وفقدان رؤیة

ما سواہ حتی صار جمیع مملکتہ ہذا فی جنب رؤیۃ الحق اصغر من
 خردلتہ فی جمیع مملکتہ ہذا اما لا یحتملہ قلوب اهل الغفلة و
 ہامة الناس وقال ابو عبد اللہ بن حقیف قد من اللہ روحہ من
 نظر الی اللہ تعالیٰ بعین الحقیقۃ من المعرفة لا یلتفت الی الدنیا ولا
 الی العقبی لان الدنیا والعقبی بئرا المولی والمولی احب علی العارف من
 بڑہ وقیل حقیقۃ المعرفة ہی اطلاع الحق علی اسرارہ کما ان الشمس
 اذا طلعت اشرفت الارض بانوارها کذا اذا طالع الحق علی الاسرار
 اشرفت القلوب بانوارہ وقال بعضہم حقیقۃ المعرفة نور من نور
 النور نور بہ قلوب اهل النور و ہوا اشارۃ الی قولہ تعالیٰ افمن شرح
 اللہ صدرہ للاسلام فهو علی نور من ربه پس اس امیر کبیر روئے منیر
 بریں فقیر اور وہ فرہودند فرزند من کبیر یہ پس فہستم ترجمہ عبادات مذکورہ کا یہ
 ہے کہ میں نے بعض مشائخ صدیقہ و امت برکاتہم سے سنا ہے کہ دل اہل
 معرفت کے اللہ تعالیٰ کے نور نے ہیں اس کی زمین میں وہ دکھتا ہے
 ان دلوں میں اپنے بھیا کی امانتیں، اور اپنی حکمت کے لطائف اور
 اپنی محبت کے حقائق اور اپنے معرفت کی امانت کو، کہ جن پر سوا اللہ
 تعالیٰ کے کوئی مطلع نہیں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خزاواں میں کوئی
 شے زیادہ تر عالی و عظیم و عزیز تر معرفت سے نہیں ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ
 نے فضل و اقتنان کے خزاواں سے نکالا ہے۔ اور اس کا نور سارے
 فوہوں پر غالب ہو گیا ہے۔ نہ اس پر ذنوب و اولاد یعنی گناہوں کی

اندھیریاں غالب ہوتی ہیں۔ اور نہ اُس کو آفتوں کا مقام لاحق ہوتا ہے اور نہ شہوتوں خواہشوں کی کثافت اُس کو پاتی ہے۔ اور نہ حقد یعنی انکار و غفلتوں کا عیار اُس کو چھپاتا ہے۔ کیونکہ وہ تو ایک لور و روشنی سے نور النور سے کہ جس کے ساتھ اُس نے اہل لور کے دلوں کو منور و روشن کر دیا ہے اُس کا لور باقی لوروں سے مشابہت نہیں رکھتا ہے۔ پس بعض نے تو یہ کہا کہ حقیقت معرفت کی دل کی اطلاع ہے حق پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بچا تھا ہے اللہ تعالیٰ کو حق اُس کے بچانے کا وہ شخص جس نے اُس سے طرف اُس کے غیر کے التفات کیا۔ اور بعض عامہ فہم نے فرمایا کہ حقیقت معرفت کی دیکھنا حق کا ہے، اور اُس کے ماسوا کے دیکھنے کو گم کرنا ہے یہاں تک کہ اُس کی ساری ممالک جو پیشہ رویت حق کی مقابل میں زیادہ تر چھوٹی ہو جائے ایک لائی کے واسطے سے، جو کہ اُس کی ساری ممالک میں ہو سو یہ وہ بات ہے کہ اُس کو اہل غفلت اور عام لوگوں کے دل نہیں اٹھا سکتے ہیں ان سے اُس کی برداشت نہیں ہو سکتی ہے اور حضرت ابو عبد اللہ بن حنفیہ قیس اللہ روحہ نے فرمایا کہ جس نے نظر کی طرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ چشم حقیقت کے جو کہ معرفت سے ہے تو وہ نہ دنیا کی طرف التفات کرتا، نہ طرف عقبی کے کیونکہ دنیا عقبی ذمہ کے کا پڑیے عطا و احسان ہے اور عارف کو مولے اُس کے پڑ سے زیادہ تر محبوب ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ حقیقت معرفت کی مطلع ہونا حق کا ہے اُس کے اسرار پر جسے سورج کہ جس وقت

وہ طلوع ہوتے تو زمین اُس کے چمکاروں سے جگمگا مٹتی ہے۔ اسی طرح جس وقت حق امر اللہ پر طلوع فرماتا ہے تو دل اُس کے چمکاروں سے جگمگنے لگتے ہیں اور بعض نے فرمایا کہ حقیقت معرفت کی ایک لڑائی ہے اور اللہ سے، کہ جس کے ساتھ اُس نے اہل نور کے دلوں کو منور کر دیا ہے اور وہ اشارہ ہے طرف اس قول الہی کے کہ کیا پس وہ شخص کہ جس کے سینے کو اللہ تعالیٰ نے واسطے اسلام کے کھول دیا ہے سو وہ ایک نور ہے اپنے رب کے

ایسیوں تاریخ ماہ شعبان عمت میا منہ روز جمعہ

کو فرمایا کہ دعا گو نے اعتکاف اربعین کی نیت کی ہے۔ بعد اسکے اس فقیر سے پوچھا کہ تو بھی نزدیک ہمارے چالیس دن معتکف ہو گا بندے نے عرض کیا کہ ہاں نے نیت کی ہے قبول کیا فرمایا مبارک ہو۔ بعد اس کے فرمایا فرزند من آج مسجد میں داخل ہو جائیں اور اعتکاف کریں۔ اس لئے کہ بروایت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اکثر اہل ہمارے یعنی دن واسطے دخول اعتکاف کے روز ہے جب مسجد میں تشریف لائے تو سورج ڈھل گیا تھا۔ فرمایا کہ امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہم نے اعتکاف کیا اور ان کے نزدیک تو گھڑی بھر بھی اعتکاف درست ہے بعد اس کے فرمایا جو یار لوگ کہ چالیس دن کی نیت نہیں کرتے ہیں تکلیف نہیں ہے وہ اخیر وہی ہیں معتکف ہو جائیں کیونکہ وہ سنت مؤکدہ ہے۔ وقیل واجب یعنی بعض علماء نے واجب کہا ہے ایضاً فرمایا الصلوٰۃ فی جامع مصرہ بحسب ما تدرجہ

ف بیان اعتکاف
ف فضیلت نماز و حج و جامع

۱۰ پچھلے دنوں

وفي مسجد الحی نجھس وعشین درجۃ وفي موضع اخر بعشر درجات یعنی
 نماز مسجد جامع شہر میں پانسو درجہ ہے اور محلے کی مسجد میں چالیس درجے اور
 دوسری جگہ دس درجے ہے۔ ایضاً فرمایا کہ میں ہر روز نیت اعتکاف کی
 تجھد کرتا ہوں اسلئے کہ میں نے اس طرف مشائخ کو دیکھا اور سنا ہے کہ اگر
 ہم پیش آجائے تو باہر آنا روا ہے۔ اور کچھ باک نہیں ہے بعد اس کے
 فرمایا کہ فتاویٰ میں مسئلہ ہے المعتکف اذا خرج للطهارة ثم عاد المرء
 اوصله الجنابة او غير ذلك لا يفسد اعتكافه وان خرج بغير نية الطهارة
 ثم عاد المرء اوصله الجنابة او غير ذلك يفسد اعتكافه وذلك حيلة
 وهذا كاه علی قول ابی حنیفة رحمہ اللہ تعالیٰ وعلیہ الفتویٰ وعند
 ہما لو خرج نصف النهار لا یفسد معتکف جس وقت کہ وضو کی نیت سے
 باہر آئے پھر بیمار کے پوچھنے کہ جائے یا نماز جنازہ سے کی پڑھنے یا سوا اسکے
 تو اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا اور اگر وہ بغير نیت طہارت کے نکلا ہے پھر
 اس نے بیمار کی عبادت کی یا جنازہ سے کی نماز پڑھ لی یا سوا اس کے تو
 اس کا اعتکاف بگڑ جائے گا۔ اور یہ ایک خیلہ ہے اور یہ سب حضرت
 امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور
 نزدیک امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے اگر معتکف روپہر
 کے وقت لگے تو اس کا اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ بعد اس کے فرمایا
 فتاویٰ میں مسئلہ ہے لا ینام المعتکف حتی یغلبہ النوم یعنی معتکف نہ
 سوتے یہاں تک کہ بغلبہ اس پر غلبہ کرے۔

الم یسئو ایضاً آخر شب جمعہ یا یسویں ماہ مذکورہ

کہ نبیہ غایت میں حاضر تھا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین علموں کے ساتھ مخصوص تھے ایک تو علم فرائض یعنی حدود و قصاص دوسرا وہ علم کہ آپ نے بعض صحابہ سے پر اندازہ حوصلہ فرمایا جو کہ اس کے لائق تھے نہ نبی سے کہا قال علی رضی اللہ عنہ علمتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و سائر سبعین یا با من العلم ما علیہا الخیری یعنی جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو تشریح کا علم سکھایا کہ سو امیر سے اور کسی کو نہیں سکھایا تیسرا وہ علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص تھا اس کو کسی نے نہ کہا مہم رکھا اور مہم کہا۔ اس لئے کہ آپ نے فرمایا لو تعلمون ما علیہ لضحاکہ قلیلاً و لیکثیرا یعنی اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں تو ہنسو کھوڑا اور دو بہت ایک عرب نے پوچھا کہ ضحاک قلیل سے کیا مراد ہے فرمایا میں نے دو طریق سے ہیں ایک یہ ہے کہ ضحاک قلیل سے مراد تبسم یعنی مسکراتا ہے عرب والوں کی رسم ہے کہ ضحاک قلیل کہ یعنی تبسم کہتے ہیں۔ تم تبسم بھی نہ کرو۔ سب وقت روتے رہو دوسرا طریق یہ ہے کہ اس قلیل ضحاک سے نفی مراد ہے یعنی تم نہ ہنسو انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے واللہ یا لیتنی کنت شجرة تعضد یعنی قسم ہے اللہ کی کاش میں ایک درخت ہوتا کہ اس کو پارہ پارہ کر دالتے یہ بھی

اُسی علم سے ہے جو آپ کے ساتھ مخصوص تھا۔ اس جگہ حضرت مخدوم روئے
 بخدا کہ بات نہیں نکلتی تھی اور حاضرین مجلس سے ایک غلغلہ اٹھا۔ دیر تک
 رونے میں۔ اور اسی فکر میں تھے۔ خوب وقت تھا بعد اس کے فرمایا کہ
 جہاں افضل ایسا فرمائیں وہاں ہم بچا رہے کہاں کے ہیں بعد اسکے
 فرمایا کہ اس حدیث مذکورہ کو اعظماں سے کہو کہ اس حدیث کو غفلت سے کہیں
 تاکہ ان کے دلوں میں خوف جم جائے پھر یہ عربی آیات احوال قیامت
 کی فرمائیں۔ اور چنباہر تکرار کیا ہے

عظیم خوفہ والناس فیہ
 بدتغیر الاخوان خوفًا
 هنالك کل ما قدمت یبار
 حیاری مثل مبثوث الفرائش
 وتصطک الفرائض بارتعاش
 فغیبک ظاہر والنیر فاش

یعنی قیامت کا خوف بڑا ہے۔ لوگ اس میں پروانے کی طرح حیران و سرگرداں
 ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یوم یكون الناس كالفرأش المبثوث
 یعنی جس دن کہ لوگ مثل پروانے کے سرگرداں ہوں گے اور خوف کے
 مارے قیامت کے حول سے رنگ بدل جائیں گے اور سینے کی ٹہریاں
 بسبب کانپنے کے چھل جائیں گی۔ اور اس جگہ یعنی قیامت میں جو تو آگے
 بھیج چکا ہے ظاہر ہوگا۔ سو تیرا عیب تو کھل جائیگا اور بھی ظاہر ہوگا۔ بس اسکے
 فرمایا حیاری جمع ہے حیاء کی جیسے کہ صحیح عربی جمع ہے صحرا کی اور فرائش
 مبثوث پروانہ سرگرداں کو کہتے ہیں اور فرائض جمع ہے فریضہ کی فریضہ...
 سینے کی ٹہری کو کہتے ہیں اور ارتعاش کانپنے کو کہتے ہیں اور کل فاعل ہے

تبدو کا اور مقدم ہے فعل پر اس میں مذکور ہونٹ برابر ہے اور اللہ عزوجل بتدو اور
 قاش خبر مقدم ہے، جیسے کہ فعیدك ظاہر بتدو خبر ہے۔ قاش اصل میں
 مرفوع ہے۔ کیونکہ خبر ہے۔ مگر منقوص کی حالت رفعی و جزی بجز ہوتی ہے
 اسلئے مجرور ہوا اور کسرہ بچیت موافقت نظم ہے اسلئے کہ ابیات مذکور سار
 کسود ہیں پھر اس فقر پر متوجہ ہوئے اور فرمایا فرزند من یہ دو لو حدیثیں اور اشعار
 عربی جو میں نے کہے لکھ لو بعد اس کے موافق اس نظم کے حکایت اپنے
 والد مخدوم بزرگ کی بیان فرمائی وامت برکاتہ کہ وہ کسی وقت خوف کے
 مارے بستر پر نہیں سوتے تھے۔ سہری و گرمی میں کوئی چیز اوپر کھینچ لیتے
 تھے اور اسی پر کفایت کرتے۔ اور ہر روز دو ختم قرآن شریف کے کرتے
 ایک دن میں اور ایک رات میں سوائے اور مستغلیوں کے، نہایت
 بزرگ آدمی تھے۔ ایغما فرمایا کہ یہ فتوحات جو کہ نزدیک دعا گو کے آتے
 ہیں۔ سب کو قبول کرتا ہوں اور رد نہیں کرتا ہوں اس واسطے کہ اس طرف
 کے مشائخ نے مجھ سے کہا ہے۔ جیسے شیخ کہ عبد اللہ شریانی رحمۃ اللہ علیہ اور
 شیخ بدینہ عبد اللہ مطری اور دیگر مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کہ فتوحات
 قبول کر اور دوسروں کو پہنچا، وظیفہ مقرر کر اور خود بھی بضرورت کھا۔ اس کے
 مناسب حکایت شیخ جمال الدین اوچپوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ
 وہ فتوحات کو قبول کرتے اور رد نہیں فرماتے تھے۔ اور اگر فتوح وجہ شبہہ
 سے ہوتی تو زیادہ سر جھکاتے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز سنتے ملکنا لک
 یعنی ہم نے تیری ملک کر دی بعد اس کے لیتے۔ العبد وما یدک ملک ملوکہ

فمنافق والد حضرت مخدوم شیخ جمال الدین شریانی

میں نے لکھ لیا اسی اتنا میں ایک عزیز آیا ترائی جو تمہارا مرید ہے اُس نے
 سلام و قدوس ہی پہنچائی ہے۔ سلام کا جواب دیا علیہ السلام۔ بعد اس کے
 اُس کی حکایت بیان فرمائی کہ وہ ایک بادل ابدال سے ہو گیا ہے
 اور اُس نے بواسطہ دعا گو کے خرقہ شیخ کبیر قدس اللہ روحہ کا پہنا ہے اور وہ
 میرے اذن سے حج کو گیا۔ کئے کا مجاہد بن گیا۔ برکت مجاہدت کئے
 سے منجملہ ابدال ہو گیا۔ ان بزرگ نے کہا کہ محرم قطب عالم کی برکت
 سے اُس کا یہ مرتبہ ہو گیا ہے بعد اس کے فرمایا کہ وہ عالم طیر بھی رکھتا ہے
 ایک دن نزدیک خانقاہ اوچھ کے اڑتا ہوا گذر رہا تھا نیچے اُتر اور سلام
 کیا۔ میں نے پوچھا تو کہاں جاتا ہے۔ کہا۔ مرودست کو واسطے کسی مصلحت
 کے جاتا ہوں۔ ان تجاڑوں میں بغراغ مشغول ہو گا تاکہ کوئی شخص مزاحم
 نہ ہو۔ ایضاً فرمایا خاص اُس شخص کو ولایت دیتے ہیں جو کہ عالم ہوتا ہے
 بلکہ تینوں علموں کا عالم ہوتا ہے۔ شریعت و طریقت و حقیقت بعد اسکے
 فرمایا ولایۃ بفتح الواو المحبویۃ بکسر الواو ہو تصوف الاقلیم اسی دیبا
 میں فرمایا کہ ایک عورت محبوبہ ہے۔ واسطے زیارت دعا گو کے سینوستان
 سے اوچھ میں آتی ہے۔ وہ عالم طیر رکھتی ہے، اور تصوف رکھتی ہے جیسے کہ
 شیخ رکن الدین متصرف بنوہ کے تھے اور شیخ نعیر الدین متصرف ہند کے
 ایضاً مشرق کا سبق ہوتا تھا حدیث شریف یہ کھتی قرۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 من اتباع شیئا فلا ینبعہ حتی یتوفیہ یعنی جو کوئی کچھ چیز خریدے
 تو اُس کو نہ بیچے یہاں تک کہ اُس کا استیقا کر لے بعد اس کے فرمایا کہ میں نے

ف۔ حکایت ترائی ابدال مرید حضرت خذیم قدس مر

ف۔ ذکر ولایت و ذکر اذن محبوب

اسٹینٹا کے دو معنی سے ہیں ایک معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی شخص کچھ خرید کرے
 تو اس کے واسطے تصرف نہیں ہے یہاں تک کہ اس کو باپ لے یا ذیل
 لے جو چیز پیمانے سے تعلق رکھتی ہے اس کو باپ لے۔ اور جو چیز ذیل
 سے تعلق رکھتی ہے اس کو ذیل لے۔ اگر زیادہ نکلے تو بائع کو دیدے،
 اور جو کم نکلے تو اپنا حق اس سے لے لے۔ دو تیسرے معنی یہ ہیں کہ تصرف
 اس کا روا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بائع سے قبض نہ کر لے بعد اس کے
 فرمایا اس مسئلے میں ایک جملہ ہے مشتری کو چاہئے کہ بائع پر شرط کرے کہ
 اس روپیہ سے تو نے اپنا سامان میرے ہاتھ بیچ ڈالا بائع کہے کہ میں نے
 بیچ ڈالا اگر کم و زیادہ جانیں گا ہو گا تو درست ہے۔ اسلئے کہ معنی میں کیلئے
 وودنی نہیں ہے یعنی اس تقریب و جملے میں بائع مشتری و وکیل و وذن
 سے جدا ہو جاتے ہیں ورنہ زیادتی خریدنے والے کو کمی فروشنہ کو درست
 نہ ہوگی۔ پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا۔ فرقہ نامن و وود و ہمیں اس حاجت
 کی اور یہ مسئلہ جملے کا جوہر نہیں نے کہا۔ لکھ لو۔

مسجید میں دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے

ایضاً فرمایا جامع الفتاویٰ میں مذکور ہے بکیرہ التحدث فی المسجد
 بعد بیت اللہ نبیاً لقولہ علیہ السلام التحدث فی المسجد بعد بیت اللہ
 یا کل العمل کہا تا کل النار الحشیش یعنی مسجید میں دنیا کی بات کرنا
 مکروہ ہے۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے کہ مسجید

میں دنیا کی بات کرنا کھانا ہے عمل کو جیسے کہ آگ گھاس کو کھاتی ہے

مسجد میں کھانا مکروہ ہے

ایضاً فرمایا جامع الفقہاء میں مسطور ہے یکرہ الاکل فی المسجد الا
 للمعتکف یعنی مسجد میں کھانا مکروہ ہے مگر واسطے اعتکاف والے کے پھر
 اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا، فرزندِ ندمن یہ مسائل و حدیث جو میں نے کہے لکھ
 لو غریب ہے پس میں نے لکھ لیا۔ ایضاً فرمایا جس وقت مؤذن شہادت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو انگوٹھے کو آنکھ میں طس بعد اس کے
 فرمایا اس بات کا بھید یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم
 علیہ السلام پر صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ کی امت
 کی پیش کی، تو حضرت آدم نے کہا یا رب کس کی نسل سے ہو گا حکم
 ہوا کہ تیری نسل سے ہو گا پس حضرت آدم نے کہا میں آذو رکھتا ہوں کہ اسکو
 دیکھوں پس حکم ہوا کہ اپنی انکلی میں دیکھ جب دیکھا تو علیہ مبارک رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس میں ظاہر ہو گیا انہوں نے چوم لیا اور آنکھ پر ملا
 پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزندِ ندمن یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ لو پس
 میں نے لکھ لیا۔

ن۔ مالیدن زمانگشت در پیش وقت شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شرائط ذکر کے چار ہیں

ایضاً فرمایا شرائط الذکواربعۃ احدھا التصدیق وان لم یکن یکن منافقا

والثانی التعظیم وان لم یکن یکن مبتدعاً والثالث الخلاوة وان لم
 یکن یکن من اشیاء والرابع الحرمة وان لم یکن یکن فاستقانی یعنی
 ذکر کی شرطیں چار چیزیں ہیں ایک تو تصدیق ہے۔ اگر تصدیق نہ ہوگی
 تو منافق ہوگا۔ دوسری شرط تعظیم ہے اگر تعظیم نہ ہوگی تو بدعتی ہوگا تیسری
 شرط عبادت ہے یعنی ذکر سے لذت و مزہ لینا، اگر عبادت نہ ہوگی تو
 مرانی یعنی دکھاوا کرنے والا ہوگا چوتھی شرط حرمت ہے اگر حرمت نہ
 ہوگی تو فاسق ہوگا۔ بعد اس کے فرمایا کہ یہ چار چیزیں رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم پر تھیں اس لئے کہ وہ کامل حال تھے جب کہ آپ کو اللہ تعالیٰ
 نے خطاب کیا تو فاعلہ فرمایا اسی فاعرف لہ یقل علمت اسی عرفت
 اس لئے کہ معرفت کی کوئی حد و نہایت نہیں ہے اور جب اللہ سبحانہ نے
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خطاب کیا تو اسلمہ فرمایا قال اسلمت لرب
 العالمین یعنی حضرت ابراہیم نے کہا کہ میں مطیع و منقاد ہوا واسطے
 رب العالمین کے، اس لئے کہ اسلام کی ایک حد و نہایت ہے ایضاً
 فرمایا اول الذکر باللسان ثم یوافقها مع القلب ثم تسکت اللسان
 و یقول بالقلب ویوافقہ باعضائہ کما یبغی اول ذکر ساتھ زبان کے
 ہے۔ پھر موافق کرے زبان کو ساتھ دل کے۔ یعنی دل و زبان دونوں
 سے کہے۔ پھر زبان چپ رہ جاتی ہے اور دل سے ذکر کرتا ہے اور
 موافق کرتا ہے۔ دل کو ساتھ سارے اعضا کے، یعنی اس کے سارے
 اعضا ذکر میں ہو جاتے ہیں ایضاً فرمایا الم یذک الم طالب یعنی اصطلاح میں

و بیان دیگر زبان و دل کا صحف

مصحف

مرید طالب کہتے ہیں پھر روتے منیر طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا
 فرزند من فائدہ ذکر کا جو میں نے کہا لکھ لے مشائخ مرید طالب کہتے
 ہیں اور طالب راہ حق کو بغیر رفیق کے چارہ نہیں ہے اور رفیق شیخ کو
 کہتے ہیں کہ جو دستہ چلا ہو۔ اور امن و خوف راہ کو خوب دریافت کیا
 ہو۔ اور امن کے راستے کو اختیار کیا ہو۔ خوف کی راہ کو چھوڑ دیا ہو۔ جیسا
 کہ پختہ رہبر ہوتا ہے۔ یہ بات حدیث شریف میں آئی ہے کہ الرفیق ثم
 الطريق هما منصوبان علی الاعضاء ای الزم الرفیق ثم الطريق کہا
 فی الخور الورع الزم الورع یعنی تو لازم پکڑ رفیق کو پھر دستے کو
 رفیق و طریق دونوں بنا بر اعراض منصوب ہیں جیسا کہ علم نحو میں ہے لازم پکڑ
 تو دوع یعنی پوہیز گادی کو۔ فرمایا کہ یہ حدیث شریف بطریق نقل ہے معنی
 مثل کے بیان فرمائے المثل ما یثبہ بہ الشئ یعنی مثل وہ ہے
 کہ تشبیہ دین اس کے ساتھ کسی چیز کو۔ بعد اس کے ہم معنی اس کے
 یہ حدیث بیان فرمائی قولہ علیہ السلام الشیم فی قومہ کا لہجے فی امتہ یعنی
 شیخ اپنے قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت میں بعد اس کے فرمایا کہ
 کہ اس سے مراد شیخ معنوی ہے۔ کیونکہ اس کی تشبیہ نبی کے ساتھ دوی
 ہے یہاں تک کہ اگر کسی کو سبب مال یا کبر میں کے شیخ کہیں تو شیخ لغوی
 ہوگا۔ بعد اس کے یہ حدیث بیان فرمائی علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل
 بسبب الزهد والتعب والرشاد والارشاد یعنی میری امت کے عالم مثل
 پیغمبروں بنی اسرائیل کے ہیں، بسبب ترک دنیا اور عبادت کرنے اور راہ

حق پانے اور راہ حق بتانے کے، علماء سے مراد مرشد ہیں نہ مجرد عالم
اسلئے کہ پیغمبروں سے تشبیہ وی ہے حج علیکہ وہ بحق نمایاں جہالت است
لان الانبیاء علیہم السلام كانوا عابدين وراہدین وراشدین ومرشدین
وامرین بالمعروف وناہین عن المنکر یعنی اسلئے کہ انبیاء عبادت کرنے
والے تھے اور بے رغبتی کرنے والے دنیا میں اور راہ پانے والے اور
راہ بتانے والے اور نیک بات کا حکم کرنے والے، اور بُری بات سے
منع کرنے والے تھے، پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا
قرنہ من یہ فائدہ مشیخت کا اور ارادت کا اور حدیثیں مناسب اسلئے جو میں نے
کہیں سب کر لکھ لیا یعنی فرمایا کہ سلطان محمد نے دعا گو کہ شیخ الاسلام کیا اور
چالیس خانقاہیں میرے تصرف میں کر دیں۔ شیخ قطب عالم رکن الحق والدین
نے مجھ سے کہا۔ کہ تو چھوڑ دے۔ حج کو عیلا جا۔ مجھ کو کیچ سے نکالائیں نے
چھوڑ دیا، ورنہ تم جانتے ہو کتنا کبر حاصل ہوتا۔ میں نے اس طرف بڑے
بزرگ مشائخ کو پایا۔ سب نے بھیت وکالت مجھ کو اجازت دی۔ اس
وقت ایک بھی باقی نہیں رہا سب کے سب چل گئے اور یہ شعر فرمایا
ذهب الذین یعاش فی انہم۔ وبقیت فی خلق کجلا العجوب
یعنی جن لوگوں کے اطراف و حمایت میں زندگی بسر کی جاتی تھی وہ سب چل
گئے اور میں ایسے خلق میں رہ گیا کہ جیسے خارش واسلئے اونٹ کی کھال سے
یا دانِ دگر رخت بمنزل بردند۔ بارہ چوں گراں بود ازاں پس ماندم
بواس کے فرمایا کہ شیخ کہ عبادت یا فعی رحمتہ اللہ علیہ نے دعا کیے کہا

ف شیخ الاسلام پیرنا حضرت مخدوم کا اور ترک کرنا اس کا

کہ جس وقت تولد نے ترشگی میں جانا اسے کہ ایک شخص عافار شیخ رکن الدین سے باقی رہا ہے۔ اس کو پاسے یعنی اس سے ملاقات کیلئے میں نے ایسا ہی کیا۔ ان پر رگوار کہ پایا۔ نام انکا قوام الدین ہے۔ انہوں نے مجھے خرقہ پہنایا۔ اور اجازت پہنانے کی بھی ہوئی۔ بعد اس کے میں گادرون میں آیا۔ شیخ امین الدین نے واسطے میرے تمام سجادہ و مقراض و عصا امانت رکھا تھا وہ میں سے پایا ایضا ایک عزیز نے مخدوم کی مدح نظم کی تھی وہ اس کو پڑھتا تھا تو فرمایا قال المشائخ الصوفیة نیب ان یكون عندك وصف المدم والذم سواء یعنی مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے فرمایا ہے لائق یہ ہے، کہ وصف مدح و ذم نزدیک تیرے دونوں برابر ہوں پھر دوسرے مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا۔ خرد ندمن یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ تو

ف۔ س۔ د۔ ز۔ م۔ و۔ د۔ ی۔ ک۔ ہ۔ ا۔ ل۔ ہ۔ ن۔

اسمائے الہی کو مع حرف ندا کے پڑھے

ایک عزیز لودنہ نام کی شرح پڑھتا تھا فرمایا کہ ہر اسم کے اول میں حرف ندا لائیں جیسے کہ یا سلام و یا غفور بعد اس کے حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دن میں نے اس شرح کے مؤلف شیخ جلال الدین تبریزی کو انہیں کے مقام شہار کا نو فرودست میں خواب میں دیکھا۔ میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ فرمایا۔ یہ ہر نام کے اول میں حرف ندا کا پڑھ میں اس سے پہلے بغیر حرف ندا کے پڑھتا تھا پس لودنہ مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا خرد ندمن یہ فائدہ کہ شرح لودنہ نام باری تعالیٰ کا لکھ لو۔ ایضا حکایت حضرت

۱۔ ایک کتاب جو اسمائے الہی ۹۹ پر مشتمل ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا فرمایا کہ ایک شخص کو قبر کا عذاب
 کہے تھے اور اُس شخص نے شیخ کو دیکھا تھا۔ تو میں نے کہا کہ ان بزرگوار
 نے کیوں نہ کہا۔ طوبی لمن رآنی اور اسی من رآنی اور اسی من رآہ
 اور اسی من رآہ یعنی خوشی و خوشی ہو جو واسطے اُس شخص کے کہ جس
 نے مجھ کو دیکھا یا اُس شخص کو جس نے مجھے دیکھا یا اُس شخص کو دیکھا کہ
 جس نے اُس کو دیکھا یا اُس شخص کو دیکھا کہ جس نے اُس کو دیکھا۔
 یا سچ آدمیوں تک اور میں نے اُس شخص کو دیکھا ہے کہ جس نے اُن کو
 دیکھا ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ میں نے اپنے جی میں کہا کہ انہوں نے
 تو حق کے اذن سے کہا ہے۔ میں نے سنا کہ وہ شخص یعنی جس پر عذاب
 ہو رہا تھا زیارت کا قصد نہیں رکھتا تھا وہ ترکہ چے میں چلا جاتا تھا۔ شیخ
 کو دیکھا کہ آگے سے آگے بعد اس کے فرمایا کہ میں نے دعا کی اللہ خلیفہ
 من العقوبۃ لاندہ رأی من قال باذنک طوبی لمن رآنی یعنی اے
 اللہ تو اس مرد کو عذاب سے خلاصی دے۔ اس لئے کہ اُس نے اُس
 شخص کو دیکھا ہے، کہ جس نے تیرے حکم سے کہا ہے کہ خوشی و خوشی ہو
 جو واسطے اُس شخص کے جس نے مجھ کو دیکھا۔ اُس سے عذاب اٹھا
 لیا بعد اس کے فرمایا کہ دیکھنے کا تو یہ اثر ہے کہ البتہ خلاصی پائے اگر صحبت
 کرے تو کیا کچھ اثر ہو کہ صحبت الیعین یعنی چالیس دن بے پھر روئے
 مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا فرزند من علیے کہ تم دعا گو کے صحبت
 کے بلازم ہوتے ہو اور ایک الیعین ہمارے ساتھ متکلف ہوتے۔ بعد اسکے

ف قول حضرت عورت اللہ عظیم رضی اللہ عنہ طوبی لمن رآنی

فرمایا کہ شیخ عبد القادر بغدادی میں اسوہ یعنی آرام فرما ہیں۔

ایضاً واعظ با عمل ہو

فرمایا کہ واعظ عامل ہونا چاہیے یعنی جس چیز کا لوگوں کو وعظ کرے اسے
خود بھی اس پر عمل کرتا ہو۔ اگر وہ عامل نہ ہوگا تو لوگ اس کی بات کو نہ لیں گے
اس کا قبول نہ ہوگا۔ اس کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک
بزرگ تھے ان سے نماز چاشت کی ثواب کا پوچھا۔ انہوں نے کچھ نہ کہا
اندر گئے۔ نماز چاشت کی پڑھ کر آئے کہا کہ ثواب چاشت کا حدیث
شریف میں ہے۔ **قوله عليه السلام من صلى اثنتي عشرة ركعة في كل يوم**
بني الله له في كل يوم قصيرا في الجنة یعنی جو کوئی پڑھے بارہ رکعتیں ہر
دن میں تو بتائے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے ہر روز ایک محل محبت میں
بعد اس کے فرمایا کہ جس قدر اس کی عمر ہوگی، ہر روز ایک محل بنے گا۔
تو کتنے محل ہوں گے بعد اس کے اس پوچھنے واسطے نے ان بزرگوں سے
کہا کہ جس وقت میں نے ثواب چاشت کا پوچھا تو اس وقت آپ نے
نہ کہا۔ اب آپ نے کہا اس کا کیا سبب ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے

جامع صغیر میں یہ حدیث فریب یوں ہے **من صلى في اليوم والليلة اثنتي عشرة ركعة**
تطير عاني الله له بيتا في الجنة رحمہم دن سے عن ام جیبیہ اور فقہ کی حدیث یوں
ہے **من صلى الضحى ثنتي عشرة ركعة بنى الله له قصرا في الجنة** من ذهب قال
المنادى تمسك به من جعل الضحى ثنتي عشرة ركعة وهو ما في الروضة لكن
الاصح عند الشافعية ان اكثرها ثمان ركعة عن انس واسناده ضعيف ۱۲

اسی طرح ریشم کا حکم ہے پھر روتے مبارک طرف اس فقیر کے لئے اور
 فرمایا فرزند من یہ روزے کئے جو میں نے کئے لکھ لیں میں نے لکھ لئے
 ایضا ایک عزیز نے چند مسکے لکھے تھے ان کو پڑھتا تھا پہلا مسئلہ یہ
 ہے کہ اگر ایک شخص چھ روزے شمال کے تین آریام بیض میں اور
 تین اُس کے برا اور دروں میں رکھے تو یہ محسوب ہوں گے؟ جو اب
 فرمایا کہ محسوب ہوں گے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ بعید کے متصل رکھے یا ایک
 عزیز نے پوچھا کہ اتصال تو منع ہے۔ جو اب فرمایا کہ علماء میں نہیں جانتے
 ہیں۔ میں نے اُس طرف فقہار سے سنا ہے کہ فرق عید ہے اور اتصال
 مکروہ ہے ممانہ روزہ عید کے۔ اُس طرف ہمارے فقہاء اور مشائخ بعید
 کے متصل رکھتے ہیں اور دعا گو بھی اُس وقت سے بے ناغہ ویسا ہی کرتا
 ہے۔ اور ایام بیض کے روزے علیہ رکھتا ہے دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر
 کوئی شخص کفر کا کلمہ کہے اور اُس کو نہ جانے اور کلمہ طیبہ و شہادت کہے
 لے تو وہ مسلمان ہو جائیگا، جو اب فرمایا کہ مسلمان نہ ہوگا، جب تک کہ اپنے
 اُس کہے ہوئے سے توبہ نہ کرے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنے کہے ہوئے کو
 جانتا ہے۔ تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی روزہ دار محکم ہو جائے تو غوغو کرے؟
 جو اب فرمایا نہ کہے پس روتے مبارک بریں فقیر اور دند فرمودہ فرزند من
 جو اب اس مسائل کو نغمہ نبویہ ایضا فرمایا قال اللہ تعالیٰ للجنة من خلقت
 قالت لا هل الا الله یعنی اللہ تعالیٰ نے بہشت کو بنا کیا کہ تو کس کے
 واسطے پیدا کی گئی ہے اُس نے کہا کہ خاص واسطے لا الہ الا اللہ والوں کے

دن کی روزہ شمال بیض

دن کی جنت والے لا الہ الا اللہ والوں کی مخلوق میں سے

روئے مبارک ہماری طرف لئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم ہمیشہ کہ
 دنیا میں دیکھو گے۔ میں تم کو بشارت دیتا ہوں۔ یاد لوگوں نے کہا کہ بطفیل
 مخدوم دیکھیں گے۔ بعد اس کے فرمایا کہ دیکھنا ہمیشہ کا دنیا میں دو طرح
 ہے ایک تریہ ہے کہ ولی ہو جائے۔ کرامت سے ہمیشہ میں پہنچے
 دوسرے یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 من صلی رکعتین یوم الجمعة بین الظهر والعصر یقول فی الركعة الاولى
 ایتہ الکرسی مرۃ وقل اعوذ برب الفلق خمساً وعشراً وقل فی الركعة الاولى
 عشر مرۃ فی روایہ فی الثانية قل هو اللہ احد مرۃ والثامن خمساً
 وعشراً مرۃ فی روایہ عشر مرۃ واذا فرغ من الصلوٰۃ یقول لا حول
 ولا قوۃ الا باللہ العظیم خمسین مرۃ لا ینخرج من الدنیا حتی یریح
 مکانہ فی الجنة ویریح ریحہ فی المنام ویریح صلوٰۃ حفظ الایمان یعنی جو
 شخص پڑھے دو رکعت دن جمعے کے درمیان ظہر و عصر کے، اور پڑھے
 پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے آیت الکرسی ایک بار اور قل اعوذ برب الفلق
 چھس بار اور ایک روایت میں پندرہ بار، اور دوسری رکعت میں قل
 هو اللہ احد ایک بار، اور قل اعوذ برب الناس چھس بار اور ایک روایت
 میں پندرہ بار، اور حسب نماز سے فارغ ہو جائے تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ
 العظیم چھس بار کہے یہاں اعلیٰ کا لفظ مروی نہیں ہے، اور وہ نہ نکلے گا دنیا
 سے یہاں تک کہ دیکھ لے گا اپنی جگہ ہمیشہ میں، اور دیکھ لے گا اپنے پروردگار
 کو خواب میں، اور نیت نماز حفظ ایمان کی کیے۔ اس کے مناسب حکایت

ب۔ روزگار حفظ ایمان کے یہاں ہمیشہ در دنیا و دوزخ میں بجا نہ رہتا

بیان فرمائی کہ جس وقت میں مکہ مبارک میں تھا تو روافض کا بارشادہ زادہ
 ایک عورت پر عاشق ہو گیا۔ وہ اس فکر میں تھا کہ اگر وہ عیال ہو جائے اپنے
 مذہب میں صالح تھا۔ ایک دن وہ نزدیک شیخ عبداللہ مطری رحمۃ اللہ
 علیہ کے آیا اور اپنا سوال بیان کیا۔ تو شیخ نے اس طرح دعا کی کہ اللہ ہی
 ارادہ الجنة یعنی خدایا تو اس کو جنت دکھا دے۔ شیخ مدینہ کی دعا مستجاب
 ہو گئی۔ اس نے بہشت کو دیکھ لیا۔ بے ہوش ہو گیا۔ گر پڑا۔ بعد ایک
 مدت کے ہوش میں آیا۔ تو میں نے پوچھا کہ تو نے کیا دیکھا۔ کہا میں نے
 بہشت دیکھا مع حور و قصور کے، قولہ تعالیٰ ولقد فیہا ما تشہیہ الا نفس
 وقلذ الا عین یعنی بہشت میں وہ چیز ہے کہ جس کو جی چاہتے ہیں اور
 دیکھیں لذت لیتی ہیں اس بارشادہ زادے نے شیخ کے دو برو توبہ کی،
 مذہب روافض کو چھوڑ دیا۔ سنی ہو گیا۔ بعد اس کے فرمایا کہ جس وقت اس
 شہزادے کا باپ مر گیا۔ تو سب نے کہا کہ باو شاہی بچہ کو پہنچتی ہے
 اس نے باو شاہی چھوڑ دی اور گودھی پہنی۔ درویش ہو گیا۔ باو شاہی
 اپنے بھائی کو دے دی بہشت کے دیکھنے نے عورت کا عشق اور باو شاہی
 چھڑا دی۔ تو جو شخص حق کا جمال دیکھتا ہے وہ کب دنیا و آخرت کی طرف
 نظر اٹھا کر دیکھے گا۔ بعد اسکے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ والوں کو نہ وقت موت کے
 وحشت ہوتی ہے، اور نہ قبر میں اور نہ قیامت میں، اور نور لا الہ الا اللہ کا ایسا
 طالع ہوتا ہے کہ سارے نوروں کو چھپا دیتا ہے، یعنی آفتاب اور چاند
 ستاروں کے نور کو، وذلک قولہ تعالیٰ انما الشمس کورت واذا النجوم انکدرت

ف۔ حکایت شہزادہ مکہ پر بہشت اور دیدار تک عشق زان کہ

اس لئے کہ لا الہ الا اللہ کا حقیقی ہے اور ان کا اور مجازی ہے اذ اطلع
 الحقیقۃ اندر من المجاز یعنی جس وقت حقیقت طالع ہو جاتی ہے تو
 مجاز نہ پیدا ہو جاتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا قال اللہ تعالیٰ لجهنم
 لمن خلقت قالت لجهنم كآية لا اله الا الله یعنی اللہ تعالیٰ نے
 روزِ خ سے خطاب فرمایا کہ تو کس کے واسطے پیدا کی گئی ہے۔ تو
 اُس نے کہا کہ واسطے منکرین کلمہ لا الہ الا اللہ کے ایک عزیز نے
 پوچھا کہ درمیانِ محمد و انکار کے کیا فرق ہے فرمایا الانکار عام والمحد
 الانکار مع الیقین وذلك قولی تعالیٰ ومحمد و ابھا واستیقنتھا
 انفسہم ظلما و علوا یعنی انکار تو عام ہے، اور محمد انکار ہے باوجود
 یقین کے بعد اس کے فرمایا کہ اہل لا الہ الا اللہ کے حضرت آدم علیہ السلام
 کے وقت سے قیامت تک سب داخل ہیں۔ ایک عزیز نے پوچھا
 کہ سکراتِ موت کے اُن کو ہوتے ہیں۔ جواب فرمایا کہ ہوتے ہیں
 لقولہ تعالیٰ وجاءت سکرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد
 سکراتِ موت کے حق ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ آسانی کرتا ہے بعد اسکے
 فرمایا کہ اس اہل میں سب داخل ہیں۔ لیکن میں سماع رکھتا ہوں کہ اس
 اہلیت سے مراد موافق شریعت کے ہے۔ دوسرے مبارک طرف اس
 فقیر کے لائے فرمایا فرزند من یہ فائدہ لا الہ الا اللہ کا لکھو اور فرقِ محمد
 و انکار کا جو میں نے بیان کیا غریب سے ایفا فرمایا کہ شیخ کبیر قدس اللہ
 روحہ کے رسال کا دن نہ شبہ ہے یعنی منگل کا دن اور شیخ فریاد الدین

وقت فرق درمیانِ محمد و انکار

قدس الشرح کا وصال بھی روزہ شنبہ کو ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ شیخ
 کبیر منگل کے دن خوش ہوئے۔ ان کے پوتے کہتے کہ آج سبت نہیں ہے
 اس سبب سے خوش ہیں۔ ایک پوتا ان کے پوتوں میں سے ولی الشیخ
 اس نے کہا کہ خوشی صحیح کی یہ ہے کہ انہوں نے لوح محفوظ میں دیکھ لیا،
 کہ منگل کے دن ان کا وصال ہوگا وہ اس سبب خوش ہیں لقولہ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام الموت جس یوصل الجیب الی الجیب یعنی موت ایک جیب سے
 کہ دوست کو طرف دوست کے پہنچانا ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ منگل کے
 دن میں واسطے زیارت محمد و موم کے گیا۔ شیخ رکن الدین قدس سرہ کے
 قبر سے ہیں نے سنا کہ یاسید عظمیٰ یوم الثلاثاء لانه وصال جدی و
 تو سئل بہ بعد اس کے فرمایا کہ میں اس سے پہلے منگل کے دن سبت نہیں
 پڑھاتا تھا اس وقت سے پھر سبت پڑھاتا ہوں۔ اور بایں طریق تو سئل کرتا
 ہوں الھی تو سلت بهذا الیوم یوم وصال الشیخ البیران تجعلنی
 من المقربین لدیك والواصلین الیک بعد اس کے فرمایا شیخ ہر کہ تو میرا
 سیندا اور امان ست اور یہ آیت شریف پڑھی قولہ تعالیٰ و اتبعوا الیہ
 الوسیلة ای تو سلوا الیہ با و لیاءد یعنی تم تو سل کرو طرف خدا تعالیٰ کے
 ساتھ دوستوں خدا کے پس آتے مبارک طرف اس فقیر کے لئے اور فرمایا
 فرزند میں یہ فائدہ جو میں نے کہا سب لکھ لو پس میں نے لکھ لیا بعد اسکے
 فرمایا کہ فرس خانقاہ شیخ کبیر قدس سرہ کے کہ وہاں مبارک میں واسطے
 ترک کے لے جاتے ہیں میں نے دیکھا ہے کہ بیماروں کو دیتے ہیں

فرس خانقاہ شیخ کبیر قدس سرہ مبارک کے تفسیر میں

وہ صحت پاتے ہیں۔ اُس طرف کے مشائخ ایسا اعتقاد رکھتے ہیں اسی
 درمیان میں حکایت شیخ رکن الدین کی بیان فرمائی۔ کہ ایک دن سندھی
 اُن کی خانقاہ سے حج کو گیا۔ وہاں غلہ گراں تھا۔ اُس کو سخت اضطراب ہوا
 کہا کہ میں تو شیخ کبیر کی خانقاہ میں چارہ قرض پاتا تھا اور یہاں ایک بھی نہیں
 پاتا ہوں۔ ایک درگ تھے۔ انہوں نے اُس سے کہا کہ شیخ شب جمعہ
 یہاں آتے ہیں۔ بے ناغہ۔ مقام شیخ کا بتایا، جس جگہ کہ وہ مشغول ہوتے
 تھے۔ اس سندھی نے شیخ کو پہچان لیا۔ سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب
 دیا۔ شیخ نے لتائی زبان میں کہا کہ میں تجھے کیوں حیران دیکھتا ہوں اُس
 نے اپنا واقعہ حال لتائی زبان میں کہا۔ شیخ نے اُس سے فرمایا کہ چارہ
 قرض تیرا وظیفہ یہاں بھی پہنچے گا۔ ہر روز اُسی وقت کہ وہاں پہنچتا تھا تو
 لینا۔ ہر روز چارہ قرض خانقاہ کے اور دو پیالے سالن کے پاتا، اور کھانا اور
 رہتا تھا۔ بعد اس کے فرمایا کہ شیخ رکن الدین نے واقعہ میں مجھ سے کہا کہ
 سالن کی غذا قلیل الکمیۃ و کثیر الکفیۃ ہونی چاہیے۔ حتیٰ یراعی اوراد
 جلدی یعنی تاکہ وہ میرے دادا کے اوراد کی مراعات کرے۔ بعد اس کے
 فرمایا کہ قلیل الکمیۃ و کثیر الکفیۃ وہ ہے کہ وزن میں کم ہو۔ اور اگر کسی کو اُس کی
 کیفیت پہنچے تو بہت ہو۔ چنہ میووں کو کھی میں یا دودھ میں جوش دیں۔ انکو
 کھالے وضو طاعت میں مقوی ہونگے بعد اس کے فرمایا۔ ایک دن میں نے
 اپنے واسطے ایسی غذا کی تریخ کو بغایت خوش آئی پھر کسی نے واسطے میرے
 نہ کی۔ دو تین تنگہ چاہیے، میں تنہا کیوں کر کھاؤں، اور اشارہ طرف خادموں

وہ صحت پاتے ہیں۔ اُس طرف کے مشائخ ایسا اعتقاد رکھتے ہیں اسی
 درمیان میں حکایت شیخ رکن الدین کی بیان فرمائی۔ کہ ایک دن سندھی
 اُن کی خانقاہ سے حج کو گیا۔ وہاں غلہ گراں تھا۔ اُس کو سخت اضطراب ہوا
 کہا کہ میں تو شیخ کبیر کی خانقاہ میں چارہ قرض پاتا تھا اور یہاں ایک بھی نہیں
 پاتا ہوں۔ ایک درگ تھے۔ انہوں نے اُس سے کہا کہ شیخ شب جمعہ
 یہاں آتے ہیں۔ بے ناغہ۔ مقام شیخ کا بتایا، جس جگہ کہ وہ مشغول ہوتے
 تھے۔ اس سندھی نے شیخ کو پہچان لیا۔ سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب
 دیا۔ شیخ نے لتائی زبان میں کہا کہ میں تجھے کیوں حیران دیکھتا ہوں اُس
 نے اپنا واقعہ حال لتائی زبان میں کہا۔ شیخ نے اُس سے فرمایا کہ چارہ
 قرض تیرا وظیفہ یہاں بھی پہنچے گا۔ ہر روز اُسی وقت کہ وہاں پہنچتا تھا تو
 لینا۔ ہر روز چارہ قرض خانقاہ کے اور دو پیالے سالن کے پاتا، اور کھانا اور
 رہتا تھا۔ بعد اس کے فرمایا کہ شیخ رکن الدین نے واقعہ میں مجھ سے کہا کہ
 سالن کی غذا قلیل الکمیۃ و کثیر الکفیۃ ہونی چاہیے۔ حتیٰ یراعی اوراد
 جلدی یعنی تاکہ وہ میرے دادا کے اوراد کی مراعات کرے۔ بعد اس کے
 فرمایا کہ قلیل الکمیۃ و کثیر الکفیۃ وہ ہے کہ وزن میں کم ہو۔ اور اگر کسی کو اُس کی
 کیفیت پہنچے تو بہت ہو۔ چنہ میووں کو کھی میں یا دودھ میں جوش دیں۔ انکو
 کھالے وضو طاعت میں مقوی ہونگے بعد اس کے فرمایا۔ ایک دن میں نے
 اپنے واسطے ایسی غذا کی تریخ کو بغایت خوش آئی پھر کسی نے واسطے میرے
 نہ کی۔ دو تین تنگہ چاہیے، میں تنہا کیوں کر کھاؤں، اور اشارہ طرف خادموں

وہ صحت پاتے ہیں۔ اُس طرف کے مشائخ ایسا اعتقاد رکھتے ہیں اسی
 درمیان میں حکایت شیخ رکن الدین کی بیان فرمائی۔ کہ ایک دن سندھی
 اُن کی خانقاہ سے حج کو گیا۔ وہاں غلہ گراں تھا۔ اُس کو سخت اضطراب ہوا
 کہا کہ میں تو شیخ کبیر کی خانقاہ میں چارہ قرض پاتا تھا اور یہاں ایک بھی نہیں
 پاتا ہوں۔ ایک درگ تھے۔ انہوں نے اُس سے کہا کہ شیخ شب جمعہ
 یہاں آتے ہیں۔ بے ناغہ۔ مقام شیخ کا بتایا، جس جگہ کہ وہ مشغول ہوتے
 تھے۔ اس سندھی نے شیخ کو پہچان لیا۔ سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب
 دیا۔ شیخ نے لتائی زبان میں کہا کہ میں تجھے کیوں حیران دیکھتا ہوں اُس
 نے اپنا واقعہ حال لتائی زبان میں کہا۔ شیخ نے اُس سے فرمایا کہ چارہ
 قرض تیرا وظیفہ یہاں بھی پہنچے گا۔ ہر روز اُسی وقت کہ وہاں پہنچتا تھا تو
 لینا۔ ہر روز چارہ قرض خانقاہ کے اور دو پیالے سالن کے پاتا، اور کھانا اور
 رہتا تھا۔ بعد اس کے فرمایا کہ شیخ رکن الدین نے واقعہ میں مجھ سے کہا کہ
 سالن کی غذا قلیل الکمیۃ و کثیر الکفیۃ ہونی چاہیے۔ حتیٰ یراعی اوراد
 جلدی یعنی تاکہ وہ میرے دادا کے اوراد کی مراعات کرے۔ بعد اس کے
 فرمایا کہ قلیل الکمیۃ و کثیر الکفیۃ وہ ہے کہ وزن میں کم ہو۔ اور اگر کسی کو اُس کی
 کیفیت پہنچے تو بہت ہو۔ چنہ میووں کو کھی میں یا دودھ میں جوش دیں۔ انکو
 کھالے وضو طاعت میں مقوی ہونگے بعد اس کے فرمایا۔ ایک دن میں نے
 اپنے واسطے ایسی غذا کی تریخ کو بغایت خوش آئی پھر کسی نے واسطے میرے
 نہ کی۔ دو تین تنگہ چاہیے، میں تنہا کیوں کر کھاؤں، اور اشارہ طرف خادموں

کے کیا کہ وہ واسطے ہمارے ایسا نہیں کرتے ہیں بعد اس کے فرمایا کہ ایک دن شیخ رکن الدین کے خاندان نے فریہ طبیب طنائی کو بلایا، اور اس سے کہا کہ شیخ کھانا نہیں کھاتے ہیں اور شیخ دوپہر کو وہی غذا کھاتے تھے جو میں لے لے ہی۔ اس دن بھی پیالہ بھر لائے۔ پس خوردہ فریہ طبیب کو دیا۔ اس نے کھالیا۔ کہا میں سات دن کھانا نہ کھاؤں گا۔ ایسی غذا جو شخص کھاتا ہے وہ تھوڑا بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور طاعت و روزہ میں قوت ہوتی ہے۔ پس بڑے مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا۔ فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھ لے کہ تو سالک ہے۔ کام آئیگا۔ بعد اس کے فرمایا کہ شیخ کامل حالت ختمات میں وہ تربیت کرتا ہے کہ جو زندگی میں کرتا تھا۔ جیسے کہ دعا گو کہ شیخ رکن الدین قدس سرہ نے تربیت کیا۔ منجملہ اس تربیت کے ایک یہ ہے کہ سلطان محمد نے مجھ کو شیخ الاسلام کیا۔ اور چالیس خانقاہیں میری تصرف میں کر دیں۔ شیخ مجھ کو خواب میں دکھائی دئے۔ کہا توجج کو چلا جا تو غوثی ہو جائیگا۔ صبح کو شیخ کے امام نے کہا کہ تیرے حلیہ روانہ ہو جا۔ کیا تیاری کرتا ہے؟ شیخ نے تجھے اشارہ کیا ہے۔ میں نے مخدوم والد و امت برکاتہ اجازت چاہی روانہ ہو گیا۔ میرے پاس کوئی وجہ یعنی خرچ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اتنے فتوحات پہنچائے۔ ایک عزیز حج کو روانہ ہوا تھا اس کے گھر والے اسے پھر لائے وہ لوٹ آیا وہ زادراہ مجھ کو دیا۔ میں پیادہ تھا۔ گھوڑا دیا۔ لیکن میں نے وہ گھوڑا مولانا نظام الدین محمد کو دیدیا۔ وہ مدقوق تھے۔ شہر میں لوٹ آئے۔ اور دعا کر پیادہ گیا۔ حج سے پہلے پہنچ گیا بلانواع

ذبح کامل حالت ختمات میں بھی مثل ختمات کے تربیت کرتا ہے۔

نعمت مشرف ہوا۔ دوسری تربیت یہ ہے کہ انہوں نے دوبارہ خواب میں مجھ کو
 خرقہ پہنایا۔ میں نے بعینہ وہی خرقہ اپنے سر پہ پایا ایک خرقہ یہ ہے کہ ایک
 دن میں مکہ سے واسطے زیارت فقیدہ نقبال قطب کے عدن میں آیا۔ انکو
 میں نے پایا کہ وہ مرعیں تھے۔ بعد چند دن کے وفات پائی۔ تیسری رات
 میں نے شیخ کو یعنی شیخ رکن الدین کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے مجھے
 خرقہ پہنایا۔ اور کہا کہ یہ خرقہ صبح کو وقت زیارت کے پس خرد فقیدہ نقبال کو پہنانا
 اور سجادہ اُس کو دینا۔ جس وقت میں جاگا تو بعینہ وہی خرقہ میں نے پایا
 اور تیسرے دن اُس کی زیارت کے واسطے حاضر ہوا سارے امام
 واسطے زیارت کے حاضر تھے چاہتے تھے کہ بڑے بیٹے کو سجادہ دیوں
 ایک بزرگ تھے انہوں نے باوا زیند مجھ سے کہا یا سیدنا البس الخرقۃ
 التي البسها لك الشيخ قطب العالم رکن الحق والمدین واجازها لهذا
 العفید یعنی اے سید کو پہنا وہ خرقہ کہ جو تجھ کو شیخ رکن الدین نے خواب میں
 پہنایا ہے اور اجازت پہنانے کی دی ہے۔ تو اسی فقیدہ نقبال کے چھوٹے
 بیٹے کو پہنا دے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں نے تو یہ خواب کسی
 نہیں کہا ہے۔ اس سے کس نے کہہ دیا۔ شاید اہل مکہ شنفہ ہے پس میں
 اٹھا۔ اس لوگ کے نزدیک گیا وہ خرقہ میں نے اُس کو پہنا دیا۔ میں نے
 دیکھا کہ اُس کے سب بڑے بھائی آئے ہاتھ باندھے اُس کے آگے کھڑے
 ہوئے اور سجادہ اُس کو دیا، اور کہا کہ ہم خادمی کریں گے۔ ایک عزیز نے
 پوچھا کہ وہ لڑکا تمہارا مرید ہوگا فرمایا میں شیخ نہیں ہوں۔ میں تو وکیل ہوں وہ

میرے واسطے سے شیخ زکریا بن الدین کا مرید ہوا بعد اس کے فرمایا اب میں نے
 سنا ہے کہ وہ بڑا ہو گیا ہے۔ اور اس دن بالغ نہیں ہوا تھا مقام ولایت میں
 پہنچا ہے۔ اور میرے واسطے خطوط لکھتا ہے بعد اس کے فرمایا دوسرا
 خرقہ یہ ہے کہ میں نے شہر کا قصد کیا۔ خانقاہ میں چند روز مقیم ہو گیا
 میں نے خواب میں شیخ کو دیکھا کہ انہوں نے مجھے خرقہ پہنایا۔ جب
 میں جاگا تو بعینہ وہی خرقہ میں نے اپنے سر پہ پایا۔ میں نے لوگوں کی
 ماں کے پاس رکھ چھوڑا ہے اور اجازت پہناتے کی دی۔ ایسے کم کسی کو
 ہوتی ہے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ وہ خرقہ کس چیز سے فرمایا بفرمان
 ملا کہ لائے بعد اس کے شیخ نے کہا کہ قطب عالم ہو گیا بشرط تو واضح و
 سکنت کے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ قطب اقلیم کے یا اقلیم کے فرمایا
 کہ ایک عزیز نے پوچھا کہ شیخ قطب الدین مولف رسالہ بکیرہ کے بھی قطب
 تھے فرمایا کہ اسی اقلیم میں کے۔ اقلیم کے۔ اس جگہ سے ششم نظر سے
 ایضا ایک جوان آیا طاہرہ شیخ نجم الدین کبریٰ قاسم مرزا کا التماس کیا اور
 کہا کہ میں نے ان کی طاہرہ یعنی لڑکی پہنی ہے۔ فرمایا کہ ہم کسی کی تکذیب
 کیوں کریں۔ لاؤ پہناؤں پھر پہناؤں۔ یاروں نے یقین کر لیا کہ یہ کرامت محرم
 کی ہے۔ ایضا فرمایا کہ پیوند ایسے شیخ سے کریں کہ علمائے زمانہ اس کے
 مرید و معتقد ہوں ساتھ تشبیہ و ستائش یعنی و معانی کے معرودہ نہ ہو جائیں اسلئے
 کہ آراہ میں خطر بہت ہے۔ اتنے لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ دین بھی برباد کر دیا ہے
 وہ بحث کام سے ایضا یہ حدیث بیان فرمائی **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَوْلَهُ بَعْدَ ذَلِكَ كَافِرٌ**

ف۔ زکریا قطب عالم خردن حضرت مخدوم قاسم صاحب

رکھتا ہوں ہم سب نے قابوسی کی پس لٹے مبارک بریں فقیر اور دناہ فرمودہ فرزند
 من انیکہ گفتم جملہ نبویہ تیشتم ایضا توکل مؤذن نے اذان کہی فرمایا اجابۃ
 الفعل اولی من القتل یعنی اجابت فعلی بہتر ہے قولی سے، یعنی ہم مسجد
 میں ہیں اگر بات کریں تو درست ہے بعد اس کے فرمایا کہ فتاویٰ میں ہے
 یدرہ الکلام اذا طلعم الصبح ای کلام الدنیا یعنی جس وقت صبح اوگے تو
 دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ اگر سبق پڑھیں اور دینی
 فائدہ یا حکایت اخذ دی ہو تو یاد ہے۔ پس لٹے مبارک بریں فقیر اور دناہ
 فرمودہ فرزند من این مسائل و حدیث کہ گفتم نبویہ ایضا فرمایا کہ شیخ ضیاء الدین
 چچا شیخ شہاب الدین کے ایک دن ان کو خدمت میں شیخ عبد القادر
 قدس سرہ کے لے گئے کہا کہ میرے اس بھتیجے نے علم کلام و مناظرے
 میں غلہ کیا ہے۔ شیخ نے ان کے سینے پر ہاتھ ملا۔ علم کلام و مناظرہ محو
 ہو گیا۔ مگر اس قدر کہ مسائل اعتقاد کے فرض ہیں، اور دوسرے بار ہاتھ ملا تو
 علم سلوک رکھ دیا۔ اور تخریقہ تبرک کا پہنایا اور فرمایا کہ شیخ شیوخ ہو گا۔ پس
 وہ مشغول ہو گئے بعد اس کے ان کے چچا نے علم مناظرے کا ایک مسئلہ
 پوچھا جواب نہ دیا۔ سب بھول گئے۔ ایضا ایک عزیز نے پوچھا کہ
 اؤابین کے کیا معنی ہیں فرمایا الاؤب الرجوع الی اللہ عما سوا اللہ
 تعالیٰ والانابۃ مثله والتوبۃ عام یعنی اؤب کے معنی رجوع ہوتا ہے طر
 اللہ تعالیٰ کے، اس چیز سے جو کہ سوا اللہ سبحانہ کے ہے اور معنی انابت
 کے بھی یہی ہیں اور معنی توبہ کے عام ہیں یعنی معنی مذکورہ کو شامل ہیں اور دوسرے

دناہ فرزند قابوسی کا بیٹا ہے۔

معنی یہ ہیں کہ الرجوع من المعصیة الى الطاعة ومن الدنيا الى الآخرة
 ومن الشر الى الخیر ومن الشرك الى التوحید ومن التفاق الى الاخلاق
 ومن الکفر الى الایمان ومن الظلم الى الصلاح ومن الحرام الى الحلال
 یعنی پھرنا ہے نافرمانی سے طرف نرا برداری کے، اور دنیا سے طرف
 آخرت کے اور بُرائی سے طرف بھلائی کے، اور ترک سے طرف
 توحید کے، اور نفاق سے طرف اخلاص کے، اور کفر سے طرف ایمان
 کے اور ظلم سے طرف صلاح کے، اور حرام سے طرف حلال کے،
 پس روئے مبارک بریں فقیر اور نذر فرمودند فرزند من این فائدہ کہ گفتم
 بنویس۔ پس نوشتم ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ کلیم یعنی مکمل پر نماز پڑھنا
 کیسا ہے جواب فرمایا عندنا وعند المشافعی وعندنا عند ابن حنبل

مکمل پر نماز پڑھنا

خلاف الممالک فانہ يقول اذا كان الکساء تخینا بکرة الصلوة علیه
 واذا کان رقیقا یحدث یصل مشداة الارض فی جهته لا بکرة عند
 یعنی نزدیک تینوں اماموں کے مکمل پر نماز پڑھنا بغیر کراہت کے درست
 ہے، اگرچہ وہ سخت ہو، بخلاف امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے کہ وہ
 کہتے ہیں کہ اگر مکمل سخت ہو تو اُس پر نماز مکروہ ہے۔ اسلئے کہ سختی زمین
 کی اُس کی پیشانی کو نہیں پہنچتی ہے۔ ویسے مکمل دمشق میں ہوتے ہیں
 یہاں نہیں ہیں اور اگر مکمل باریک ایسا ہو کہ سختی زمین کی اُس کے پیشانی
 کو پہنچے تو با تفاق نماز مکروہ نہیں ہے۔ یعنی اس کے فرمایا کہ ہمارے دیار کے مکمل پر
 زمین کی سختی پیشانی کو پہنچتی ہے تو نماز با تفاق مکروہ نہیں ہے اور ویسے سخت مکمل
 دمشق میں ہوتے ہیں اور جگہ نہیں ہیں۔ پھر اس فقیر پر متوجہ ہوئے فرمایا فرزند

من ینسأ کلیم اور فائدہ جو میں نے کہا لکھ لو غریب ہے ایضاً حکایت
 بیان فرمائی کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفرِ غزہ میں تھے
 اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پیادہ جاتے تھے۔ تھک گئے کہنا شروع
 کیا یا رسول اللہ! اُرکبنی فقال الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 لا اُرکبک واللہ ثم قال واللہ اُرکبک فارکبہ یعنی ابو موسیٰ نے کہا۔
 یا رسول اللہ مجھ کو سوار کر لو میں تھک گیا ہوں پس آپ نے فرمایا واللہ میں
 مجھ کو سوار نہ کروں گا وہ پیچھے رہ گئے۔ ذرا دیر بعد آپ نے فرمایا کہ تو آ
 واللہ میں مجھ کو سوار کر دوں گا۔ پھر ان کو سوار کر دیا بعد اس کے فرمایا یہ کیونکر ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کھائی کہ میں سوار نہ کروں گا۔ بعد
 اس کے قسم کھائی کہ میں سوار کروں گا فرمایا کہ پہلے قسم اور حالت میں کھتی۔
 غافلہ کسی خوف کی وجہ سے جلد جاتا تھا۔ اگر میں سوار کروں گا تو اونٹ گراں
 باہر ہیں زیادہ تر گراں باہر ہو جائیں گے یہاں سے تو سبتر گزر جائیں آخر
 کو جب خوف جاتا رہا، امن ہو گیا، آہستگی آئی تو آپ نے قسم کھائی
 کہ میں مجھ کو سوار کرتا ہوں۔ اول قسم اور حالت میں کھتی اور دوسری قسم
 اور حالت میں۔ ایسا درست ہے پس روئے مبارک بریں فقیر اور زندہ
 فرمودنا۔ فرزند نامن ابن فائدہ سوگند کہ نعم بنو یس بن بنشم ایضاً ایک عزیز
 سبق مصابیح کا خدمت میں پڑھتا تھا۔ حدیث تشریف یہ کھتی تولہ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام من علامات الساعة ان یكون العراة الرعاء الشیاء یطاولون
 فی البیان یعنی ایک نشانی قیامت سے یہ ہے کہ نابل فرمان فرما

ہو جائیں یعنی نالائق حاکم ہوں۔ پس بڑے بڑے مکان بنائیں۔ بعد
اس کے فرمایا کہ غلام ہوں اور اس دیار کے امیروں کا یہی حال ہے جس
وقت ولایت اقطاع میں جاتے ہیں تو لوگوں کے گھر بے نقیب لیتے ہیں
اور خود ان میں رہتے ہیں۔ بدسر چاند روز دو ہر آتا ہے وہ اس جگہ بیٹھتا
ہے اور یہ بات واقعی ہے

بچت۔ روزہ دیکر بارگاہ بوم شہد
سے اس منظر لب لبب آخر آشتہ گیر
روز سے ہمہ ساز خرمی داشتہ گیر
نگار خانہ دولت کہ بار جائے شہت
جہ نقش در روز رنگ انگاشتہ گیر
روز سے شہ نقشہ دیکر داشتہ گیر

۵

طلب منصب فانی نکتہ عینا عقل عاقل آنت کہ انہ لیشہ کن پایا زیا
اور یہ آیت شریف پڑھی ولقد جئتمونا فرادىٰ لما خلقنا کم اول
مرقہ و تزکتہ ما خولنا کم و راء ظہور کم و ما تری معاد شفاء کم
الذین زعمتم اھد فیکہ شکاء لقا تقطع بینکم و خل عنکم
ما کنتم تزعمون امی لقا تقطع و حدکم بعد اس کے فرمایا کہ لفظ بین
مرفوع ہے فاعل تقطع کا نہ یہ وہ بین ہے جو کہ بمعنی وسط ہے، یہ منصب
ہوتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ بین کے معنی افتاد ہیں۔ اس کو فراق
میں بھی استعمال کیا ہے۔ اور وہ حال میں بھی اور یہاں اس آیت شریف
میں بمعنی وصل کے مستعمل ہے یعنی تمہارا وصل کٹ گیا جو کہ درمیان
شرکیوں یعنی معبودوں تمہارے کے تھا اور یہ بیت عربی پڑھا ہے

ولا البين لم يكن الهوى وولا الهوى ما سر المين

اول بین کے معنی فراق ہیں یعنی اگر فراق نہ ہوتا تو ہوی نہ ہوتی اور دوسرے
بین کے معنی وصال ہیں یعنی اگر ہوی یعنی محبت نہیں ہوتی تو وصال
خوش نہ کرتا۔ پس دوئے مبارک بدیں فقیر اور نادر و فرمود نادر فرزند من
اس فائدہ با بیان آن آیت دشعر عربی تو یسیہ کہ غریب ست پس
نیشتم ایضا ایک تفسیر لایمہ کا سبق پڑھتا تھا۔ نظم اس باب میں تھی

یراه المؤمنون بخیر کیف وادراہی وخصی ب من مثال

مخبر دم دامت برکاتہ نے یہ آیت شریف پڑھی تو لہ تعالیٰ لا قدر کہ
الابصار و هو یدرک الابصار بعد اس کے فرمایا الا دراک رؤیة المشی
مع الجوانب والجهات واللہ تعالیٰ متعالی عن ذلك والمعلوقات کلها
فی الجوانب والجهات فتتحق الا دراک یعنی معنی اصطلاحی ادراک کے
یہ ہیں کہ دیکھنا کسی چیز کا مع جانبوں طرفوں جہتوں کے، اور اللہ تعالیٰ
ان سے منزہ ہے اور ساری مخلوقات جانبوں جہتوں میں ہے۔ پس
ادراک متحقق ہوتا ہے۔ پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا
فرزند من فائدہ اور اک کا لکھو غریب سے۔ میں نے اس طرف متنا
ہے ہرگز ہنر و ستان میں نہیں سنا تھا۔ ایضا فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بی بی کے حجرے میں تشریف رکھتے تھے دوسری
بی بی نے اپنے حجرے سے ایک پیالہ لھانا بھر کر بھیجا۔ ان بی بی کو جن
کے حجرے میں تھے غیرت آئی اس لئے کہ آپ ان کے حجرے میں تھے۔

ف بیان معنی ادراک در رؤیت حق بجانب
ف ذکر اشک اہبات المؤمنین رضی اللہ عنہم

انہوں نے وہ پیالہ لٹا ڈالا اور کہا کہ آپ میرے حجرے میں اُس کا کھانا
کھاتے ہو۔ پس آپ نے وہ پیالہ لے لیا اور جمع کیا۔ اور کھانا اُس میں ڈالا
اصحاب کو بلایا اور اُن کے ساتھ کھایا۔ اور فرمایا کہ تمہاری ماں نے غیرت
کی پھر دوسرا برتن اُن بی بی کے حجرے میں بھیج دیا اور لٹا ہوا پیالہ انہیں
بی بی کو دیا۔ اس کے فرمایا کہ جہاں پیغمبر علیہ السلام بیسیاں ایسی ہوں
جو کہ ساری عورتوں سے بہتر و برتر ہیں تو اور عورتوں کی رشک کا کیا کہنا ہے
ایضاً فرمایا ولذکر اللہ اکبر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا
کہ اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ اخلافت طرف فاعل کے ہے
تو معنی یہ ہوں گے کہ یاد کرنا اللہ تعالیٰ کا نام کو بہتر ہے تمہاری یاد کرنے
سے اُس کو، دوسرے یہ ہے کہ اخلافت مصدر کی طرف مفعول کے ہے
معنی یہ ہوں گے کہ یاد کرنا تمہارا اللہ تعالیٰ کو بہتر ہے ساری طاعت سے
جو کہ سوائے ذکر کے ہے اسی اکبر من کل طاعتکم پس اُسے مبارک طرف
اس فقیر کے لئے اور فرمایا لا یصل احد الی اللہ الا بذکرہ یعنی نہیں
پہنچتا ہے کوئی طرف اللہ تعالیٰ کے مگر اس کے یاد کرنے سے۔ فرمایا
کہ واسطے ذکر کے تنہا حجرہ چاہیے اور وجہ حلال چاہیے۔ شہادت نہ ہو کیونکہ
بیان ہے۔ اوچہ ہیں لوگ آتے ہیں اُن کو حجرے دینا ہوں اور ذکر میں مشغول
کرتا ہوں۔ اُسے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاد اُن دیکھ کے لئے کہ
بھائیو چاہئے کہ رات دن میں ایک دو وقت یا تین وقت ذکر میں مشغول
ہو تو بھی نافع ہے ہم سب نے قبول کیا اپنے حجروں میں مشغول بندہ ہے

کے لئے

بعد اس کے یہ حکایت بیان فرمائی کہ کیا عن اللہ تعالیٰ انا مع عبد
 اذا ذکرنی وتحركت شفتاه یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ
 تعالیٰ سے حکایت کی، اللہ سبحانہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے
 ساتھ ہوں جس وقت کہ وہ مجھ کو یاد کرے۔ اور اس کے دو نو ہونٹھ ہیں
 بعد اس کے فرمایا کہ اس طرف مشائخ مریدوں کو اور اور میں مشغول نہیں
 کرتے ہیں ابتداء ذکر کا حکم دیتے ہیں جب بعد ذکر کے تصفیہ پا گیا تو
 اور اور میں مشغول کرتے ہیں۔ میں کیا کروں۔ میں تو اور اور کے نگاہ نہ کھنے
 کا حکم دیتا ہوں تاکہ بیٹا رہ نہ ہیں۔ بعد اس کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کیا ہے کہ واذ ذکر ربک فی نفسک تضرعاً
 وخیفۃً وودن الجھل من القول بالعدو والاصال فرمایا تضرعاً
 اسی جھل الکن التضرع من الصراعة وهو الاظهار اور خیفۃً مشترک ہے
 بمعنی سرور و ہر دونوں کے اور وودن الجھل میں واو عطف کا ہے یعنی جمع
 و شام میں پھر دوئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور فرمایا فرزند
 من یہ حایث اور بیان اس آیت کا جو میں نے کہا سب کو لکھ لو۔ بعد
 اس کے ایک عزیز نے تلقین ذکر کا التماس کیا۔ فرمایا مرتب بیٹھ یعنی
 چارہ زانو اور دو زانو ہاتھ زانو پر رکھنا چاہیے یا ہاتھ باندھ لیں جیسے کہ نماز
 میں باندھتے ہیں۔ بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو کو تلقین ذکر کی بہ طریق سب
 کے اول ہوتی ہے۔ یعنی ہاتھوں کو زانو پر رکھنا چاہیے بائیں طرف
 لا کمانہ شروع کریں اور دائیں جانب نفی کو تمام کریں۔ پھر اثبات بھی بائیں

اس طرف مریدوں کو ابتداء ذکر کا حکم دیتے ہیں

ذکر تلقین

جانب میں کریں، اسلئے کہ دل بائیں طرف ہے، پس دل سے نفی کرے
اور دل ہی میں اثبات کرے، اسی طرح حضور علی الشہ علیہ وآلہ وسلم
سے مروی ہے کہ آپ نے صحابہؓ کو تلقین ذکر کی فرمائی ہے اور ذکر مغنی
دل میں کہے زبان کو بنا کرے۔ لیکن ساتھ حرکت مذکور کے، بعد اسکے
قعود بھی وہی فرمایا کہ قعود و طرح کا ہے ایک تو تشبہ کا قعود جو کہ ارکان سے
ہے۔ دوسرا بدل قیام سے کہ بیٹھ کر پڑھے۔ بعد اس کے فرمایا وہ قعود
کہ قائم مقام قیام کے ہے ہمارے مذہب یعنی مذہب حنفی میں مربع
بیٹھے ہیں کہ فرق ہو جائے۔ درمیان قعود نماز کے اور اس قعود کے جو کہ
قائم مقام قیام کے ہے۔ اسی اثنا میں ایک عرب نے پوچھا کہ مربع
بیٹھے؟ جواب فرمایا کہ اخذنا قول مالک رحمہما اللہ تعالیٰ بعد اسکے
فرمایا کہ مربع بیٹھنا بادشاہوں کے ساتھ مشابہ ہو جاتا ہے۔ اس جہت
سے ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ اور ہم نے تفحص و تلاش بھی کیا تو ہمارے
مخبروں کو مربع نہیں بیٹھتے تھے۔ اور یہ روایت معمول بھی نہیں ہے
کہ کوئی مربع بیٹھے پس روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند
من فائدہ ذکر قعود کا اور اس کا اختلاف لکھو غریب ہے۔ کم کوئی جانتا،
پس میں نے لکھ لیا بعد اس آیت شریف کے معنی بیان فرمائے قول تعالیٰ
الیہ یصعد الکلب الطیب والعمل الصالح یرفعہ فرمایا کہ یصعد فعل لازم ہے
پس معنی یوں ہونگے کہ طرف الشہ و جل کے چڑھتی ہیں باتیں پاک اور
یرفع فعل متعدی ہے پس معنی یہ ہونگے کہ نیک کام کو اوپر سے جانا ہے یعنی

فرشتے اوپر لے جاتے ہیں۔ پس ذکر توبہ واسطہ ہے اور عمل صالح باواسطہ
 ہے۔ اور ذکر واسطہ ہے اور موصل بھی ہے۔ یعنی توبہ پہنچتا ہے اور عا
 اپنے کو بھی پہنچا دیتا ہے۔ ایک عزیز نے سوال کیا کہ الکاسہ جمع ہے اول
 الطیب واحد ہے پس واحد صفت جمع کی کیونکر مستقیم ہوگی؟ فرمایا کہ طیب
 بروزن فعل ہے، احواف یانی سے یائے اول اصل ہے۔ اور دوسری
 ذائدہ ہے، دو جمع ہوئیں اور یہ کمرہ ہے، اسلئے ایک کو دوسرے میں
 ادغام کر دیا جیسے کہ سیدہ و ہیت لعلیل یہی ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ فعل میں مشترک
 ہے درمیان مذکورہ نمونہ کے اور درمیان واحد و جمع کے یہاں طیب بھی
 بمعنی جمع کے ہے پس صفت جمع کی ہو سکے گی پس نونے مبارک طرف اس
 فقیر کے لئے اور فرمایا فرزند من بیان آیت مذکورہ کا لکھ لو پس میں نے لکھ
 لیا۔ ایضاً فرمایا کہ ایک عزیز منجملہ ابدال کے عالم طیر رکھتا ہے۔ وہ شب
 جمعہ کو دروازے کے آگے پہنچا تھا۔ خانقاہ بادشاہ کی جہت اندر نہیں آیا
 اس نے ایک آدمی بھجا اس نے سلام کہنا۔ اور نہ میں چوٹی اور کہا کہ تم ہر لحظہ
 بلوک کا کھانا کھاتے ہو۔ یہ وظیفہ جو کہ فوت ہوتا ہے اسی سبب ہے اور وہ
 فوت وظیفے کا مبعثات عشر کھتی۔ بعد اسکے فرمایا کہ تجھ بھی فوت ہو گیا جو کہ
 کسی وقت فوت نہیں ہوا ہے۔ میں نے اس دن خان جہاں کا کھانا کھایا
 اس طرف تا جو لوگ خانقاہ بناتے ہیں۔ اور وجہ حلال خرچ کرتے ہیں اول
 خانقاہ کے نیچے حجرے وقت کرتے ہیں۔ ہندوستان میں اصلاً یہ رسم نہیں ہے
 بعد اسکے فرمایا کہ اس طرف مشائخ مبارک سے کوئی نہیں رہا ہے۔ عزیزان مجاہدین

دعا گو کو التماس خرقے کا لکھتے ہیں میں اسی جگہ سے بھیج دیتا ہوں اور نیز
 بواسطہ دعا گو مخدوم لاگوں کے مرید ہوتے ہیں اسی حکایت میں تھے کہ ایک
 عزیز پہنچا بہت رویا۔ ذرا دیر کے بعد اس کو تسکین ہوئی۔ پوچھا تو کہاں سے آتا
 ہے۔ اور تیرا کیا نام ہے۔ اُس نے کہا کہ میں مجاورت کعبہ سے آتا ہوں چند
 سال میں مجاور رہا ہوں۔ مخدوم جہاتیاں کے اختیاق میں آیا ہوں اور نام
 میرا شحرالدین ترمذی ہے اور تولد میرا ترمذ میں ہوا ہے۔ پوچھا کہ اُس طرف
 مشائخ میں سے کوئی باقی رہا ہے؟ اُس نے کہا کہ مثل مخدوم قطب عالم
 کے کوئی نہیں ہے مشغول لوگ بہت ہیں۔ بعد اِس کے بیعت کی۔ مرید
 ہوا اور واسطے تین سو آدمیوں کے خرقہ طلب کیا کہ انہوں نے بیعت کا اہتمام
 کیا ہے۔ فرمایا دیتا ہوں۔ ہر مبارک پرلبوس کیا پھر اُس کو سے دیا۔ بعد اِس
 کے اُس نے کہا کہ جو خالقاہ کہ بنام مخدوم اِس طرف نصب کی ہے آپ
 اِس بادشاہ کو لکھ دو کہ اِس خالقاہ کی خادمی مجھ کو دیں۔ نیشیوں سے فرمایا کہ
 لکھ دو۔ انہوں نے لکھ کر دیدی۔ چند مدت وہ شخص اسی جگہ خدمت میں تھا
 پھر اِس کو خصمت کیا ایضا فرمایا کہ منصور نے انا الحق کہا۔ میں نے اِس
 طرف مشائخ سے دو طریق سے ہیں۔ ایک یہ ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف
 سے حکایت کرنے والے تھے۔ اسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ مجھ
 سے پوچھا ما اسمک۔ قال لیلے حا کیا عن محبوبتہ یعنی تیرا کیا نام ہے اِس
 نے کہا کہ میرا نام لیلی ہے غایت غلبہ محبوبہ سے خود ناپید ہو گیا وکذاک المنصور
 یعنی منصور بھی اسی طرح تھے دوسرا طریق یہ ہے کہ وہ منیر پر وعظ کہتے تھے

نون منصف رحمة اللہ تعالیٰ

نہ اسنی کہ من یفدی لنا روحہ فقال انا الحق اسی الثابت بقاء روحی
 یعنی کون ہے کہ اپنی نازنین جان کو ہمارے واسطے قربان کرے منصور
 لے منبر پے کہا کہ میں ثابت و استوار ہوں واسطے فدا کرنے اپنی جان
 کے، بعد اس کے یہ آیت شریف پڑھی قولہ تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تنفقوا
 مما تحبون اسی لن تنالوا البر حتی تنفقوا رواحکم بالماہذہ یعنی تم ہرگز
 نہ پہنچو گے اللہ سے رحمت و عمل کو یہاں تک کہ تمغ مجاہدہ سے جان بازی نہ کرو
 جان عود پور ہمیشہ درمجرما، خون نہ پور ہمیشہ درکشوریا
 داری سیریا و گینہ دوریا نہ پرمادوست کشیم تو نہ داری ہرما
 پس دئے مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا قرآنہ من یہ دو لوہہ ہیں منصور کی
 اول بیان اس آیت کا لکھ و غریب ہے ایضاً فرمایا کیا حکمت ہے کہ پس
 افکنہ یعنی فضلہ بھی کا شہد شریں ہو جاتا ہے۔ اسلئے کہ اس نے فرمانبردار کی
 کی۔ فرمان بری کی تاثیر سے شہد ہوا اور لوگوں کی شفا ہو گیا اور یہ آیت کہ یہ
 پڑھی قولہ تعالیٰ و اوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا
 و من الشجر و مما یعض شون ثم کلی من کل الثمرات فاسکے سبیل
 ربک ذلک یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للنامس
 ان فی ذلک لآیۃ لقوم ینفکرون نحل سے مراد شہد کی مکھی ہے کہ خیریں
 تلخ و رحمت سے کھاتی ہے۔ فرمانبردار کی تاثیر سے ایسا پاکیزہ شہد
 اس کے پیٹ سے باہر آتا ہے اور آدمی کی نافرمانی سے اس کا پس افکنہ
 ایسا پلید باہر آتا ہے یہ اس کی نافرمانی کی تاثیر سے ہے اور یہ آیت شریف

اسے خود و عمل خواہی جان پدہ
 لن تنالوا البر حتی تنفقوا

در سلاک عشق چرنا نکتہ شہدہ با کر عا شوق صیادتی نہ کشتن طریق
 لا غصفاں ز نشت خردا کستہ با مرد پور ہر آتہ اور انکسند

پڑھی تو کہ تعالیٰ ولا تقص باہذہ الشجرۃ فتکوننا من الظالمین پس روئے
 مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھو
 پس میں نے لکھ لیا ایضاً فرمایا کہ جس وقت اعادی یعنی دشمن غلبہ کریں
 تو ٹوٹی کو الٹی پہنیں وہ اسی وقت مقہور ہو جائیں گے۔ جب دفع ہو جائیں
 تو یہ بھی کر لیں اور پہن لیں۔ مجرب ہے۔ اور چہ میں ہوا تھا دعا کرنے ایسا
 ہی کیا تھا وہ مقہور ہو گئے فرمایا کہ ایک دن صحابہ میں سے ایک صحابی نے
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور آپ دعا فرمائی کہ سلام
 کا جواب نہ دیا۔ جب دعا کی چکے تو سلام کا جواب دیا۔ اور ایک روایت
 میں ہے کہ تمہیں کیا۔ اور جواب دیا۔ اُس صحابی نے پوچھا رسول اللہ آپ
 نے کیوں سلام کے جواب میں یہ فرمائی آپ فرمایا کہ السلام ایک ایسا
 عنفات اللہ عزوجل سے ہے میں کیوں نہ کہے وضو زبان پر کہوں۔ بعد
 اس کے فرمایا واسطے سناک کے بھی یہ شرط ہے کہ ذکر میں باطہارت ہو۔
 اور باطن میں پاک ہو۔ اور دل میں پاک ہو اور کپڑے میں پاک ہو۔ اور
 جلتے پاک میں ہو۔ اُس ذکر کا اثر اس میں پیدا ہو گا۔ اور ایسا ہی ذکر
 رسول ہے طرف حق تعالیٰ کے، ایضاً فرمایا کہ اگر کوئی چھینکے اور حدیث
 تویں کہے یرحمک اللہ ان حدیث پس دوستے مبارک طرف اس فقیر
 کے لئے فرمایا فرزند من یہ فائدہ جو میں نے کہا لکھو۔ جملہ غریب ہے میں
 نے لکھ لیا ایضاً تاکہ میں بلاد عرب کا ذکر نکلا۔ فرمایا کہ وہاں کی مسجدوں میں
 مردوں کے حجرے علمیہ اور عورتوں کے حجرے علمیہ واسطے اعتکاف کے

مہر پادشاہ خردان وقت خردان
 پادشاہ خردان وقت خردان

پادشاہ خردان

پادشاہ خردان

تو بسبب برکت ادا کرنے حق شریعت کے اور ثمرۂ علو ہمت کے طریقت کا
 دروازہ اُسے موہ نہ دکھائیگا، جو کہ دل کی راہ ہے۔ اور جس وقت طریقت
 کے حقوق ادا کرے گا اور اُس میں کسی طرح کی تعمیر نہ لائے گا اور اُس میں
 بھی ہمت اعلیٰ رکھے گا۔ کیونکہ بے ہمت مرید کسی جگہ نہیں پہنچتا ہے۔ اور
 جب عہدہ طریقت سے باہر آئیگا اور حق تعالیٰ اس کے افا سے یہ بات
 جان لے گا کہ وہ ہمت عالی رکھتا ہے، اور سوائے حق کے کسی چیز
 سے آرام نہیں پکڑتا ہے، تو وہ اُس کی آنکھ کے رو برو سے پردے
 اٹھا دیگا۔ اور معنی حقیقت کے جو کہ مقصود سالکوں کا ہے اس پر کشف
 ہو جائیگا۔ اُس وقت لوگوں نے عرض کیا کہ حقیقت کیا ہے۔ جواب
 فرمایا کہ دل کی آنکھ سے اپنا دیدار بچوں دیچکیوں اُس کو دکھائے گا
 جس وقت مرید صادق کو یہ معنی ظاہر ہوتے ہیں تو وہ سب سے موہ نہ پھیر کر
 حق کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ اُس کی طلب میں مگر بندہ جدوجہاد یعنی
 سعی و کوشش کا جان کے کمر باندھتا ہے۔ اور ہمیشہ اُس کا طالب
 رہتا ہے۔ اگر دنیا و آخرت کو اُس کے دل کی آنکھ کے رو برو کھیں
 تو اُس میں نہیں دیکھتا ہے۔ اور جو کچھ جانتا ہے اُس سے بھی غیرت رکھتا
 ہے۔ اُس کا نقش اپنے رو برو سے مٹا دیتا ہے۔ اور سخت کام اس پر آسان
 ہو جاتے ہیں۔ کوئی چیز زیادہ تر سخت سے تعلق سے لے چیری دیکھائی
 دل سے نہیں ہے یہ سب چیزیں اُس کے مطلوب ہو جاتی ہیں اور اگر
 تو کسی کو دیکھے کہ یہ چیزیں اُس کے مطلوب نہیں ہوتی ہیں تو تر جان لینا کہ

اس کو یہ معنی ظاہر نہیں ہوئے ہیں اور اس کی نظر طریق پر نہیں کھلی ہے۔
 اور جامع جمعیت کا اس کو نہیں دیا ہے۔ اس لئے کہ آرام و ہم کا پانے میں اور
 پریشانی میں اور وجود اسباب و کاروائی میں ہے۔ اور آرام دل کا نہ پانے میں
 اور جمعیت میں اور ترک اسباب و ناتوانی میں ہے اگر مرید صادق ہے اور
 صادق میں صادق بچا ہے یعنی لڑیکہ و انشمن ہو یا لڑکہ تو وہ درویشی بے
 اسبابی و بے چیزی کو اختیار کریگا اور اس میں مغرور و مباهمی ہو گا کیونکہ مغرور
 مباهات سب چیزوں میں حرام ہے۔ مگر فقر میں حرام نہیں ہے اس لئے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی وجہ کے ساتھ فخر نہیں فرمایا مگر
 ساتھ فقر کے، کیونکہ آپ کا قول ہے فقیری فخری یعنی فقر میرا فخر ہے میرا ہر
 مرتبہ، عالی تر اور ہر درجہ متعالی تر میں آپ نے فخر نہیں کیا۔ اور اس کے
 ساتھ مباهات نہ فرمائی اور جب فقر پر پہنچے تو اس میں مباهات کی اور
 اس کے ساتھ فخر فرمایا اور اس مرتبے کا بڑا رسی و انتہا حضرت و الجلال
 سے سوال کیا اللہم ارحمینی مسکینا و امیتنی مسکینا و احشینی فی ذمۃ
 المساکین یعنی اے اللہ تو مجھ کو زندہ رکھ مسکین، اور مار مجھ کو مسکین، اور
 حشر کر میرے مسکینوں کے گروہ میں، پہلی راہ سلوک کی توبہ نصوح ہے جیسا کہ
 حق تعالیٰ نے فرمایا ہے تو ابوالی اللہم جمیعاً ایھا المؤمنون لعلکم تغفلون
 یعنی توبہ کر لو اللہ کے رب کے رب سے ایمان والا، شاید تم فلاح پاؤ۔ یہ آیت توبہ
 حق میں صحابہ رضوان اللہ علیہم کی نازل ہوئی ہے اور وہ تائب ہوئے ہیں
 اور انہوں نے کفر سے اعراض اور طرف ایمان کے اقبال و توجہ اور گناہ کی

طرف پیٹھ کی کھٹی اور طاعت کے طرف متوجہ ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا
 کہ جب وہ ایسے صفت کے تھے تو پھر تو ابوالی اللہ کے کیا معنی ہیں؟ جواب
 فرمایا کہ توبہ تو سب پر فرض ہے ہر ساعت میں، اور ہر سانس میں، لیکن کافروں
 پر فرض ہے کہ وہ کفر سے توبہ کریں، اور فاسقوں پر فرض ہے کہ وہ طاعت
 و فرمانبرداری کی طرف جھکیں، اور مومنوں پر فرض ہے کہ وہ محسن ہو جائیں
 اور محسنوں پر فرض ہے کہ وہ احسن بن جائیں اور واقفوں پر یعنی پھیرنے
 والوں پر فرض ہے کہ وہ نہ پھیریں اور چلے جائیں اور مقیموں پر یعنی
 اقامت کرنے والوں پر فرض ہے کہ وہ حقیقت سے طرف اوج کے
 چڑھ جائیں دین بنے پوچھا کہ حقیقت کیا ہے؟ فرمایا خدا اوج کی یعنی
 فروماندن یعنی نیچے رہ جانا اور ابرار پر فرض ہے کہ وہ مقرب ہو جائیں
 اور طالبوں پر فرض ہے کہ وہ واصل ہو جائیں ہر سستہ چلنے والا کہ
 کسی مقام پر مقیم ہو جائے تو وہ گناہ ہے، اُس سے توبہ کرنا چاہیے اور
 آگے چلنا چاہیے۔ تیرا اس معنی کا ہے کہ تو ابوالی اللہ جمیعاً ایہا الیہم
 توبہ گناہ کے انداز سے پرہوتی ہے۔ گناہ شریعت اور گناہ طریقت سے
 تاکہ دستگاہ نجات پاتے والے ہو جائیں مقصود یہ ہے کہ تو جس مرتبے
 میں ہے اُس سے اور مرتبہ برتر ہے۔ اُس مرتبے سے اس مرتبے میں
 آنا فرض ہے۔ ورنہ سلوک سے رہ جائے گا۔ اس لئے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے سیر و اسبق المفردون تم سلوک کی
 راہ چلو سبقت یعنی پیش دستی کر گئے تہا کرنے والے یعنی غیر حق کو اپنے

دل سے بعد اس کے فرمایا کہ اگر کوئی سالک میری سڑک میں توقف کرے
 اور نہ گزرے تو وہ اُس کے حال کا گناہ ہو گا اُس کے مناسب حکایت
 بیان فرمائی کہ شیخ عبدالرحمن بغدادی کا ایک مرید تھا چار برس اُس نے
 کوئی چیز نہ کھائی اس مرید کے واقعہ حال کی شیخ کو خبر پہنچی۔ شیخ نے فرمایا
 کہ بیچارہ ترقی سے رہ گیا۔ فرشتوں کے مقام میں منزل کی میں نے
 پوچھا کہ وہ تو بصفت بلائکہ ہو گیا۔ اس مرتبے سے اور بھی کوئی مرتبہ بالاتر
 ہے کہ اس سے ترقی ہو جائے۔ میں نے اس کا جواب پایا کہ فرمایا مرتبہ
 نبوت کا اس سب سے ترقی کا ہے۔ یہاں تک کہ وہ حال ہو جائے یعت۔
 اس کے فرمایا کہ شیخ عبدالرحمن نے کہا کہ لوح محفوظ میں اس کے نام پر
 چار برس کا ذوق لکھا ہے۔ پس اُس مرید کو طالب کیا اور ایک نعمت اسکے
 موہنے میں دیا۔ اُس نے کھا لیا۔ اسی وقت اُس کو ترقی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ
 کا قول پاک ہے یا کل الطعام ویشی فی الاسواق کھانا کھانا۔ اور
 بازاروں میں چلنا پھرنا پیغمبروں کی صفت ہے۔ سب کھانا کھاتے اور
 بازاروں میں پیادہ چلتے تھے اور سودا سلف لاتے تھے۔ المثنیٰ پیادہ
 رفتن یعنی مشی عربی زبان میں پیادہ پا چلنے کو کہتے ہیں۔ الخفرت علی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک من حمل سلعة من السوق فقد بریئ
 من الکبیر یعنی جو شخص کہ سامان اٹھالائے بازار سے تو مقرر وہ بری ہوا
 کبر سے کبر کے معنی ہیں بزرگی کر دن اور برارت کے معنی بیزار شدن
 یعنی وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنے سے پاک صاف ہو گیا۔ یہ سب ترتیب

آواز فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی ایضا مخدوم کے پوتے یہ جامد
 خدمت میں مصحف یعنی قرآن شریف پڑھتے تھے فرمایا کہ میں ساتوں قرآنوں
 کا سماع رکھتا ہوں۔ اس طرف میں نے استادوں سے سنی ہیں۔ اور
 اسناد حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اور ان سے اللہ تعالیٰ
 تک ہے۔ جو شخص مجھ سے سنے تو اسناد اس کا صحیح ہے ایضا فرمایا کہ
 امام مجاہد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں
 نے کہا کہ میں بھوک کے مارے واسطے قوت کے پیٹ پر پتھر باندھتا
 اور نماز سے دوڑتا تھا نہ میں پر رکھ کر اٹھتا تھا۔ ایک دن میں بد سیرا ہ بیٹھا
 امیر المؤمنین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے گزر کیا۔ میں نے ایک آیت
 بیان میں بھوک کے کی پیٹ بھرنے کی پڑھی۔ میں بھوکا تھا و اطعام فی
 یوم ذی مسنبۃ یتیمًا ذامقربۃ او مسکینا ذامتربۃ انہوں نے
 مجھے سیر نہ کیا۔ ان کے بی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گزر کیا میں نے
 وہی آیت پڑھی انہوں نے بھی سیر نہ کیا۔ اسی طرح بہت صحابہ نے گزر
 کیا کسی نے میرا پیٹ نہ بھرا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے گزر فرمایا مجھ پر نظر کی جو کچھ میرے دل میں تھا اس کو دریافت کر لیا اور
 تبسم فرمایا۔ پہچان گئے کہ میں بھوکا ہوں۔ مجھ سے فرمایا اے ابو ہریرہ تو میرے
 گھر میں اپنے برابر مجھ کو اندر لے گئے۔ ایک پیالہ دو روہ کا آگے لائے
 اور مجھ سے فرمایا تو احباب عقد کہلا لا مجھے دشوار معلوم ہوا کہ اس ایک پیالے
 میں میں بھی تو سیر نہ ہو دنگا۔ میں چاہتا تھا کہ نہ جاؤں۔ بعد اس کے اپنے

فرمایا اے ابو ہریرہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول یعنی تم اطاعت کرو
 اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی توجہ اور میں بلا لیا مجھ سے فرمایا کہ اس
 پیالے کو ان میں سے ایک کے ہاتھ میں لے لے جب میں نے اُسکے
 ہاتھ میں پیالہ دیا تو وہ سیر ہو گیا۔ اور پیالہ ویسا ہی باقی تھا۔ چنانچہ سب سے
 صحابہ صفہ سیر ہو گئے اور دودھ کا پیالہ بہ قرار دہا پس آپ نے میرے
 ہاتھ سے پیالہ لیا۔ اور سب کے آخر پیالہ اور یہ حدیث شریف فرمائی ساقی
 القوم اخرهم شربا یعنی لوگوں کے پیالے سوا کھائے کہ وہ سب کے
 آخر پیالے ہیں اس حکایت مذکورہ میں دو چیزیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ وہ
 سب کے آخر پیالے ہیں اس حکایت مذکورہ میں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو
 یہ ہے کہ فضل افقر کا فقیر پر مقدم رکھا اس لئے کہ اصحاب فقیر تھے اور
 ابو ہریرہ فقیر تھے۔ دوسرے یہ ہے کہ آپ کا معجزہ ہوا کہ سب کے اصحاب
 ایک پیالے سے سیر ہو گئے۔ اور خود نے بھی پیالہ سیر ہو گئے۔ پس ہاذا
 ان امیر لیسے منیر بریں فقیر اور دند فرمودند۔ فرزند من این فائدہ کہ گفتہ ہو لیسید

ایضا ذکر حق تعالیٰ کے خوف کا نکلا

فرمایا کہ بھئی بن معاذ را ذی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن روتے اور خروش کرتے
 تھے اور کہتے تھے، کہ ہم ہی اپنے واسطے آگ کا شعلہ روشن کرتے ہیں اگر
 ہم گناہ نہ کریں تو مستوجب عقوبت دوزخ کی کہیں ہوں اور ذرا نہ روتے تھے۔
 سارے اہل مجلس روتے ہیں بے ہوش ہو گئے تھے۔ اُس دن ان کے مجلس سے

تیرہ جنازے باہر لائے بعد اس کے فرمایا کہ جنازہ بفتح الجیم ہو المذیت
 ویکسر الجیم ہو النسر یعنی جنازہ بفتح جیم مردے کو کہتے ہیں۔ اور الجیم
 جیم بلیغ اور کھاٹ کو کہتے ہیں ایضاً سردی کے موسم میں ہوا سردی
 انگلیاں آگ پر رکھی ہوئی تھیں۔ فرمایا کہ اگر آگ شعلہ مارتی ہوئی ہوتی
 نزدیک اس کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اسلئے کہ آتش پر ستوں کے
 ساتھ تشبہ ہوتا ہے اور اگر آگ شعلہ مارتی ہوئی نہ ہو انگشت یعنی
 انگاری ہوں تو مکروہ نہیں ہے۔ اسلئے کہ انگشت کو کوئی نہیں پختا
 ہے اگر آتش فروختہ کو پختے ہیں

فہذا اگر آتش نماز نزدیک آتش فروختہ

ایضاً ذکر سماع

ایک عرب نے پوچھا کہ سماع کس سبب سے منع ہے یا تحفرت صل اللہ
 علیہ وآلہ وسلم سے سردی ہے کہ آپ نے دو بیس رباعی کی سنی ہیں یہ
 لَقَدْ كَسَعَتْ حَيْتُ الْهَرِيِّ كَبِدِي فَأَلَا طَيْبٌ لَهَا وَلَا رَاقِي
 الْاَلْحَبِيبِ الَّذِي شَفَعْتُ بِهِ فَأَنْدُرُ قَيْتِي وَتَرِيَا قِي
 فرمایا کہ ہر روایت صحیح نہیں ہے۔ غیر صحیح ہے بطریق احتمال۔ والا احتمال
 ترک واجب یعنی احتمال کا ترک کرنا واجب ہے اور ہاتھ پر ہاتھ نہیں مارا
 ہے اور نہ نغشہ کیا ہے باواز خوش شہر کے طریق پر بیعت ہے جس کے
 فرمایا کہ ہاتھ پر ہاتھ مارنا منع ہے اسلئے کہ سردیوں یعنی گرمیوں کے ساتھ تشبہ

لہ نغشہ یعنی سردیوں میں ہاتھ آواز لطیف و نغمہ سردی ۱۲ عیانت

ہوتا ہے۔ مگر ایک طریق ہے کہ جس وقت کسی کو بائیس تو سیدھے ہاتھ کی پٹھ
بائیس ہاتھ کی مٹھلی پڑا دیں۔ اسلئے کہ اس میں تیش نہیں ہے۔ اور یہ مخدوم
کا معمول ہے۔ پس روئے مبارک پرین فقیر اور دناہ فرمودنا۔ فرزندنا میں اس
قائدہ کہ گفتہ در ملفوظ بنویس۔ پس بخشتم۔

روز یکشنبہ وقت چاشت غرہ ماہ رمضان المبارک

کوئٹہ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز شہر سے آیا۔ قادیسی کی کہا کہ ماہ
رمضان المبارک کا ہلال طلوع ہو گیا۔ تو نیت نفل کی فریح کی۔ روزہ فرض
کی نیت فرمائی اور فرمایا مسئلہ ہے کہ اگر کسی نے سلخ شعبان میں روزہ نفل کی
نیت کی بعد اس کے معلوم ہوا کہ رمضان کا چاند ہو گیا۔ تو نیت اس کی درست
اور روزہ اس کا درست ہے خلافاً للشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کیونکہ ان
کے نزدیک رات کی نیت معتبر ہے اور اگر کسی نے سلخ شعبان میں روزہ نہیں
رکھا تھا، پھر معلوم ہوا کہ ماہ رمضان کا چاند طلوع ہو گیا، اور کچھ کھایا نہ تھا، تو
واسطے موافقت روزہ داروں کے اساک کرے۔ اور اگر کھایا ہے۔ تو
روا ہے۔ تبی اس کے کیفیت ہلال کی بیان فرمائی۔ کہ فتاویٰ میں ہے ان
كان الهلال يغيب قبل الشفق فالاول ليلة وان كان يغيب بعد الشفق
فالليلة الماضية یعنی اگر ہلال شفق سے پہلے غائب ہو جائے تو اول رات
کا ہے۔ اور جو بعد شفق کے غائب ہو تو گزری رات کا ہے۔ بعد اسکے فرمایا
کہ جس ماہ میں کہ شبہ ایام کا ہو تو البتہ اس میں عظیم خطر ہے۔ کیونکہ اوقات فاصل

یعنی افضل وقت شہے میں پڑیں گے خلق کو اب سے محروم ہے گی باور رکھو
 شہہ نہ ہوگا تو اچھی طرح سے گزریں گے بعد اسکے فرمایا کہ ماہ رمضان میں ایک
 ختم قرآن شریف کا تراویح میں سنت ہے وقیل واجب یعنی کسی
 نے کہا کہ واجب ہے لیکن مستحب وہی ہے میں نے کتاب میں اس طرح
 پایا ہے، کہ ہر رات ایک سیارہ اور کچھ پڑھیں، ستائیسویں رات کو ختم
 ہو جائے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسی طرح کیا ہے۔ پس آل امیر روئے
 میسر ہیں فقیر اور نذر فرمودند فرزند من این مسائل کہ گفتیم غریب ست۔ بنویس
 بعد اس کے فرمایا کہ کسی حافظ کو لاؤ تا کہ ختم کرے۔ ویسے ہی ہوا نا اچھا
 ہمانی نے التماس کیا کہ بندہ ختم کرے گا اگر حکم ہو، فرمایا مبارک ہو۔

شب و شبہ دوسری تاریخ ماہ رمضان

کو اس فقیر کو طلب کیا اور اپنے پہلو میں جگہ دی اور بہت اکرام کیا۔ فرمایا میں
 نے تجھ کو اجازت دی کہ تو ہر شب وقت افطار اور سحری کے دسترخوان پر
 نزدیک میرے بیٹھے جیسا کہ تو اس وقت بیٹھا ہے، میں نے قدمبوسی کی
 اور قبول کیا۔ چہ کتب بندہ کہ گردن بندہ فرماں را۔ اس فقیر کو کھانا کھانے
 میں جہد یعنی اصرار کرتے اور یا ان دیگہ کو بھی، اور فرماتے تھے کہ حدیث
 شریف میں ہے من اکل فوق شیئ فہو حرام الا السحور لقوة الصوم
 وللضعف لاجل الضیف یعنی جو شخص پیٹ بھرے پکھلے تو وہ حرام
 ہے مگر سحور واسطے تو روزی کے، اور واسطے ہماندار کے، ہمان کی

خاطر داری کے لئے بعد اس کے یہ حدیث شریف پڑھی تو لہ علیہ السلام
 یجلی الا فطار و تاخیر السحور سنة یعنی جلد کرنا افطار کا اور پیر کرنا سحری
 کا سنت ہے بعد اس کے فرمایا کہ وجہ حلال چاہیے اسی واسطے دعا کہ
 نذک کا کھانا نہیں کھاتا ہے جب تک کہ وہ نہیں کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے
 قرض لیا ہے، کیونکہ ان کے وجوہات میں شبہ ہوتا ہے۔ بعد کھانے کے
 فقاع لاتے اُس کو کھاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ارفض عذیم اللہ
 تعالیٰ افقاع کو حرام کہتے ہیں بسبب تشبیہ شراب کے، اسلئے کہ نتیجہ ہے
 میں اُس طرف پوشیدہ کھاتا تھا کہ مبادا وہ دیکھ لیں اس جہت سے کہ
 وہ مجھ کو دکا لانا ہے بعد اس کے فرمایا کہ جو کچھ ہو سیدی طرف سے لیں
 اسلئے کہ ان اللہ یحب الیقامن یعنی اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے
 یقامن کو، اسی کے مناسب حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں ایک اعرابی بیہوشی جانب بیٹھا
 تھا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بائیں طرف بیٹھے تھے۔ تو
 آپ نے پانی کا پیالہ حضرت ابو بکر کو نہ دیا کیونکہ وہ بائیں طرف تھے
 بعد اس کے فرمایا کہ میں نے اُس طرف ایک یہ روایت بھی سنی ہے کہ
 مراد اس سیدھے جانب سے ساتی کے ہاتھ کی ہے نہ مستحق کے فرمایا
 لا تشربن بعد اکلک عاجلاً یعنی بعد کھانا کھانے کے جلد پانی مت
 پی پس لئے مبارک بڑیں فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فائدہ و مسائل کہ
 کفتم شویب غریب سنت۔ کاہ خواہد آمد ترا و باران ترا۔

دوسری تاریخ ماہ رمضان روز و شبکہ وقت چاشت

کے بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ قاضی علاء الدین صدر جہان نے سوال کیا کہ ختم تراویح کی رات میں امام کو چاہیے کہ بعد چند آیتوں کے سورہ اخلاص پڑھے تاکہ جواز نماز کا متفق علیہ ہو جائے، اسلئے کہ نزدیک امام مالک رحمہ اللہ کے سورت کا پڑھنا فرض ہے مع سورہ فاتحہ کے حضرت مخدوم نے فرمایا کہ نزدیک امام مالک کے تمام سورہ فرض ہیں بشرط ہے نہ نفل میں بعد اسکے فرمایا کہ اُس طرف میں نے مالکیوں کو دیکھا ہے کہ تراویح ختم کرتے ہیں اور آخر میں کوئی سورت نہیں پڑھتے ہیں۔ صحابہ نے بھی ایسا ہی کیا ہے بعد اس کے فرمایا کہ اُس طرف میں نے امام مالک کی کتاب میں پڑھا ہے کہ فرض میں پوری سورت شرط ہے نفل میں نہیں ہے اور وہ اس حدیث شریف سے متک کرتے ہیں۔ کہ لا صلوة الا بغاۃ الکتاب و ضم سورۃ معها یعنی نہیں ہے نماز مگر ساتھ فاتحہ الکتاب کے اور ساتھ بلائے کسی سورۃ کے ہمراہ اُس کے بعد اسکے فرمایا کہ اس صلوة سے نماز مکتوبہ یعنی فرض مراد ہے نہ تطوع یعنی نفل ہمارے نزدیک یہ لغی فضیلت کی ہے ہمارے مذہب میں نفل یہ ہے کہ ساتھ فاتحہ کے کوئی سورت پڑھیں اور یہ بات فقہ میں مذکور ہے ولقن الفاتحة و سورۃ معها او ثلاث آیات من ای سورۃ شاء والاول اولی یعنی پڑھے سورہ فاتحہ کو اور کسی سورت کو ہمراہ اُس کے یا تین آیتیں جس سورت سے چاہے، اور قول اول

اولے سے اور فرمایا کہ کتاب متفق میں یہ بیت مذکور ہے۔
وَكُلُّ مَسْئَلَةٍ فِيهَا اخْتِلَافًا فَعَدْلُهُ أَوْلَى وَلَا يُخَافُ

پس روئے مبارک میں فقیر اور دند و فرمودند فرزند من این مسئلہ کہ گفتم نبی صلی
غریب ست کم کسی دانہ کا رخواہ آید پس بکشم ایقما اس فقیر نے التماس
کیا کہ میں چاہتا تھا کہ اچھہ مبارک میں جاؤں۔ فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
اسی جگہ تربیت حاصل ہو جائے گی۔

ایضاً ذکر مسجد سے نکلنے کا بعد اذان کے

فرمایا کہ فتاویٰ میں ہے بكرة الخروج من المسجد بعد الاذان لقوله عليه
الصلوة والسلام لا يخرج من المسجد بعد الاذان الا ما فوق الا ان يكون
محدثا او يكون جنبا او يكون اماما المسجد اخر او يكون مؤذنا لمسجد اخر
یعنی بعد اذان کے مسجد سے نکلنا مکروہ ہے، یہاں تک کہ نماز پڑھ لیں
لسلئے کہ آپ کا قول ہے کہ نہیں نکلنا ہے مسجد سے بعد اذان کے مگر منافق،
بعد اس کے فرمایا مگر یہ کہ نکلنے والا بے وضو ہو، یا جنب ہو، یا ہنسلے کی
حاجت رکھتا ہو یا کسی اور مسجد کا امام یا مؤذن ہو کہ ان سب کو بعد اذان کے
مسجد سے نکلنا مکروہ نہیں ہے۔

ایضاً ذکر مسجد میں جماعت کے نماز پڑھنے کا

فرمایا مومن کہ چاہیے کہ نماز جماعت مسجد میں پڑھے۔ اور با وضو منتظر نماز کا ہے

کہ المنتظر للصلاة كأنه الصلاة یعنی انتظار کرنے والا نماز کا گویا فی المعنی
 میں نماز میں ہے اور اگر جماعت میں حاضر نہ ہوگا تو ہرگز کچھ چیز نہ ہوگا اور یہ
 حدیث شریف پڑھی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من سمع
 اذان الحی ولم یحضر لا یموت فی قبره الا یدان ولو یطیف عن قبره
 النیران یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مسجد محلے کی
 اذان سنے اور حاضر نہ ہو تو لڑے اُس کے قبر میں نہ مریں گے اور اُس کی
 قبر سے آگ نہ بجھے گی وہ سب وقت عذاب میں لپے گا۔ بعد اُس کے
 فرمایا کہ اگر معذور ہو جیسے مریں تو یہ وعید اُس کے حق میں نہیں ہے۔

ذکر فاتحہ پڑھنے کا پیچھا مام کے

ایضاً فرمایا کہ دعا گو نماز میں فاتحہ پڑھتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے
 قول پر امام مقتدی دونوں کے واسطے فرض ہے ہمارے مذہب میں بھی ایک
 روایت ہے کہ نماز چہر پڑھیں جیسے مغرب و عشاء و فجر میں فاتحہ کا پڑھنا واسطے
 مقتدی کے مستحسن ہے۔ میں نے امام سے کہہ دیا ہے کہ جو دعا عوارف میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے اُس کو درمیان فاتحہ و سورۃ
 کے پڑھے تاکہ اُس قدر دیدہ ہو جائے کہ میں فاتحہ پڑھ سکوں کیونکہ استماع
 یعنی سنا قرآن کا فرض ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واذا
 قرئی القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون یعنی جس وقت قرآن
 پڑھا جائے تو تم اُس کو سناؤ اور چُپ رہو۔ شاید تم رحم کے جاؤ بعد اسکے

فرمایا کہ مذہب میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کے اگر مقتدی نے امام کو رکوع
 میں پایا ہے تو فاتحہ کا پڑھنا ساقط ہے اسلئے کہ تم کہتے ہو کہ یہ قدرت پر ہے
 کی نہیں ہے یعنی اسکے فرمایا کہ اگر فاتحہ سے کچھ باقی رہ گیا ہے اور امام رکوع
 میں چلا گیا تو رکوع میں تمام کرے۔ اور میں اسی طرح کرتا ہوں۔ پس ان
 امیر روئے منیر میں فقیر اور دند فرمودند فرزند من این مسائل در روایات و
 احادیث کہ گفتہ جملہ توشیح غریب است۔

ذکر گناہ و استغفار

ایضاً فرمایا کہ گناہ بڑا نازہ حال ہے اور استغفار بڑا نازہ گناہ جیسا کہ
 حق تعالیٰ نے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا ہے انا
 فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر اس
 ذنب یعنی گناہ سے مراد شریعت کا گناہ نہیں ہے طریقت کا گناہ مراد
 حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی نیکیاں نیک لوگوں کی گناہیں
 مقربین کے اسلئے کہ ابراہیم کے واسطے عمل کرنے ہیں اور ثواب کی طرح
 بھی دل میں ہوتی ہے اور مقرب لوگ خاص اُس کی ذات کے واسطے عمل
 کرتے ہیں۔ اور ثواب پر کچھ بھی نظر نہیں کرتے اگر وہ کریں تو ان کے حال کا
 گناہ ہو جائے۔ اُس سے استغفار کریں استغفر واللہ فانی استغفر فی
 کل یوم ما قدرہ تعالیٰ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم کی
 تربیت فرماتے ہیں، کہ تم اللہ تعالیٰ کے بخشش مانگو، اسلئے کہ مقربین ہر

روز اس سے سو بار مغفرت مانگتا ہوں بعد اسکے فرمایا کہ اگر راہ سلوک میں لحظہ بھر
 فتور ہو جائے تو اسی وقت استغفار کر لے پس وہ مترقی ہو جائیگا پس دو مبارک
 بریں فقیر اور دنیا فرمودند فرزند من این فائدہ کہ گفتہ ہو سیدہ لڑ سالی کا کہ آید۔

بیان ذکر اللہ تعالیٰ حل جلالہ و عم لوالہ

ایضاً ذکر اللہ کا ذکر نکالا فرمایا ذکر اللہ تعالیٰ فرض دائم علی المسلمین غیر
 موقت کا صلوة والزکوة والصوم والحج لقولہ تعالیٰ والزمہم کلہما لتقری
 وکافوا حقہما واهلہما ای اوجہم کلہما لا الہ الا اللہ لقولہ تعالیٰ
 واذکروا اللہ ذکرا کثیرا یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر سب وقت فرض ہے
 مسلمانوں پر لیکن کسی وقت معین پر نہیں ہے، مثل نماز و زکوة و روزہ و حج
 کے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور لازم کر دیا اللہ نے ان پر کلمہ تقویٰ
 کو اوردتھے وہ زیادہ تر حق واد اس کے، اور اہل اس کے، یعنی واجب کر دیا
 ان پر کلمہ لا الہ الا اللہ کہ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یاد کر و تم اللہ کو
 یاد کرنا بہت لیکن اس کا کوئی وقت معین نہیں فرمایا تو بل القاسیة قلوبہم
 من ذکر اللہ ذہی کالجہازۃ او امتداد قسوة یعنی پس خرابی ہے واسطے
 ان لوگوں کے جن کے دل سخت ہیں اللہ کی یاد سے۔ سو وہ مثل تھوڑا
 کے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت، مراد اس سے منافقوں کا ذہنوں
 کے دل ہیں یہاں اور معنی بل ہے جیسا کہ او ادنیٰ یعنی بل ادنیٰ پس ذاکر
 کو چاہیے کہ ساتھ شدت و سختی کے ذکر کرے تاکہ وہ قسوت و سختی ذائل

ہو جائے اور طریقہ ذکر کا اس طور پر فرمایا کہ نفی کو بائیں طرف سے شروع کرے وائیں جانب میں لائے۔ اور اثبات کو بھی شدت بائیں طرف میں القا کیے، اسلئے کہ دل بائیں جانب ہے۔ تاکہ یہ شدت و سختی ذکر کی اُس شدت و سختی دل کو صیقل کر دے۔ بعد اسکے یہ آیت تریف پڑھی

وَمَنْ يَعِشْ عَنِ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نَقِصَ لَهُ شَيْطَانًا مِّنَ الشَّيَاطِينِ فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَعْنِي جَوْشَخْصٌ مَّوَاهِبٌ بَهِيرَةٌ جَمِّنَ كِي يَادِرُ سَعَى تَمَقَرُّ كَرِي

ہم واسطے اسکے ایک شیطان شیطانوں میں سے پس وہ شیطان اُس کا قرین اور ساتھی ہو دنیا و آخرت میں بعد اس کے فرمایا کہ جو شخص ذکر کی ماہیت و روشنی کرے تو اُس کا حال برعکس اس کے ہوگا۔ یعنی اُس کا قرین اللہ تعالیٰ ہو جائیگا اور وہ مقربان حق تعالیٰ سے پھیر گیا اسلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انا جلیس من ذکر نے یعنی میں جاہل ہوں اُس شخص کا کہ جو مجھے یاد کرے۔ بعد اس کے فرمایا کہ لفظ شیطان کا بروزن فعالان کے ہے اور اسکے اشتقاق کے دو وجہیں بیان فرمائی ہیں۔

کہ اگر وہ مشتق شطن سے ہوگا، بنوں اصلی یا زائدہ، تو اُس کے معنی بطن من اللہ عزوجل ہوں گے یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہوئے اور اگر مشتق شیط سے ہوگا بیلے اصلی، و لوزن زائدہ، تو اس کے معنی ہلاک کے ہونگے یعنی وہ ہلاک شدہ ہے پس آل امیر روئے مینر برس فقیر اور دوزخ فرمودند

فرزند من ایں قواعد ذکر و ہر دو وجہ اشتقاق شیطان ہوئی ہیں۔

من اشتقاق لفظ شیطان لعن اللہ تعالیٰ

ایک شیخ کا مرید ہو

ایقنًا فرمایا کہ طالب کی تعمیر شیخ مرشد کے چارہ نہیں ہے کہ وہ اس کو ارشاد کرے اور واسطے طلب حقیق کے اس کا سبب ہو جائے اور طالب کو چاہیے کہ ایک مرید ہو جائے اور اگر وہ مشائخ کا بھی مرید ہو گا تو طریقت کا مفید ہو گا، کہ کسی طرح مصلح نہ ہو گا۔ اور اگر فرقہ تبرک پسند ہو جائے۔ اس لئے کہ فرقہ تبرک کا ارادہ نہیں ہے۔

ہاتھ چومنا

ایک عزیز زائر آیا اور دست مبارک کو چوم فرمایا فتاویٰ میں ہے کہ تقییل الیدین ان کان للطمع بیکرہ وان کان لتعظیم الاسلام یجوز ولا یکرہ یعنی ہاتھوں کا چومنا اگر طمع کے واسطے ہے، تو کر وہ ہے۔ اور اگر اسلام کی تعظیم کے واسطے ہے، تو درست ہے۔ کر وہ نہیں ہے پس اس لئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند نامن این مسئلہ کہ گفتیم بنویسید و سبق بخوانید

منازل سلوک

ایقنًا یہ فقیر خدمت میں سبق پڑھتا تھا بات اس میں کھتی کہ مشائخ صوفیہ رضوان اللہ علیہم نے راہِ خداوندی میں ذکر میں واسطے راہ چلنے والوں کے پربہل احوال چاندنوں کا پتہ دیا ہے تاکہ ان سے گزر کر کے مقصود کو پہنچ جائیں۔ پہلی

منزل ناموت ہے دوسری منزل عالم ملکوت کی ہے تیسری منزل عالم جبروت
 کی ہے چوتھی منزل لاہوت کی ہے فرمایا کہ ناموت تو عالم حیوانات کا ہے
 اور فعل اس منزل کا پانچواں جو اس سے ہے جیسے کھانا پینا، نہلنا، دیکھنا
 سنا، چھونا اور جو مثل ان کے ہے جس وقت ساک ریاضت و مجاہدہ
 کر کے اس عالم سے گزر جاتا ہے، اور ان صفتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ تو وہ
 عالم ملکوت میں پہنچ جاتا ہے۔ اور ملکوت فرشتوں کا عالم ہے فعل اس
 منزل کا تسبیح و تہلیل و قیام و رکوع و سجود و قعود ہے جس وقت اس کی طرف
 نظر ترک کر کے اس منزل سے گزر جاتا ہے تو عالم جبروت میں پہنچتا ہے۔ یہ
 عالم روح کا ہے تاکہ صفات حمیدہ حاصل کرے، جیسے شوق ذوق محبت
 طلب وجد، سکر صحو، انبات محو، جب ان صفتوں سے محروم ہو جاتا ہے تو
 عالم لاہوت میں پہنچتا ہے۔ یہ ایک عالم ہے بے نشان جس وقت ساک
 اس جگہ پہنچ جاتا ہے تو خود سے رہائی پاتا ہے، جس وقت خود سے
 رہائی پالیتا ہے تو خود میں پہنچتا ہے اور اس کو لامکان کہتے ہیں۔ یہاں نہ
 گفتگو ہے نہ جستجو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان الی ربک المنقہ یعنی
 بیشک تیرے ہی رب تک پہنچتا ہے۔ جیسا کہ کوئی قائل کہتا ہے مے

در دیدہ دیدہ دیدہ نہیں آوند و آنرا زردہ دیدہ غذا می داوند
 ناگہ سیر حقا کمال افتادند اندر دیدہ دیدنی کنوں آزاوند

اور یہ عربی نظم فرمائی کہ اس میں اس فارسی کے معنی ہیں مے
 کانت لقلبی اھواء مقلقہ فاستجمعت اذ رأیتک العین اھوائی

فَصَارَ عَيْسَىٰ نَبِيًّا مِّنْ كُنْتِ احْسَدُكَ
 وَمَعْرُوتٌ مَّوَالِي الْوَرَايِ مَذْحِرٌ مَّوَالِي
 تَرَكْتُ لِلنَّاسِ دُنْيَاهُمْ وَدِينَهُمْ
 شَغْلًا بِجَنَّتِكَ يَا دِينِي وَدُنْيَايَ

سیر و دل و دین و پیش جہلہ ذمہ کم شہانہ
 روح محبہ بر بمانہ و امن دلبر گرفت

پھر اس فقیر کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا۔ فرزند نامہ من یہ عربی شہر اور فارسی
 شہر لکھ لو و عبارت دیگر فرمودند از راه شفقت، و اشارت بر من کردند
 عبارت ازین منقطع است و اشارت با تمام ہاں ہم گفتیم بیل تا خاص و عام
 بر سر ناموت صفت نفس کی ہے۔ اور ذمہ ہے جس وقت صفات
 محو ہو جاتی ہیں تو عالم ناموت سے نکلتا ہے، ملکوت میں جاتا ہے
 اور ملکوت فرشتوں کی صفیتیں ہیں۔ سب کی سب حمیاء ہیں جب ساک
 بتوفیق الہی اس کو بھی گذر جائتا ہے تو عالم جبروت میں جاتا ہے اور
 یہ خاص روح کی صفیتیں ہیں اور ذات مقدس الہی سے قریب ہیں اور
 صفات کے ساتھ مشغول ہونا ذات کا حجاب ہو جاتا ہے اور میں کہتا
 ہوں کہ مجموع آدمی یعنی سارا آدمی بھی تین چیز ہے، نفس اور دل اور
 روح۔ نفس تو شیطان کی جگہ ہے، اور دل فرشتوں کا مجمع ہے اور روح
 محل نظر رحمن ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کی ایک صفت اس کے
 لائق ہے پس صفت نفس کی چھکانا ہے طرف اس جہان کے، اور
 صفت دل کی میل کرنا ہے طرف بہشت جاوداں کے، اور صفت روح کی
 طالب کرنا رحمن کا ہے اور پوشیدہ بھیدوں کا جو کوئی نفس کی پیروی کرے گا تو

وہ دوزخ کی آگ میں پڑے گا۔ اور جو شخص دل کی متابعت کرے گا تو دارالنعیم میں
پڑے گا۔ اور جو کوئی روح کی فرمانبرداری کرے گا تو وہ خداوند کریم کے پڑوس
میں پڑے گا۔

گردہ تن روی ہیسانا رست وردہ دل ذوی ہمیشہ ارمست

وردہ جان روی سے جان بہی قصہ چہ کہہ کہ حاصلت دیدار مست

یہ ساری ترتیب حق میں بندے کے بھتی کیونکہ اسبق بندے کا تھا ایسے
کریم فرماتے تھے۔ تعریس کے موافق معنی مذکور کے حکایت بیان فرمائی
کہ ایک دن میں کسی درویش کے گھر میں اُترا تھا اور وہ عالم ملکوت رکھتے تھے

عالم ملکوت عالم سماوی کہتے ہیں۔ کہ آسمان پہلے جاتے ہیں۔ میں
نے دیکھا کہ وہ میرے درویش سے غائب ہو گئے۔ ذرا دیر کے بعد آگے

میں نے معلوم کیا کہ عالم ملکوت رکھتے ہیں؟ ان کی بی بی نے کہا کہ اسی وقت

تو غائب ہوا اور آگیا کہاں تھا پوچھا کہ میں تجھ کو ہر بخش دوں گی، ان درویش

نے کہا۔ کہ میں آسمان میں گیا تھا۔ اُس بی بی نے اپنا ہر ان کو بخش

دیا۔ تعریس کے فرمایا کہ ملک روئے زمین کے تصرف کہتے ہیں۔ اور

ملکوت تصرف آسمانی ہے یہ ترتیب ساری شروع اسبق سے فراغ تک

حق میں اس فقیر کے بھتی۔ فرمایا فرزند من یہ ترتیب جو میں نے تم کو کی لکھ لو۔

ذکر خالق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایضاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق مبارک کا ذکر کیا فرمایا۔ کہ

ایک دن ایک اعرابی یعنی جنگلی آدمی آیا۔ اس نے مسیحی نبوی میں پیشاب
 کر دیا۔ وہ جانتا تھا اور آپ صحت کے بیٹھے تھے۔ صحابہ نے چاہا
 کہ اس کو رنج پہنچائیں۔ آپ نے منع فرمایا کچھ مت کہو، اس لئے کہ اس
 کو ضرر پہنچے گا۔ یعنی درمیان پیشاب کرنے کے اٹھ کھڑا ہونا نقصان ہے
 جب وہ فارغ ہو چکا تو آپ نے اس کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ یہ اللہ
 کا گھر ہے نماز و تلاوت قرآن و ذکر و محسن کی جگہ ہے۔ آپ نے شیریں پانی
 سے فرمایا کہ یہاں پیشاب یا خاندہ نہ کرنا چاہیے۔ بعد اس کے ایک نعل
 پانی کا منگایا، اور اس جگہ کو پاک کر دیا۔ بعد اس کے فرمایا اے یار و زور
 سے پانی سے مسیحی پاک ہو گئی۔ کس واسطے ایک نادان کے دل کو بچھاؤ
 کرو۔ ایسا کہو کہ اس کو دشوار معلوم نہ ہو۔ حکایت ایک دن ایک اعرابی
 خدمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا۔ اور کسی چیز کی توقع
 کی۔ آپ بڑھ پھرتے ہوئے تھے، یعنی دین رکھتا، پس اعرابی نے اس کپڑے
 کو اپنی طرف کھینچا۔ چنانچہ حضور کا سینہ مبارک چھل گیا۔ تو آپ نے سختی سے
 نہیں کہاں زبان شیریں سے فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ تم
 مجھے بیت المال سے مال دو۔ آپ نے صحابہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ دیدو
 بعد اس کے فرمایا یعنی حضرت مخدوم نے کہ خلیفہ میرے ہاتھ پاؤں زور سے
 کھینچتا ہے۔ میں تاب نہیں لاسکتا ہوں۔ ضعیف ہو گیا ہوں۔ میں بھی اس بات
 پر تحمل کرتا ہوں۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحمل فرمایا،
 حکایت۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ایک

اعرابی آیا۔ اُس نے سوال کیا۔ آپ نے کچھ اُس کو دیا بعد اُس کے آپ
 نے فرمایا تو جہاں میں نے تیرے حق میں احسان کیا۔ وہ بولا کہ تم نے کچھ
 احسان نہیں کیا۔ صحابہ اُس پر ہوئے کہ اُس کو مار ڈالیں، اسلئے کہ اُس نے
 تکذیب کی، آپ نے منع کیا۔ کہ تم کچھ مت کہو۔ پھر آپ اُس کو اپنے
 خانہ مبارک میں لے گئے۔ زیادہ احسان کیا۔ پھر فرمایا۔ کہ میں نے تیرے
 حق میں احسان کیا اُس نے کہا کہ تم نے احسان کیا۔ پھر آپ نے زبان
 شیریں کہا، کہ اِس سبب کہ تو نے نفی کی، صحابہ تجھ سے بخبر ہوئے تو انکے
 ... آگے بھی کہہ دے جیسا کہ تو نے میرے روبرو کہہ دیا اُس نے ریا
 ہی کیا پھر آپ صحابہ پر متوجہ ہوئے فرمایا کہ مثل میری اِس شخص کے ساتھ
 مشابہ ہوتی ہے کہ اونٹنی اُس سے بھاگ گئی ہو، ایک خانہ واسطے پکڑنے
 کے اُس کے پیچھے دوڑے، اور وہ اُن کے ہاتھ نہ آئے، جس وقت اُس
 کا مالک آئے، تو کہے کہ تم باز نہ ہو۔ پھر وہ اُس کو گھاس چارہ دکھائے
 تو وہ اونٹنی اپنے مالک کی پہچان لے پس وہ جائے بہتر طریق پر اسکو پکڑے
 جیسا کہ میں ان جنگلیوں کو ہاتھ میں لاتا ہوں ایضا فرمایا کہ تو اِیچ میں تین رات
 متابعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیت کریں۔ مخدوم کا معمول یہی تھا
 نیت بند کرتے تھے۔

ادب پانی وغیر پینے کا

ایضا فرمایا کہ پانی یا ثمریت یا فقار کہ تین سانس میں پینا چاہیے اگر ساقی

یعنی پلانے والا کہہ رہے ہیں جبکہ غلام ہو تو درست ہے۔ اور اگر آزاد ہو تو بیٹھنے
 کا حکم دے پس تین سانس نہیں بخارم کا معمول یہی ہے۔ اور اس فقیر سے
 فرمایا فرزند من این اعلاق معنطقه اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیت ترائیح
 مسئلہ اب خوردن کہ گفتم جملہ بنویسید۔

شرعیات طریقت حقیقت

ایضاً یہ فقیر خدمت میں سبق پڑھتا تھا ترتیب اس میں تھی کہ شریعت ہے
 اور طریقت ہے اور حقیقت ہے، اور مجموع آدمی تین چیز ہے نفس اور
 دل اور روح دنیا نفس کی جگہ ہے اور عقول دل کا محل ہے اور جان کا مقصود
 مولیٰ ہے اور آج کے دن یہ تینوں چیزیں دنیا میں ساکن ہیں۔ اور اس
 کے اسباب ہیں۔ اور ان تینوں کو امر کیا ہے کہ اس جگہ سے نکلیں اور اس
 مقام سے بچاؤ نہ کریں۔ نفس کو امر کیا ہے کہ الی مغفرت من ربک اور دل کو
 امر کیا ہے کہ واللہ ید عوالی دار السلام اور روح کو اس کی ناک کی ہے
 کہ یا ایھا النفس المطہنتہ ارجعی الی ربک راخدیۃ مرخیۃ اور ان
 تینوں کے واسطے رستے رکھے ہیں۔ نفس کے واسطے شریعت، اور دل
 کے واسطے طریقت اور روح کے واسطے حقیقت، نفس شریعت کی راہ
 سے، عالم ملک سے جہان ملکوت میں جاتا ہے۔ اور دل کی صفتیں لیتا
 ہے۔ اور دل طریقت کے رستے سے عالم ملکوت کے مسکنان جبروت میں جا
 ملتا ہے۔ اور صفت روح کی لیتا ہے تاکہ ساتھ صفات قدسیہ کے متحقق ہو جائے

اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے تخلقوا باخلاق اللہ یہاں تک
 نسبت پہنچتی ہے کہ نفس دل ہو جاتا ہے۔ اور دل روح ہو جاتا ہے یہاں تک
 کہ تینوں ایک حکم لیتے ہیں۔ اس معنی کو توحید مطلق کہتے ہیں جس وقت سبقت
 فقیر کا اس جگہ پہنچا کہ العشق والعاشق والمعشوق واحد یعنی عشق و
 عاشق و معشوق ایک ہیں تو میں نے گستاخی کی۔ پوچھا، جواب فرمایا کہ یہاں تک
 وہ شخص جانتا ہے کہ جس کو عشق مجاز کا اتفاق پڑا ہو۔ اور اشارہ طرف اس
 فقیر کے کیا اور تلمیح فرمایا کہ کسی وقت تجھے عشق مجاز کا اتفاق ہوا ہے؟
 میں نے قادیوسی کی میرا بیان کا پلنے لگا۔ خود انہوں نے کہہ کیا۔ فرمایا
 کہ ایک دن دعا گو اسی محل میں یعنی العشق والعاشق والمعشوق واحد نزدیک
 شیخ دینیہ عبدالشہ مطری قیس اللہ روحہ کے پڑھتا تھا۔ میں نے پوچھا جیسا کہ
 تو نے مجھ سے پوچھا۔ تو شیخ نے فرمایا کہ اگر تو کسی وقت عاشق ہوا ہے تو مجھ
 جائیگا پس میں نے شیخ سے کہا کہ والد کا ایک کینزک زادہ تھا۔ بغایت
 مرغوب مجھ کو اس کے ساتھ ایک خیال پڑ گیا۔ پس خدا سے ڈرا کہ
 وہ والد کا مملک ہے میری کیا حد ہے۔ میں نے اس خیال کو
 ترک کیا اور یہ بات جو مذکور ہوئی اس کو توحید مطلق کہتے ہیں۔ کہا
 قال المشائخ الصوفیة رضى الله تعالى عنهم التوحيد افراد الھم
 باجماع الامم یعنی جب تک کہ ایک ہمت اور ایک نظر نہیں ہو جائے
 تب تک جمعیت کے دروازے اس پر نہیں کھلتے ہیں۔ اور اسباب
 وحدت کے واسطے اسکے آماوہ نہیں ہوتے ہیں تیسرا اس بات کا یہ ہے

کہ جس جگہ تو ہوا دوتے دل طرف اُسکے لا اور جس حال میں ہوئے جان
 طرف اُس کے حضرت و بارگاہ کے رکھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہو
 معکم ایما کنتم یعنی وہ تمہارے ساتھ ہے۔ جہاں کہیں تم ہو تم اُس
 سے غائب نہیں ہو۔ و نحن اقرب الیہ من جبل الوردین یعنی ہم تم پر
 تو ہیں طرف اُس کی جان کی رگ سے جس وقت تو نے یہ بات
 جان لی تو لحظہ بھر اُس سے غائب و غافل مت رہ، جبکہ تو نے کہ وہ
 حاضر ہے اور جان رکھ کہ تیرا دل تیرے ہاتھ میں نہیں ہے اور طریقت
 جو کہ اُس کی راہ ہے کسی کو معلوم نہیں ہے اور روح کوئی نہیں پہچانتا
 ہے، قل الروح من امر ربی یعنی اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم کہہ دو کہ روح میرے رب کی امر
 سے ہے الا ماشاء اللہ اور حقیقت جو کہ اُس کا کام ہے وہ عبادت
 میں نہیں آتی ہے۔ اور نہ افسار سے میں سمجھتی ہے رہی اس جگہ
 شریعت سے جو کوئی چلے کہ طریقت کا دروازہ اس کی طرف کھولیں،
 اور حق حقیقت اُس کو دکھا دیں تو اُسے چاہیے کہ شریعت کا حق ادا
 کرے، اور امر وہی کی جو امت کو نگا رکھے اور جب نے یہ جان لیا اب
 کہہ کہ کیا یہ ساری ترتیب حق میں اس فقیر کے تھی شروع سبق سے فارغ ہوئے

منگل کی رات تیسری تاریخ ماہ رمضان

کو یاد ان بزرگ خدمت میں حاضر تھے جیسے (ا) پیدالدین محمد

(۲) سید شرف الدین (۳) سید شمس الدین مسعود (۴) سید زائنین (۵) سید
 رکن الدین راجا (۶) سید رفیع الدین (۷) سید معین الدین (۸) مولانا فرید الدین
 (۹) مولانا مختار (۱۰) مولانا تاج الدین محمد (۱۱) مولانا نجم الدین شیخ زاوہ (۱۲)
 مولانا حسام الدین بہکری (۱۳) مولانا تاج الدین بانکپوری (۱۴) مولانا
 مسعود مہرانی (۱۵) مولانا محمد مہرانی (۱۶) مولانا نظام الدین ابراہیم (۱۷)
 خواجہ بدایا الدین بہزاد دہلوی (۱۸) مسعود دہلوی (۱۹) خواجہ خسرو دہلوی
 (۲۰) خواجہ مظفر سامانی (۲۱) خواجہ نصرت اور یادان دیگر جیسے (۲۲)
 ملک زاوہ نصیر الدین (۲۳) مولانا رکن الدین دیپا پوری (۲۴) مولانا
 عطار الدین مانک پوری (۲۵) ملک زاوہ شہاب الدین عرف پیمان
 (۲۶) خواجہ مسعود باختردی (۲۷) مولانا خواجگی (۲۸) مولانا سالار میرسی
 (۲۹) شمس الدین الغرض سب قدمت میں حاضر تھے کہ عزیزان حفاظ
 شیرازہ سے آئے پائے بوسی کی پانچ آیتیں قرآن شریف کی پڑھیں اور
 چند شعر بھی پڑھے۔ حلق ان کانے کی طرح آواز کرتا تھا۔ یاروں کو وقت
 دیکھا بہت ہوا مولانا تاج الدین نے نعرہ مارا اور گہرے ہاتھ پاؤں
 مارنے لگے اور مولانا سے کہہ نکلتا تھا یاروں نے ان کو پکڑ لیا۔ اور
 حضرت مخدوم مراتبے میں تھے۔ پوچھا یہ کیا ہے۔ یاروں نے عرض کیا تو
 ان کے حق میں دعا کی جائے طور کہ الہی قَوْلًا فِي سُبْحَانَكَ يٰعَنَىٰ اَللّٰهُ
 تو اس کو اپنی راہ میں قوت دے۔ پس وہ ہوش میں آگے۔ حافظ لوگوں
 کی تحسین کی اور فرمایا کہ کتب فتاویٰ میں باری عبارت مذکور ہے کہ قَوْلًا

درست خوان ولا یقلاً مومن خوش خوان یعنی ابامت کا درست خوان سے کہیں نہ خوش خوان سے، اگر وہ درست نہیں پڑھتا ہے یعنی ان حافظوں کے دست و خوش پڑھا۔ شربت کا گھڑا نکالا ایک ایک پیالہ دیتے تھے اس فقیر کو طہارت کی حاجت ہوئی پس باہر گیا۔ بعد اسکے خوان لائے اس کو کھولا، اور یاروں کو یاد کیا، اس فقیر کو بھی بعبادت قدیم یاد کیا فرمایا کہ میرے نزدیک آپیشتر خادموں نے کہا کہ یہاں نہیں ہے۔ باہر گیا ہوگا۔ پس کھانا کھا چکے۔ یہ فقیر پر پوچھا۔ پوچھا آیا یا نہیں خادم نے عرض کیا کہ آگیا پس خادموں سے فرمایا کہ ایک صحنک اس کی عمدہ لاؤ خادم لے آئے فرمایا کہ وہ تنہا کیونکر کھائے گا۔ یار لوگ تو سب کھا چکے ہیں فرمایا کہ میں نے ایسا پیٹ بھر کر نہیں کھایا ہے وہ میرے ساتھ کھائیگا پس اس فقیر کو اپنے نزدیک بلا یا اور اس فقیر کے ساتھ کھانے لگے پس اور وہ تھے کوئی تیسرا آدمی نہ تھا۔ اور فرمایا کہ فرزند من تو کہاں تھا۔ میں تجھے یاد کیا میں نے عرض کیا کہ طہارت کے واسطے باہر گیا تھا جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو میں نے قدوسی کی اپنے حجرے میں آگیا بعد اسکے یاران بزرگ جن کا ذکر ہوا وہ سب واسطے تہنیت کے آئے مبارکبادی دی اور اس فقیر کا ہاتھ چوما اور کہا کہ آج کی رات تو نعمت لے گیا کہ تو نے مخدوم کے ساتھ ایک صحنک میں کھانا کھایا ایسے طور پر کہ کوئی تیسرا درمیان میں نہ تھا۔ ایسا کبھی مخدوم کے ساتھ کسی نے نہیں کھایا ہے۔ جیسا کہ تو نے ایک صحنک میں کھایا۔ بعض لوگ تو ان کے پس

خوردہ کی آرزو دیکھتے ہیں۔ سو وہ بھی نہیں پاتے۔ شب مذکورہ میں وقت سحری کے بندہ نزدیک مخدوم کے تھا۔ یادوں سے پوچھا کہ نوبت بجا دی تو بعض نے عرض کیا کہ بجا دی بعد اس کے فرمایا کہ مبارک اور گناہ دونوں اور دوسرے شہروں میں یہی پانچوں وقت بجاتے ہیں اچھی بات ہے تاکہ آپ میں وقت معلوم ہو جائے ایک عزیز نے طاس کا پوچھا تو کچھ نہ فرمایا بعد اس کے یہ فرمایا ہے

ضرب المزامیر کذا استماعها ووزر سوی طبل الحرب فی الوعا

و ضرب الطبل ایضا ووزر الا فی الوعا والقاخلۃ یعنی مزامیر کا بجانا اور اس کا سننا گناہ ہے اور طبل بجانا بھی گناہ ہے مگر زیادتی میں اور قافلے میں کہ منزلہ عبادت کے لیے فرمایا ضرب النافی لا یجوز خلافہ فی اللشایع رحمہ اللہ تعالیٰ یعنی نئے کا بجانا درست نہیں ہے۔ بعد اسکے فرمایا ضرب الدف لا یجوز وقال بعض اصحابنا وما لک رحمہم اللہ تعالیٰ یجوز ضرب الدف عند النکاح لقول علیہ الصلوٰۃ والسلام اهلنوا النکاح ولو بالدف یعنی دف کا بجانا روا نہیں ہے مطلقاً بنا بر قول صحیح، اور بعض اصحاب اور امام مالک نے کہا ہے کہ نکاح کے وقت دف بجانا بدست ہے، اسلئے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ تم ظاہر کرو نکاح کو اگرچہ ساتھ دف کے ہو، بعد اس کے فرمایا کہ اس دف سے عرف مراد ہے ساتھ اس چیز کے کہ اس میں شہرت ہو، لیکن قضائۃ وائمہ اور فرمان وہ لوگوں کو نہیں چاہیے اسلئے کہ یہ لوگ حدود ہیں۔ انکے حق میں عرف وغیرہ بجانا منع ہے۔ پس

دوئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من این مسائل کہ گفتہ نمویسید
 در ملفوظ غریب ست پس نیشتم ایضاً عوارف کا سابق ہوتا تھا بات اس
 میں کھتی کہ انابت کیا ہے الرجوع منہ الیہ لا یطلب منہ غیرہ یعنی
 انابت پھرنا ہے اُس سے طرف اُس کے یعنی اُس سے کوئی چیز نہ
 چاہے مگر اسی کو خدایے سے اُسی کی ذات کہ طلب کرے اور کوئی چیز طلب کرے

ایضاً قطب کے فرشتے شیطوع ہو جاتے ہیں

فرمایا کہ جب ولی قطب کے مرتبے میں ہو جاتا ہے تو فرشتے اس کے مطیع ہو جاتے
 ہیں اسی درمیان میں حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن جو الی ملتان میں مغل
 پہنچے تاکہ لوٹیں۔ لوگوں نے شیخ برکن الدین عیسیٰ سرہ کو خبر کی کہ مغل پہنچے
 ہیں۔ شیخ نے زیادہ ہنر بچا کیا اور فرمایا کہ مغل اُس سے دفع ہو گئے کسارہ
 آپ پہنچے ہنر میت پڑ گئی۔ ایک عزیز محرم رازہ تھا اُس نے پوچھا تو شیخ نے
 فرمایا کہ باری تعالیٰ نے فرشتوں کا لشکر بھیجا چنانچہ لاکھ آگے سب کو ہنرم
 کر دیا۔ جیسے کہ باری کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سو صحابہ
 کے ساتھ لڑائی کے واسطے پیش آئے تو پانچ ہزار فرشتوں کی مدد ہوئی۔
 اور سب کو ہنرم کر دیا نصرت خاص اسلام کی ہوئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
 ولقد نصرکم اللہ بیدر وافتد اذ لہ فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون اذ
 تقول للہومینین الن یکفیکدان عید کم ربکم بتلاتہ الاف من الملائکۃ
 منزلین بل ان تصبروا و تقوا و اتقوا تو کہ من نور ہذا عید دکم ربکم

بخمسة آلاف من الملائكة مسومين بعد اس کے فرمایا کہ جب ولی اللہ قطب
 ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قدر یعنی اپنے تقدیرات اس کو دکھاتا ہے
 اور وہ اس کا متصرف ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت خضر کا قصہ ہر امام مہربانی علیہما السلام
 کے قرآن شریف میں مذکور ہے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ
 ایک روز بلقان میں شیخ عارف صابہ الحق والدین رحمۃ اللہ کے پڑوس میں
 ایک بیوہ عورت کا لڑکا مر گیا۔ وہ بڑھیا زادہ زادہ روتی تھی چنانچہ اس کا رونا
 شیخ کی سمع مبارک میں پہنچا چھا یہ کیا رونا ہے۔ لوگوں نے واقعہ حال
 عرض کیا۔ پس شیخ نے جوتا پہنا اور خانقاہ سے اس کے گھر میں آئے
 اس جوان کے نزدیک گئے اور کہا یا حی یا قیوم قدم باذن اللہ وہ
 جوان مردہ زندہ ہو گیا۔ اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا کہ میں مر گیا تھا اور میں نے
 موت کے سگرات چکھے ہیں کیونکہ زندہ ہو گیا اس جوان کی ماں شیخ
 کے پاؤں پر گزری اور اس کو بھی ڈالا شیخ نے فرمایا کہ تو تھوڑے عرصے ہو گیا تھا
 چپ رہ کچھ مت کہہ تجا اس کے حضرت مخدوم نے فرمایا کہ یہ ہے ستر قدر
 اور اس کا تصرف پھر وہ جوان بڑھا ہوا ابھی مر رہے جب وہ یاروں میں
 ہوتا تو ان سے کہتا کہ میں مر گیا تھا اور میں نے سگرات موت کے چکھے
 ہیں بلایت شیخ زندہ ہو گیا۔ پس آل امیر کے منیر بی بی فقیر اور وہ
 فرمودہ فرزند من این فائدہ کہ گفتم بنویسید اور سبق پڑھیں یہ فقیر حاجت
 میں سبق پڑھتا تھا روز دو شنبہ دوسری تاریخ ماہ رمضان کے وقت چا
 کا تھا روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے اور زبیت فرمائی جان

اے مسعود کہ اس معنی کے طلب کرنے سے تو محمود ہو گیا ساتھ اس عبارت کے کہ اللہ تعالیٰ کے راہ چلنے والے کی تین حالتیں ہیں ایک تو سلوک دوسرے وقوف تیسرے رجوع سلوک عبارت سے مقامات کے چلنے سے کہ مقصود کو پہنچ جائیں اور وقوف سے یہ مراد ہے کہ کسی مقام میں توقف کریں یہ وقوف تین حال سے خالی نہیں ہے یا تو توفی ہو جائے کہ اس مقام سے گزر کرے یا اسی مقام میں رہ جائے آگے نہ چلے کہ یہاں تک کہ مر جائے یا یہ کہ کام میں خذلان و ذیباں بکاری ہو جائے۔ رجوع کرے اس سے بھی پھر آئے اور رجوع عبارت ہے پھرنے سے اور سبب پھرنے کا چند چیزیں ہیں سالک میں، نعوذ باللہ حرام میں، یا مکروہ میں، یا مالا یعنی میں مشغول ہو جائے یا یہ ہے کہ کوئی تعلق پیش آجائے اسلئے کہ وہ راہ بے تعلق کی ہے جو کوئی تعلق ہو جبکہ سالک میں ہو تو چاہیے کہ عبادت ہے۔ اور اگر نہ ہو تو صحیح نائب تو ہو جائے ختم مقابہ، ولس، ولس، امامت مساجد، کسب و کما سب تعلق صبیان، عہدہ دیوان، اور جوان کے مانند ہے یا یہ کہ سالک میں کوئی فتورہ و کسل یعنی بیکاری پڑ جائے یہ بھی رجوع کا سبب ہے یا یہ کہ انیسائے دنیا کے ساتھ اختلاط کرے۔ پس ان تینوں حالتوں کا کوئی نفع و منفرت نہیں ہے بغیر مشیت و ارادت حق سبحانہ و تعالیٰ کے لیکن بندے کو واسلئے محققانہ فرمان حق و اعباد ربك حتى یاتیک الیقین کے کام میں رہنا چاہیے اور واسطے امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ سیر و اسبغ المضر دون سبکبار ہونا چاہیے تاکہ حق کی عنایت بنیے کیلئے آئے جس وقت سالک غلط

روگو وانی کرتا ہے اور حق کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اسکا جمعیت کا جام پلکتے
 ہیں اور چشمہ جمع میں اس کو غرق کولتے ہیں اور یہ بیت فرمائی ہے
 كانت لقلبي اهواء مفرقة فاستجمعت اذ رأيتك العين اهوانی
 اور جس شخص کو کہ حق جل و علا نے اپنے ساتھ اور اپنے کام میں مشغول کیا ہے
 تو جان لینا چاہیے کہ عنایت اس کے کام پر سابق ہو چکی ہے اور حقیقت
 اس کے بارے میں لاحق ہوگی۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی تو کام میں رہنا
 چاہیے اور انتظار میں بیٹھنا چاہیے۔

زہار و لا چو آمدی بانہ مرو در شہارہ بود کہ رفتہ را بانہ آرنہ
 بعد اسکے اس فقیر کو تربیت فرمائی کہ فرزند نامن اگر تو چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ تجھ
 کو نظر عنایت دیکھے تو بعد اول سنت جمعے کے ایک سو ایک بار یا بصیر
 کہہ اور میں بھی با واہ بن کہوں تاکہ مذاکرہ ہو جائے میں نے عرض کیا کہ
 شرح ذر و نہ نام میں اس بنیاد سے کی نظر پڑی تھی تو ایک سو ایک بار ہمیشہ بے
 ناغہ بعینت جمعے کے کہتا ہوں فرمایا کہ اسی سبب سے کہ تو میری صحبت کا
 ملازم رہتا ہے اور سالک ہو گیا اور ملفوظ جمع کرتا ہے۔ اور سلوک میں امن و
 خوف کا رشتہ دریافت کر لیا۔ اس دن میں بہت کچھ مرحمت ارزانی فرمائی اور
 تسبیح اپنی استعمال کی عطا کی۔ اور دعا فرمائی اور باطن کی نظر اس فقیر کے باطن
 میں ڈالی۔ یہ ساری ترتیب آغاز سبق سے تا فراغ حق میں اس فقیر کے کھتی
 ایضاً فرمایا دوام الذکر والحمیة لقولہ من أحب شیا الذکر ذکرہ لا سیما فضل
 الاذکار و ہر قول لا الہ الا اللہ یعنی ہمیشہ ذکر کرنا نشان دوستی کہے اس لئے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے کہ جو کوئی کسی چیز کو درست رکھتا ہے تو وہ اس کو بہت یاد کرتا ہے خاص کر بہترین ذکر اور وہ کہنا لا الہ الا اللہ کا ہے بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو کو اسناد تلقین ذکر کی حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک رکھتا ہے درمیان میرے اور شیخ خدیج رضی اللہ عنہ کے تلقین ذکر کا ایک واسطہ ہے۔ اور وہ واسطہ ان کے خلیفہ شیخ شمس الدین محمود شاہ تشریح قیس اللہ اور اہم ہیں بعد اسکے حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز عہد رسولت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اعدا کی تشویش تھی پیاروں کو طلب کیا اور فرمایا رَجِعُوا وَاذْعُوا ایدیکو دتو لوالا الہ الا اللہ یعنی آپ نے پیاروں سے فرمایا تم مربع بیٹھو یہاں سے پاؤں کو بچھاؤ اور بائیں پاؤں کو اس پر رکھو اور ہاتھوں کو آستین سے کھینچو اور ہاتھ ان پر رکھو اور بائیں جانب سے نفی شروع کر دیکر بھی جانب کو لے جاؤ ساتھ جہ کے۔ وہاں تک کہ سانس جاری کرے پھر اثبات بائیں طرف کر دیا اور نئے ویسا ہی کیا پس تشویش اعدا کی منفع ہو گئی اور پیاروں نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلقین ذکر کی ہم کو اسی طرح کی ہے اور آپ بھی کہتے تھے ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کیا حکمت ہے کہ مونہ اور ہاتھ وقت دعائے آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں جواب فرمایا کہ یہ بات حدیث شریف میں ہے، **قوله عليه الصلاة والسلام السَّمَاءُ قِبْلَةُ الدَّعَاءِ وَالْكَعْبَةُ قِبْلَةُ الصَّلَاةِ** یعنی آسمان دعا کا قبلہ ہے اور کعبہ نماز کا قبلہ ہے۔

تلقین قیس

آسمان کی حکمت پر

ختم سورہ انعام

ایضاً فرمایا کہ واسطے کفایت ہمت کے اکتالیس بار سورہ انعام پڑھیں ساری
ہمت کفایت کو پہنچیں گی۔ بعد اس کے فرمایا کہ آج میں اکتالیس بار اس سورہ
کو لکھا ہے اور اس کی جگہ باندھ لی ہے جب کوئی تمہم پیش آتی ہے تو
اکتالیس آدمیوں کو بلاتا ہوں یا دس آدمیوں کو تودہ چار بار پڑھتے ہیں سو تمہم
کفایت کو پہنچتی ہے پس بسے مبارک بریں فقیر اور باندہ فرمودہ فرزند نامہ میں اس
فائدہ ذکر حدیث قبلہ و دعا و فائدہ سورہ انعام بنویسید۔

ایضاً شبِ پنجشنبہ یا چوبیس ماہِ رمضان

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ سحری کے وقت کندوری ماندہ میں کھوڑا
سی چیز تھی ایک عزیزہ بازار سے ہر لیسہ لایا۔ کھوڑا کھوڑا ہمراہ یاروں کے
اس سے تناول کیا بعد اس کے فرمایا کہ جس وقت میں کہ مبارک میں تھا
تو ماہ رمضان میں ایک رات سحری کچھ نہ کھتی جیسے کہ آج کی رات میں نے
پانی پی لیا اور روزے کی نیت کر لی۔ درویش کے بعد کسی نے اس حجرے
کا دروازہ کھونکا کہ جس میں رہتا تھا۔ میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ شیخ
کہ عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ میں سحری کا کھانا اور چند دینار فتوح کے برے
ہاتھ میں دئے۔ میں نے قبول کئے۔ اور حق تعالیٰ کا شکر بجالایا۔

ایضاً روزِ نخبستہ پانچویں ماہِ رمضان

کہ بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ رات کو میں چاہتا تھا کہ دو گانہ استخواب
 بیٹھ کر شروع کروں۔ میں نے اواز سنی کہ محبِ باطنی دو گانہ استخواب چوں
 نشستہ بگڑا دی یعنی تو محب ہو اور دو گانہ استخواب کا بیٹھ کر کیوں پڑھا۔ میں
 اٹھ کھڑا ہوا میں نے شروع کیا بعد اس کے فرمایا کہ میں یہ بھی چاہتا تھا کہ واسطے
 نفع یاروں کے دو گانہ ادا کروں اور دعا کروں۔ میں نے نہ اسنی کہ تو دعایاروں
 کی کیسے اور دو گانہ بیٹھ کر پڑھے ہیں اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے شروع کیا ایضاً
 بروز مذکور بعد اوائے نماز ظہر کے بندہ خدمت میں حاضر تھا یاروں کو نزدیک
 بلایا۔ پس ہم نزدیک گئے فرمایا میں چاہتا تھا کہ صلوٰۃ ظہر یہ بیٹھ کر شروع کروں
 میں نے دیکھا کہ ایک صوفی آیا سلام کیا اور کہا کہ میں نے تجھ سے کہا ہے
 کہ تو دس کعبتیں پڑھ اور تو پانچ پڑھتا ہے۔ کیونکہ دس کعبتیں بیٹھ کر ادا کرنے
 ثواب کے پانچ ہوتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے
 صلوٰۃ القاعد نصف علی صلوٰۃ القاعد یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب ادا
 ہے اس نماز سے جس کو کھڑے ہو کر پڑھیں۔ پس میں اٹھ کھڑا ہوا میں نے
 کھڑے ہو کر نماز شروع کی بعد اس کے فرمایا کہ میں ضعیف ہو گیا ہوں
 اگرچہ میں چاہتا تھا کہ بیٹھ کر شروع کروں۔ حضرت خضرؑ کو میں نے پایا کہ
 انہوں نے یہ وعظ کیا۔ وعدہ کیا ہے کہ میں تیرے یاروں سے ملاقات
 کرونگا۔ پس تم کو چاہیے کہ تم ہمیشہ پڑھو اور اس بات میں کوشش کرو کہ

ایضاً روزِ نخبستہ پانچویں ماہِ رمضان

ایضاً روزِ نخبستہ پانچویں ماہِ رمضان

کھڑے ہو کر پڑھو۔ ایضاً فرمایا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے پہلے صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انجیل میں پڑھی تھی جب میں نے اُن کو دیکھا تو ان پر ایمان لے آیا اور میں نے پچھتائی اور پائیں۔ ایک یہ بھی کہ سبق خلدہ علی جلدہ یعنی سابق ہوا ہے اُن کا علم اُن کے جہل پر بعد اس کے فرمایا کہ میں نے بابر مبارک میں سنا ہے للجهل معنیان احدهما السفاہة والثانی الاختصاص یعنی جہل کے دو معنی ہیں ایک تو نادانی دوسری خصومت اگر جہل علم کی ضد پڑے تو مراد سفاہت ہوتی ہے اور اگر اُس کی ضد علم پڑے تو خصومت مراد ہوتی ہے اور اس جگہ بھی خصومت مراد ہے کیونکہ ضد اُس کی علم ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم خصومت تھے۔ لہذا اس کے فرمایا کہ اس جگہ بھی اگر کوئی خصومت کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ جہل چھوڑ۔ یعنی خصومت چھوڑ۔ تبسم فرمایا پس اُن امیر کے منیر بڑے فقیر اور ذلہ فرمودند فرزند من این فائدہ دہر و درجہ معنی جہل بزیغ غریب است کہ کسی میدان من اُن طرفہا سماع دارم پس نبشتم

ایضاً بیان خوف ورجا

ذکر خوف ورجا کا تھا مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک روز حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک مرید اُن کے پاس آیا اس نے اُن کو دیکھا کہ ایسے موٹے ہو گئے ہیں کہ تمام گھر کو بھر دیا ہے پھر بار دیگا آیا تو دیکھا کہ پانی کی طرح ہو گئے اور پگھل گئے ہیں۔ یعنی دلے ہو گئے

ہیں۔ پس اُس مرید نے خادم سے پوچھا کہ شیخ کا کیا حال ہے۔ خادم نے کہا کہ جس وقت اُن کو رہا یعنی امیر وادی ہوتی ہے تو پہلی حالت پڑھو جاتے ہیں۔ جیسے کہ تو نے دیکھی اور جب خوف کیتے ہیں تو دوسری حالت پڑھ جاتے ہیں۔ جیسے کہ تو نے دیکھی۔

ایضاً شب جمعہ پنی ماہ رمضان

کہ ہر تیراویح میں یعنی چارہ کعتوں میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ یہ کیا نماز ہے۔ فرمایا میں بعد نماز عشا کے آٹھ کعتیں پڑھتا ہوں دو کعتیں حفظ ایمان کی شب جمعہ میں بقا اس کے فرمایا کہ نماز تسبیح کی وتر پر مقدم رکھتا ہوں اس سبب سے کہ اگر کوئی گاہلی کرے تو نماز تسبیح کو چھوڑ دے اور چلا جائے۔ بلکہ مبارک میں بھی نماز تسبیح کو وتر پر مقدم رکھتے ہیں اور خاتما شیخ کبیر میں بھی وتر پر مقدم کیتے ہیں بقا اس کے فرمایا کہ ماہ رمضان میں بند و تر کے دو کعتیں مروی ہیں اُن کو پڑھیں۔ ثواب بہت ہے دو کعتوں میں فاتحہ اور اخلاص تین بار پڑھیں، اور یہ مخدوم کا معمول ہے پھر طرف اس فقیر کے متوجہ ہوئے فرمایا۔ فرزند من یہ فائدہ جو میں لے گیا، لاکھ لو کام آئے گا اور اسی شب مذکور میں اُن یاروں کو جو کہ خیریت میں معتکف ہوئے امیدوار کیا کہ اس شب قدر میں تم بھی میرے ساتھ ہی گئے اور جو صحاب کہ میرے ساتھ معتکف ہیں ان کے واسطے مخصوص دعا کر دنگا۔ اور شب قدر کے خیرے پہناؤں گا جیسے کہ ہر سال پہناتا ہوں۔ اور واسطے جملہ

مسلمانوں کے بھی دعا کرونگا بعد اس کے فرمایا کہ دعا کرو شب قدر میراث
 سے پہنچی ہے مع جملہ اعیان کے تا امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ
 تا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والد دعا کرو کے چھوٹے تھے اور
 ان کے برادران دیگر ان سے بڑے تھے یہ نعمت انہیں کی پہنچی اور
 ان سے مجھ کو پہنچی دیکھئے مجھ سے کس کو پہنچتی ہے بڑے کو یا چھوٹے کو
 بعد اس کے فرمایا کہ میں ایک رات ماہ رمضان کی راتوں سے سو گیا۔ اور
 وہ شب قدر تھی اور مجھے اُس کی خبر نہ تھی مخدوم والد دامت برکاتہ آئے
 مجھ کو جگا دیا اٹھ شب قدر ہے جب میں بیدار ہو گیا تو شب قدر طالع
 ہو رہی ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر میں دعا کرونگا تو شاید وہ وقت مخصوص
 گزر جائیگا۔ میں نے تمیم کر لیا اور دعا میں مشغول ہو گیا۔ بعد اس کے فرمایا کہ
 شب قدر کی دو علامتیں ہیں ایک یہ ہے کہ اُس رات میں اول رات کے
 آخر رات تک کٹا آواز نہیں کرتا ہے دوسرے یہ ہے کہ قطرات باران کے
 بہتے ہیں۔ اور ہوانہ سرد ہوتی ہے نہ گرم خاک ہوتی ہے اور علامت یہ ہے
 کہ اگر کسی کی وہ آنکھ ہووے تو ساری موجودات سجدہ کرتی ہے مناسب اس کے
 حکایت بیان فرمائی کہ میں ماہ رمضان مسجد میں معتکف تھا۔ میں نے دیکھا
 کہ مسجد کے دیوار میں سجدے میں ہو گئیں اور چھت ویسی ہی برقرار تھی۔

حضرت محمد رضی اللہ عنہ کو شب قدر میراث میں پہنچی ہے

شب نامہ اور شب جمعہ

میں بنیہ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز جمشید نام نے مخدوم کے مریدوں میں

سے ایک غایت لکھ کر غیر کے ہاتھ بھی تھی اس کو غایت میں عرض کرتے
 تھے اور یہ لکھا تھا کہ یہ بناہ العین ماہِ رجب میں معتکف تھا بھی ایک سیر
 طعام کبھی آدھ سیر آدھ کبھی دانگ سیر کھاتا تھا۔ اور کبھی فاقہ کرتا کھانا کچھ فتح باب
 نہ ہو جواب فرمایا کہ جو کوئی العین لینے چاہے یا کوئی طاعت واسطے فتح
 باب کے کرتا ہے لا ھیلیم ولا یفتحہ لہ الباب قط یعنی وہ رتنگا رہتا ہے نہ ہوتا
 ہے اور نہ کبھی اس کے واسطے دروازہ کھولا جاتا ہے اس لئے کہ اس
 نے خاص خدا کے واسطے نہ کی۔ پس آدمی کو چاہیے کہ جو کوئی طاعت کیے
 تو واسطے ہو کہ یہ نفس تصفیہ قلب کی کیے، اور خاص واسطے خائے عروج و عل
 کے ہے جب تک کہ نفس اور صاف ذمیرہ سے پاک نہ ہو جائے گا ہرگز
 خاص واسطے خدا کے نہ ہوگی۔

روزِ نشیدہ سالِ اولِ ماہِ رمضانِ ثانی وقتِ اشراق

کے بناہ غایت میں حاضر تھا چنانچہ انشیدہ شہر سے آئے اور شرف قدم
 ایسی حاصل کیا۔ اور ختم تراویح کا پرچھا کہ اگر ایک شخص نے ختم تراویح کا
 ایک قوم کے ساتھ کیا اور اس شخص کے گردن سے اور اس قوم سے سنت
 ساقط ہو گئی پھر اگر دو سال ختم شروع کیے اور دوسری قوم اس کی مقتدی ہو تو
 ختم تراویح کا ان کی گردن سے ساقط ہو گیا یا نہیں؟ اور ختم ثانی واسطے
 امام کے مستحب ہو گا، جواب فرمایا کہ ساقط ہو گا اور وہ سنت ہے و قراءۃ
 المقتدی قراءۃ المقتدی پس ساقط ہو گا اور اس سب پر روایت و جماعت

لہ بیان سیر مراد مرد جو سیر معلوم نہیں ہوتا۔ والشاء علم بالصواب

ہے بعد اس کے فرمایا کہ مکہ و مدینہ مبارک میں بھی ایسا ہی کرتے ہیں بعض
دانش مندوں سے جو کہ ساک ہوئے ہیں ہم کو سماع ہے کہ اگر کوئی جس
کی عمر چالیس برس سے کم ہو سلوک طریقت میں مشغول ہو گا تو فتح باب ہو جائیگا
جو اب فرمایا اکثر یہی ہے کہ چالیس برس کے اندر فتح باب ہو جاتا ہے
وللاکثر حکم العکل لیکن چالیس برس سے زیادہ میں بھی بعض نادار کہ ہو جاتا ہے

ایضاً سردی میں تمیم کرنا

ہوا سرد کھتی فرمایا فتاویٰ میں ہے یحیٰ التیمد فی البرد علی قول ابی حنیفہ
رضی اللہ عنہ وعلیہ الفتویٰ یعنی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول پر
سردی میں تمیم درست ہے اور فتویٰ اسی قول پر ہے جس سے مبارک برس
فقیر اور دند و فرمودندہ فرزند نامن فائدہ ختم تراویح و فائدہ فتح باب و تمیم سردی
جمہرہ نویسیا غریب است کارہ خواہ آمدہ تراویح و پاران تراویح بنشتم

روزہ نماز کو رساتوں ماہ رمضان کی شب

کہ حدیث میں حاضر تھا اس فقیر کو سبق پڑھنے میں جہا بہت کیا اور فرمایا فرزند
من سبق پڑھ اسلئے کہ شبے کا دن ہے نبایا کہ فوت ہو جائے اور یہ حدیث
فرمائی جو کہ صحاح سے ہے وَتُ الْمَسْبُوتِ وَتُ الْمَسْبُوتِ یعنی فوت شبے کا وقت
بے چھ دن کا، بعد اس کے فرمایا کہ اس طرف میں نے اس حدیث کے
عجب معنی سنے ہیں کہ ہرگز ہندوستان میں نہ سنے تھے یعنی جو کوئی شبے

ن۔ روزہ ختم کرنا سبق فوت تک

کے دن فوت کر گیا تو چھ دن نہ ہو گا یا پانچ دن نہ ہو گا۔ اور جمعے کے دن سبت نہیں ہے۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ سارے چھ دن چلے جائیں گے۔ معنی اس حدیث شریف کے یہ ہیں پھر پڑھے مبارک طرف اس فقیر کے لئے اور فرمایا فرزند من اس حدیث کے معنی جو میں نے کہے لکھو غریب ہیں۔ اور سبت پڑھو پس اس فقیر نے سبت شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی کہ بعینہ تحقیق المیان و صحیح توبہ کے مرید کو چاہیے کہ دائم الوجود ہے۔ اور پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔ اور حفاظت رکھے تاکہ کوئی نماز فوت نہ ہو جائے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حافظوا علی الصلوات یعنی تم محافظت کرو نمازوں پر بلکہ جب نماز پڑھ چکے تو دوسری نماز کا منتظر ہے المنتظر للصلوة فی الصلوة یعنی منتظر نماز کا عین نماز میں ہے اور جب نماز پڑھ چکے تو اور نماز کا انتظار کرے۔ اور جو ورد کہ اپنے انداز سے کے موافق خود پر مقرر کر لیا ہے اس میں مشغول ہو اور وہ قرآن شریف کی تلاوت ہے اور نفل نماز ہے۔ اسلئے کہ کہا ہے کہ اگر تو چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ تیرے ساتھ بات کرے، تو قرآن پڑھ، اور اگر چاہتا ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے بات کرے تو نماز پڑھ، اور اخلاص اس میں نگاہ رکھ، نماز دوسروں کے واسطے مت پڑھ، اور قرآن شریف دوسروں کے واسطے مت پڑھ، باطن کی طہارت کو ظاہر کی طہارت کے ساتھ یاد کر۔ یہ سب جو میں نے کہا کچھ فائدہ نہیں رکھتا ہے۔ جب تک کہ پہلے او صاف ذمیرہ کو نہ چھوڑے۔ جیسے غل و غش و غضب و حسد و بغض و کینہ و حرص و غیبت و کبر و منزلت و جاہ و قول

ف منتظر نماز و نماز

او صاف ذمیرہ

عاقب اور ان کا تعریف کرنا اور محبت و ریا و ہوا و جفا و شرک خفی یہ سب ہیں خیریں
 ہیں کہ یہ اوصاف بمنزلہ طہارت کے ہیں واسطے نماز کے۔ عیسے کہ نماز بغیر طہارت
 ظاہر کے درست نہیں ہوتی ہے۔ تو تسلوک کہ باطن کی نماز ہے بے طہارت
 باطن کے درست نہ ہوگا یہ ساری تزیین آغازہ سبق سے فرار تک حتیٰ میں اس فقیر
 کے کھٹی۔

ایضاً ذکر مردوں کا تکلا

فرمایا کہ حدیث صحاح میں ہے بحال علیہ الصلوٰۃ والسلام قال لا اله الا الله ما انة الف مرة وجعل الثواب للمیت غص لسان کان موجبا للعقوبة
 یعنی جو کوئی لا الہ الا اللہ کو ایک لاکھ بار کہے، اور اس کا ثواب میت کو بخشے
 تو وہ میت بخشی جائے اگرچہ عقوبت کے لائق ہی کیوں نہ ہو۔ ایک عریض نے
 پوچھا کہ مجلس واحد شرط ہے؟ فرمایا کہ مجلس واحد شرط نہیں ہے۔ فرمایا
 میں نے کہہ دینا کہ میں دیکھا ہے کہ ایک سو بیس ہزار ہزار مہری کی صندوق
 میں رکھتے ہیں سو آدمیوں کو دیتے ہیں۔ فی الحال ایک لاکھ تمام ہو جاتا،
 اولیت کو بخش دیتے ہیں پھر دوسرے مبارک طرف اس فقیر کے لئے اول
 فرمایا فرزندہ من یہ حدیث لفظ میں لکھ لو غریب ہے پس میں نے لکھ لی
 بعد اس کے فرمایا کہ میں نے براورم محمد حاجی کی نیت سے کہا کہ اس کو بخش
 دیا۔ اور فرمایا کہ کوئی اس کے رشتہ داروں میں سے حاضر ہے؟ ایک عزیز
 نے کہا کہ اس کا بھتیجا حاضر ہے اس کو بلایا اور کہا کہ میں تم کو بشارت دیتا ہوں

ف۔ تزارت کلکری طبر لاکھ بار لکھتے ہیں

کہ اُس کو بخش دیا، اُس نے قابیوسی کی اتنی درمیان میں ایک عویز نے پوچھا
 کہ مردان کا حال کس طرح ہے۔ فرمایا میں ہر دو دن چاہتا ہوں کہ اُس کی نیت
 سے کہوں نہیں کہہ سکتا ہوں۔ لیکن اشاراتِ تعالیٰ کہوں گا۔ خانِ راویہ سلطان
 شاہ خدمت میں حاضر تھا۔ پوچھا کہ واسطے سلطان محمد کے بخشش مانگی ایک
 دانشمند خدمت میں حاضر تھا کہ اپنے والدِ خانِ جہان کے واسطے بھی کہہ
 فرمایا کہ میں کون ہوں کہ دعا کروں لیکن میں واسطے زیارتِ خاں کے
 گیا تھا۔ بخشش مانگی اس کی عاقبت بخیر ہوئی۔ سلطان کی زیارت کے
 واسطے نہیں گیا۔ اشاراتِ تعالیٰ اس کی بخشش بھی مانگو گا ایضاً فرمایا کہ دوا
 خدایں بعض کدول کی آنکھ سے رویت ہے مشائخ جو کہ دوا علیہن سے ہیں
 نماز فرض و نفل میں اللہ تعالیٰ کدول کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ ایک عویز
 نے پوچھا کہ عین ذات دیکھتے ہیں۔ جواب فرمایا بقسم اللہ عین ذات
 دیکھتے ہیں بعد اس کے فرمایا کہ یہ مرتبہ جب حاصل ہوتا ہے کہ یہ شرط حاصل
 ہو جاوے جو کہ مشائخ صوفیہ نے کہی ہے کہ الطہارۃ فصل والصلوۃ وکمل
 فمن لم یفصل فی الوضوء عن الکونین لم یفصل فی الصلوۃ الی صاحب
 الکونین یعنی طہارت جہاں ہوتا ہے اور نماز ملنا ہے سو جو شخص کہ وضو میں دنیا
 و آخرت سے جہاں ہو گا تو وہ نماز میں ہرگز طرف مالک دو دن جہان کے نہ
 پہنچے گا، مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن شیخِ قلبِ عالم
 دکن الحق والین قیس الشدرودہ شریع حال میں وضو کرتے تھے جب
 فارغ ہوئے تو الحاح شد کہ باکہ خادم نزدیک جہاں وہ شیخ کے گیا کہنا کہ آج بعد

حکایت شیخ دکن الدین قلب عالم رضی اللہ عنہ

و منو کے شیخ رکن الحق والدین نے الحمد للہ کہا جو عائیں کہ آئی ہیں ان کو
 نہیں پتہ ہا وہ نزدیک شیخ کے آئے اولہ واقعہ حال پوچھا شیخ نے کہا کہ آج
 صبر میں دنیا و آخرت دل میں نہیں گزرتے میں نے جانا کہ آج میرا وصال
 ہو گا۔ اس جہت سے میں نے الحمد للہ کہا پس روئے مبارک بریں فقیر اور دند
 فرمودہ فرزند من این فائدہ کہ کفتمہ ہو گیا غریب سرت ایضاً فرمایا کہ صفت
 ساکت کی ناطق و ساکت و غائب و حاضر و موجود و مفقود ہے حال واحد
 میں، شخص واحد میں، یہ صفت کیونکہ درست ہو گی فرمایا کہ ناطق بحق اور
 ساکت غیر حق سے، غائب خلق سے اور حاضر ساتھ حق کے، اور موجود
 ساتھ وجود خالق کے اور مفقود و معدوم خود سے نہ

غائب ز خود و با دوست باقی اس طرفہ کہ نیست و مستند

مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن خانقاہ مخدوم والد
 دامت برکاتہ میں ایک مسافر سیاح بہان ہوا اچھ میں نہیں خانقاہ میں ہیں
 ایک تو والد کی دوسری شیخ جمال الدین کی پیری خانقاہ گاندہ دیوبند کی،
 پس اس سیاح نے والد سے کہا سید جید میں نے مہاروی اچھ میں ایک شخص
 جمال الدین نام دیکھا میں نے اتنی سیاحی کی مثل اس کے نہیں دیکھا ظاہر
 باخلق بشاشت نمودن و باطن باحق بودن یعنی ظاہر میں تو خلق سے بشاشت
 کرنا یکشادہ پیشانی پیش آنا، اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا تبعا اس کے فرمایا
 کہ میں نے کہ مبارک میں مشائخ کیا ہے سے سلبے کہ شیخ جمال الدین
 کے زمانے میں مثل ان کے کوئی دوسرا ان کے مرتبے کا نہ تھا۔

ف صفت ساکت

ف کیفیت شیخ جمال الدین قدس سرہ

معنی شیخ

ایضاً ایک عرب نے پوچھا کہ شیخ کس کو کہتے ہیں جواب فرمایا اللشیخ هو العاقل
 بالعلوم الثلاثة علی الشریعة وعلی الطريقة وعلی الحقیقة وان یتعلقہ
 ویتقده بعض علماء زمانہ والشیخ هو الذی یحیی ویمیت یعنی شیخ اُس
 شخص کو کہتے ہیں کہ اُس کے واسطے تین چیزیں ہوں ایک تو یہ ہے کہ وہ
 تین علموں کا عالم ہو۔ علم تشریحیت و علم طریقت و علم حقیقت دوسری چیز یہ ہے
 کہ بعض علماء اُس کے زمانے کے اُس سے تعلق کریں اور اُس کے معتقد
 ہوں۔ تیسری چیز یہ ہے کہ وہ زندہ کرے اور مارے مناسب اسکے حکامیت
 بیان فرمائی کہ ایک دن تھان میں خانقاہ شیخ کبیر کے جوار میں پتھر شیخ عارف
 صدر الحق والدین قدس اللہ روحہما ایک بیوہ عورت کا لہہ کا مر گیا۔ وہ بوڑھا
 زاد لادروٹی کھتی۔ شیخ نزدیک اُس جوان کے آئے اس کا ہاتھ پکڑ کے بٹھا
 دیا وہ زندہ ہو گیا۔ اُس جوان نے کہا کہ میں مر گیا تھا اور میں نے سکر ات
 موت کے چکھے یہ پتھر ہے اس معنی کا کہ ایشیخ شیخی وکیمیت ایک عرب نے
 نے پوچھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایجاہ واما نت
 یعنی جانا مارنا کیا ہے؟ جواب فرمایا کہ معدودہ جیسا کہ عبد اللہ انصاری
 رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ جس زمانے میں آپ نے مکہ مبارک سے ہجرت
 فرمائی مدینے میں تشریف لائے امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
 آپ کے ہمراہ تھے جو لوگ تو انکروں میں سے آپ کے معتقد تھے ان میں سے

آپ کے واسطے بہان خانہ آراستہ کیا یہ عبد اللہ انصاری فقیر تھے۔ انہوں نے
 اپنی فقیری کے سبب سے کہا کہ تم بھی کچھ کریں ایک بکری تھی اس کو ذبح
 کر ڈالا اور بہان خانہ درست کیا، اور دروازے کے آگے، واسطے آرنٹ
 کے گھاس رکھا کہ شاید اس درویش کے گھر میں نزول فرمائیں آپ نے شتر
 مبارک کو ان کے گھر کے دروازے میں اوتارا اور خود اندر تشریف لے گئے
 عبد اللہ انصاری نے جان پانی اسلئے کہ اول قدم مبارک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کا مجھ درویش کے گھر میں آیا بکری ذبح کی ہوئی کا کھانا موجود تھا،
 وہی آگے لے آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ کھالے
 میں ہاتھ ڈالیں کہ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم لائے کہ تم کھانے میں ہاتھ
 نہ مت ڈالو یہاں تک کہ عبد اللہ انصاری کے لڑکے تمہارے ساتھ نہ کھائیں
 عبد اللہ نے ان کو طلب کیا بی بی سے پوچھا کہ لڑکے کہاں گئے۔ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا ہے کہ تم کھانا مت کھاؤ یہاں تک
 کہ وہ حاضر نہ ہو جائیں۔ ان لڑکوں کا واقعہ حال یہ تھا کہ جس وقت انہوں
 نے اس بکری کا ذبح ہوتا دیکھا کھاتا بڑے بھائی نے نادانی سے چھوٹے
 بھائی کو ذبح کر ڈالا جب وہ مر گیا تو اس بڑے بھائی نے اپنے تئیں اوپر
 سے نیچے گرا دیا گردن تن سے جدا ہو گئی۔ یہ بھی مر گیا جس وقت عبد اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ماجرا دیکھا تو ان کو کپڑے سے ڈھانپ دیا۔ اسلئے کہ آج فتاویٰ
 ہے، اگر میں روو گی تو عمر پیدا ہو گا۔ اور اپنے جی میں کہنا کہ نعمتِ عم سے بدل
 جانے کی جب عبد اللہ نے طلب کیا تو وہ بی بی ان کو لڑکوں کے نزدیک

لے گئیں۔ پھر ان کے اوپر سے دُور کر دیا۔ جس وقت عبدالشکر نے دیکھا تو کہا
 کہ میں کیونکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہوں۔ شادی کا دن ہے
 غم پیرا ہو جائیگا۔ نہ کہا۔ یہ عرض کیا کہ وہ کسی جگہ کھانے کیسے ہو گئے آپ
 نے چاہا کہ کھانے کی طرف ہاتھ لے جائیں۔ پھر حکم آیا کہ تم مت کھاؤ
 جب تک کہ وہ حاضر نہ ہو جائیں۔ پھر ہاتھ کھانے سے گلنچ لیا۔ فرمایا کہ عبدالشکر
 حکم نہیں ہے۔ میں کیونکر کھاؤں۔ وہ جہاں کہیں ہوں ان کی ڈھونڈ کر لے آ
 جب عبدالشکر نے ایسا دیکھا تو واقعہ حال بیان کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نزدیک ان بلکوں کے تشریف لائے اور اپنا دست مبارک
 ان کے حلق کے نیچے لے گئے۔ ہاتھ پکڑا بٹھا دیا اور نو زندہ ہو گئے اور آپ
 کے ساتھ کھانا کھایا۔ غم شادی سے ہل ہوا گیا یہ ہے ایسا رامت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بعد اس کے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 باوجود قوت کے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رعایت کو نگاہ رکھتے تھے
 کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مڑے کو زندہ کیے تھے ایک معجزہ ان کے معجزوں
 سے یہ تھا وحیی الموتی باذن اللہ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مڑے
 کو زندہ کیے تھے اور اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کی رعایت کو بھی نگاہ
 رکھتے تھے۔ جبکہ یاروں نے پوچھا کہ جن و شیاطین ان کے زیر فرمان تھے تو آپ
 نے فرمایا کہ برادر سلیمان نے کہا ہے۔ رب ہب لی ملکاً لا ینفخ لہ احد
 من بعدی یعنی اسے میرے رب تو مجھے ایسا ملک دے کہ میرے بعد کسی
 کے واسطے لائق نہ ہو۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ یہ تو حسد ہے فرمایا حسد نہیں ہے

حد تو وہ ہوتا ہے کہ مثل ہو۔ پس لڑتے مبارک ہیں فقیر اور دندہ فرمودہ نادر فرزند
من این فائدہ کہ گفتہ ہو سید غریب است بنشتم۔

اللہ سبحانہ بعض اولیاء رضی اللہ عنہم سے باکر لے

فرمایا کہ حق تعالیٰ بعض اولیاء سے بات کرتا ہے خلق صورت ہو جائے اسکے
ساتھ بات کرتا ہے جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام سے، اور اولیٰ پیمبروں سے باتیں
کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول پاک ہے و کلم اللہ من مومنی تکلیما یعنی اللہ تعالیٰ
نے موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں اولیاء کرام سے اسن طور پر بات کرتا ہے
کہ هذا افعل وهذا لا تفعل یعنی یہ کر اور یہ مت کر مینا سب اس کے
حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن شیخ جمال الدین اور عمر غوری جو کہ حرم شیخ
میں آرام کئے ہوئے ہیں وہ لو ایک جگہ کئے جبکہ تعلق نے مولانا علم الدین
کو ملتان میں شیخ کیا اور شیخ دکن الدین کو اس جگہ بلا یا تو عمر غوری ملتان سے
اچھ میں چلے گئے اسلئے کہ اُس نے شیخ دکن الدین کی مخالفت کی ہے۔ شیخ
اس جگہ نہیں ہیں تو میں اس جگہ ملتان میں کیا کروں ایضا ایک عورت نے
پوچھا کہ اگر کوئی شخص صلاحیت میں ہو اور کسی شیخ سے پرنا نہ کرے تو یہ
بات کیسی ہے۔ یہ معنی ہاتھ آئیں یا نہیں جو اب فرمایا کہ نہیں ہاتھ آئیں۔
شیخ چاہیے کہ خود کو اُس کی کشف حمایت میں ڈالے اور اُس کی صحبت کرے
راہ امن و خوف کی دریافت کرے۔ مگر وہ آدمی کو محتہد کامل ہو جیسے کہ حضرت
امام اعظم رضی اللہ عنہ کہ کمال نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان میں تھی

ایضاً ایک عورت نے پچھا کہ اگر کسی شخص کو شیخ کامل قبول کرے تو مقبول ہو جائیگا
 اور مرد و نہ ہو گا فرمایا کہ مقبول ہو جائیگا لیکن خوف میں رہنا چاہیے اور یہ بہت پڑھا
 سے آ رہیست آں دوراہ خون شاد دل من
 بود منزل من

ایضاً اس دن یعنی ساتویں ماہ رمضان میں تہذیب خیرت میں حاضر تھا
 مولانا تاج الدین محمد مفتی دام فتواہ نے مخدوم سے گزارش کی کہ سید علی الدین
 نے ذوالمخدوم سے جمع کیا ہے۔ روئے مبارک طرف بندے کے لئے
 پچھا کہ فرزند من تو نے کس قدر موقوف جمع کیا ہے میں نے عرض کیا کہ ایک
 جلد ضخیم ہوگی۔ فرمایا کہ بہت ہو گیا ہے۔ تجھے چاہیے کہ میرے مریدوں اور
 معتقدوں سے اصحابِ دولت کو پہنچائے تقصیر نہ کرے تاکہ جن لوگوں نے
 میری صحبت نہیں کی ہے ان کو یہی کافی ہو جائیگا۔ تو نے بہت رحمت دیکھی
 ہے، خدا تجھ پر رحمت کرے۔ راحت سے بدل ہوگی، کیونکہ تو نے دعا گو سے
 نواہ وارشاد کو لیا ہے اور سلوک میں امن و خوف کی راہ کو دریافت کر لیا
 ہے۔ اور تو ساک ہو گیا ہے اور تو نے صحبت کی ملازمت کی ہے۔ امن
 کی راہ کو اختیار کیا ہے۔ خوف کے رستے کو چھوڑا ہے۔ اور ہاتھ اٹھائے
 اور بہت سی دعائیں کہیں کہ میں فرماتا ہوں کہ **تَنْوِرْ قَلْبَهُ بِنُورِ مَعْرِفَتِكَ**
اَللّٰہِ اِجْعَلْ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَیِّدَ عَلٰی الدِّیْنِ مِنَ الْمَقْرَبِیْنَ لَدَیْكَ
وَاَلْوَاہِلِیْنَ اِلَیْكَ وَاَنْ تَخْتِمَ اَمْرًا بِالْاِیْمَانِ وَاَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهُ بِالْخَیْرِ
وَاَنْ تَجْعَلَ لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا وَاَنْ تَجْعَلَہٗ حَبِیْبًا فِی قُلُوْبِ اَهْلِ الْاِیْمَانِ

الْأَهْلِ وَإِنْ تَقَضَى حَوَائِجَهُ وَإِنْ تَحْتَمِلُ مَقْصُودَهُ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا
 مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا بَعْدَ إِسْمِكَ فَرِيَا كَمَا جُنَّ لَوَاكِرُنَ لِنَا اس دَعَا كَسے بَعِيْتِ كِي
 سَنَ اُن كُو اور خَلَق كُو وَا حَبِيْب مَوْلَا كَه تَرِيَا كَه تِيْرَسے اِيْس، اور فِتْوَح لَائِيْس اور
 تَكِيْرَنَه كَرِيْس اور فَوَائِدَ حَاصِل كَرِيْس لِيْس تُو اِن كُو ارشَاد كَرِيْس بَعْض سَے مِيْس
 كُو نِيْكََا اور بَعْض سَے مِيْس تُو مَحَلِّس مِيْس كِيْه دِيَا هے كَه تِيْرَسے پَا س اِيْس
 اور فِتْوَح لَائِيْس كُو يَا وَه مِيْرَسے پَا س اَسے تَعَا سَكے فَرِيَا كَه اَكْر كُو نِيْ مَزَا حَم
 مِيْس تُو مِيْرِي طَرْف سَے خَوْفَه پِهَانَا اور مِيْس تُو تَحْتَه كُو دِكِيْل كِيَا اس وَا قَع
 كِي مَبَارَكِي كُو يَا اِن بَرِيْكَ جَانْتَه مِيْس لِيْس مِيْس تُو قَائِيْمِيْسِي كِي اور مِيْس
 تُو اِيْنَسَ جِي مِيْس سُو جِيَا كَه مِيْس كِيَا اَس كَه لَاتِق هُوْن لِيْكِيْن سَبَب مَلْفُوْط جَمْع
 كَرِنَه كَه نَعْمَت پَرِيْجِي وَالتَّشْرِيفِيْس تُو خُوْد اِيْس طَلِب كِي هے اِهِيُوْن تُو
 خُوْد سَا تَه اَس تَرْتِيْب كَه فَرِيَا يَا هُو كَه مَذْكُوْر هُوَا مِيْس تُو اَس كَا بِيَان اِن جِهْت
 سَے كِيَا كَه لُوْكَ لَمَان نَه كَرِيْس كَه شَاهِدِيْس تُو طَلِب كِي هے ع

چہ کن بنیہ کہ گردن نہیہ فرما نیا

اَيْضًا فَرِيَا كَه دَعَا كُو جَمْع كَه دِن دُوسَرَسے خَطْبَه مِيْس لَمَان پَرِيْضْنَا سَے اس
 جِهْت سَے كَه نَام سَلَا طِيْن كَا كَامَان مِيْس نَه پَرِيْس تَعَا اس كَه فَرِيَا كَه يِه بِاَقْتَاوِي
 كَامِل مِيْس هے اِذَا خَطِبَ الْخَطِيْبُ خُطْبَةً ثَانِيَةً مَجْزِيَان يَدُ كُو اِلَلَه، او
 لِيْسِي او لِيْصَلِي صَلَوَةً حَتَّى لَا يَسْتَمِعَ ذِكْرَ الظُّلْمَةِ لَا تَهْدِيْ وَيُصْفَوْنَ بِخِلَاف
 او صَا فُه مِيْسِي حَسْ رِقْت خَطِيْب دُوسَر خَطْبَه پَرِيْس اَذْكُرَات كَرِيَا يَسْتَمِع كَرِيَا
 لَمَان پَرِيْضْنَا دَرِيْسْت هے عِلْت يِه مِيْس كَه ظَالِمُوْن كَا ذَكْرِيْنَه سَا جَانَسے كِيُو نَكْرَه

ف خطبہ ثانیہ جمعہ میں ذکر سلاطین کے ذکر نامنا پڑھنا درست ہے۔

وہ بخلاف اُنکے اوصاف کے صفت کیجاتی ہیں جو کہ اُن میں نہیں ہیں۔ بعد
 اس کے فرمایا یہ بھی فتاویٰ کامل میں ہے لوقال رجل لسلاطین زما قناعا
 کفر والا حرم انہ لا یکفر لانه عدل فی عمر حرة واحدة ولوقال علی الاطراف
 کفر اتفاقا یعنی اگر کسی آدمی نے ہمارے زمانے کے بادشاہوں کو عادل
 کہا تو وہ شخص کافر ہو گیا۔ صحیح تو یہ ہے کہ وہ کافر نہ ہو گا۔ اس لئے کہ اس نے
 اپنی عمروں ایک بار عدل کیا ہوا اور اگر اس نے مطلق کہا ہے کہ وہ عادل
 ہے کسی وقت اس نے ظلم نہیں کیا ہے تو باتفاق کافر ہو جائیگا۔ ایضا
 فرمایا کہ موتے بند پر شتم اور بخورد یعنی جوڑے میں نماز مکروہ ہے۔ اس کے
 ساتھ قبول نہ ہوگی۔ ویسین روا ہوگی۔ بایں بہت کہ اس کی گردن سے
 نماز ساقط ہو جائے گی۔ فرشتے گناہ لکھیں گے ایضا فرمایا کہ اگر کوئی مکلف
 ساری رات بیدار ہے تو اس نے ترک سنت کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کا قول تو یہ ہے کہ انا اھلے وانام یعنی میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا ہوں۔

اتوار کے دن اٹھویں تاریخ ماہ مبارک رمضان

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ دعا گو اس سے پہلے سبب ضعف کے بعض
 لوافل بیٹھ کر پڑھتا تھا۔ اس وقت میں کھڑے ہو کر پڑھتا ہوں اسے کہ تفیلت
 کے دن ہیں بعد اس کے فرمایا کہ تضعیف عمل کی یعنی بڑھنا عمل کا تین چیزیں
 ہے ایک تو مکان میں جیسے خانہ کعبہ اور مسجدیں دوسرے زمان میں جیسے ماہ
 رمضان اور ہواہم دیگر تیسرے نسب میں جیسے تشریف لوگ یعنی سادات انہیں

دن ساری رات جاگنا خلاف سنت ہے

کبھی تضعیف عمل کی ہے اور بہت فضیلت ہے اس پر سزا فرماتا ہے یضاعف لمن یضاعف

ایضاً فضیلت سورہ ملک

میت غائب کی خبر پہنچے سورہ ملک پڑھیے ہمراہ یاروں کے واسطے آسانی برائے
 قبر کے اور ثواب اس میت کو بخشا اور یہ حدیث شریف فرمائی من مات عن ربنا
 فقدا مات شهیداً حدیث صحاح کی ہے۔ یعنی جو شخص کہ مر عزت یعنی مسافرت
 میں تو مقرر وہ فہمید مرا یعنی شہیدوں کا درجہ اس کو دیں گے اسی درمیان میں
 ایک قلندر پہنچا قد مہوسی کی اور کہا کہ ہر پندرہ سال کی ہے کہ میں عالم
 چرم پوشی میں ہوں یعنی پندرہ برس سے چمڑا پہنتا ہوں۔ اس وقت میں توبہ
 کرتا ہوں اور مرید ہوتا ہوں اور چمڑا اتارتا ہوں، صوفی ہوتا ہوں، صوفیوں کے
 کپڑوں کا التماس رکھتا ہوں، فرمایا مبارک ہو۔ پس اس کو مرید کیا۔ اور فرمایا
 کہ چمڑا مت اتار یہاں تک کہ کپڑے پیدا ہوں۔ کیونکہ بعض اصحاب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنا ہے۔ پھر دوتے مبارک طرف
 اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من فائدہ تضعیف عمل کا اور حدیث غریب
 کی لکھ لو بعد اس کے فرمایا کہ فرزند من سستی پڑ ہو۔ میں نے قد مہوسی کی اولاد
 شروع کیا بات صفت ساکب میں تھی کہ ابتداء سلوک کی بیداری ہے
 ظاہر و باطناً جس وقت مرید نیند سے جاگے تو طہارت پاک بجالائے
 اور دو رکعت تحیت طہارت کی ادا کرے جب صبح نکلے تو دو رکعت سنت
 وقت کی پڑھے۔ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے قل یا اھمالکافرون
 اور دوسری میں بعد فاتحہ کے اخلاص پڑھے، اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یٰ ذر قلندر چوم پائی

ف صفت ساکب

سے اسی طرح مروی ہے بعد اس کے تشریحاً اس طور پر استغفار کرے۔
 اَسْتَعْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ وَأَسْأَلُهُ
 التَّوْبَةَ أَوْ سُبْحَانَ رَبِّيَ وَأَعْتَبُ بِتَجْرِيبِهِ جِئْتُكَ بِذُنُوبٍ كَثِيرَةٍ
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ تَهْدِي بِهَا قَلْبِي يَهْدِي بِهَا قَلْبِي
 كَمَا تَهْدِي قَلْبِي تَوْرًا وَأَعْطِنِي تَوْرًا وَاجْعَلْ لِي تَوْرًا قُرْآنًا فِي قَلْبِي
 اس طرح لایا آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے
 پڑھنے میں ملازمت فرمائی ہے۔ بعد اس کے فرض نماز صبح کی ادا کرے
 اور اس میں کوشش کرے کہ بجزوردل پڑھے اور جب سلام پھیرے تو
 یہ کہے اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ تَأْيِذَ الْجَلَالِ وَإِلَافَةَ الْكِرَامِ بَعْدَ اس کے ان دعاؤں
 میں مشغول ہو جو کہ آتی ہیں جس قدر کہ مداومت کرے اس کے اپنا درد کرے اور
 ہر دم استغفار کرتا رہے، اور توبہ از سر نو کرے، اور واسطے گزری ہوئی
 عمر کے بخشش مانگے۔ اور زیادہ بات نہ کرے مگر نیک بات کا حکم دے
 اور بڑی بات سے منع کرے، اور صلاح مسلمانوں کی دعا مانگے، یا وہ
 بات کہے کہ جس میں مسلمان بھائی کا نفع ہو، یا کوئی بات علم کی کہے اور
 جہاں تک ہو سکے جس حال میں کہ ہو قبیلے کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ اگر کسی
 صاحب دل کی زیارت یا کسی پیر کی صحبت، یا کسی عالم ربانی کی محبت
 کرے تو یہ اس سے بہتر اور فاضل تر ہے کہ مصلے پر اور او میں مشغول ہو۔
 کیونکہ اور او ذکر کی یاد دہی کرتے ہیں اور صحبت مذکورہ کو یاد دلاتی ہے اگر
 ایسی باتیں میسر نہ ہوں تو اس وقت مسجد جماعت پر مصلے پر بیٹھنا یا خلوت

میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہونا بہتر ہے۔ اور جس وقت سوچ نکل آئے تو بعد طلوع آفتاب کے اشراق کی دو رکعت نماز پڑھنے میں بہت فہمیلیت ہے اور جس وقت آفتاب بلند ہو جائے تو چاشت کی نماز ادا کرے۔ چنانچہ یہ نماز سنت ہے یہ ساری ترمیم حق میں اس فقیر کے کھتی، یہاں تک کہ میں سبق سے فارغ ہوا۔

نویں تاریخ ماہ رمضان شب شنبہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز نے یاروں میں سے دعائے فتح باب کا التماس کیا۔ اس سے پہلے بھی بارہا التماس کرتا تھا۔ فرمایا کہ جب تک علائق کا انقطاع نہ ہو جائیگا تب تک فتح باب نہ ہوگا۔ ایضاً فرمایا کہ اولیائے خدا تعالیٰ کسی آدمی سے اور کسی چیز سے نہیں ڈرتے ہیں۔ مگر خدائے عزوجل سے، اللہ سبحانہ فرماتا ہے یخشونہ ولا یخشون احد الا اللہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفت میں ہے کہ اگر کہیں کہ یرجون رحمتہ و یخشون عذابہ کس کی صفت ہے تو جواب وہی گے تفسیر میں ہے کہ یہ عامہ مؤمنین کی صفت ہے ایضاً فرمایا کہ جاہل ہرگز شیخ نہیں ہوتا ہے اور قسم کھائی تاکہ تم یقین کرو بعد اس کے فرمایا کہ شیخ شیوخ شہاب الدین رضی اللہ عنہ نے اپنے مریدوں کو وصیت فرمائی ہے کہ لا تکلوا من جمال الصوفیة فاحکم لصوفی الدین وقطاع الطرق علی المسلمین یعنی تم جاہل مریدوں سے مت ہوا سلتے کہ وہ دین کے چوراہوں اور مسلمانوں کے رہزن ہیں ایضاً

فانقطاع علائق موجب فتح باب
ف۔ وصیت شیخ شیوخ رضی اللہ عنہم

فرمایا کہ فتاویٰ کامل میں ہے مکرہ الصلوٰۃ اذا حرك الروح ولا یکرہ یعنی
 نماز مکروہ ہے جس وقت کہ ہوا آدمی کو بلا دوسے در نہ مکروہ نہیں ہے ایضاً
 ایک شخص چھینکا۔ جواب دیا اور فرمایا کہ الحمد للہ ہلے کل حال کہیں۔
 عراف میں ہے ایک عزیز نے پوچھا کہ جس وقت کل حال کہے گا تو تر
 بھی داخل ہو جائیگا۔ جواب فرمایا کہ میں نے دو جہیں سنی ہیں۔ ایک وجہ یہ
 ہے کہ حال شریں امھلنی وما اھلکنی یعنی حالت شریں حمد اس پر ہے
 کہ اُس نے مجھے تہمت دی اور مجھے ہلاک نہیں کیا۔ دوسری وجہ یہ ہے۔
 علی کل حال من النعم والحمد بمقابلتہ یعنی حمد بمقابلہ نعمت ہے
 پس دو طریق پر الحمد شر علی کل حال کہنا روا ہوگا۔ ایضاً ایک عزیز نے
 پوچھا کہ اگر کوئی بغیر تکیہ لگائے بیٹھا ہوا سو گیا۔ تو اُس کا وضو ٹوٹے گا یا نہیں
 جواب فرمایا کہ اگر مقعد زمین پر چکی ہوئی ہے تو وضو اُس کا درست ہے۔ ورنہ
 ٹوٹ جائیگا۔ صحیح روایت یہی ہے بعد اس کے فرمایا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
 کے قول پر دو تر ایک رکعت بھی ہے۔ اور قنوت نہیں پڑھتے ہیں مگر نصف
 رمضان میں، اور فجر میں، تو سب وقت پڑھتے ہیں، اور ہم اپنے مذہب
 پر عمل کرتے ہیں پھر دوسرے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند
 من مسئلہ یح اور دو جہیں حمد چھینکا کی اور وضو ٹوٹنے کا مسئلہ سب کو کہہ لو
 ایضاً فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ عالی ہمت ہو خدا تعالیٰ سے سوائے اس کے
 اور کو طلب نہ کرنے متا سب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ سند میں
 ایک عورت ولیہ تھی۔ مکا شغفہ کہتی تھی۔ باہا میری زیارت کو آتی تھی اور کہتی

نہ حکایت مذکورہ۔ نہ سالک کو عالی ہمت ہونا چاہیے۔ نہ ذکر تری۔

کہ دعا کہ بہشت و عرش و کرسی وغیرہ کا تماشا دکھاتے ہیں میں کیا کرونگی مجھ سے
 دور کرے میں تو اس کی خینقتہ ہوں۔ سنا ہی زبان میں کہتی تھی جس وقت اس
 نے انتقال کیا تو اس نے اپنی چادر و مہلا نزدیک دعا گو کے بھجوتے میں
 نے اس چادر کے خرقے بنائے، اور یاروں کو پہنائے اور مہلا لڑکوں
 کی ماں کے پاس ہے۔ یہ بیت پڑھا ہے

اے دن کہ یہ از ہزار دوست کوئی وائل مرد کہ اذ نے نجل ماندہ متم
 بعد اس کے فرمایا کہ بایزید بیطامی رضی اللہ عنہ نے یہ بیت حق میں رابعہ
 رضی اللہ عنہا کے کہا تھا جس وقت کہ ان سے سوال کیا، تو جواب دیا۔ مجملہ
 ان سوالوں کے ایک یہ تھا کہ رابعہ نے بایزید سے پوچھا کہ اگر پوچھے تو تم
 کیا کرو بایزید نے فرمایا کہ میں کھاؤں اور اگر نہ پوچھے تو صبر کروں۔ پھر بایزید نے
 رابعہ سے پوچھا کہ تم کیا کرو۔ کہا اگر پوچھے تو میں کھاؤں اور کھاؤں ورنہ
 صبر کروں پس رابعہ نے بایزید سے کہا کہ جو تم نے کہا بازادہ کے کتے بھی یہ
 صفت رکھتے ہیں۔ اگر پوچھتا ہے تو کھالتے ہیں۔ ورنہ بیٹھے رہتے ہیں ایضا
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اطلاق میں فرمایا کہ آپ پشت برہنہ گدے
 پر سواہ ہوتے، اور اگر یاروں میں سے کوئی تھک جاتا تو اپنے پیچھے سواہ
 کر لیتے تھے۔ ایک دن جنگی آدمی آیا اور آپ کے جامہ مبارک کو کھینچا چنایا
 بدن مبارک چھل گیا پس آپ نے یاروں سے فرمایا کہ اس کو بیت المال
 سے کچھ دیا۔ فقیر ہے تب اس کے فرمایا کہ بیت المال دولت نہیں ہے مگر
 اس شخص کو کہ جو اس کے لائق ہے۔ تو لے تعالیٰ انما الصدقات للفقراء

ف۔ حکایت حضرت بایزید رابعہ رضی اللہ عنہا
 ف۔ ذکر اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

والمساكين والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم و فی الرقاب والغارمین و
 فی سبیل اللہ وابن السبیل قریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم فہو لاء ثمانیۃ
 اصناف وقد سقطت المؤلفۃ قلوبہم لان اللہ تعالی اعز الاسلام
 واغنی عنہم فی سبعة واما الفقیر فمن لہ اذنی شئی والمساکین من لا
 شئی لہ وقیل علی العکس وهو قول الشافعی رحمۃ اللہ علیہ
 واعمال من یدفع الیہ الامام بقدر عملہ والرقاب امی المکاتبون
 یعان فی قلب رقاہم والغارم من الزمہ دین و لیس عندہ شئی و فی
 سبیل اللہ هو العازی منقطع الغزاة وابن السبیل وهو المسافر وان
 کان لہ مال فی وطنہ وهو فی مکان لا شئی لہ فیہ فہو لاء مستحقون
 لبیت المال والامام یدفع الی کل واحد منہم یعنی بیت المال کے
 مستحق آٹھ آدمی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان کا ذکر فرمایا ہے
 مؤلفۃ القلوب کو نہ دیں۔ شروع اسلام میں ان کو دیتے تھے۔ وہ عرب کے
 بوڑھے لگتے پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دعوت دی اور ان کے مستحق
 کر دیا۔ پس یہاں سات آدمی باقی ہے ایک ان میں سے فقیر ہے۔ فقیر اس
 آدمی کو کہتے ہیں کہ اس کے پاس نصاب سے کم ہو۔ دوسرا مسکین ہے مسکین
 اس کو کہتے ہیں کہ اس کے ملک میں کوئی شے نہ ہو۔ بعض نے یوں کہا کہ
 فقیر اس کو کہتے ہیں کہ اس کی ملک میں کوئی شے نہ ہو اور مسکین وہ ہے
 کہ اس کے پاس نصاب سے کم ہو یہ قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے
 لیکن قول اول صحیح تر ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ تیسرا عامل جیسے عالم

فہو لاء ثمانیۃ

وکاتب اور مثل اسکے۔ امام اُن کے کام کے موافق ان کو دے۔ جو تھا مگر کاتب
 اس کی بیت المال سے مدد کی جائے تاکہ وہ غلامی سے خلاصی پائے
 پانچواں قرضدار اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو تو اُس کے قرض خواہوں کو
 دیں تاکہ وہ قرض سے رہائی پائے۔ چھٹا غازی راہ خدا۔ یعنی لشکرِ
 ساتواں مسافر کہ وطن میں اُس کے پاس مال ہے اور یہاں فقیر ہے
 تو اس کو بھی دیں۔ یہ سب بیت المال کے مستحق ہیں امام ہر ایک کو ان
 میں سے دے۔ بعد اس کے فرمایا کہ اس طرف خانقاہ بیت المال سے
 بنائے ہیں اور اُس طرف نوجوان تجار کے خانقاہ ہیں بنائی ہیں۔ اور
 ان کے واسطے حجرے وقف کئے ہیں بعد اس کے فرمایا فتاویٰ کاملہ
 میں ہے *يعطى لهنؤلاء من بیت المال بقدر کفا فهدواها لیهم وقضاء*
دیو بھریعنی ان لوگوں کو بقدر ان کے کفاف اور گھروالوں کے اور ادا
قرض کے بیت المال سے دے ہیں نے یہ مسئلہ بادشاہ سے بیان کیا اور
کہا کہ عورتوں کا ہر بھی دین ہے پس اُس کو بیت المال سے دیں۔ بادشاہ
نے کہا کہ خدا کے واسطے آپ اس روایت کو ظاہر مت کرو۔ ابھی سب
سچی کریں گے اور دامن پکڑینگے تبسم فرمایا۔ بعد اسکے فرمایا کہ اس وقت
بیت المال کے مستحقوں کی لا بدی (یعنی ضروری بھی گزرا نہیں ہوتی ہے
پس دے مبارک رہیں فقیر اور دنا۔ فرمودنا فرزند نامن این مسائل بیت المال
کہ گفتیم نبوی کہ کار خواہد آمد پس نشتم ایضا فرمایا کہ مرے بن ابی رستم اور جعد
اور رستمی کپڑے میں اور اس کپڑے میں کہ جس میں ایک تار حرام کا ہو یا

نغمہ حرام کا پیٹ میں ہوان صورتوں میں نماز مکروہ ہے، قبول نہیں ہے
نماز پڑھنے والے کے منہ پر ہاتھ نہیں رکھنے کے سبب قبولیت کا تقویٰ
کی شرط ہے وشرائط التقویٰ عظیمة قوله تعالیٰ انما يتقبل الله من

المتقين یہ مصرعہ ہے ای لا يتقبل الله الا من المتقين یعنی اللہ تعالیٰ

قبول نہیں کرتا ہے مگر متقیوں سے ایضاً فرمایا ساک کو چاہیے کہ حلال

طلب کرے کھانا پینا پہننا کرنا، سونگھنا، کہنا، سننا، پکڑنا، جانا سب حلال

پر کرے۔ کیونکہ یہ سب فرض ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے

طلب الحلال فريضة بعد الفريضة یعنی طلب حلال کی فرض ہے بعد

فرض کے، یعنی اول حلال طلب کرے کہ فرض ہے وکلوا من الطيبات

بعد اس کے فرائض و واجبات و سنن و مستحبات میں اور نوافل میں مشغول

ہو اس لئے کہ کلام اللہ میں اللہ کی طرف سے پیغمبروں کو یہ خطاب ہے

کہ یا ایھا الرسل کلوا من الطيبات واملوا احدھا یعنی اے میرے

پیغمبرو اول حلال طلب کرو، بعد اس کے عمل صالح کرو۔ تاکہ خیر دے،

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الصلوة تضحی عن الفحشاء والمنکر وایضے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من لم تحفه صلوة عن الفحشاء

والمنکر لم یزد من اللہ الا بعد ایضے جس کو اس کی نماز حرام و مکروہ سے

باز نہ رکھے تو وہ زیادہ نیکو کے جگہ اللہ سے بگڑدوری کرے۔ روئے مبارک

ہیں فقیر اوروند فرمودند فرزند نامن میں فائدہ و عہد حلال کہ لغتم نبی سید

ایضاً فرمایا کہ مذہب روافض میں ایک عجب رسم ہے اجماع ان کے پاس

ب۔ بکر طلب حلال

ب۔ بکر مذہب روافض

اُترتا ہے تو عورت اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے، اور مہمان پر حلال ہے۔
 تاک کہ وہ مہمان اُن کے گھر میں ہے جب وہ چلا جائے تو پھر وہ خاوند
 پر حلال ہو جاتی ہے۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک
 دن میں اُس طرف ایک گھر میں مہمان ہوائیں نے دیکھا کہ اُس گھر کی عورت
 میرے نزدیک آئی اور بیٹھی اور کہا کہ حضرت علی زوجی و محللت لک
 مادمت فی البیت یعنی میں اپنے خاوند پر حرام ہو گئی اور تجھ پر حلال
 جب تک کہ تو اس گھر میں مہمان ہے۔ میں نے دریافت کر لیا کہ یہ عورت
 راضیہ ہے پس میں اُس جگہ سے بھاگا اور میرے ہمراہ اور یا رہی تھے
 ہم ایک مسجد میں آئے۔ اور اعتکاف کی نیت کر لی۔ تاکہ ہم اس علت
 سے خلاصی پائیں، اور ہم نے کہا کہ اس مقام سے بہتر کہاں جائیں بعد
 اس کے فرمایا کہ وہ لوگ صحابہ کے منکر نہیں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ
 کو اور صحابہ پر تفضیل دیتے ہیں، الحمد للہ کہ ہمارے دیار میں نہیں ہیں۔ یہ
 بہت ہی بُری رسم ہے، ورنہ یہاں بھی جاہل ہیں فساد میں پڑ جائیں عورتوں
 کے فاسد کر لے کو ہر ایک مہمان ہو جائے۔ اور تبسم کیے فرمایا کہ اُس جگہ
 مسی لوگ اُن کے گرد نہیں آتے ہیں۔ مگر وہی جوان کے ہم مذہب ہیں
 بعد اس کے فرمایا بلا تو یہ ہے کہ مدارس کا درس اور کتاب و احادیث کے
 تمسک کرتے ہیں۔ اور آیتوں حدیثوں کی بغیر سماع کے تاویل کرتے
 ہیں۔ اور یہ یعنی تاویل آیتوں حدیثوں کی بغیر سماع کے ہرگز جائز نہیں
 ہے۔ ایضاً روئے مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا فرزند من سبق

پڑھیں۔ شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی کہ ساک کو چاہیے کہ بعد نماز
 کے نماز چاشت سے واسطے حاجت مسلمان بھائیوں کے مصلیٰ سے
 اٹھے۔ جیسے بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا اور ^{نہیں} ^{نہیں} ^{نہیں}
 کمزوری کی مدد کرنا یا امر بے عرفت و نہی عن المنکر کرنا اللہ تعالیٰ نے بنا دیا کہ
 امر فرمایا ہے کہ و تعاونوا علی البر و اتقوا ولا تعاونوا علی الشر
 والعدوان پڑھنا رحم ہے یا کسی عالم کی زیارت کو جائے یا مجلس و عظ
 میں بیٹھے یا سوت پڑھائے۔ اگر عالم ہو یا تحصیل علم کرے اگر متعلم یعنی
 طالب علم ہو اگر ان سب باتوں میں سے کچھ نہ ہو تو اس وقت تلاوت قرآن
 شریف کی کرے یا نماز نفل پڑھے۔ یا ذکر میں مشغول ہو اور نفس کے ساتھ
 محاسبہ کرے، کہ تو نے رات میں کیا کیا اور آج کیا کیا۔ اگر اچھا کیا،
 تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرے۔ ورنہ استغفار کرے اور اگر یہ سب بھی نہ ہو تو
 خیال کا نفع حاصل کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاذا قضیت الصلوۃ
 فانتشر وافی الارض وابتغوا من فضل اللہ، یہ آیت پڑھی۔ اور اگر یہ سب
 نہ ہو تو قیلو کہ کرے ان فی النوم سلامۃ کی حقیقت جانے، پس قیلو سے
 میں چلا جائے، جس وقت اس راہ پر چلے تو سارے کتب منزل اور سارے
 انبیاء و رسل کی متابعت کی بعد اس کے فرمایا کہ میں نے اس آیت میں چند
 قول سنے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ بیع و شریعتیں خرید و فروخت کرو کیونکہ جمعے
 کی نماز سے پہلے ممنوع تھی و ذر اللبیب و ہر قول یہ ہے کہ بعد اس کے نماز
 کے عالم دینی کی مجلس میں یا کسی واعظ کی مجلس میں حاضر ہو تو سیرا قول یہ ہے کہ

واسطے زیارت اولیاء اللہ کے جاؤ۔ چوتھا قول یہ ہے کہ صیام رحم کرو پانچواں
 یہ ہے کہ بیمار کی عیادت کرو چھٹا قول یہ ہے کہ ذکر میں مشغول ہو اور یہ قول ہے
 اللہ تعالیٰ کا وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا ساواں قول یہ
 ہے کہ اگر جنازہ ہو تو اس کے ساتھ جاؤ۔ آٹھواں قول یہ ہے کہ اگر درمیان
 دو آدمیوں کے خصوصیت ہو تو صلح کرادو۔ نواں قول یہ ہے کہ اگر کسی کو تارک
 فرائض و واجبات و سنن کا دیکھے تو امر بالمعروف کرے۔ دسواں قول یہ ہے
 کہ اگر کسی کو معصیت میں دیکھے تو نہی عن المنکر کیے گیا۔ آہواں قول یہ ہے
 کہ بوڑھے ضعیف کی مدد کرے بارہواں قول یہ ہے کہ فقیر و مسکین کو صدقہ دو
 تیرہواں قول یہ ہے کہ باہم معافچہ کرو چودہواں قول یہ ہے کہ پڑوسیوں کی
 مدد کرو۔ پندرہواں یہ ہے کہ نفقہ عیال کا حاصل کرو کیونکہ فرض ہے سو آہواں
 قول یہ ہے کہ وجہ حلال حاصل کرو۔ سترہواں قول یہ ہے کہ اپنے خاندان کو
 نصیحت نیک کرو اٹھارہواں قول یہ ہے کہ اپنی اور مسلمانوں کی دعا کرو۔
 انیسواں قول یہ ہے کہ حق میں والدین کے احسان کرو۔ بیسواں قول یہ ہے کہ
 اگر دعوت میں بلا میں تو جاؤ اکیسواں یہ ہے کہ بارگاہ بارہ تعالیٰ سے آخرت مانگو
 بائیسواں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی ذات مانگو بعد کہ تعلقون شاید تم تنگ
 ہو جاؤ یہ سادہ ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

ایضاً فرمایا خرقہ دو نوع ہے

خرقہ معروف و خرقہ تشبیہ خرقہ معروف خرقہ صحبت ہے اور اس کو خرقہ ارادت

کہتے ہیں وکل من الاصحاب لبسوا خرقة الصلحة وهي خرقة الارادة
 والارادة هو طلب الله تعالى یعنی سارے صحابہ نے خرقة صحبت کا پہنا ہے
 اور وہ خرقة ارادت ہے اور ارادت طلب خدا کو کہتے ہیں اقل صحبت شیخ
 کی ایک چٹکے ہے اور اکثر کی کوئی حد نہیں ہے۔ خبر میں ہے کہ سلف میں کہتے
 ہیں کہ فلاں شیخ کے امی مرید یا سو ہیں اور اس وقت ہزار ہا پیوند کرتے ہیں
 اور صحبت ایک بھی نہیں کرتے۔ اور جانتے تھے کہ مرید طالب حق کو کہتے
 ہیں پس کوئی نادر ہوتا کہ دنیا سے اور دنیا کے کام سے تارک ہوتا۔ لیکن
 واسطے توبہ کے بہت آتے تھے۔ جیسے کہ دعا گو کے پاس توبہ کرتے ہیں یہ
 سب تائب ہیں جو کہ تعلق کرتے ہیں لیکن مرید وہ آدمی ہے کہ صحبت کرے
 پھر دوسرے مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا جیسا کہ فرزند امیر سید علاء الدین
 دعا گو کی صحبت میں رہتا ہے اور شیخ زادہ نجم الدین اور مولانا فرید الدین اور
 دوسرے چنانچہ عزیز معدود، جب یہ فرمایا تو میں نے شکر حق ادا کیا الحمد للہ
 کہ میں نے مدت دس ماہ اور دو چلے ایک اربعین موسیٰ دوسرا اربعین ماہ
 رمضان میں اپنے پیر بزرگوار کی صحبت حاصل کی دوسرا خرقة تشبہ تصوف
 ہے اور اس کو خرقة تبرک کہتے ہیں کہ خرقة پہنے اور پیوند کرے۔ اور
 صحبت مذکور نہ کرے۔ پس دوسرے مبارک بریں فقیر اور دنا فرمودند فرزند
 من ابی ارادت و صحبت و بیان دو خرقة ارادت و تبرک چنانکہ بیان
 کردم بنویسید پس بنشم ایضاً ایک عورت آئی کچھ کہنے لگی۔ فرمایا کتاب
 میں ہے صوت العورة عورت یعنی عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ نہ سننا

چاہیے منع فرمایا۔

دسویں تاریخ ماہ رمضان روز چہار شنبہ

کو وقت چاشت کے یقیناً قیمت میں اس امیر کبیر کے حاضر تھا۔ ایک عزیز
مصلیٰ فتوح لایا۔ فرمایا نشانی کرو تا کہ میں نماز پڑھوں۔ پوچھا یہ صبحی جانب
نشانی کریں یا بائیں جانب؟ جواب فرمایا کہ دو برو چاہیے اس جہت سے
کہ جائے سجہ ہے۔ سبحان ربی الاعلیٰ کہاتے۔ اور سانس اس پر نہیں ہے۔
پاؤں کے نیچے نہ رکھا جائے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ چادر سر پر نہ ڈالیں یا
موندھے پر؟ جواب فرمایا دو طریق مسنون ہیں لیکن اگر دستار نہ ہو تو سر پر نہ ڈالیں
کہ اس میں عورتوں کے ساتھ تشبیہ ہوتا ہے ایضاً فرمایا کہ خود یعنی سحری
میں خلل کرنا سنتِ مکروہ ہے۔ اول غیر سحری میں مستحب ہے بعد اس کے
فرمایا خلل العصب مکروہ لانه غیر مسنون یعنی نے کا خلل نہ کرنا چاہتا
کیونکہ مکروہ ہے اسلئے کہ سنت نہیں ہے اسی اثنا میں ایک عویذ نے
پوچھا کہ بعد کھانا کھانے کے اگر کھلی نہ کریں اور نماز پڑھیں تو کیا ہے؟
فرمایا کہ نماز مکروہ ہوگی۔ اس لئے کہ لذت کھانے کی منہ میں ہے۔

ایضاً ذکر ولایت کا کلام

فرمایا وقت الغروب میں ہے کل من صحت لدولتہ عیض لیلۃ الجمعۃ
والعیلین فی مکۃ المبارکۃ والمدینۃ المشرقتہ یعنی جس کی محبوبیت دست

ہوتی ہے تو وہ شرب جمعہ وعیدین کو مکہ مبارک و مدینہ شریفہ میں حاضر ہوتا ہے
 بعد اس کے فرمایا کہ ولایۃ فقہ الوادھی المحبویۃ اور اس جگہ بفتح واو کے
 محبوبیت مراد ہے ویکس الواد العظیۃ وہی تصرف الاقلیۃ مناسب اس کے
 حکایت بیان فرمائی کہ ایک عورت محبوبہ ہے ہر شرب جمعہ کو مکہ و مدینہ
 مبارک میں حاضر ہوتی ہے۔ اور بارہ واسطے میرے کچھ نشانی وہاں سے
 لاتی ہے اور میں اس کو بانٹ دیتا ہوں۔ بعد اس کے فرمایا کہ واسطے بعض
 محبوبین خدا کے کھانا اور پانی بہشتی پہنچتا ہے مناسب اس کے حکایت
 بیان فرمائی کہ مکہ مبارک میں ایک عزیز جبل البقیس میں حجرہ رکھتا مشغول
 رہتا تھا۔ ایک دن میں اس کی زیارت کے واسطے گیا اس نے بہشت
 کے قرص مجھے دئے یہاں مصری سے زیادہ تر شیریں تھے کچھ میں اچھہ میں
 لایا۔ اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ جیسا دنیا کا کھانا ہوتا ہے۔
 ویسا ہی ہوگا۔ جواب فرمایا ویسا ہی ہوگا۔ جواب فرمایا ویسا ہی ہے لیکن
 لذیذ ہے قولہ تعالیٰ واذا برمتشا بما یعنی طعام بہشت کا مشابہ طعام دنیا کے ہے

ایضاً تاثرات ذکر اللہ کا ذکر نکلا

فرمایا ان فی الجنة یسقط جمیع العبادات الا ذکر اللہ تعالیٰ یعنی بہشت
 غیر بہشت میں ساری عبادتیں ساقط ہو جائیں گی مگر ذکر اللہ عزوجل کا،
 اس لئے کہ اہل جنت ذکر کریں گے۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے وسیق الذی اتقوا
 رجعالی الجنة زمواحتے اذا جاؤھا وفتح ابوابھا وقال لھم خزنتھا

سلام علیکم طیبتم فادخلوها خالداً قالوا الحمد لله الذي صدقنا
 وعده وهذا ذكر الجنة مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ مولانا
 شمس الدین برادر قتلخ خاں مرید شیخ علاء الدولہ کے تھے رحمت اللہ تعالیٰ
 اور ان سے نعمت لی تھی اور خانہ کعبہ کے مجاور ہو گئے تھے۔ ذکر میں ایسے
 مستغرق ہوتے کہ اگر کسی وقت سوتے تو ان کے سینے سے آواز ذکر کی نکلتی
 جس وقت انہوں نے وفات پائی دعا کرنے ان کو دیکھا تھا۔ پس میں ان کے
 جنازے پر حاضر ہوا۔ فتح مکہ عبداللہ یا فعی اور مشائخ دیگر بھی حاضر تھے
 ان کے جنازے سے ذکر کی آواز آتی تھی۔ چنانچہ سب حاضرین نے
 سنی۔ اور سب کے سب ذکر میں مشغول ہو گئے۔ ایک شور اٹھا۔ بعد اس
 کے فرمایا کہ دعا گو سے کہا کہ جس جگہ تو اختیار یعنی پسند کرے اس جگہ
 دفن کریں۔ میں نے ان کو اپنی وادی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے
 پانچویں نزدیک قبر ابراہیم اوہم رضی اللہ عنہ کے دفن کیا۔ اور دوسرے
 مسافروں کو گورستان غریبان میں دفن کرنے ہیں۔ بعد اس کے فرمایا کہ
 ذکر خدا کا ایسا اثر ہوتا ہے۔ پس روئے مبارک میں فقیر اور دنا فرمودند
 فرزند من این فوائد کہ گفتم بتا یہ آن این عملہ بنویسید پس بنشتم۔

ایضاً ذکر مزاج یعنی خوش طبعی کا حکم

ایک عزیز نے پوچھا کہ مزاج کیسا ہے۔ جواب فرمایا کہ مزاج شرعی روا ہے
 اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انی لکم رحم ولا اول الاحقا

یعنی ہیں البتہ مزاح کہتا ہوں اولہ نہیں کہتا ہوں مگر حق، یعنی میں سچی خوش طبعی کرتا ہوں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کے ساتھ مطاہرہ فرمایا ہے۔ جیسے کہ ایک دن صحابہ میں سے ایک صحابی پیادہ تھے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کبھی انا ما پیش قال اربک علی الفصلان یعنی آپ مجھ کو سوار کر دو میں پیادہ ہوں۔ مگر آپ نے مطاہرہ کیا کہ میں تجھ کو اونٹنی کے بچے پر سوار کر دوں گا یعنی اونٹ بے شبہ اونٹنی کا بچہ ہے۔ ایک دن اور نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑھیاں تھیں۔ آپ نے مزاح کیا فرمایا لا تدخل الجنة فی الجنتہ یعنی بڑھیاں جنت میں داخل نہ ہوں گی۔ بڑھیوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے کیا کیا ہے کہ ہم بہشت میں نہ جائیں۔ فرمایا کہ بڑھیاں سب جوان ہو جائیں گی بعد اس کے بہشت میں داخل ہوں گی۔ ایک اور دن خدمت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک عورت آئی اور کہا کہ میں ہمراہ اپنے شوہر کے ایسا ملاحظہ کرتی ہوں اور وہ بھی میرے ساتھ ایسا ملاحظہ کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ ہے اور یہ آیت شریف پڑھی نساء کہ حوث لکھ فأتوا حرثکما فی شتتے یعنی عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تمہاری، پس تم آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو۔ بعد اس کے زبان ہندی میں فرمایا کہ چورہ اسی یعنی ہشتاد چھسار طریق پر عورتوں سے صحبت کرنا چاہیے بعد اس کے فرمایا کہ میں نے اس آیت کی تفسیر میں دیکھا ہے فأتوا حرثکما فی شتتہ اسی قائما وراکعا و قاعدا و مضطجعا متکئا عربا نامتلقنا اولک حفا اس کے مثل چورہ اسی طریق ہیں یعنی

جنت میں چورہ اسی طریق ہیں

تم صحبت کرو اپنی عورتوں سے وہاں حال کہ خود کھڑے ہو اور بطریق رکوع اور
 بیٹھ کر، اور لیٹ کر اور تکیہ لگا کر، اور کپڑے پہن کر اور ننگے ہو کر اور اوپر کھینچ کر
 مثل لحاف کے خواہ خود اوپر ہو کر پس ہمیں کرتے جلتے تھے اور یہ بھی فرمایا
 کہ شرح میں کہا ہے کہ جماع کی شکل شعوب پر اختیار کیا ہے۔ اسلئے کہ اور
 شکایں مرد کو نقصان پہنچاتی ہیں بعد اس کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم مزاج میں ایسا تبسم فرماتے تھے حتیٰ یرمی داخل فہم یعنی
 یہاں تک کہ دروند دہن مبارک دکھائی دیتا تھا۔ پس لڑے مبارک میں فقیر
 آوردند فرمودند فرزندنا من بیان مزاج و بیان این آیت کہ گفتیم یوں غریب است
 ہر کسی تھے داند۔

ایضاً ذکر نصیحت کرنے کا نکتہ

مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 ایک بار کو وعظ و نصیحت کرتے تھے فرماتے تھے کہ یا اخی اذا رايت رجلاً تکلم
 معہ بمقدار عقلہ و فہمہ فان کان طالب الشریعۃ فقل من الشریعۃ
 وان کان طالب الطریقۃ فقل من الطریقۃ وان کان طالب الحقیقۃ
 فقل من الحقیقۃ فان لدرقل قص فی حقہ یعنی میرے بھائی جس وقت
 تو کسی دلائق آدمی کو دیکھے تو بمقدار اس کے عقل و فہم کے اس کے ساتھ بات کر۔
 پس اگر وہ شریعت کا طالب ہے تو شریعت سے کہہ اور اگر طریقت کا طالب ہے
 تو طریقت سے کہہ اور اگر حقیقت کا طالب ہے تو حقیقت سے کہہ پس اگر

تو نہ کہے گا تو نے تقصیر کی، اور اگر ہر ایک کے اندازہ عقول پر نہ کہے گا تو ظالم ہوگا، اسلئے کہ وہ تو اور چیز کا طالب ہے تو اس کو اور چیز بتاتا ہے بعد اس کے فرمایا کہ مناسب اس کے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے بھی کہا ہے

من منہ الجہال علما فقد اجناعہ
ومن منہ المستوجبین فقد ظلما
المخل کالماء یبدا فی خبیثاۃ
مع الصفا وینقیہا مع الکدرا
المنہر ہوا العطاء یعنی جو شخص عطا کرے ناداروں کو علم طریقت کا یہاں علم سے مراد علم طریقت ہے تو مقرر اس نے اس علم کو ضائع کیا اور جو لوگ کہ لائق طریقت کے ہیں، ان سے جس نے باز رکھا تو مقرر اس نے ظلم کیا، اسلئے کہ حکم باری تعالیٰ کا یہ ہے واذا قلتم رفا عدلوا یعنی جب تم بات کرو تو عدل کرو یعنی اس کے فرمایا کہ یہ حکم ہے تکلموا بالناس علی قدر عقولہم یعنی تم بات کرو لوگوں سے ان کے اندازہ عقول پر مثلاً ایک شخص شریعت کو خوب نہیں جانتا ہے تو اس سے طریقت کہتا ہے وہ کب جاوے گا۔ ایضاً ایک عزیز دانشمند و سالک واسطے زیارت مخدوم کے آیا فرمایا من دار فقیرا یکتب فی دیوانہ بكل خطوة سبعین الف حسنة ویقول الملائكة یا رب صل بہ کہا وصل لولیک یعنی جو شخص کسی درویش کی زیارت کو آتا ہے تو ہر قدم میں ستر ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے ہیں۔ اور فرشتے کہتے ہیں الہی تو اس کو اپنا وصال روزی کر، جیسا کہ اس نے تیرے ولی سے وصال کیا، دنیا میں وصال ایک انسی قول سے ثابت ہے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا قرآن میں یہ فائدہ نصیحت کا جو کہ حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کلمۃ الحکمۃ فی الہدایۃ للحکیم اخضر

عسے علیہ السلام نے اپنے یاروں کو بتایا۔ اور اشعار عربی جو کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہے مع اس حاشیہ کے جو میں نے کہے، سب کو لکھ لیا عربی ہے مہتار سے اور مہتار سے یاروں کے کام آئیگا پس میں نے لکھ لیا۔

بارہویں تاریخ ماہ رمضان شب جمعہ

کہ فرمایا کہ امام حسین وقت نماز میں سجاوہ تلاوت پڑھے اگر جماعت کثیر ہو تو ایک یہ روایت ہے، کہ رکوع کے ساتھ کفایت کرے اور ایک روایت یہ ہے کہ سجاوہ نماز میں کفایت کرے اور واقع میں وہی ہو جائیگا ایضا امام نے ختم تراویح میں توقف کیا۔ ایک عربی نے کہا کہ امام رکوع میں گیا۔ فرائض کے بعد دو رکعت پڑھنے کا اس کو حکم دیا، کہ تو اپنی نماز پھیر لے بعد اسکے فرمایا کہ اگر امام بن ہو جائے، تو دو سہ آدمی اس وقت بتائے (جب) کہ امام نے مقدار مایچہ زبہ الصلوٰۃ نہ پڑھا ہو اور اگر مقدار مایچہ زبہ الصلوٰۃ پڑھ چکا ہے تو نہ بتائے اور مقدار مایچہ زبہ الصلوٰۃ نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مائتناول اسد القراءۃ ہے لقول تعالیٰ فاقرأوا ما تيسر من القرآن یعنی جس کو اسم قدرت کا شامل ہو اسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس پڑھو تم جو آسان ہو قرآن سے، اور نزدیک اصحاب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹی تین آیتیں ہیں مثل سورہ اخلاص کے، یا ایک ایسی آیت مثل آیت الکرسی کے پھر روئے مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا فرزند من یہ مسئلہ سجاوہ تلاوت کا اور حصے رک جانے امام کا جو میں نے کہا لکھ لو پس میں نے لکھ لیا ایضا

فرمایا کہ گیارہویں تاریخ کی شب کو میں منتظر رہا کہ شاید شب قیوم پانی کے
 قطرے برستے تھے لیکن میں نے کتے کا بھونکنا سنا مگر ہم کے پستے یہ
 حائل نے پوچھا کہ اسی وقت لطیف میں یا ساری رات؟ فرمایا کہ اس رات
 میں اٹھا کتا نہیں بھونکتا ہے بلکہ اس کے پوچھا کہ اس زمانے میں عورتوں
 میں سے بھی کوئی عورت شب قیوم پانی سے جواب فرمایا کہ تیری دادی شب
 قیوم کو پانی ہے ایضاً ایک عزیز مشرق کا بستن خدمت میں پڑھتا تھا ایضاً
 شریف یہ تھی قوله عليه الصلوة والسلام من اثبتم عليه خيرا و جبت له
 الجنة ومن اثبتم عليه شرا و جبت له النار اتم شهداء اعدا لهم في
 الارض قال ثلاث مرات یعنی آپ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو تم نیک کہو

۱۔ شرح عزیز بن جامع صغیر میں یہ ہے من اثبتم عليه خيرا ای بخیر و جبت له
 الجنة المراد بالوجوب هنا الثبوت لا الوجوب الا صطلاحی ومن اثبتم عليه شرا ای
 بشر و جبت له النار اتم شهداء اء الله في الارض قال بعضهم اذا كان ثناء و عيب بالخیر
 مطابقا لفعالها و الصحيح المختار انه على عمومها و اطلاقه سواء كانت افعال مقتضى
 ذلك امر لا ندران لكن افعال مقتضية فلا تختص عليه العقوبة بل هو في
 خطر المشيئة فاذا اهدى الله الناس الثناء عليه اشتمى الناس بذلك على ان
 الله سبحانه ندرتعالى في ثناء المغفرة له و بهذا تظهر فائدة الثناء و قوله صلى الله عليه
 و آله و سلم و جبت و انتد شهداء الله و كان لا يتفعر ذلك الا ان تكبر اعماله فيقتضيه
 لم يابن للثناء فائدة و قد اثبت النبي صلى الله عليه و آله و سلم قائدا ترفان قبل كيف
 مكنوا من الثناء بالشعر مع الحديث الصحيح في البخاري وغيره في المنع عن سب الاموان قلنا

۱۔ زبان خالق کو بقا و خدا سبحو بجائے جسے خلقت اسے بجائے سبحو۔ اخفر

تو واجب ہوئی واسطے اُسکے بہشت، اور جس کو تم بڑا کہو تو واجب ہوئی واسطے
 اُس کے دوزخ، تم گواہ ہو انا تمنا لے کے روئے زمین میں یہ خطاب ہے
 پس تم کو چاہیے کہ درمیان بھائیوں کے نیک زندگی کرنا کہ وہ پس لہنت
 تم کو نیک کہیں۔ کیونکہ اُن کے اچھا بڑا کہنے سے آدمی بہشتی دوزخی ہوتا،
 چنانچہ نام زمین تیرا مرگ کا فرست مروں بہ نیک نام میں حیات اولیا
 یعنی اس کے یہ حدیث شریف فرماتی قولہ علیہ السلام من ابطأ به عملہ
 لم یسرع بہ نسبہ یعنی جس شخص کو اُس کے عمل نے پیچھے ڈال دیا تو سب بکا
 کچھ نفع نہ کیے گا۔ اور یہ آیت شریف پڑھی فاذا نفم فی الصور فلا انساب
 بیتھم لومئذ ولا یقیساء لون۔ فمن تقلت موازینہ فاؤلئک ہر المفلحون۔

تقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰۵

ہو فی غیر المناق و سائر الکفار و فی غیر المتظاہر بفسق او بدعتہ اما ہولاء فلا یجزم
 ذکرہم بالضر التقدیر من ہر تقیہم ومن الاقل اء با تارہم و التناق با حلا قوم و ہذا
 معمول علی ان الذی اتوا علیہ بشراکان مشہور و اتفاق او غیرہ جہا ذکر لہ ہذا
 ہوا الصواب فی الجواب عنہ و فی الجمع بیہ و بین لہ عن السب قال اهل اللغة
 التناء بتقدیر التناء و بالمد یستعمل فی الخیر و لا یستعمل فی الشر و اما التناء بتقدیر
 النون و بالقصر فیستعمل فی الشر خاصة و انما استعمل التناء بالمد و ہذا
 فی البشر مجاز التناؤس الکلام کقولہ تعالیٰ و جزاء سیئۃ مثلہا و مکروا و مکرا اللہ
 و جمرقن عن النور رضی اللہ عنہ

ومن خفت موازينه فاولئك الذين خسوا أنفسهم في خالد بن قيس بن لطف
 وجوهم النار وهم فيها كالخون یعنی جس وقت صورت پھونکا جائیگا تو اس وقت
 نسب نفع نہ دیں گے اس دن تو جس کے اعمال کا وزن بھاری ہوگا۔ تو وہ
 رشتکاروں سے ہوگا۔ اور جس کا ہانکا ہوگا وہ نہ یا نکاروں سے ہوگا۔ بعینہ کے
 فرمایا کہ تیروں کو زیادت نفع نہ دے گی جب تک کہ عمل صالح نہ ہو اور
 یہ اشعار عربی پڑھے

ت بیان عظیم شرح ساریت بیہوش محل

بِحَبْلِ لَا يَجِيءُ كُلُّ حَبِي
 فَكَرَّ عَيْبًا يَقُومُ مَقَامَ حُرِّ
 الْجِدِّ يُدَانِي كُلَّ أَهْلِ شَامِيعِ
 وَإِذَا سَمِعْتَ بَانَ حَبْدًا وَدَا خَفَا
 وَإِذَا سَمِعْتَ بَانَ مَحْرُومًا أَلِيَّ

جاء اول کسر جیم ہے کیونکہ معنی اس کے کوشش کے ہیں اور دوسرے جاب فتح جیم
 ہے۔ اس لئے کہ اس کے معنی داوا کے ہیں پھر جاب اول فتح جیم بمعنی داوا کے
 ہے اور دوسرے جاب کسر جیم بمعنی کوشش ہے۔ معنی اشعار کے یہ ہیں کہ ہر نزدیکی
 بسبب کوشش کے ہے نہ بسبب داوا کے۔ کیونکہ داوا بغیر کوشش کے
 نفع نہیں دیتا ہے۔ کہ وہ بزرگسا کر دے۔ پس کتنے غلام کھڑے ہوں گے
 آزاد کی جگہ میں، اور کتنے آزاد کھڑے ہوں گے غلام کی جگہ میں پھر یہ شعر فرمایا ہے
 مِنَ مَلَائِكِ النَّفْسِ حُرِّ مَاهُو
 وَالْعَبْدُ مَنْ يَمْلِكُهُ هَوَاهُ

یعنی جو شخص کہ مالک نفس کا ہے وہ آزاد ہے اور جو شخص نفس و ہوا کا بند ہے

وہ بنارے کا بننا ہے جیسا کہ کسی قاتل نے کہا ہے۔

از حص و ہوا ویند یہ دارم پس بدبیر آن ہر دو بادشاہم
 ز بنیہ بنا گمان مانی از بنیہ بنا گمان چہ خواہیم
 بعد اس کے فرمایا شریف کہ چاہیے کہ جہاد یعنی سعی و کوشش کیسے نب
 پر کفایت نہ فرمائے اولاد میں سے کام میں نازتہ کرے کہ میں بیٹا ہوں چاہے
 کہ اپنے دادا کی متابعت و پیروی کرے۔ اخیر شعروں کے یہ معنی ہیں کہ سعی و
 کوشش ہر بعد کام کو قریب کر دیتی ہے۔ اور ہر بنا دروازے کو کھول دیتی
 ہے۔ اور جس وقت کہ کسی سعید و نیک بخت و بختاورد آدمی نے سوچی
 لکڑی کو ہاتھ میں لیا۔ تو وہ اس کے ہاتھوں میں میوہ داد ہو گئی۔ پس تو اس کو
 سچ جاننا اور حیب کرنے کہ کوئی محروم و شقی و پاقصیب و بیچارہ پانی پر آیا
 اس کو پئے پس وہ خشک ہو گیا تو اس بات کو سچ سمجھنا بعد اس کے فرمایا
 کہ دنیا مانند مین کے ہے، اور حیات مثل پانی کے ہے۔ اور عمل مثل
 کھیتی کے ہے اور یہ حدیث شریف پڑھی اللہ دنیا مزرعۃ الاخرت یعنی دنیا
 کھیتی ہے آخرت کی بعد اس کے فرمایا کہ ہر سال جس جو بچھ سے گذرتی جاتی ہے

لے اس چنیں طالعے کہ من دارم
 در بجائے دوم بختن آب
 کہ ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہر سیت
 چنیں خزانہ دہی را یگانہ دوست
 کہ روم میرے بخر برہ کہ دو
 آب نایاب چوں گہر کہ دو
 کا ذرا خراج ملک دو عالم بود بہا
 آنکہ روی بخاک ہتی دست بیے نوا

لک دو جہاں کی قیمت رکھتی ہے۔ اگر تو اس کو خیر میں صرف کرے، ورنہ دنیا و آخرت دو جہاں کی خرابی ہے۔ بعد اس کے یہ بیت پڑھا ہے
 بغفلت میگزازی روزگار سے مگر دگر گوہ خواہی کردگار سے

۵

کار سے کن دکار بگزار گفتار کے کار دالہ دکار

پس روئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من این حدیث بیان نسبت
 عمل و آیت کہ گفتیم، مناسب آن و اشعار عربی ہر صفت یا اشعار پارسی دیگر ہو سید
 بملفوظ غریب است۔ کار خواہد آمد آید یا ان ترا پس ہنتم سے

گر ہمہ عمر خود با تو برآرم و سے حاصل عمر آں دم است باقی ایام ذمت
 ہر آنکہ غائب ازوے یک ماں است در آں دم کافر است اما نہا نسبت
 بساوا غائبے پیوستہ باشد در اسلام پر دے بستہ باشد

مضمون ہی بخش اسے پروردگارم کہ من غائب شدن طاقت نایارم
 بعد اسکے فرمایا یہ اشعار شیخ ابن الہین گاندرونی نے کہے ہیں ایضاً فرمایا کہ جس
 عمل کرنے والے کی صحت کو بہ نہ ہوگی۔ تو اس کا عمل مقبول نہ ہوگا۔ اول کو بہ صحیح
 کرنا چاہیے بعد اسکے عمل کرنے تاکہ اس صفت میں داخل ہو قولہ تعالیٰ الذابوا العابدون

ایضاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کا ذکر نکلا

فرمایا کہ آپ نے کسی صبح کی نماز میں قصاصہ مفصل کی سوتیں پڑھیں تو باروں
 نے پوچھا یا رسول اللہ آپ صبح کی نماز میں طویل مفصل پڑھتے ہیں آج کیا

کہ آپ نے قصار مفصل پڑھیں، فرمایا۔ کہ میں نے ایک بچے کا روٹا من لیا۔
اسلئے میں نے جلد نماز ادا کی تاکہ اس کو گروہ میں لوں، اور رونے سے اس کو
باز رکھوں۔ کیونکہ اس کی ماں نقتے میں پڑے گی، یعنی اس کا وقت غارت
جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہے من لخبیر حمد صغیر ناولحیہ قرقبیرنا
خلیس منا ای من متابعینا یعنی جو شخص کہ مہربانی نہ کرے بچوں پر اور
بزدگی نہ رکھے بزرگوں کی، تو وہ ہمارے پیروی کرنے والوں سے نہیں
ہے ایضاً فرمایا ہر عمل کہ پڑے سے دیکھیں اس کو لیں، کیونکہ کامل غیر شروع
کام ہرگز نہ کرے اور یہ عمل جو کہ فعل میں ہو دوسرے کے دل پر اثر کرے گا۔
لسان الحال افضل من لسان المقال یعنی حال کی زبان مقال کی زبان
سے بہتر ہے۔ پس آل امیر روستے منیر رہیں فقیر آوردند فرمودند فرزند من
ایں فائدہ عمل بآیت کہ خواندم و آل حدیث کہ گفتیم جماعتیو پس بنشتم۔

تیرہویں تاریخ ماہ رمضان روز جمعہ

کو بنیہ خدیت میں حاضر تھا۔ بادشاہ نے کپڑے بھجے۔ خان جہان لایا قدم
بوسی کی۔ اور عرض کیا کہ بادشاہ نے خدیت میں کپڑے بھجے ہیں فرمایا قبول

کہ جامع حدیث میں بایں لفظ ہے من لخبیر حمد صغیرنا ای من لا یکرہ من اهل
الرحمة لا طفلانا ایہا المسلمون ویعرف حق کبیرنا منا وعلما خلیس

منا ای لیس علی طریقنا خدا عن ابن عمر وبن العاصی و اسنادہ حسن ۱۲

بھی سجادہ نگاہ کن گیت پیر معان گوید کہ سالک بے خبر ہو دزدانہ و رسم منزل ہا

ہیں۔ بعد اس کے فرمایا کہ اگر مشروع ہیں تو ہیں پہنوں ننگا۔ ورنہ نہیں پہنوں گا۔
 واسطے لڑکوں کی والدہ کے رکھ چھوڑوں گا۔ خان جہاں نے قسم کھائی کہ
 مشروع کپڑے ہیں یا رول نے کہا کہ مشروع کپڑے ہیں اور اگر مشروع نہ
 ہوں تو مردوں کو درست نہیں ہیں۔ عورتوں کو حلال ہیں۔ لقولہ علیہ السلام
 ہذا ان محرمان لذكور امتی و حلال لانا کھدر یعنی رشیم اور سونا پیری
 امت کے مردوں پر حرام کیا گیا ہے۔ اور حلال ہے واسطے ان کی
 عورتوں کے۔ غرضیکہ دین کے کام میں اتنی احتیاط رکھتے ہیں سارے
 مسلمانوں کو بھی ایسا ہی چاہیے۔ پس خان جہاں رخصت ہوا عرض کیا
 کہ میں غلام بجان دل مخدوم کے ذیہ قائم ہوں اگرچہ بعد ویر کے قادیوسی
 کی جاتی ہے۔ اس پر یہ حدیث شریف پڑھی من احب قومہ معہد
 یعنی جو شخص کسی قوم کو دوست رکھتا ہے۔ تو وہ ان کے ساتھ ہے۔ پس تو معنی
 میں ہمراہ دعا گو کے ہے۔ پوچھا کہ سلطان نے کتنے کپڑے بھیجے ہیں عرض
 کیا کہ پونتیس جوڑے حسن خادم ذرا سی تباہ یعنی مصری واسطے تبرک کے

لہ جامع صغیر میں باین لفظ ہے من احب قومہ احسن فی زہم قہم ظاہرہ وان لم یحیل
 بعلمہ و محیل ان محبة لہم تجرہ الی النہل باعبا لہم والاول ہو ظاہر کلام
 المنادی و ہب و تدفن احب اولیاء الرحمن فہو معہد فی الجنان و من احب
 حزب الشیطان فہو معہد فی النیران و فیہ بشارة عظیمة لمن احب الصوفیة او
 تشبہ بہد و اندیکون مع کفی یطربا ہم علیہ معہد فی الجنة طب الضیاء عن ابی
 قریبۃ بکرافت ذکبان الی انفساد ہمتہ فقارہ ۱۲ عربیہ شرح جامع صغیر ۱۲

لایا اپنے دست مبارک سے اس کے منہ میں دی اور یہ دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْهُ
 حَلَالًا وَرَاقًا اَلِیْمَانَ یعنی اے اللہ تو اُسے ایمان کی حلاوت روزی کر۔ بعد
 اس کے فرمایا کہ جب دوسرے کو شیرینی کھلائیں تو اس طرح دعا کریں اور
 خود کھائیں تو یوں کھائیں اَللّٰهُمَّ اَرْزُقْنِیْ حَلَالًا وَرَاقًا اَلِیْمَانَ یعنی اے اللہ
 مجھے ایمان کی حلاوت روزی کر ایسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے اسی طرح دعا فرمائی ہے۔ غرض یہ ہے کہ جس حال میں ہوں خدا کو یاد
 کریں۔ کھانے اور سونے میں کھیں، جیسا کہ اوراد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم سے اور صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ خان جہان
 چلا گیا۔ بعد اس کے فرمایا کہ میں نے بادشاہ کا پتراپن لیا۔ اسلئے کہ انتثال
 بادشاہ کے حکم کا واجبک اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکر

فدعا شیرینی

فانتقال حکم بادشاہ

شبِ پختہ چودھویں ماہِ رمضان

کو نبیہ خدمت میں حاضر تھا۔ فرمایا کہ دعا گو سے فرمایا ہے کہ غزہ پیر کے دن تھا
 اتوار کے دن خلاف گواہی دی۔ اور جملہ اطراف میں لپی ہے اور میں نے
 یہ بھی سنا ہے کہ لشکر منصورہ میں بھی غزہ پیر کے دن تھا۔ دعا گو چاہتا تھا۔ کہ
 صدر جہاں آتا ہے اُس سے کہہ دوں اور میں نے نہ کہا، اسلئے کہ اس کا
 حکم ہو جائے۔ لیکن اوقات شریف سے تو نہ چلے ہی کہ محروم ہو جائیں الضیاء
 فرمایا کہ میں ہر تراویح یعنی چار رکعتوں میں دو رکعت پڑھتا ہوں اس لئے کہ
 امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر تراویح ۳۶ رکعت ہیں، کہ وہ مذہب

فمذہب تراویح

مبارک میں، میں نے دیکھا ہے حنفی و شافعی و حنبلی ہند پر یہ والے بھی اسی طرح کہیں تاکہ اتفاق ہو جائے اسی درمیان میں جو ان لائے۔ اُس کو صرف کیا۔ فرمایا کہ اُس چیز کے کھانے کے بعد کہ جس کو آگ پہنچی ہو منہ دہوڑا لیں کیونکہ سنت ہے۔ اور یہ حدیث شریف پڑھی جو کہ صحاح سے ہے **قوله عليه السلام والسلام الوضوء مما مسته النار اى المضمضة بع اس کے فرمایا کہ اس وضوء سے مراد کلی ہے تباہ سنت، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلی فرماتے تھے، نہ یہ کہ وضوء کو دہراتے۔ اور اگر کوئی کلی نہ کرے گا تو بسبب خلاف سنت ہونے کے منانہ کر وہ ہوگی، لیکن اگر ایسی چیز کھائیں کہ جس کو آگ نہیں پہنچی ہو تو کلی کی حاجت نہیں ہے۔ مخیروم کا معمول یہی تھا۔ پس روئے مبارک بریں فقیر اور ونا فرمود نہ فرزند من بگیر یا این فائدہ تراویح و حدیث مضمضہ برب غریب**

و مضمضہ از طہ آتش است

شب نہ کو رہیں وقت تہجد کے

بندہ خدمت میں حاضر تھا ماوند سحر یعنی سحری کا خوان لائے اُس میں پیاز لکھی فرمایا کہ پیاز نہایت مفید ہے اور یہ حدیث شریف پڑھی **من اكل حقاء الارض**

آہ جامع عنبر میں بایں لفظ ہے۔ **الوضوء یجب مما مست النار شیء علی او شیء او طبع قال المناوی وهذا منسوخ وقیل المراد اللغوی منه وهو غسل الیسا والقم منه من زید بن ثابت رضی اللہ عنہم الوضوء مما مست النار ولو من ثورا قط ای قطعة من الاقط وهو لبن جامد، ت عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ**

وقال حسن ۱۲

لعلیہ ماؤها الحناہی البصلی یعنی جو شخص زمین کی پیاز کھا بیگا تو اس کو
 اس زمین کا پانی ضرور پہنچائیگا۔ ایک عویذ نے پوچھا کہ اگر کسی کو زمین کے
 پانی نے پکڑ لیا ہو اور وہ پیاز کھالے تو پانی کی گرفتگی اس سے جاتی ہے گی
 فرمایا جاتی ہے گی۔ اسلئے کہ حدیث صحاح کی ہے جس دوتے مبارک میں
 فقیر اور دندر فرمودہ فرزند من این حدیث فامارہ پیاز کہ گفتہ در لفظ نبویہ
 ایضا اس فقیر کو ایک مشکل تھی جس نے خدمت میں عرض کیا کہ حجاب داخل
 مسجد ہے یا خارج جواب فرمایا کہ داخل مسجد ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ اس میں
 قدم رکھنے سے نماز کیوں ٹکروہ ہوتی ہے۔ فرمایا کہ خلاف سنت ہونے کی
 جہت سے دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی آنے والا آئیگا تو جانے گا کہ وہ
 فرض کے کھڑے ہے وہ بھی شروع کرے گا۔ لیکن داخل مکروہ نہیں ہیں ایضا
 فرمایا کہ مصیبت زدہ پر لوجہ فریاد کرنا درست نہیں ہے مناسب اس کے
 حکایت بیان فرمائی کہ جس وقت حضرت ابراہیم فرزند رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات قریب ہوئی۔ اور وہ آپ کی گود میں تھے۔ تو
 آپ نے دریافت کر لیا۔ آپ کا دل فیض منزل غمگین ہوا اور چشم مبارک
 سے آنسو بہتے تھے۔ اور کچھ فریاد نہیں فرماتے تھے۔ پس چاہیے کہ اپنے
 پیغمبر کا اتباع کریں۔ ان کا خلاف نہ کریں۔ بعد اس کے فرمایا کہ دعا گو
 نے مدینہ مبارک میں تربت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے
 فقیر ایک گز کے ہے، کچھ زیادہ میں نے پیمائش کی ہے۔ ایک عویذ
 نے پوچھا کہ ابراہیم کو کسی حرم سے کتھے۔ فرمایا کہ جاریہ مادہ نام رضی اللہ عنہا

فردک حجاب

فردک فریاد منہج ہے

فردک حضرت مادہ رضی اللہ عنہا

سے تھے۔ بعد اس کے فرمایا کہ وہ ایسی لڑائی نہ تھیں کہ یا زار سے خریدتے
 ہیں۔ ایک بادشاہ نے اپنی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 غلامی کے واسطے بھیجی تھی ایضاً فرمایا کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم پر کوئی دشوار کام آتا تو آپ الحمد للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت فرماتے
 ایضاً اخلاق نبوی سے فرمایا کہ جب آپ مجلس میں تشریف لاتے تو تین
 بار سلام کی تکرار فرماتے، اور اگر کوئی چیز قرآن مجید یا حدیث شریف سے
 کہتے تو تین بار تکرار کرتے اور باوا زبانی فرماتے تاکہ یاروں کے دل میں
 بیٹھ جائے۔ پس دوستے مبارک بریں فقیر اور دند فرمودند فرزند نازمن اس نوازند
 کہ گفتہ نبوی سید۔

شب پندرہویں ماہ رمضان

کہ بناہ خدیت میں حاضر تھا ایک عزیز واسطے روح اپنی میت کے کھانا
 لایا تھا۔ اسکو قبول کیا فرمایا کہ جب کسی کی روح کے واسطے کھانا کریں تو چاہیے
 کہ دوسروں کو کھلائیں اور خود بھی ان کے طفیل میں کھالیں۔ اس کی روح
 کہ پہلے گناہ شب مذکورہ میں بناہ خدیت میں حاضر تھا فرمایا فانکحوا ما طأ
 لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع بعض روافض نے اس آیت سے نہ
 عورتیں حلال رکھی ہیں اور بعض نے اٹھارہ اور ان کے نزدیک میں اختلاف ہے کہتے ہیں کہ
 مثنی دو عورتیں ہوئیں اور ثلاث تین اور رباع چار مجموعہ دو عورتیں ہوئیں
 اور بعض کہتے ہیں اٹھارہ مثنی دو دروا و ثلاث تین تین دس ہوئیں اور رباع

چار چار یہ آٹھ ہوتی ہیں مجموعہ اٹھارہ ہوتی ہیں بعد اس کے فرمایا کہ یہ باطل ہے
صحیح نایب اہل سنت و جماعت کا ہے اس نایب صحیح میں ہی چار عورتیں
مراویں کیونکہ متعارف ہو چکا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب
کرام رضی اللہ عنہم سے یہی مروی ہے ایضاً فرمایا استابا لقصر الضوء قوله
تعالیٰ یکاد سنا برقہ ای ضوء برقہ ویاملا هو العلو پس لڑتے مبارک طرف
اس فقیر کے لئے فرمایا فرزند من یہ فائدہ ہوئی نے کہا لاکھ لو غریب کے کام آئیگا۔

سولہویں تاریخ ماہ رمضان پیر کے دن

بندہ خدمت میں حاضر تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کا ذکر نکلا
فرمایا نبیر میں سے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا مشی علی الارض
مشی مشیا تکفیتا ای تجیلا یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جس وقت نہ ہیں پہلے نہ چلتے نہ بطور کاہلوں کے گویا پہاڑ سے اترتے
ہیں، یا زمین حیا میں جلا جاتے ہیں، اگر کوئی چاہتا کہ سلام کیسے تو
دوڑتا اس وقت سلام کرتا اور زمین میں بہت دیکھتے آسمان میں کم نظر فرماتے
راہ چلتے ہیں دائیں بائیں نہ دیکھتے تھے سر جھکا کر چلتے، اور اگر کسی جگہ
دیکھتے تو تمام بدن مبارک کو پھرتے، کنارہ چشم سے نہیں دیکھتے تھے
اور اگر کسی جگہ سوار ہوتے تو صحابہ کو اپنے آگے روانہ کرتے آپ کے عقب
میں فرستے چلتے اس واسطے کہ جلا پھریں ایضاً ایک عورت سیرت فتوح لایا۔
قبول کیا۔ فرمایا کہ طرہ دستار یعنی پگڑی کے تعلقہ چھوڑنے میں رسول اللہ صلی اللہ

فہ اخلاق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فہ مثلہ و شمار

علیہ وآلہ وسلم سے تین طریق مروی ہیں۔ کتب میں ہے طرۃ العمامۃ تکون قدر
 شبرا والی وسط الظہر والی موضع المجلس فهذا الطريق مسنون لا غیر
 واختار اهل الصوفیۃ مقدار شبران فیہ فضیلتین احدهما مسنون
 والثانی یستر سمل الملائکۃ مقدار شبرا ثمانیۃ کما بقدر ایک بالشت
 کے ہو یا وسط پشت تک یا بیٹھنے کی جگہ تک، یہ تینوں طریق سنت ہیں،
 نہ انکا غیر، اور مختار مشائخ صوفیہ کا ایک بالشت ہے، اسلئے کہ اس میں دو
 فضیلتیں ہیں ایک تو سنت دوسرے یہ کہ فرشتے طرۃ وشار کو ایک بالشت
 چھوڑتے ہیں آگے بائیں جانب میں پس لڑے مبارک بریں فقیر اور دند
 فرمودندہ فرزند من این اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ گفتیم وطرۃ
 وشار حملہ بنویسید ایضا فرمایا فرزند من بسبق پڑھ۔ میں نے شروع کیا۔
 تم تیب اس میں تھی کہ جب رقت نماز ظہر کا آئے تو سالک نیند سے جاگے
 وضو کرے، اور بعد اس کے شکر طہارت چار رکعتیں صلوة زوال کی پڑھے
 بعد اس کے سنت ظہر کی ادا کرے۔ بعد اس کے فریضہ ظہر جماعت
 پڑھے۔ جب نماز ظہر کے ورد سے فارغ ہو جاتے تو تلاوت کرے یا
 ذکر کرے عصر کی نماز تک، اور اگر دل فارغ غائب رہتا تو فراغت دل میں
 کوشش کرے، اسلئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے حق میں خطاب ہے
 یا داؤد قن عذابا لی یعنی داؤد تو اپنے دل کو فارغ کرتا کہ وہ ذکر کے واسلئے
 ہیا پڑ جائے اسلئے کہ ذکر اعمال قلوب کا جامع ہے قرآن فی کومبھی میں پڑھے
 اور زواہل کو گھریں، کیونکہ دین کی سلامتی اور دل کی جمعیت یہی ہے اور جو چیز

بیت ساری

بیت ساری اور انا غلی گھریں پڑھے

سلامتی جمعیت سے نزدیک تیرے، اس کی نگاہداشت زیادہ تو اولیٰ ہے مگر یہ کہ مرثیہ ہو تو اس کے واسطے عمل کا ظاہر کرنا واجب ہے تاکہ دوسرے دیکھیں اور اس سے عمل اخذ کریں جب عصر کی نماز کا وقت آئے تو چار گنتیں سنت عصر کی پڑھے اور فرض کو بجا عت ادا کرے اور جب فارغ ہو تو ذکر و فکر میں مشغول ہو جائے کہ یہ دل کا کام ہے اور وہ اعضا کا کام ہے۔ اور جس وقت آفتاب لڑو پڑ جائے تو تلاوت اور عید و تسبیح میں جو کہ بعد عصر کے آئی ہیں مشغول ہو یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے اور اس وقت کا زندہ رکھنا فضیلت میں مثل زندہ رکھنے درو اول کے ہے صبح کے جاگنے سے طلوع آفتاب تک اسلئے کہ اول النهار الدین و آخره المعقی اور دوست تریا ہے کہ استغفار میں ہے کہ سورج ڈوب جائے اور ساتھ نفس کے محاسبہ کیے کہ دن تجھ سے گزر گیا تو کیا ہاتھ میں لایا کیونکہ خبر میں آیا ہے قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یرک فی یوم لا یرد اذیہ خیر یعنی بکت نہیں ہے اس دن میں کہ جس میں خیر زیادہ نہ ہو یہ ساری ترتیب شروع سبت سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے کفتی۔

ایضاً معنی رمضان

فرمایا کہ اسم صفات خداوند تعالیٰ کا ہے فعلان کے وزن پر یعنی فاعل ہے معنی سے اسے اُحرق یعنی بندوں کے گناہوں کا جلائے والا اور ماہ رمضان کو شہر رمضان کہتے ہیں تاکہ فرق ہو جائے درمیان اسم صفات کے دوسرے کہ کلام مجی۔

کا اتباع ہے شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن فرمایا رمضان الذی
 نہیں کہا معنی رمضان کے محرق ہیں جلائے والا اسلئے کہ اس میں گناہگاروں
 کے گناہ سبب روزے کے نکتے ہیں پس روزے مبارک ہیں فقیر اور روزہ فرمودہ
 فرزند من این معنی رمضان کہ لغت میں غریب غریب است

ایضاً ذکر وصال حق کا نکلا

فرمایا کہ وصال خدا تعالیٰ کا ہرگز نہ پائیں جب تک مجاہدہ نہ کریں اس لئے کہ
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاہدوا فینا لنھدینھم سبیلنا ای الذین
 جاہدوا لاجلنا لنھدینھم سبیل وصالنا یعنی جو لوگ کے ہمارے واسطے
 مجاہدہ کرتے ہیں تو ہر آئینہ ہم ان کو اپنے وصال کی راہیں بتاتے ہیں بقا
 اس کے فرمایا الجاہدۃ ہر ترک الماکولات والمشروبات والملبوسات
 والمنکوحات ای قلمتھا یعنی مجاہدہ ترک کرنا ہے بہت سے کھانے پینے
 پہننے عورتیں کرنے کا بعد اس کے فرمایا کہ اگر ایسا واصل وفات پائے لذت
 وصال کی اس جگہ بھی ہو بعد اس کے فرمایا کہ بعض ایسے وصالوں کو گوہر ہیں
 تنہا نہیں چھوڑتے ہیں عرش کے نیچے لے جاتے ہیں پس روزے مبارک ہیں
 فقیر اور روزہ فرمودہ فرزند من این معنی مجاہدہ و وصال کہ لغت میں غریب غریب است

مستزہویں ماہ رمضان شب شنبہ

کہ بندہ غایت میں حاضر تھا ختم تراویح کا ذکر نکلا فرمایا کہ اس طرف رات

نماز تراویح میں قرآن شریف کا ایک پارہ اور کچھ پڑھتے ہیں شائیسویں رات کو ختم کر دیتے ہیں مخیروم کا معمول یہی تھا بعد اس کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین رات تراویح پڑھی ہے اسی سبب سے میں تین رات متابعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیت کرتا ہوں بعد اسکے فرمایا کہ اس طریق کی نیت خاصہ میرا ہے۔ کسی کتاب میں یہ طریق نہیں ہے تم نے پایا ہے؟ حاضرین مجلس نے عرض کیا کہ ہم نے کسی کتاب میں نہیں پایا ہے۔ فرمایا کہ مقصود تراویح سے ختم ہے۔ اگر کوئی ایک رات میں ختم کر لے پھر اور راتوں میں تراویح نہ پڑھے تو گنہگار نہ ہوگا۔ کیونکہ مطلب ختم سے بعد اس کے فرمایا کہ نزدیک بعض کے ختم تراویح کا واجب ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ سنت ہے ایسی اتنا رہیں ایک عزیز نے پوچھا کہ اگر ایک شخص نے ختم تراویح کا کر لیا تو اس کی گون سے سنت ساقط ہوگئی، اگر وہ دوسرے ختم تراویح میں شروع کرے تو مستحب ہوگا، اور ایک دوسری جماعت اس کا اقتدار کیسے تو ان سے ختم تراویح کا سنت میں محسب ہو گیا نہیں؟ جو اب فرمایا کہ محسب ہوگا، اسے کہ سنت مستحب قریب الحکم ہیں اور نفس تراویح اس میں حاصل ہے اور اس طرف محدث و مشایخ کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جس جماعت نے تراویح کا ختم نہیں کیا ہے وہ اس امام کے ساتھ پڑھیں کہ جس نے دوبارہ ختم تراویح کا شروع کیا ہے، اور یہ کام قاضی جمال الدین اچھی رحمتہ اللہ علیہ بھی کرتے تھے اور دوسروں کو فرماتے ہیں روئے مبارک میں فقیر اور داند فرمودند فرزند امین میں فائدہ نیت تراویح کہ گفتہ نزدیک غریب سنت کم کے

۲۲ اور باقی راتوں میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم نے اور اس کے متابعا خلفاء الراشدين نیت کرتا ہوں۔

میں انا ایضاً فرمایا جو کہ اور آدمی میں سے کس طرح مستقیم یعنی درست و راست
 ہو سکتی ہے کہ کہا آیت ابراہیم رُسُلًا ذُرِّسْنَا وَكَمَا آتَيْتَ مَوْسَى
 سَوَالَهُ فَاَعْطَانَا سَوَالَنَا وَكَمَا غَفَرْتَ لِمُحَمَّدٍ ذَنْبَهُ فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کہ ختم انبیاء اور سب سے افضل ہیں انکا گناہ
 کے ساتھ کیونکر ذکر کریں فرمایا کہ دعا کرنے اُس طرف محدثوں مشائخوں سے
 پوچھا کہ شیخ شہاب الدین کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کا گناہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں؟ میں نے یہ جواب پایا کہ یہ دعا مروی ہے
 وہ کیا کریں۔ لیکن تم اس کا بھیا نہ کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
 اس سبب سے گناہ کے ساتھ یاد کیا ہے تاکہ اُن کی اُمت کے گناہگاروں
 کے دل آرام پکڑیں اگرچہ اس ذنب سے ذنب شرعی مراد نہیں ہے ذنب
 حال مراد ہے حسنات البراہینات المقربین یعنی نیکیوں کی نیکیاں
 مقربوں کی بدیاں ہیں اور وہ نیکی اور اراد کے عمل باطمح اجر سے اور مقرب
 لوگوں کا عمل بغیر طمع اجر کے ہوتا ہے اُس کی طاعت واسطے اُس کی ذات
 کے کرتے ہیں اور اگر ان کی خاطر و ضمیر میں اجر کی طمع گزرتی ہے تو یہ انکے
 حال کا گناہ ہے۔ اُس سے استغفار کرنا چاہیے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِن صَلَّوْا وَنَسَكُوا وَحَيَّوْا وَحَمَّوْا لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 یعنی بیشک میری نماز اور میرا حج اور میری زندہ گی اور میری موت اور میری
 ساری طاعتیں واسطے ذات خداوندی کے ہیں جو کہ پورے گناہ سے جہاں والوں کا
 لہجہ التجا میں ہے کہ یہ قول ابراہیم خراز ذنب اللہ عنہ کے کلام سے ہے۔

نہ واسطے طمع اجر کے پس تو نے مبارک بریں فقیر آلودہ شر مہر و نادر شر زنا من این
فائدہ کہ گفتہ ہو گیا پس ششم۔

سترہویں ماہ رمضان

کہ یہ فقیر خدمت میں اس امیر کے حاضر تھا یہ طہر الدین راجا اور مخدوم منصورہ
کے لشکر سے آئے۔ قیدیوں کی بغلیں ہوئے پوچھا تو جواب دیا کہ سلطان
نے بہت مرحمت کی کہ تقریب میں نہیں آئی ہے۔ ایک گاؤں میرے نام پر
کر دیا۔ اور دو ہزارہ تنگہ پیش کش کیا اور غلوت پہنا یا پھر خدمت کیا۔ اور خط
بھیجا اور کہا کہ میری طرف سے پائے ایسی بنا کی مخدوم کو پہنچاؤ اور معافیت
کر دو کہ میں لقاے مبارک کا سحر متاثر ہوں ہم پیش آئی ہے انشاء اللہ
تعالیٰ فتح ہوگی، بعد فتح کے خدمت میں حاضر ہونا ہوگا اور وہ فائدہ کو لے میں یہ
بھی فرمایا کہ طالب حق کا کام بسبب جدوجہاد کے وہاں تک پہنچتا ہے کہ
اس پریمکا شفعہ ہوتا ہے اگر اس سے قطع نظر کی مقصود کہ پہنچ گیا اور نہ اسی
میں رہ جاتا ہے مقصود کو نہیں پہنچتا ہے۔ اور وہ یعنی مقصود ذات حق
ہے۔ مثلاً اگر عمان سے دہلی کا قصد کیا اور منزل گزرتی ہے آگے ہوتا
جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسی اثنا میں اجودہ میں رہ گیا تو وہ مقصود کو نہ پہنچا
پس طالب حق کو چاہیے کہ الودہ کا شفعہ کے جو اس پر منکشف ہوتے ہیں
ان سے ترک نظر کرے۔ ان کو دفع فرمائے آگے جائے ان پر فریفتہ نہ
ہو جائے کیونکہ کام تو آگے ہے۔ یہاں تک کہ نور تجلی اس پر متجلی ہو جائے

خدا نے عزوجل کو دل کی آنکھ سے دیکھے اُس کی ذات پاک کو اکثر نمازیں
 دیکھے اور یہ وہ نور ہے یہ آیت شریف پڑھی خلیا تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا
 و خرموسی صفا ولی کا دل پہاڑ سے کمتر نہیں ہے فرمایا کہ میں نے ایک
 درویش سے یہ بیت یاد کر رکھا ہے

طاقت دیدن درخ تو کراست من مسکین شہ حیرانم

اور یہ وہ مقام ہے کہ خود سے فانی اور دوست کے ساتھ باقی ہو جائیں خود
 کی کچھ یاد نہ لائیں اسی کی یاد میں رہیں اور ہمیشہ خطاب کریں مناسب اس کے
 حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن امام ذوالنورین رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ
 میں آئے، ایک مرد سیاہ رنگ یعنی حبشی کو دیکھا کہ اپنی خبر نہیں دھتا ہے
 میرے آنے کی اس کو کب خبر ہوگی، اُس نے میرے طرف کچھ نہ دیکھا
 سیاہی متفرق تھا۔ اور آہستہ کچھ کہتا تھا۔ میں نے اپنا کان نزدیک اس کے
 رکھا تو میں نے سنا کہ وہ کہتا ہے اَنْتَ اَنْتَ یعنی تو ہی تو ہے، بعد ایک
 زمانے کے ہوش میں آیا مجھ کو دیکھا تو میں نے سلام کیا۔ اُس سے پوچھا کہ
 تو یہ خطاب کس سے کرتا تھا اُس نے جواب دیا کہ وہ میرے کہ محبوب
 جانتے ہیں۔ ہر کسی سے نہ کہنا چاہیے کہ فضیحت ہو جائیں۔ تو نہیں دیکھتا
 ہے کہ اگر کوئی عاشق مجاز معشوقہ کا ذکر کرے تو بالضرورہ فضیحت ہو جائے ہے

یک شربت میل تو بہ از طاعت سال کز طاعت پن ارشاد حاصل دیدار
 پیشہ نبوشیہ خیار و صلش اظہار لکنی بایدہ کردا میں ہمہ اسراہ
 یہ قول مولانا خیار الدین رحمتہ اللہ علیہ کا ہے بعد اس کے فرمایا کہ تو نہیں

دیکھتا ہے کہ خاتقاہ شیخ کبیر قدس اللہ سرہ میں شروع کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ جب خود سے فانی ہو جاتے ہیں تو اللہ اللہ کہتے ہیں اس لئے کہ جمادِ خواطر کی نفی کر چکے تو اثبات میں ہو گئے بعد اس کے فرمایا کہ وہ درویش کہاں ہے ہیں اس زمانے کے دلی ان درویشوں کے اتباع کو نگاہ دیکھتے ہیں شاید بعض ایسے بھی ہوں جن میں پس روئے مبارک ہیں فقیر اور دوزخ مرید فرزند من این فوائد از ادب علی امیرار کہ گفتہ ہو سید مسالکی کا جواب آمد ترا۔

شب چہار شنبہ اٹھارہویں ماہ رمضان

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ تہجد کے وقت ماندہ سحر لائے۔ مخدوم کھانے سے پہلے ہاتھ نہیں دہوتے ہیں اسی طرح کھانے میں علی الدوام اور بعد کھانے کے ہاتھ دھوتے ہیں ایک عزیز نے پوچھا کہ کھانے کے اول و آخر ہاتھ دھونا سنت ہے۔ جواب فرمایا کہ اول مستحب ہے اور اور آخر میں سنت ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ درویش اول ہاتھ نہیں دھوتے ہیں اس جہت سے کہ مذہب فقر ہے یعنی محتاجی کو لے جاتا ہے۔ چونکہ انکو صدق افتقار ہے اس لئے اول ہاتھ دھونا ترک کیا ہے۔ یعنی الفقیر و تنفی اللہ بعد اس کے ایک عزیز نے پوچھا اگر کسی کا ہاتھ بھرا ہو ہے فرمایا تو دھو ڈالے ورنہ حاجت نہیں ہے۔

اٹھارہویں ماہ رمضان روز چہار شنبہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا۔ ذکر عطریات کا نیکارا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم عطریات کو بہت دوست رکھتے تھے اور بدن میں اودھ کپڑے
 میں ملتے تھے اور خوردگی ایسی خوشبو تھی کہ آپ کا پسینہ بھی اسی طرح کا تھا
 یعنی اگر مدینہ مبارک میں بڑے خوش آتی تو لوگ کہتے کہ مقررہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہ میں گزر فرما رہے ہیں اور جس جگہ آپ مستراح
 کرتے یعنی قضائے حاجت فرماتے تو خوشبو آتی۔ اگر آپ راہ میں گزر
 فرماتے اور آپ کو لوگ نہ دیکھتے تو جان لیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم گزر فرما رہے ہیں اور یہ بھی خبر میں ہے کہ آپ آخر شہد کو بدن اودھ
 کپڑے میں عطر ملتے تھے۔ بایں نیت کہ صبح کو درمیان یاروں کے جاؤنگا
 تو ان کو خوشبو پہنچاؤں گا۔ اسی لئے جمعہ کے دن غسل کرنا کپڑے دھونا،
 خوشبو ملنا سنت ہے۔ اسلئے کہ پسینے کے سبب بدن میں بدبو لگتی
 ہے۔ تاکہ اردگرد کے لوگوں کو مضرت نہ پہنچے۔ بعد اس کے فرمایا کہ جب
 بایں حد بردہ مومن کا ضررہوا نہیں رکھتے ہیں تو ہاتھ اور زبان سے کب رنج
 پہنچائیں گے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام المسلمون سلف المسلمون من
 یداء ولسانہ یعنی مسلمان وہی ہے کہ اس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان

لہ جامع سنن میں بایں لفظ ہے المسلمون الکامل من امی احسان ذکر اکان او
 انشی سلم المسلمون وغیرہم من اهل الذمۃ من لسانہ ویداء فان قبل هذا
 یتلزم ان من انصف بها خاصۃ کان کمالاً وینجاب بان المراد بذلك مع
 مراعاة بقیۃ الشراکان قال الخطابی افضل المسلمین من جمیع الی اداء حقوق
 اللہ تعالیٰ اداء حقوق المسلمین ویمثل ان یكون المراد بذلك الاشارة الی

سلامت رہیں بعد اس کے فرمایا کہ اولیائے کامل کے عذرہ میں خوشبو
 آتی ہے اور اگر کامل نہیں ہے تو یہ بھی نہیں آتی ہے۔ دعا گو نے اس
 کا امتحان کیا ہے مناسب اس کے حکایت فرمائی کہ اچھ میں ایک
 عورت عالمہ ہے، لڑکوں کی ماں کے پاس عوارف پڑھنے کو آتی تھی اس
 سے عطر کی خوشبو آتی، ایک دن لڑکوں کی ماں نے اس سے پوچھا کہ تو
 بدن میں عطر ملتی ہے اس نے کہا برسوں ہوئے کہ میرے خاوند نے
 انتقال کیا ہے۔ میں کس کے واسطے عطر ملاؤں۔ معلوم ہوا کہ وہ ولیہ ہے
 اور یہی عورت جمعے کی راتوں کو خانہ کعبہ میں حاضر ہوتی ہے۔ وہاں ایک
 عورت ہے اس سے پہنا پا کیا ہے۔ بارہا واسطے دعا گو کے قرص مکہ
 اور نبات مصری لاتی ہے۔ یہ شمس الدین مسعود نے کہا کہ بارہا میں نے
 بھی اس سے کھایا ہے۔ پس روئے مبارک بریں فقیر اور دنا فرمودہ نادر زائد
 من این فائدہ عطر کہ گفتم بتو یہ غریب است۔

ایضاً شب قدر پانے کا ذکر نکلا

ایک عزیز نے پوچھا کہ شب قدر طاق شب میں ہوتی ہے یا جنت شب
 میں جواب فرمایا کہ دعا گو نے ہر سال طاق شب میں پانی ہے۔ اور اسی

رقیہ حاشیہ ۱۲۲، المحت علی حسن معاملتہ العبد مع ربہ لا قدر اذا احسن معاملتہ اخوانہ
 فالاولی ان یحسن معاملتہ ربہ من باب التنبیہ بالذوق علی الاعلیٰ وخص الناس
 والید بالذکر ان الذی یما اعلیٰ معن جابر بن اللہ رضی اللہ عنہما۔

طرح مردی ہے بعد اس کے فرمایا کہ وہ عورت ولیہ بھی پاتی ہے اور صبح کو نہ
 آتی ہے، یا آدمی بھتی ہے کہ میں نے شب قدر پانی آج کی رات تھی صبح
 ہے یا نہیں، اسی رات میں دعا گئے بھی پانی نہ میں جواب دینا کہ آج
 کی رات شب قدر تھی۔ بعد اس کے فرمایا کہ سال گذشتہ کو میں نے شب
 قدر شب بست و سووم کو پانی ہے۔ اور جس شخص نے کہ سال گذشتہ میں میرے
 ساتھ شب قدر پانی تھی۔ وہ اس بار متکف نہیں ہے۔ وہی میں رہتا ہے۔
 بنائے نے پوچھا وہ کون ہے آہستہ فرمایا کہ یہ شرف الدین بعد اس کے
 فرمایا محمد ظفاری بھی دو سال ہوئے کہ معزول ہو گیا ہے میرے پاس بھی
 نہیں آتا ہے ایضاً ایک زائر نے عرض کیا کہ میں نے حج کی نیت کی ہے
 آپ کسی بادشاہ کو لکھ دیں تاکہ وجہ تشریح یعنی کچھ زاد راہ دیدے۔ نیشیوں کے
 فرمایا کہ لکھ دو بعد اس کے فرمایا فقہ کی کتاب میں ہے من اراد الحج و یاخذ
 من الملوک زاد او یا کل فی طریق الحج لا یقبل منه حج ولا عمرہ یعنی جو شخص
 چاہے کہ حج کو جائے اور تشریح وجہ بلوک سے کہے اور اس کو حج کی راہ
 میں کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کے حج و عمرے کو قبول نہ فرمائے بعد اس
 کے فرمایا کہ بعض لوگ یہ سنا نہیں جانتے ہیں حج کا تشریح وجہ بلوک سے کہتے
 ہیں اور اصل اعمال میں وجہ خالص چاہیے۔ تاکہ قبولیت ہو اور فقر پر توجہ
 ہے۔ فرض نہیں ہے، جس وقت فرض ہو جائے تو اس وقت چلا جائے
 قوله تعالیٰ والذکر علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً یعنی واسطے
 اللہ کے ہے لوگوں پر حج خانہ کعبہ کا، جو شخص کہ طاقت رکھے طرف اس کے

حج کیا ہے

راہ کی حج اُس وقت فرض ہوتا ہے کہ راہ کا زاد و راجلہ ہو اور عیال کو اتنا خرچ
 محسوس جائے کہ جائے اور پھر آجائے اور راہ میں امن ہو۔ پس دو سے مبارک
 بدیں فقیر اور دند فرمودند فرزند من مسئلہ حج کہ گفتیم نزدیک غریب سنت کم
 کے میدانہ اقصا روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا سبق
 پڑھ میں نے شروع کیا، ترتیب اس میں تھی کہ جس وقت سالک فرض
 مغرب کے پڑھ چکے تو کسی سے بات نہ کرے یہاں تک کہ چھ رکعت نماز
 ادا نہ کرے کیونکہ سنت ہے فقہ میں ذکر کیا ہے وَنَدَبِ السُّنَّتِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ
 لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِنْ صَلَى الْمَغْرِبِ ثُمَّ صَلَى بَعْدَهَا سِتَّ رَكَعَاتٍ
 قَبْلَ أَنْ تَتَكَلَّمَ سَبْعَ رَكَعَاتٍ لِمَا عِبَادَةٌ ثَلَاثِي عَشْرَةَ سَنَةً يَعْنِي بَعْدَ مَغْرِبِ كَيْ جُزِّعَ

فہم حج رکعت بعد مغرب و صلاۃ ادا میں

لَمْ مِنْ صَلَى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لِمَا عِبَادَةٌ ثَلَاثِي عَشْرَةَ سَنَةً يَعْنِي بَعْدَ مَغْرِبِ كَيْ جُزِّعَ
 بِالْبِنَاءِ لِلْمَفْعُولِ، بَعِبَادَةٌ ثَلَاثِي عَشْرَةَ سَنَةً وَقَالَ الْمُنَاوِي وَالْقَلِيلُ قَدْ يُفْضَلُ
 الْكَثِيرُ بِمَقَارَنَتِهِ مَا يُجْزَعُ مِنَ الْأَوْقَاتِ وَالْأَحْوَالِ، تَعْنِي عَنِ ابْنِ حُرَيْرَةَ، قَالَ
 الْعَلْقَمِيُّ قَالَ الدِّمِيرِيُّ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، مِنْ صَلَى سِتَّ رَكَعَاتٍ بَعْدَ الْمَغْرِبِ
 قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ غَيْرَ لِمَا بَعْدَ ذِي بَحْسِينَ سَنَةً، قَالَ الْمُنَادِي أَمِي الصَّفَاةِ الرَّوَّاقَةُ
 فِيهَا وَلَا تَعَارِضُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَيْرِ الْأَشْيِ عَشْرًا لَنْ دَلَّ فِي الْكِتَابَةِ وَهَذَا
 فِي الْحَوِ

ابن نصر عن ابن عمر، باسناد ضعيف ۱۲ شرح جامع صغير

کہتے ہیں، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،
 کہ جو شخص مغرب کی نماز پڑھے، پھر بعد اُس کے چھ رکعت نماز پڑھے،
 قبل اِس کے کہ کوئی بڑی بات بولے، تو لکھی جائے گی واسطے اِس کے
 عبادت بارہ برس کی، بعد اِس کے بیس رکعت صلوٰۃ الا واپین کی پڑھے
 ہمیشہ درمیان مغرب و عشا کے لئے کہ حق میں او اپین ادا کرنے والوں کے
 یہ آیت شریف نازل ہوئی ہے *تغفانی جنوب بعد عن المضاجع یعنی الگ*
 ہوتی ہیں کروٹیں اُن کی کچھوٹوں سے، یہ اُنہیں کے حق میں ہے کہ درمیان
 مغرب و عشا کے وقت کو زندہ رکھتے ہیں۔ یہ ساری ترتیب شروع سبق
 سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے تھی۔

شبِ پنجشنبہ اونیسویں ماہِ رمضان

کو بنیہ خدمت میں حاضر تھا۔ مسعودی درویش گوشت نہیں کھاتا تھا۔ فرمایا

لے من صلی بین المغرب والعشاء، یحتمل ان من شریحۃ والجواب بخلاف
 ای فازیالاجر العظیم او نحو ذلک، فاما صلوٰۃ الا واپین، قال المناوی
 تمامہ شہ قلا قولہ تعالیٰ انہ کان للا واپین غفورا واحیاء ما بین العشاءین
 سنۃ مولیٰ، ابن نصر عن محمد بن المنکاد، رمر سلا، من صلی بین المغرب
 والعشاء عشرین رکعۃ نبی اللہ لہ بیتا الجنة، قال المناوی فیہ مندوب
 صلوٰۃ الرغائب لانه مخصوصۃ بما بین العشاءین، ہن عاشرۃ

(۱۲) شرح جامع صغیر

حدیث شریف میں ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام سید ادا مراہل الدنیا
والجنة المحمدیۃ یعنی آپ نے فرمایا کہ دنیا و جنت والوں کے سامنے کا ہر وارہ گوشت
ہے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ بہشت میں گوشت کھانے کی جگہ؟ جواب فرمایا قولہ تعالیٰ
ولحدیث ما یشتہون یعنی بہترین گوشتوں کا یہی پیمانہ ہے گوشت ہے

ایضاً توحید و شرک کا ذکر نکلا

فرمایا کہ مشائخ کی اصطلاح ہے التوحید افراد الحق عن غیرہ والمشرک اشراک
الغیریہ یعنی توحید یا کرنا حق ہے اُس کے غیر سے اور شرک شریک کرنا ہے
غیر کا ساتھ اُس کے پس بسے مبارک ہیں فقیر اور دانا فرمودنا فرزند زمین حدیث فائدہ
گوشت و معنی توحید و شرک کہ تقریباً کہ دم عزیزت است نبویہ۔

ایضاً شب مذکور میں وقت تھک کے

بنوہ خابرت میں حاضر تھا ایک عزیز نے پوچھا کہ یہ کھانے کا واہنہ کہ وقت
کھانے کے گرتا ہے، اُس کے کھانے کا کیا فائدہ؟ جواب فرمایا کہ قضائے

لسید الادام فی الدنیا والاخرۃ اللہ قال المنادی لانہ جامع لمعا فی الاوقات
ومحاسنھا فہو افضل المطعومات، وسید الشراب فی الدنیا والاخرۃ المساء
کیف وید حیاء کل حیوان بل کل نام علی وجہ الارض، وسید الریاحین فی الدنیا
والاخرۃ القاغیتہ ذر الخفاء فہو اشرف الریاحین، طس ابو نعیم فی الطب النبوی
(ہب عن بؤیرہ) بن الحصیب قال الشیخ حدیث حسن لغیرہ ۱۲ شرح عن نیری جامع صغیر

پہور جو رہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ حومت اس دانہ طعام کی واسطے رقمائے خدا
 کے ہے پس خدا کی رضا بجالائی جائے اور یہ مثل اس بات کے ہے کہ
 کوئی شخص اپنی لونڈی کو کسی کے نکاح میں دیوے تو اس لونڈی کا ہر واسطے
 مولیٰ کے ہوگا۔ سو وہ جو درین اللہ تعالیٰ کی لونڈیاں ہیں اور وہ انکا دلی ہے
 یہ ان کا اجر اس کو دیوے بعد اس کے فرمایا کہ ہر باجو آیا ہے جیسا کہ نکاح
 شعیب علیہ السلام کے صاحبزادی کا موسیٰ علیہ السلام سے ہوا یہ قصہ قرآن شریف
 میں ہے قوله تعالیٰ انی ارید ان انکح احدی ابنتی ہاتین علی ان
 تاجر فی ثمانی حجر قان اتممت عشر فہن عندک وما ارید ان اشق علیک
 مستجد فی ان شاء اللہ من الصالحین قال ذلک بینی و بینک ایہا الاجلین
 قضیت فارعدان علی واللہ علی ما نقول وکیل یعنی حضرت شعیب نے
 حضرت موسیٰ سے کہا کہ مقرر میں چاہتا ہوں کہ تیرے نکاح میں دوں ایک
 کو میرے ان دو بیٹوں سے، اس شرط پر کہ تیری خادمہ کے ساتھ چرانے
 بکریوں کے آٹھ برس پھر اگر تو دس برس پورے کر دے تو تیری طرف سے
 ہے اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ تجھ پر مشقت رکھوں اور انجام کو تو مجھے
 پائے گا سے مرے، اگر اللہ نے چاہا صالحوں نیک مردوں سے حضرت
 موسیٰ نے کہا کہ یہ شرط درمیان میرے اور درمیان تیرے ہے۔ موسیٰ
 مدت میں پورے کر دوں تو کوئی زیادتی مجھ پر نہیں ہے اور اللہ کیل ہے اس
 پر جو کہتے ہیں۔ پس اوسے مبارک بریں فقیر اور دند فرمودنا قرآن نامین فابعدہ
 پہور ہو گیا۔

انیسویں ماہ رمضان روزِ پختہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس مبارک کا ذکر نکالا فرمایا کہ آپ پیرا من یعنی کرتا پہنتے اور اسکو دوست رکھتے تھے۔ لیکن بے گڑبند کے یعنی حبیب نہ ہوتی تھی آپ کا قول ہے کہ **أَحَبُّ الْأَقْوَابِ إِلَى الْقَمِيصِ وَالْحَبْرَةِ** یعنی دوست ترین کپڑوں کا طرف میرے پیرا من اور بارانی ہے اور اگر آپ بارانی پہنتے تو بار بار بند کھتے ہوتے

عہ جامع صغیر میں بایں لفظ ہے کان احب الثياب اليه القميص اى كانت قميصا
قميل الى لبس اكثر من غيره من مخورداء او ازار لانها استر منها ولا تكمان يحتاجان
الى الربط والامساك بخلاف القميص لانها تستر عورتها ويابس جسمه بخلاف
ما يلبس فوقه من الدثار (دت ك عن ام سلمة) قال الشيخ حديث صحيح كان احب
الثياب اليه الحبرة قال الطيبي والحبرة خبر كان بوزن عنته برد يمانى ذوالوان
من التجيد وهو التزبين والتحسين قال ابن رسلان انما كانت الحبرة احب
الثياب الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لانها ليس فيها كثرة زينة ولا تكمان
اكثر احتمالاً للوسم من غيرها) تى دن عن انس ۱۲ عزيمى شرح جامع صغیر ذوالفقار
عفا اللہ عنہ القميص اسم يلبس به الرجل من الخيط الذى له كفتان وحيد ۱۲
مفاتيح اور حبيب یعنی گریبان طرح میں اسی طرح ہے ۱۲ محدثنا ابو عمار الحسين بن
حريث انا ابو نعيم انا زهير عن عمرو بن عبد الله بن قشير عن معاوية بن قرة
عن ابيه قال ايت النبي صلى الله عليه وآله وسلم في رطمن من زينة لبنا يعمران

بعد اس کے فرمایا کہ پیراہن یا جیب پہننا باعث ہے امن و ستان میں پہنتے ہیں اور اس طرف پیراہن یا جیب کوئی نہیں پہنتا ہے بعد اس کے فرمایا کہ آستین مبارک آپ کی ایک روایت میں ہے کہ بنا و سنت تک ہوتی اور ایک روایت میں تا سیر انگشتان، اس سے زیادہ نہیں ہوتی تھی اور آپ جاہلئے کہتا پہنتے تھے یعنی اونچے کپڑے پہنتے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وثیابك فطہر اسی فقہر مناسبت اس کے حکایت بیان فرماتی کہ ایک دن آستین امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی انگلیوں سے زیادہ تھی تو اتنی کاٹ ڈالی، اور دور کر دی پس لڑئے مبارک بریں فقیر آوردند فرمودند فرزند من این فائدہ لباس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ تقریر کروم بنویسید پس بنشتم ایضاً روئے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من سبق پڑھ میں نے شروع کیا تریب اس میں تھی کہ جیب عشا کی نماز کا وقت آئے تے چار رکعت سنت پڑھے پھر فرقیہ عشا ادا کرے بعد اسکے در رکعت سنت اور او شیخ کبیر میں دوسرا

رقیہ حاشیہ فائدہ بقیصہ مطلق اذ قال زیر قیصہ مطلق ۱۲ شمال ترمذی فی الخانیة وروى الرجل فی قیصہ محمول الجیب وقع بصی فی الركوع والسجود علی فجد ذکرنا ان لا یفسد صلوتہ فی روایتہ تفسد صلوتہ فی الکبریٰ اذ صلے فقیر ازار محمول الجیب جاز سواء کان عن یمن الخیة اولدین هو المختار ۱۲ کنز العبار فی صلوة المستوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است کہ بدترین مردم دشوم ترین مردمان آنست کہ خود را بزبان یا نند کن چنانکہ جامعہ ایشئیں وارد یا پیراہن عبیب وارد یا ازار فراخ یا پانچہ درازہ ۱۲ کنز العباد

طریق مزوی ہے۔ لیکن دعا گو نے اُس طرف ایک اور طریق سنا ہے اور میں
 اسی طرح پڑھتا ہوں حدیث تریف میں ہے من صلے بعد رکعتی سنتۃ
 العشاء اربع رکعات سنۃ و قراءۃ فی الرکعة الاولى آیتہ الکرسی ثلاث مرات
 و فی الثانية سورة الاخلاص ثلاث مرات و فی الثالثة الفلق ثلاث
 مرات و فی الرابعة الناس ثلاث مرات قضیت لہ حوائجہ و قالت اصحابہ
 و اظننا ہذا الصلوۃ قضیت حوائجنا کلہا یعنی جو شخص پڑھے بعد دو رکعت
 سنت عشا کے چار رکعتیں سنت کی، اور پڑھے پہلی رکعت میں آیتہ الکرسی تین
 بار اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص تین بار اور تیسری میں سورہ فلق تین بار،
 اور چوتھی میں سورہ ناس تین بار تو اس کی حاجتیں پوری کی جائیں اس کو
 صلوۃ الحاجت بھی کہتے ہیں جیسے کہ صحابہ نے کہا ہے کہ ہم نے اس نماز
 کی موافقت و یاد امت کی تو ہماری ساری حاجتیں روا ہوئیں۔ بعد اسکے
 فرمایا کہ نیت متابعاً للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرے کیونکہ آپ نے اس نماز
 کو پڑھا ہے اور یہ میرا معمول ہے بعد عشا کے جو سورہ تین کہ آئی ہیں ان کو پڑھے
 سورہ یس رحم اللہ علیہ خان و الم تنزل و تبارک اور اگر نماز میں پڑھے تو بہتر ہے
 بعد اس کے فرمایا کہ یا چہ اذارہ مقطوعۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھنے سے
 اوپر مٹا تھا۔ گھنے سے نیچے نہ تھا۔ قوم لوط لعنہم اللہ تعالیٰ کی افعال
 میں سے ایک فعل یہی تھا کہ یا چہ اذارہ کے گھنے سے نیچے پہنتے تھے
 بد قوم تھی۔ گھنے سے نیچے پہنتا اس طور پر کہ ٹخنا چھب جائے کہ وہ بد
 ہے۔ اے کہ آپ کا قول ہے من صلی کان ازارہ تحت الکعبین لا یطی

ف بعد دو رکعت سنت عشا چار رکعت صلوۃ الحاجت

نہ ذکر خواندن سورہ یس عشا

اللہ الیہ یعنی جو شخص نماز پڑھے اور اس کی آزاد ٹخنوں سے نیچی ہو تو اللہ تعالیٰ طرف اس کے نظر نہ فرمایا گیا۔ اسی درمیان میں ایک زائر آیا اور سر زمین پر رکھ دیا۔ باواز بلند فرمایا کہ ایسا کرنا روا نہیں ہے۔ ہاتھ پکڑنا چاہیے مصافحہ کرنا چاہیے بعد اس کے فرمایا کہ مبرجھکا نا بھی مکروہ ہے فقہ میں مذکور ہے بکرة الاختاء للسلطان وغیرہ یعنی مکروہ ہے میرے نیچا کرنا واسطے بادشاہ کے اور غیر بادشاہ کے اسی کے مناسب حکما بیان فرمائی کہ مولانا بہار الدین قاضی اوجہ دعا گو کے استاد تھے، میں ان کے پاس پڑھتا تھا اور تو واضح کرتا تھا ایک دن مجھ سے کہا کہ تو سر کو بلند کر کے سلام کو نیچا کر کے سلام مت کر کیونکہ مکروہ ہے۔ پس روئے مبارک بریں فقیر اوروند فرمودند فرزند من میں مسئلہ کہ گفتم بنویسید پس بنشتم تا لیخ مذکور میں بعد ادا سے نماز ظہر کے بندہ خدمت میں حاضر تھا بات مکاشفہ و مشاہدہ سے میں کھٹی فرمایا کہ اول سالک کو زمین کا مشاہدہ ہوتا ہے جو کچھ روئے زمین پر ہے، سب کو دیکھتا ہے بعد اسکے جو کچھ زمین کے پیٹ میں ہے وہ منکشف ہوتا ہے جیسے کشف قبور اور احوال مردوں کا، اور جو کچھ کہ زمین کے نیچے ہے جیسے سونا چاندی خزانے وغیرہ بعد اس کے جنوں پیروں کا مشاہدہ ہوتا ہے ان کو دیکھتا، بعد اس کے آسمان کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ جیسے فرشتے اور بہشت و عرش کرستی و لوح قلم اور جوآن کے سواست بعد اس کے ارواح کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ بعد اس کے روحانیوں کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ یعنی مردان غیب کا جسے

وہا جگہ کا پتہ بتانے سے چاہتا ہوں

وہا جگہ کا پتہ بتانے سے چاہتا ہوں

ابدال و اذکار و نقبار و نجبار و قطب ان کو دیکھتا ہے اور ان کے غیر کو
 بھی بعد اس کے اولیاء کا مشاہدہ ہوتا ہے بعد اس کے انبیاء علیہم السلام
 کا مشاہدہ ہوتا ہے اور صحابہ و تابعین کا بعد اس کے اپنے پیغمبر حضرت محمد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ بعد اسکے مشاہدہ حق
 کا متجلی ہوتا ہے یہ مقام وصال کا ہے، واصلوں سے ہوجاتا ہے مناسب
 اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
 قدس اللہ روحہ منبر پر خلق کو تذکیر و اعطاف فرماتے تھے اسی اثنا میں
 منبر سے اتر آئے اور پیچھے کے زینے پر بیٹھ گئے اور خلق کی طرف پشت
 کی اور منبر کی طرف موٹہ کیا یا ادب تمام سر جھکایا اور بیٹھ گئے، وعظ سے
 رک گئے اہل مجلس نے کہا شاید شیخ دیوانے ہو گئے۔ ان کا ایک زبانہ
 تھا اس نے پوچھا کیا تھا کہ آپ اثنارتذکیر میں منبر سے اتر آئے اور
 آخری زینے پر بیٹھ گئے اور خلق کی طرف پیٹھ کر دی فرمایا کہ محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ منبر پر بیٹھے میری کیا مجال کہ میں حضرت
 رسالت پناہ کے برابر بیٹھوں اور انکی طرف پشت کروں یہ ہے مشاہدہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، اسکے بعد مشاہدہ حق کا طالع ہوتا ہے پس اسے مبارک بریں
 فقیر اور زند فرمودند فرزند من این فائدہ مکاشفہ کہ کفتم بنویسید پس نوشتم

پیسویں تاریخ ماہ رمضان شب جمعہ وقت تہجد

کے اس فقیر کو حجرے سے طلب کیا اور اپنے پہلو سے راست میں مائل بٹھایا

فرمایا فرزند من مربع بیٹھ یعنی چار زانو جیسا کہ میں بیٹھا ہوں خود بھی مربع بیٹھے
 جیسا کہ میں ذکر کرونگا تو بھی ویسا ہی کرتین بار کلمہ کہا اول و آخر آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا لائے لغی میں مد کیا۔ اور بائیں طرف
 سے سیدھی طرف لے گئے۔ وہاں تک کہ دم تمام ہو گیا۔ پھر اثبات
 بائیں طرف کیا۔ فرمایا فرزند من میں نے یہ تلقین ذکر کچھ کوئی تو یہی اسی
 ہیئت پر کہہ، میں نے ویسا ہی پہلے سے مبارک میں بیٹھے ہوئے کہا۔
 پھر فرمایا کہ میں اس تلقین ذکر کی تا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اسناد رکھتا ہوں، جس کو میں تلقین کروں تو اس کے اسناد صحیح ہوگی۔ بعد
 اس کے دعا کی اللھُمَّ رَبَّنَا اخْتِمْ أُمُورَنَا بِحَدِيثِ الْكَلِمَةِ الطَّيِّبَةِ أَوَّلًا
 وَاخِرًا دَرْدًا شَرِيفًا پڑھا۔ پھر دئے مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا فرزند
 من اس تلقین ذکر کو لکھ، مع اسناد اسامی مشائخ کے کہ جن سے دعا گو کہ
 تلقین ذکر کی اجازت پہنچی ہے قال شیخ الاسلام امین اللہ فی الزنا
 قطب المحققین امین الملة والدين محمد قدس اللہ روحہ رَوْنَا عَنْ
 عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَرَّمَهُ اللَّهُ وَحَمَّرَانَهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 دَلَّنِي عَلَى اقْرَبِ الطَّرِيقِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَافْضَلِهَا عِنْدَ اللَّهِ وَاسْمُهَا
 عَلِيٌّ عِبَادَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مَا وَصَلَتْ
 إِلَى النَّبِيِّ فَقَالَ عَلِيُّ وَمَا ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مِمَّا أَوْمَرَ بِالذِّكْرِ فِي
 الْخَلْقَاتِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَهَكَذَا فَضِيلَةُ الذِّكْرِ وَكُلُّ النَّاسِ ذَاكِرُونَ قَالَ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عَلِيُّ لَا تَقُومُ السَّاعَةَ وَحَلِيَّ وَجْهَ الْأَرْضِ مِنْ يَقُولُ اللَّهُ

فـ تلقین ذکر کی اجازت

الله ثم قال علي وكيف اذكريا رسول الله قال اسمع مني حتى اقولها قلت
 وانت تسمع ثم قلها ثلثا وانا اسمع ثم قال رسول الله لا اله الا الله فسمع
 علي من رسول الله ثم قال ما اسمع منه ثلثا فاجاز لدا ان يلقن غيره
 فلقن الحسن البصري مجيزا له فسمع الامام الحسن البصري من علي فقال
 مثل ما سمع منه ثم سمع الامام الجيب العجمي من الامام الحسن فقال
 مثل ما سمع منه ثم سمع معروف الكرخي من الامام الطائي فقال مثل ما
 سمع منه ثم سمع الامام السري السقطي من الامام المعروف فقال مثل ما
 سمع منه ثم سمع الامام الجنيدي من الامام السري فقال مثل ما سمع منه
 ثم سمع الامام احمد بن حنبل من الامام الجنيدي فقال مثل
 ما سمع منه ثم سمع الامام الشيخ ابو حفص عمر بن محمد بن عمر بن السمردي
 من الامام احمد فقال مثل ما سمع منه ثم سمع الامام الشيخ خياط الدين
 ابو نجيب عبد القاهر بن الامام عبد الله السهمي روى من الامام ابو حفص
 فقال مثل ما سمع منه ثم سمع الامام الشيخ قطب الدين ابو رشيد احمد
 بن محمد الحنفي الاكبري من الامام ابى النجيب فقال ما سمع منه ثم سمع
 الامام الشيخ ركن الدين ابو الغنائم بن مفضل بن ابى القاسم الجيب
 السعدي من الامام الاكبري فقال مثل ما سمع منه ثم سمع الامام الشيخ
 اصيل الدين ابو الحسن بن محمد الشيرازي من الامام ابى الغنائم
 فقال مثل ما سمع منه ثم سمع الامام الشيخ اوجل الدين عبد الله بن
 مسعود البلباني من الامام الاصيل فقال مثل ما سمع منه ثم سمع الامام

سمع الامام داود الطائي من الامام الجيب فقال مثل ما سمع منه ثم

شیخ شیوخ الاسلام امین الملتہ والدین محمد بن عمر من الامام اوحید
 فقال مثل ما سمع منه ثم سمع امام المسلمين قدوة المحققين امام الدين
 محمد بن ابيه الامام امين الدين قدس الله احواله ورحمة الله
 عليهم اجمعين ثم سمع الامام الهمام قطب الانام شيخنا واستاذي السيد
 الجيد الشريف الشيخ الكامل والمكمل والواصل والموصول الى الله
 الغنى ابو عبد الله جلال الدين حسين بن احمد بن محمد البخاري
 الحسيني ضايع الله جلال قدره وملكه الله ظلال عمره امين ثم سمع
 هذا الفقير المؤلف الحريقي بشر اثر الذنوب الغريق في امواج هصر اثر
 العيوب المحتاج الى الصمد المغنى ابو عبد الله هلاء الدين علي بن سعد
 بن اشرف بن علي القرشي الحسيني تاب الله عليه واعزاه بالطاعة ممن
 شيخه واستاذة سلالته الانبياء وحقبة الاولياء المذاكر المشهور فقال مثل
 ما سمع منه وكان ذلك في ليلة الجمعة بوقت التمجيد العشرين من شهر
 رمضان ثلثت احدى وثمانين وسبعمائة يعني شيخ امين گا زروني حرمته الله
 عليه نے کہا کہ ہم نے امیر المؤمنین علی کریم اللہ وجہہ سے روایت کی،
 انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا
 رسول اللہ آپ مجھے وہ راہ بتائیں کہ جو نزدیک تر ہو طرف پہنچنے خدا کے
 اور فاضل تر ہو نزدیک اللہ کے اور آسان تر ہو اللہ تعالیٰ کے بندوں پر

یہ عجب حسن اتفاق ہے کہ خاکسار کو بھی تہجد کے وقت تین بکے شب کے اتفاق اسکے
 لکھنے کا ہوا ولہذا الحمد للہ حسن اتفاق ۱۲

پس آپ نے فرمایا اے علیؑ میں تجھ کو وہ راہ بتاؤں کہ جس سے میں درجہ نبوت
 کو پہنچا ہوں، پس حضرت علیؑ نے کہا وہ کیا ہے یا رسول اللہؐ فرمایا ہدایت
 ذکر کی خلو توں میں، حضرت علیؑ نے کہا فضیلت ذکر کی ایسی ہے۔ ذکر تو
 سب لوگ کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے علیؑ تو خاموش رہ قیامت قائم
 نہ ہوگی، اور روئے زمین پر کوئی ذکر نہ کرے کہ اللہ اللہ کہے حضرت علیؑ نے کہا
 یا رسول اللہؐ میں کیونکر ذکر کہوں آپ نے فرمایا تو سن مجھ سے، یہاں تک
 کہ میں تین بار کہوں اور تو سن جب میں فارغ ہو جاؤں تو تین بار کہہ اور
 میں سنوں، پس آپ نے عین بار لا الہ الا اللہ کہا ساتھ ساتھ کہے حضرت علیؑ
 نے آپ سے سنا اور آپ کے دو بیویوں تین بار کہا جیسا کہ سنا پھر آپ نے
 اجازت دی کہ دوسرے کو تلقین کریں حضرت علیؑ نے امام حسن بصری کو
 تلقین کی، پس انہوں نے ان سے سنا پس کہا جیسا کہ ان سے سنا پھر امام
 عبید عمی نے امام حسن بصری سے سنا۔ پس کہا جیسا کہ ان سے سنا پھر امام
 داؤد طائی نے امام عبید عمی سے سنا پھر امام معروفؒ نے امام داؤد
 سے سنا پھر سری سقطی نے امام معروفؒ سے سنا پھر امام حنیف نے امام سری سقطی
 سے سنا پھر امام شاذان بصری نے امام حنیف سے سنا پھر امام ابو حفص عمرو نے
 امام احمد شاذان سے سنا پھر امام حنیف الدین ابو النجیب نے امام ابو حفص سے
 سنا پھر امام قطب الدین ابو شیبہ نے امام ابو النجیب سے سنا پھر ابو الغنائم
 نے امام قطب الدین سے سنا پھر امام اہل الدین نے امام ابو الغنائم سے
 سنا پھر امام ابو الحداد الدین نے امام اہل الدین سے سنا پھر امام امین الدین گادرونی

نے اپنے چچا امام ادرع سے سنا پھر امام امام الدین نے اپنے بھائی امام امین الدین سے سنا پھر امام ہمام قطب امام مشہور شیخ جلال الحق والدین دامت برکاتہ اس فقیر کے فسخ واذ ستاؤ نے امام امام الدین سے سنا پھر اس فقیر نے اپنے فسخ و استاذ مذکور سے سنا۔ شب جمعہ وقت تجدیس میں ماہ مبارک رمضان ۱۰۸۱ھ ہجری کو جملہ مشائخ مترو ہیں اس فقیر نے سترہ واسطوں سے تلقین ذکر کو سنا الحمد للہ علی ذلک ایضاً ایک عزیز نے پوچھا کہ جس وقت یہ دعا پڑھیں اللہم یا دائم الفضل علی البریۃ تو امین کہیں جواب فرمایا کہ امین کہیں اسلئے کہ امر معنی میں ہے آئی اِدْمَر عَلَیْنَا فَضْلَكَ یعنی اے اللہ تو اپنا فضل ہم پر دائم رکھ ایضاً فرمایا کہ مبلغات عشر میں جس وقت اس دعا میں پوچھیں اللہم اغضنی ولو الدائی و لمن تو الذا تو جس شخص کے بھائی بہن اعیانی ہوں وہ اسی طرح کہے کیونکہ مصداق تفاعل کا واسطے اشتراک کے ہے اور جس شخص کے بھائی بہن اعیانی اور علاقائی دونوں ہوں تو وہ و لمن و لدا پڑھے تاکہ علاقائی خارج نہ ہو جائیں اور دعا گو کے اعیانی بھائی بھی ہیں اور علاقائی بھی اسلئے میں و لمن و لدا پڑھتا ہوں تاکہ وہ محروم نہ رہ جائیں۔ پھر اس فقیر سے اور یاران اعلیٰ سے فرمایا کہ اس طریق کو لو، یہ غریب ہے اس کو کم کوئی جانتا ہے ایضاً فرمایا من قرأ هذا الدعاء بعد صلوة الفجر حفظ من الغنم اللہم انت الخالق وانا المخلوق

یہ دعا ہے حفظ من الغنم اللہم انت الخالق وانا المخلوق

لے اس توجیہ کی بنا پر ولدا میں اعیانی بھائی بہن بھی داخل ہو جائینگے اعیانی ماوراء بھائی بہن کو کہتے ہیں پس تینوں قسم کے بھائی بہنوں کو دعا شامل ہوگی و انت اعلم ۱۲

فَمِنْ يَدِ عُوَالْمَخْلُوقِ إِلَّا الْخَالِقَ وَهُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْبَاقِي فَسُبْحَانَ
 تَوَحَّدَ بِالْمَلِكِ وَالْعَظِيمَةِ وَالْكَبِيرِ يَا عِزُّ الْجَبْرُوتِ وَالسُّلْطَانِ وَالْحَرَمِ
 وَالشَّرَفِ وَالْحَوْلِ وَالْقُوَّةِ يَا وَدُودِ يَا غَفُورِ يَا مُعِينِ يَا مُسْتَعَانَ
 يَا أَحَدًا يَا حَمْدًا يَا فَرْدًا يَا وَثْرًا يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا بَدِيعَ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ يَا لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى
 مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ أَلْفَ صَلَوَاتٍ وَحَسْبِيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ
 مُحَمَّدٍ أَلْفَ أَلْفٍ تَحِيَّةٍ وَسَلَامٍ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ السَّلَامُ
 بَعْدَ دَانِقَامِ الْأَنَامِ وَقَطْرَاتِ الْغَمَامِ يَعْنِي جَوْ كَوْنِ اسْمِ دَعَا كَوْبَعْلَمَانِ
 فَجَرِ كَيْ طَرَسَ تَوَدَّ سَبَبِ بَرَكَاتِ اسْمِ دَعَا كَيْ زَمَانَةِ كَيْ فَتَنُونَ سَعَى
 مَحْفُوظًا هُوَ - فَهَذَا اسْمُ نَبِيِّهِ سَعَى فَرِيَا فَرْدِ نَدْمِنِ لَمْ - أَوَّلُهُ هَمِيشَةُ بَعْدَ نَمَازِ فَجَرِ كَيْ طَرَسَا
 كَرِيءِ دَعَا كَوْبَعْلَمَانِ هُوَ أَوَّلُهُ نَبِيٌّ لَمْ سَبَبِ يَارُونَ سَعَى كَبَرِ دِيَا سَعَى
 أَوَّلُهُ مَوْلَانَا سِرَاجِ الدِّينِ آدَامِ سَعَى كَبِي كَبَرِ دِيَا سَعَى كَبَرِ دِيَا سَعَى كَبَرِ دِيَا سَعَى
 فَائِدَةُ بَيَانِ فَرِيَا كَيْ حَبِ سَبْعَاتِ هُنَّ اسْمِ دَعَا كَوْبَعْلَمَانِ اللَّهُمَّ يَا رَبِّ
 أَفْعَلْ بِي وَجْهِي عَاجِلًا وَآجِلًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مَا أَنْتَ
 لَكَ أَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَكَ أَهْلٌ تَوَاسَى فَادَسَى كَبِي
 كَرِيءِ طَرَسَى اسْمِ كَيْ هَمِ مَعْنَى هُوَ - شَيْخُ عَارِفِ حُدْرَةِ الْحَقِّ وَالِدِ ابْنِ قَائِسِ سَعَى
 كِي كَبِي هُوَ سَعَى

يَا رَبِّ تَوَفِّعْ بَدْنِي كَمَا تَكُونُ بِأَمْنٍ تَوَهَّانِ كُنْ كَيْ بَدَانِ مَعْرُوفِي

سَعَى لَمْ سَعَى هَمِيشَةُ لَمْ كَيْ زَمَانَةِ كَيْ هَمِيشَةُ لَمْ كَيْ زَمَانَةِ كَيْ

إِنَّ اللَّهَ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَعْرِفَةِ يَعْنِي مَن تَوَابَهُ كَرَامَتُهُمْ
 اَوْ تَوَابَهُ مَغْفِرَتُهُمْ لَيْسَ تَوَابَهُ مَغْفِرَتُهُمْ اِذْ تَابِي فَرَمَا لَيْسَ رُوْنِي
 مَبَارَكِ طَرَفِ اِنْسِ فَقِيْر كِي لَانِي فَرَمَا يَنْزِلُ مِنْ لَوِيْسِ نِي سَبِي يَارُوِي
 سِي كِهِي دِيَا سِي - اُھِيُوِي نِي اِنْسِ كُوِيَا سِي لِيْعْنِي يَارُوِي كُوِيَا سِي - اُوِي
 كِيْجِي كِيْجِي مَحْزُوْمِ دَامَرْتِ بِرِكَا تِهْ اِنْسِ مَنظُوْمِ كُوِيْعَارِ دَعَا نِي مَذْكُوْر كِي مَهْنِ يَارُوِي
 تَكْرِيْمِ كَرْنِي هِيُوِي - اُوِي اُوِي دَاخِرِ دُوْرُوْمِ خَيْرِ لِيْفِ پُٹھِي هِيُوِي اُوِي گَاھِ گَاھِ رُوِي
 هِيُوِي نَالِهْ دُوْرُوْمِ كَرْنِي هِيُوِي اِيْضَا فَرَمَا يَا خَيْرِ مَن هِيُوِي اِنْسِ يَوْمَا جَا عَرَابِي
 اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَن مَسَّكَ
 الْبَادِيَةُ وَبَعْدَ مَا الْمَصْرُ لَا تَقْدِرَانِ نَهَيْتِ الْجُمُعَةَ وَنَحْنُ مَحْرُوْمُوْنِ مِنْ فَضِيْلَتِ
 الْجُمُعَةِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عَرَابِي صَلِّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْاَشْرَاقِ عَشْرَةَ
 رَكَعَاتٍ عَلٰى هَذَا التَّرْتِيْبِ صَلِّ رَكَعَتَيْنِ تَقْرَأُ فِي الْاُولٰى بَعْدَ الْفَاتِحَةِ الْفَلَقِ
 وَفِي الثَّانِيَةِ النَّاسِ فَاِذَا فَرَعْتَ اِقْرَأْ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَفِي رُوَايَةٍ
 عَشْرَ مَرَّاتٍ فَبَعْدَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ اٰخِرَى بِسَلَامِيْنِ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ بَعْدَ الْفَاتِحَةِ
 اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَقُلِ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ خَمْسًا وَعَشْرِيْنَ مَرَّةً وَبَعْدَ الْفَرَاعِ
 سَبْعِيْنَ مَرَّةً سُبْحَانَ رَبِّ الْعَرْشِ الْكَبِيْرِ نِيْمٍ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
 اَعْلَى الْعُظَمٰى وَسَبْعِيْنَ مَرَّةً اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَسَبْعِيْنَ مَرَّةً الصَّلَاةَ عَلٰى النَّبِيِّ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَانَ مَا صَلَّيْتُ فِي كُلِّ مَسْجِدٍ مِنْ الْاَقَالِيْمِ وَكُلِّ مَسْجِدٍ مَقْبُوْلَةً
 ثَبَتَتْ فِي دِيُوَانِي فَكَانَ مَا يَجْعَلُ عَلٰى اَرْبَعَةِ كُتُبِ مَنْزِلَةِ التَّوْرَةِ وَالزَّبُوْرِ
 وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ لَيْسَ اِلَّا اَمِيْرٌ مِّنْ اَمِيْرِيْنَ فَقِيْرٌ اُوِي دُوْرُوْمِ فَرَمُوِي دَاخِرِ دُوْرُوْمِ

باب في ذكر عباد الله
 وروايت ابي جعفر عليه السلام

بگیرید دعا گو ہر جمعہ ماہ میگزادہ یعنی ایک دن ایک بروی طرف رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیا پس عرض کیا یا رسول اللہ ہم جنگل کے رہنے والے ہیں
اور شہر ہم سے دور ہے ہم قدرت نہیں رکھتے ہیں کہ جمعے کی نماز پڑھیں اور
ہم جمعے کی فضیلت سے محروم ہیں آپ نے فرمایا اے اعرابی تو جمعے کے
دن بعد اشراق کے دس رکعتیں پڑھا اس ترتیب پر دو رکعتیں پڑھ پہلی رکعت
میں بعد فاتحہ کے سورہ فلق اور دوسری میں سورہ ناس پھر تو جس وقت فارغ
ہو جائے تو سات بار آیت الکرسی پڑھ اور ایک روایت میں دس بار پھر بعد
اس کے آٹھ رکعتیں اول پڑھ دو سلام سے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے اذکار
نصرت اور قل ہو اللہ احد پھر بار اور بعد فراغ کے ستر بار سبحان رب العرش
الکریم ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم اور ستر بار استغفر اللہ اور ستر بار نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پس گویا اس نے اقا لیم کے ہر مسجد میں نماز پڑھی
اولیٰ کاتب مقبول حج اس کے نامہ اعمال میں ثبت ہو گئے پس گویا وہ عمل کرتا
ہے چاروں کتابوں منزل پر تو رات و روز و نخل و فرقان ایضا فرمایا خیر سے
من جعل الجمعة ثم قعد وقرأ الفاتحة سبعا وقل هو الله احد سبعا وامتون

فدوعائے غنائیہ نماز جمعہ

لہ جامع صغیر میں ایک حدیث یہ بھی ہے من قرأ اذا سئل امام یوم الجمعة قبل ان
یتنی رجلیہ اسی قبل ان یتنی رجلیہ عن حالتہ التي هو علیہا فی الشہد فاتحة الكتاب
وقل هو الله احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس سبعا من المرات
غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تاخر قال المناوی ای من الصغائر اذا اجتنبت
الکبائر ابوالاسعد القشیری فی کتاب الریحین عن انس وروایت ضعیف ۱۲

سبعاً وقرأ بعد ذلك هذا الدعاء اللهم يا غني يا حبيد يا همدا يا معيد
يا رحيم يا ودود اكفني محلاتك عن حرامك ويطاعتك عن تعهيتك
ويفضلك عن سواك فقال من دوام على هذا اغناه الله تعالى عن

خلق ويزرقه من حيث لا يحتسب پس روئے مبارک ہیں نیکر آرونا فرمودہ
فرزند من بعد فراغ دوگانہ جمعہ رام ہیں عمل کنید دعا گو مدام میخو انا چنانکہ ہے سنیہ
اثر تمام است ایضاً فرمایا کہ دعا گو نے چند چاشنی واقعہ یعنی خواب ہیں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے واسطہ سنی ہیں اس کا قصہ یہ ہے کہ مولانا
شمس الدین مجاور کہ واسطے غرض اپنے شیخ کے غلبہ خریدنے اور کہتے تھے
لوگ ان کو متکبر کہتے اور اختکار نزدیک فقہا کے ممنوع سے، اور متکبر ملعون سے
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واقعہ میں دیکھا کہ آپ نے فرمایا
لا المتکرم ملعون لو اختر یعنی ایسا نہیں ہے جو کہ خلق کہتی ہے، متکبر ملعون ہے
اگر ضرر پہنچا دے، وہ بد نیت غرض پر اپنے کے غلبہ جمع کرتا ہے لکل امری
ما فوی یعنی ہر مرد کے لئے وہ ہے جو اس نے نیت کی دوسرا خواب یہ ہے
کہ میں مکہ مبارک میں تھا میں نے واقعہ میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہیں اور ایک جماعت خلق اچھ کی آپ سے ساتھ تیغ دیر و سپر کے محاربہ
کرتی ہے پس آپ نے روئے مبارک دعا گو کی طرف کیا اور فرمایا ولدی ان دھڑ
کیف یفعلون یعنی اسے فرزند دیکھو کہ یہ خلق اچھ کی کس طرح میرے ساتھ
محاربہ کرتی ہے اور یہ وہ بات تھی کہ اچھ کے کچھ رنگ بدعتیں ظاہر کرتے تھے
پس دعا گو نے مکے سے یہ حدیث خواب کی مع قصے کے بھیج دی اور اس بدعت

ج. احادیث مرویہ بخیر و تم قیسی سرور خواب

سے میں نے ان کو منع کر دیا انہوں نے ان عتوبوں کو چھوڑ دیا الحمد للہ تفسیر
 خواب یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ میں دیکھا کہ آپ
 طرف دعا گو کے متوجہ ہوئے اور فرمایا عَطَّ فَقَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا
 یعنی اے فرزند تو عَطَّ کر، مقرر قریب ہے کہ سورج مغرب سے نکلے حروف
 قدیموں واسطے تقریب کے ہے یہ بھی فرمایا کہ جس وقت دعا گو دینیہ مبارکہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھا تو میں روضہ مقدسیہ نبوی میں جاتا،
 پائنٹی کی طرف سلام کرتا۔ اور اسی جگہ مشغول ہو جاتا تھا زیارت کرنے والے
 دعا گو کے آگے تکلف گزرتے تھے، میں نے روضے سے آواز سنی
 ولدی لا تقدرین یدای زواری یعنی اے فرزند میرے، تو کھڑا مت ہو
 واسطے نماز کے روپو میرے زانووں کے، پس میں اس جگہ سے دور
 ہو گیا اور گوشہ روضہ میں دیوار کے آگے مشغول ہو گیا۔ میں نے تحقیق کر لیا
 کہ آواز حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور یہ بات دن میں بجائے
 پیداری لکھی پس اس بات کو مدینے کے شریفوں نے سنا یہ خبر منتشر ہو گئی۔
 لوگوں نے یقین کر لیا کہ دعا گو نبی ہے بشہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے پس آل امیر کبیر کے منبر میں فقیر اور نادان فرمودنا فرزند ناسی اس اتحاد
 بنویسید خدایت کو دم بستم۔

ایضاً فرمایا کہ تنگی کے وقت پٹھیں کشائش کہیں

يَا حَقِّ الْاَلَطَافِ اَدْرِكْنِي فِي وَحْتِي هَذَا اَلْجَمْعُ هُوَ اَدْرِكُنَا فِي وَقْتِنَا هَذَا اَلْهَيْبِ

ف حضرت خدیوہ قدسی سرہ شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بت ہیں

اول و آخر میں درود شریف پڑھیں ایضاً فرمایا کہ بیماروں کے اچھا ہونے کی نیت سے ایک سو گیارہ بار یا سلام کہیں وہ مرض صحت سے بدل جائے شرح نورونہ نام میں بھی ذکر کیا ہے۔ درود شریف پڑھیں اور توسل کریں۔ اللہی
 تَوَسَّلْتُ بِحَدِّ الْأَسْمَاءِ كُنْ تَعَاوِي جَمِيْعَةً مِّنْ حَتَّى الْمَسْلُوْبِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

ایضاً ذکر فتوری کا نکلا

فرمایا جبکہ سالک میں بے ادبی آ پڑتی ہے تو وہ محجوب ہو جاتا ہے مثل السافلین میں جاگرتا ہے۔ مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ یہ بھی طغواوی دعا گو سے تعلق رکھتا ہے۔ اہل مکاشفہ تھا ایک وقت رکھتا تھا۔ اس بار کہ میں شہر میں آیا وہ حج سے نزدیک میرے آیا کہ مجھ پر قرض بہت ہے تو میں نے اس کے واسطے بادشاہ سے سعی کی کہ حاجی سے چند حج کئے ہیں اور سالک و اہل مکاشفہ ہے، بادشاہ نے اس کو کچھ دیا۔ میں نے سنا کہ وہ بجاہ میں پڑ گیا، وہاں تک لوبت پہنچی کہ وقطع نظره علی بعض الامار د یعنی اس کی نظر کسی امر د بے ریش پر پڑ گئی تو وہ محجوب ہو گیا، در نظر حال میں جملہ ست یعنی دیکھنے میں تو حال اس سب سے کہ محجوب ہو گیا اس بچار سے آدمی کی کس حد تک بعد و دوری اللہ سے ہو گی کہ جو وہ فعل کرے نزدیک ہے بات دین میں ہے اور اس وقت بھی وہ میرے پاس نہیں آتا ہے کہ تو یہ کہ اس بات یعنی پیسوں کو میں نے سارے یاروں کے واسطے دعا کی ہر چند میں

۱۲ اصل کا یہ لفظ ہے کہ بزرگوار اور اللہ ختم ۱۲ اصل کا یہ لفظ ہے بادشاہ اور اچیز ۱۲

نے چاہا کہ نام محمد طغاری کا لون اٹھا زبان پر نہیں آیا۔

ایضاً ذکر طلب کا مکمل

فرمایا کہ طالبین میں قسم ہے ایک تو دنیا کے طالب ہیں وہ لاشیٰ ہیں یعنی کچھ نہیں ہیں۔ ایک عزیزینے عرض کیا کہ آپ لاشیٰ فرماتے ہیں کہ لاشیٰ تو شئی ہے اور طالب دنیا کا شے بھی نہیں ہے۔ دوسرے آخرت کے طالب ہیں وہ حق کے طالب ہیں۔ اسلئے کہ رویت حق تعالیٰ کی بہشت ہے لیکن وہ طلب میں غم رکھتے ہیں طلب محض اُس کی نہیں رکھتے ہیں تیسرے طالب محض اُس کی ذات کے ہیں وہ لوگ معالیٰ الہم یعنی عالی بہت اور واصل ہیں بعد اس کے فرمایا قال المشائخ الصوفیة الناس علی ثلاث فرق رجل ونصف رجل ولا شئی فالرجل الواصل ونصف الرجل الطالب ولا شئی طالب الدنیا لان الشئی اذا خلا عن المقصود جازف فیہ كما قال الشاعر

لا شئی عندی کل من طلب الدنیا والقاهرین فوعدوا بطال
لطالبین قسا بہ برحبا لہم والواصلون الی الجیب رجال
بس بسے مبارک طرف اس فقیر کے لئے اور فرمایا فرزند من اس کو لکھ لو جو
میں نے کہا یعنی مشائخ نے کہا ہے کہ آدمی تین قسم میں ایک تو پورا مرد ہے
دوسرا نیم مرد ہے تیسرا کچھ چیز نہیں ہے بس پورا مرد تو وہ ہے کہ واصل ہے
اور ادھار طالب ہے کہ ہنوز طلب میں ہے بمقام وصال کو نہیں انجام دیا ہے
تیسرا کچھ چیز نہیں ہے، وجود اُس کا مثل عدم کے ہے، دلیل یہ ہے کہ جب

کوئی چیز مقصود سے خالی ہو تو دود کرنا اس کا رد ہے معنی عربی رباعی کے یہی
 ہیں اور دونا اصل اس کی دنیا ہے ورنہ نظم کی جہت سے یا کہ حذف کر دیا
 اور ابطال جمع ہے بطل کی اسے شجاع یعنی شیر مرد اور اسی بیسویں رات
 میں مسعود و ریش شروع نماز تراویح سے قراغ تک رکوع میں رہا اور کچھ
 نہ پڑھا اور وہ منجملہ طعام کے جیسے کپھوں چاول کچھ نہیں کھاتا تھا، کچھ میوہ کھا
 لیتا تھا۔ اسی پر کفایت کرتا اس کے حق میں فرمایا لا تکن من جمال الصنوف
 فا تھم لصوص الدین و قطاع الطريق علی المسلمین یعنی تو جاہل صرفیوں
 سے مت ہو کیونکہ وہ تو دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن ہیں۔

ایسویں تاریخ ماہ رمضان روز تندر وقت چاشت کے

بندہ خدمت میں حاضر تھا لے مبارک طرف فقر کے لئے فرمایا فرزند من
 سبق پڑھیں نے شروع کیا، ترتیب اس میں کئی کہ سالک نہ سوئے یہاں
 تک کہ جو سورہیں رات میں بدایت کی گئی ہیں ان کو نہ پڑھے ثبوت القلوب
 میں ذکر کیا ہے کہ جیسے سورہ یس وحم، دخان، والم تنزل و تبارک الذی
 اور اگر ان سورہوں کا خیال نہ رکھے اور یاد نہ ہوں تو دو بست پنجاہ بار سورہ
 اخلاص پڑھے کہ یہ ہزار آیتیں ہیں حدیث صحاح میں ہے کہ جب تک رات
 میں پانچ کام نہ کرے نہ سوئے لا تناموا حتی تختموا القرآن ولا تناموا حتی
 تغزوا فی سبیل اللہ ولا تناموا حتی تجزوا ولا تناموا حتی ترشوا رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولا تناموا حتی ترضوا ربہ عن وجل فتجب

العیابۃ وقالوا یا رسول اللہ کیف یفعل هذا فی لیلۃ واحدة فقال علیہ السلام
 من قرأ خمساً وعشراً من سورۃ الاخلاص فکانما ختم القرآن ومن
 قال سبحان اللہ والحمد للہ الی اخرہ عشر مرات فکانما جاهد فی
 سبیل اللہ ومن قال لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم مائتہ مرۃ فکانما حج
 واعتمر من حبلی علی النبی مائتہ مرۃ فکانما ارضی رسولہ صلی اللہ علیہ والہ
 وسلم ومن کثر لا الہ الا اللہ فکانما ارضی ربہ عن وجہ تمییز یعنی رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحاح میں نقل ہے کہ جب تک رات میں
 پانچ کام نہ کر لے نہ سوتے اول ختم قرآن شریف کا، دوسرا غزوات بصرہ حج،
 چوتھا خوشنودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، پانچواں خوشنودی
 اللہ عزوجل کی، صحابہ متعجب رہ گئے عرض کیا یا رسول اللہ یہ پانچ کام
 ایک رات میں کیونکر کر سکتا ہے، فرمایا کہ سکتا ہے جو رکعتی پچیس بار
 سورہ اخلاص پڑھے تو ایسا ہو کہ اس نے قرآن کا ختم کیا، اول
 جو کوئی دوش بار سبحان اللہ والحمد للہ تا آخر کہے تو ایسا ہو کہ غزوات کی
 پہلی اور جو کوئی (سو بار درود پڑھے تو اس لئے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کو راضی کیا ہوا) اور جو کوئی رات میں لا الہ الا اللہ محمد
 رسول اللہ بہت کہے تو وہ ایسا ہے کہ اس لئے خدا سے عزوجل
 کو راضی کیا ہو۔ پھر سوئے مخدوم سے پوچھا گیا کہ بہت کس قدر کہے
 فرمایا کہ داخل ستر بار مروی ہے) اور یہ مخدوم کا معمول ہے، اول
 وسط تین سو ساٹھ بار بعد دیگر اعضا اور اس کے اکثر کی جائیں گے

لہ اور جس لئے کہا لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم سے سو مرتبہ اس لئے حج اور عمرہ کیا۔

باوضو کہے اور ذکر نہ ہوئے یہاں تک کہ نیند غلبہ نہ کرے، جب تک
یہ کام بجالائے گا تو اس کو عاقلوں سے لکھیں گے اور حاضرین سے
اس کو ایشمار کریں گے یہ ساری ترتیب حق میں اس فقیر کے کھٹی آغاز
سبت سے فراغ تک۔

اسی روز مذکور میں ذکر لباس کا نکلا

فرمایا کہ جامہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیشتر یعنی موٹا ہوتا
کھا۔ آپ باریک نہیں پہنتے تھے۔ آپ کا قول ہے کہ من رقی ثوبہ
رقی دنیہ یعنی جس کا کپڑا باریک ہوا تو اس کا دین باریک ہوا اور جب
آپ کپڑا نیا پہنتے تو جمعے کے دن پہنتے واسطے تعظیم کے، تاکہ خلق
کی نظریں افسوس معلوم نہ ہوں اور دوستوں کا دل مسرور اور دشمنوں کا دل
مخزول ہو جائے، پس دوستوں کا دل خوش ہو اور دشمنوں کا دل پھٹا
ہوا بہتر ہے بعد اس کے فرمایا خبر میں ہے کہ کسی رات کو راتوں سے
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرخ کپڑا پہنا کھا، راوی کہتا ہے
کہ میں نے اسے مبارک کر دیکھا کہ چودہویں رات کے چاند سے بھی
زیادہ تر روشن کھا، اور آپ پر علیہ سرخ کھا ایک عزیز نے پوچھا کہ فقہا
نے نعل کپڑے کو مکروہ رکھا ہے جو اب فرمایا فتاویٰ کامل میں ہے
مکروہ لبس الثوب الاحمر والاصفر یعنی لال و زرد کپڑا پہنا مکروہ ہے

لہ غرض از جامہ دفع خود بردست نداد و میل نہ نیت ہر کہ مرد دست

اسی درمیان میں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ شیخ جمال الدین
 قدس سرہ موٹا کپڑا پہنتے تھے، ایک تنگہ بازار میں بیٹھے اس کی ایک
 چادر لائے ٹینوں کیڑے پکڑی دکتا اور ازار اسی چادر سے بناتے
 ان سے پوچھا کہ تم موٹا کپڑا کیوں پہنتے ہو جواب دیا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موٹا کپڑا پہنا ہے میں کون ہوں کہ موٹا کپڑا
 نہ پہنوں؟ نہ ہے و قال بعد اس کے فرمایا کہ ایک دن ام المومنین حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے آپ کا مل اور ازار عجب بڑے کے پاس باہر لائیں اور کہا اے
 یاہ ان پیغمبر اسی میں پہنے ہوئے آپ کی روح پر فتوح قبض ہوتی
 فرمایا کہ دعا گو نے مدینہ مبارک میں اس گلیم و ازارہ کی زیارت کی ہے
 اور میں نے بوسہ دیا اور سر و آنکھ پر رکھا ہے یہ دلیل ہے آپ کے
 موٹا کپڑا پہنتے پر اور وہ گلیم و ازارہ شیعہوں شریعوں کے پاس ہے
 اور اکثر ان میں سے روافض کا مذہب رکھتے ہیں۔ بدین ہیں، اگر
 امیر المومنین حضرت ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا نام سنتے ہیں تو
 لعنت کرتے ہیں اور دشوار سمجھتے ہیں، اسی درمیان میں ایک عربی نے
 کہا کہ بندگی مخدوم یعنی حضرت مخدوم نے تقوت علم ان کو الزام دیا
 ہوتا۔ فرمایا کہ میں نے ان کو الزام دیا ہے میں ایک دن مدینہ مبارک
 میں ان کے در سے میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ قرآن شریف و احادیث

ف حضرت مخدوم نے گلیم و ازار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے

متبرک سے تمسک کرتے ہیں اور بدوں ہمارے کے اپنے طرف سے انہوں
 کی تاویل کرتے ہیں پس میں بزبان سعادت پیش آیا اور میں نے عربی
 میں کہا انا اخرکم اسما لکم مسئلة اسمعوا منی یعنی میں تمہارا بھائی
 ہوں یعنی تم بھی تیرے ہوتے ہو تم مجھ پر خفاست ہو میں تم سے ایک مسئلہ پوچھتا
 ہوں۔ تم اس کو مجھ سے سن لو کہا قل یعنی کہہ اور پوچھا لے مذہبک
 یعنی تیرا کون سا مذہب ہے میں نے کہا مذہب ابی حنیفة الی الخیار او
 فی بخاری یعنی مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مع جملہ آباء و اجداد
 کے بخاری میں پھر میں ان پر ساتھ آیت کے پیش آیا اور میں نے کہا
 کہ انتم تقولون مجواز مسح الرجل لقوله تعالیٰ و امسحوا برؤسکم
 وارجلکم عطفاً علی برؤسکم بالجرو ترکتم النصب وھاتان القرینتان
 مشہورتان مروئیان اعنی النصب والجرف ترک القراءة المشہور
 لترك الایہ ففی ہاتین القراءتین حالتان الخالۃ الاولى
 فی غسل الرجل وهو العطف علی قوله وجوهکم وایدیکم بالنصب
 والحال الثانية فی التحنن وهو العطف علی فامسحوا برؤسکم بالجرو
 فایاذا ترکتم قراءة النصب فاکھا مشہورۃ ومرویۃ فایش
 جوابکم یعنی تم کہتے ہو کہ پاؤں پر مسح کرنا جائز ہے، اور پاؤں کے
 دہریلے کو فرض نہیں جانتے ہواستے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم مسح
 کرو اپنے سرول کا اور پاؤں کا اور حکم کو نہ میرے پڑھتے ہو اور حکم پر
 عطف کرتے ہو اور نہ یہ کی قرارت کو تم نے چھوڑ دیا ہے اور حکم میں

بنا حضرت محمد ص کا ساتھ آیت اور انہوں سے

دو قرأتیں ہیں اور یہ دونے مشہور مروی ہیں، اس کو زبر سے بھی پڑھا ہے
 اور زبر سے بھی ہیں تم نے زبر کی قرأت کو کیوں چھوڑ دیا، حالانکہ
 قرأت مشہورہ کا چھوڑ دینا مثل آیت کے چھوڑ دینے کے ہے
 پھر ان دونوں قرأتوں میں دو حالتیں ہیں پہلی حالت یعنی ار حکم
 کا زبر سے پڑھنا اور عطف کرنا جو مکہ و ایدیکم پر یہ پاؤں کے
 دھولے میں ہے پس پاؤں کا دھونا فرض ہے۔ اور دوسری حالت
 یعنی ار حکم کو زبر سے پڑھنا اور رو سکم پر عطف کرنا یہ موزہ پہنے میں
 ہے کیونکہ موزہ سے پر مسح عوا ہے، پس تم نے زبر کی قرأت کو جو کہ مشہور
 مروی ہے کیوں ترک کر دیا۔ اب تم اس سوال کا کیا جواب دیتے ہو
 وہ ساکت رہ گئے خاموش ہو گئے ان سے کچھ جواب نہ بنا، بند ہو گئے
 میں نے ان کو الزام سے دیا۔ پھر میں اس جگہ سے اپنے حجرے میں
 جو کہ نزدیک کعبے کے تھا آگیا جبکہ میں نے اس قصے کو متنازع
 علماء و فقہار اہل سنت و جماعت سے کہا تو وہ بولے کہ تو ان سے
 کہہ سکتا ہے ہم نہیں کہہ سکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ پہلے میں نے معذرت
 کر دی تھی، تاکہ وہ خفا نہ ہوں بعد ازاں روسے مبارک بریں فقیر
 اور دندہ گفتن فرزندنا من ہو سید بس بشتم

بایسویں ماہ مذکورہ روز دو شنبہ

کوئٹہ خدمت میں حاضر تھا۔ شیخ رکن الدین اور شیخ نصیر الدین

قدس الشارواجمہا کے اوصاف میں باتیں ہو رہی تھیں فرمایا کہ
 دعا گو دینہ مبارک روضہ مقدمہ نبوی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے سینہ مبارک کے جانب میں سلام کہتا تھا۔ شیخ مدینہ عبداللہ مہربانی
 رحمۃ اللہ علیہ نے دعا گو کا ہاتھ پکڑا، آپ کے پانتھی کی طرف لائے
 اور کہا کہ تو اس جگہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام
 پڑھا، اسلئے کہ یہ شیخ رکن الدین اور شیخ نصیر الدین کا مقام ہے،
 انہوں نے پانتھی کی طرف سے سلام پڑھا ہے، بعد اس کے
 فرمایا کہ مکہ مبارک میں بھی نزدیک خانہ کعبہ کے شیخ نصیر الدین محمود
 کا مصلے ہے، شیخ مکہ عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا گو سے
 کہا کہ بعد اس کے تو اس جگہ مشغول ہوا اور ایک اور جگہ بتائی،
 دعا گو دو مصلوں کے عقب میں مشغول ہوا، میں نے اپنا قیام ان
 کے مصلے کے قیام پر نہیں رکھا میری کیا مجال ہے کہ میں ایسا کروں
 شیخ عبداللہ یافعی اور دیگر مشائخ نے میرے واسطے دعا کی اس
 لئے کہ میں نے اب نگاہ رکھا، بعد اس کے میں دو مصلوں کے
 عقب میں مشغول ہوتا تھا حکایت شیخ رکن الدین قدس سرہ کی
 وفات ہو چکی تھی، اور شیخ نصیر الدین زندہ تھے ایک رات میں نے
 شیخ نصیر الدین کو دیکھا کہ آئے، میں نے ملاقات کی، مجھے منع کیا
 کہ میری زندگی میں کسی سے نہ کہنا اور اسی طرح جمعے اور پیر کی راتوں میں
 حاضر ہوتے تھے فرمایا کتاب میں ہے کل من صحت لہ ولا یتہ یکن

لیلة الجمعة و لیلة الاثنين فی مکة المبارکة و المدة ینته المشرق
 یعنی جس شخص کی مجربیت صحیح ہوتی ہے تو وہ جمعے کی اور پیر کی رات
 میں مکہ مبارک اور مدینہ مشرف میں ہوتا ہے ذرا دیر میں جاتے ہیں
 اور واپس آتے ہیں پس اسے مبارک طرف اس فقیر کے لئے
 اور فرمایا فرزند من یہ نقل صحت ولایت کی لکھ لو، غریب ہے میں
 نے اس طرف سہی ہے حکایت جبکہ دعا گو مکہ مبارک سے اُچھ
 میں آیا اور شیخ نصیر الدین شہر سے ٹھٹہ میں جاتے تھے، سلطان محمد
 نے طلب کیا تھا اُن پوچھا تھا تو وہ خانقاہ میں نزدیک والد محمد دم
 کے اترے، اور کہا کہ تم ماورہ کیوں نہ میرے حق میں خفا ہے مجھے
 ٹھٹہ میں لئے جاتے ہیں۔ مخی دم والد واسطے شیخ کے حمد ہوتے
 چنانچہ اثنائے راہ میں لوٹ آئے، سلطان محمد مر گیا، محمد دم والد کے
 خانقاہ میں اُترے ہم نے اُن کی ضیافت کی، اُن کو مہمان رکھا
 شیخ نے دعا گو سے کہا کہ یہ واقعہ یعنی شب جمعہ اور شب دو شنبہ
 کو خانہ کعبہ میں حاضر ہونے کا میری حیات میں مرت کہو بجا موت
 کے کہو ایسا اخفا کرتے تھے حکایت یہ بھی فرمایا کہ ایک دن میں
 نے مخی دم بزرگ اپنے دادا کو وصیت پر کاتہ خواب میں دیکھا کہ
 تو شیخ کبیر اور شیخ فرید سے تو سل کر اور تعریب اس طرح لکھ الھی
 بحرمۃ الشیخ الکیبر و اامت برکاتہ ان تفعل کذا و کذا اگر وہ شخص
 سدی ہے اور اُن سے تعلق رکھتا ہے تو براور شیخ بہار الدین ہونگے

اور اگر وہ ہندی ہے اور شیخ فرید الدین سے تعلق رکھتا ہے تو مراد وہی ہے۔ ہوں گے، اس سے پہلے دعا گو تعویذ اس طرح لکھتا تھا جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے بِسْمِ اللّٰهِ الْمَلِئِیِّ لَا یُفِیْضُ مَعَهُ اَمْرٌ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاوٰتِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اور مانند اس کے اب اس طرح لکھتا ہوں کہ بحق الشیخ اکبر لفرمان مجاہدوم جدید خود بعد اس کے فرمایا کہ یہ جو بحق کہتے ہیں بر طریق کریم ہے نہ بر طریق و جو اب اور عوام کے حق میں بحق کہنا منع ہے کیونکہ جہاں جانیں گے کہ خدا پر ایسا واجب اور خواص کے حق میں بحق کہنا منع نہیں ہے اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ بر طریق کریم ہے نہ بر طریق واجب اور بیت قصیدہ لامیہ کا پڑھا ہے۔

وَمَا اِنْ فَعَلَ اَحْسَنُ ذَوَا فِئْرَاضٍ هَلْ الْهَادِی الْمَقْدَسِی الْعَالِ
 ان زائدہ ہے اور مانفی کا ہے ای لیس فعل احسن واجبا علی البار
 تعالی لان الالوهیة ما فی الوجوب یعنی اللہ تعالی پر کوئی چیز واجب
 نہیں ہے کہ بر طریق کریم کے، اس لئے کہ خدائی منافی وجوب کے
 ہے، اور یہ آیت پڑھی قولہ تعالی وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلاَّ عَلٰی
 اللہ یرزقہا ای کہ مال و جو بیاس پس روئے مبارک بریں فقیر اور وہ
 فرمود نہ فرزند من این قائمہ نبویسین بنشتم ایضا فرمایا کہ جس
 وقت شیخ نصیر الدین نے وفات پائی تو دعا گو ماہ رمضان میں معتکف
 الیعین تھا، اسی دن شیخ مہیشہ عبداللہ مطری قدس اللہ روحہ گذر

ف منکر بحق جہاں نہیں
 اب اللہ تعالی پر کسی واجب نہیں ہے

کر رہے تھے، مہی کے حجرے میں میرے پاس آئے سلام کیا میں نے
 پہچان لیا کہ شیخ عبدالستد مطری ہیں میں نے ان کا ذکر امام کیا اور سلام
 کا جواب دیا شیخ نے عربی زبان میں کہا فارسی نہیں جانتے تھے کہ
 ما بقی الشیخ قطب الہند الیوم وانا اجمعی فی صلوة جنازہ و انت
 معتکف اعلق الباب وصل صلوة جنازہ من هنا و التخرج وال
 اذہب بک یعنی شیخ مابینہ نے کہا کہ آج قطب ہند نہ رہا یعنی شیخ
 نصیر الدین اور میں مدینے سے آتا ہوں واسطے نماز جنازہ کے
 اور تو معتکف ہے، باہر آنا درست نہیں ہے ورنہ میں تجھے لے
 جاتا، پس تو دروازہ مسجد کاتب کر دے اور نماز جنازہ سے کیڑھ۔

اٹھارہویں ماہ رمضان وقت اشراق کے

میں نے یاروں کو طلب کیا، اور مسجد کا دروازہ بند کر دیا تاکہ کوئی نہ
 دیکھے مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں درست نہیں ہے، مذہب
 امام شافعی رحمہ اللہ میں روا ہے، پس میں نے نماز شروع کی اور تاریخ
 و وقت و ساعت لکھ رکھی، واقعہ اسی طرح تھا اور میت غائب پر جنازہ
 کی نماز پڑھنا آیا ہے اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 ہمراہ صحابہ کے نجاشی بادشاہ حبش پر نماز جنازہ پڑھی ہے اور اس
 باب میں حدیث صحاح کی ہے ان افعالکم قد مات فقوموا وصلوا
 علیہ یعنی تمہارا ایک بھائی مر گیا ہے پس تم گھر سے ہو اور اس پر نماز

بازو فانی نے جو فقیر الدین کا قول لکھا ہے

لا صلوة علی میت البتہ

پھر ہمارے ذریعے میں نہیں ہے صاحب ذریعہ فرماتے ہیں کہ
 ان کے واسطے حجاب کھول دیا تھا انہوں نے جنازے کو حاضر دیکھ
 کر نماز پڑھی جس آدمی کا کہ یہ واقعہ ہوا اس کے واسطے ہمارے ذریعے
 میں بھی روایے ہیں روئے مبارک بریں فقیر اور دنا فرمودہ فرزند
 من این طریق نبویاً لیا اسی در میان ہیں ایک عزیز نے پوچھا
 کہ شیخ کہ عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے
 جنازہ میں حاضر تھے جو اب فرمایا کہ حاضر نہ تھے وہ معتکف الیومین تھے
 جیسا کہ دعا کرتے تھے اور نہ حاضر ہوتے ایک عزیز نے پوچھا کہ
 شیخ دینیہ عبد اللہ مطری معتکف الیومین نہ تھے جو اب فرمایا کہ وہ
 عشر اخیر میں معتکف ہوتے ہیں واسطے متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے، آپ معتکف الیومین نہیں ہوتے تھے اسی در میان
 ہیں ایک عزیز نے پوچھا کہ مشائخ چشت کے اخیر عشرے میں معتکف
 نہیں ہوتے ہیں، اس کی کیا حکمت ہے جو اب فرمایا کہ اعتکاف عشر
 اخیر میں تین روزا نہیں ہیں۔ قیل واجب وقیل مستحب والصحیح انہ سنۃ
 موکدہ یعنی کسی نے کہا کہ واجب ہے اور کسی نے مستحب بتایا اور
 صحیح یہ ہے کہ سنت موکدہ ہے خبر میں ہے کہ ایک وقت رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر غزائیں تھے عشر اخیر کا اعتکاف نیت ہو گیا
 جب آپ لوٹ کر تشریف لائے تو اور دنوں میں اس کی قضا کی
 دس دن معتکف ہوئے بعد اس کے فرمایا کہ شاید مشائخ چشت مستحب

حشر اخیر کے اعتکاف میں تین روزا نہیں ہیں
 حشر اخیر کے اعتکاف میں تین روزا نہیں ہیں
 حشر اخیر کے اعتکاف میں تین روزا نہیں ہیں
 حشر اخیر کے اعتکاف میں تین روزا نہیں ہیں

کی روایت پر عمل کرتے ہیں، یا یہ ہے کہ انہوں نے نفس کا تزکیہ کر لیا ہے۔ اور اعتکاف واسطے تزکیہ نفس کے ہے، ہم نیک گمان کرتے ہیں اسلئے کہ آپ کا قول ہے **ظنوا بالمرء منین خیرا یعنی تم ایمان والوں سے نیک گمان رکھو، پس جو بڑے مبارک بریں فقیر اور وہ فرمودہ فرزند من این سہ روایت و این حدیث نزدیک نہیں نشتم ایضا** جو بڑے مبارک طرف اس فقیر کے لائے فرمایا فرزند من سبق پڑھیں نے شروع کیا، اتنا سے سبق میں زائر لوگ پہنچے خادموں سے فرمایا کہ زائرؤں کو وہیں رکھو یہاں تک کہ فرزند من سبق سے فارغ ہو جائے۔ خادموں نے ان کو اسی طرح رکھا اور فرمایا کہ فتاویٰ کامل ہیں ہے **نیبغی للمعلم ان یقعد التواب علی الباب او یخلق الباب حتی الفراع** یعنی معلم کو چاہیے کہ دروازے پر دربان بٹھا یا دروازہ بند کرے اور سے فارغ ہونے تک ترتیب اس میں کھن کی جس وقت سادک رات میں بیدار ہو تو صبح سے پہلے تہجد کی نماز پڑھے کام میں تازہ ہو دیر نہ کرے شاید صبح طلوع ہو جائے کیونکہ خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صریح امر ہے **فتجد بہ نافلة** لاک وہ وقت استغفار کا اور قرارت کلام اللہ کا ہے **قولہ تعالیٰ وقران الفجران قران الفجرکان مشہودا وروی انه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم قبل المصیۃ اور نگاہ رکھنا اس وقت کا سب**

فراعتکاف و اسلئے تزکیہ نفس کے لئے

فان معلم دربان رکھے یا دروازہ بند کرے

سے دلا بسوز کہ سوز تو کا رہا کبندہ

نیاز تم شبی وضع خدا بلا کبندہ

وقتوں سے فاضل تر ہے اور وہ سحر سے صبح کے نکلنے تک ہے مگر
 نماز درمیان رات کے کہ وہ وقت رات میں فاضل ترین اوقات ہے
 اسلئے کہ خبر میں ہے قال داود علیہ السلام فی مناجاتہ لہی انی
 احب ان اعبدک فای وقتہ ہوا افضل فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ
 یا داود لا تقم اول اللیل ولا اخرہ فان من قام اولہ فام اخرہ
 ومن قام اخرہ لا یقوم اولہ وقد وسط اللیل حتی یتخلو بی واخلو بک
 وارفع الی حوائجک یعنی حضرت داود علیہ السلام نے اپنی مناجات
 میں کہا الہی میں بیشک دوست رکھتا ہوں کہ مجھے پوجوں اور تیری
 عبادت و بندگی کروں ہو کہ نسا وقت بہتر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے
 طرف ان کے وحی کی کہ اسے داؤد تو اول رات میں مست کھڑا
 ہو اور نہ آخر رات میں، اسلئے کہ جو شخص اول رات میں کھڑا ہو گا
 تو وہ آخر رات میں سوئے گا اور جو شخص کہ آخر رات میں کھڑا ہو گا
 وہ اول رات میں کھڑا نہ ہو گا۔ لیکن اسے داؤد تو وسط لیل یعنی
 میانہ شب میں کھڑا ہو، وہ ایک خالی وقت ہے تو میرے ساتھ
 خلوت میں ہو اور میں تیرے ساتھ خلوت میں ہوں اور تو اپنی
 حاجتیں طرف میرے پہنچا اور اگر سالک آخر رات میں نماز کے ساتھ
 مشغول ہو جائے تو بہتر ہے۔ اسلئے کہ نماز میں استغفار و تلاوت کے
 معنی موجود ہیں یہ سادہ ہی ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں
 اس فقیر کے کفی ایضاً مذکور ہے یہ صدر الدین محمد بہکری کی ایک

نے شب قدر پائی تھی اور یہ شرف الدین نے بھی اور اس عورت نے
 بھی جو کہ اچھ مبارک میں ہے۔ لیکن جبکہ آج کی رات نہیں ہے تو
 طاق راتوں میں چھپوئیں میں یا ستائیسویں میں یا اونتیسویں میں ہوگی
 ایضاً فرمایا کہ مکہ و مدینہ و گاندھرون میں بعض لوگ ایک چاند تکاف
 ہوتے ہیں اور اہل علم محضت بھی، عید کے دن کھانے سے افطار
 کرتے ہیں، اور چالیس دن پرے ہونے میں پانی سے افطار
 کرتے ہیں، یا خرما یا اور کسی میوے سے کفایت کرتے ہیں اور بعض
 لوگ طے کرتے ہیں اسی درمیان میں فقہاء لائے فرمایا کہ فقہاء
 کے کھانے میں مخالفت روافض کی ہے، اگر کھانے کا اثشاب
 ہوگا وہ فقہاء کو حرام جانتے ہیں خمر کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں،
 بعد اس کے فرمایا کہ روافض قرآن و احادیث سے لشک کرتے ہیں میں
 ایاب دن ان کے دیس میں آیا اور ان سے کہا کہ انا اخر لکم لالغضبوا
 علی اقول لکم دلیل اس معوامتی انکم متسکون بھذا الایة و اسحو
 برو سکند وار جلمک یا لکسر و ترکتم الفتم و حوزتہ المسیم علی
 الرجل و ہاتان القراءتان مشہورتان و المعارضتہ بین القراءتین
 کالمعارضتہ بین الایتین و لا یجوز فی قراۃ النصب غسل
 الرجل و فی قراۃ الجرقی حالۃ لبس الخف المسیم و لا یجوز المسیم
 الخف الا قدر ثلثۃ اصابع من اصابع الید و علی روایۃ الحسن
 بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ ما لم یمس منقاد الریح لا یجوز لمس الرأس

شب قدر

مرحومہ خیر باد و روافضی و روافضی

فقلت لهم ما اذا تزلتم الفتم فسکتوا وما اجابوا یعنی جب میں مکہ و
 مدینہ میں روافض کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ میں جہت بیادیت سے
 تمہارا بھائی ہوں تم مجھ پر خفا مت ہوتا کہ میں تم سے ایک دلیل کہوں
 تم مجھ سے اس کو سن لو وہ بولے کہ کہہ میں نے کہا کہ تم اس آیت
 کو امسحوا برؤسکم وارجلکم کو ساتھ زبیر کے پڑھتے ہو اور
 زبیر سے نہیں پڑھتے ہو۔ اور دو قرار تیں مشہورہ ہیں اور معارفہ درمیان
 دو قرار توں کے مثل معارفہ کے ہے درمیان دو آیتوں کے
 اور یہ روا نہیں ہے اور تم پاؤں پر مسح کرتے ہو اور دھوئے
 نہیں ہو پس جب ارجلکم کو زبیر سے پڑھیں تو یہ پاؤں کے
 دھوئے ہیں ہوگا کیونکہ جو حکم پر عطف ہوگا اور معطوف مثل
 معطوف علیہ کے ہے یعنی حکم میں اور جس وقت ارجلکم
 کو زبیر سے پڑھیں گے تو مسح موزے کا مراد ہوگا اور وہ جائز ہے
 اور موزے پر مسح واجب نہیں ہے مگر بقدر تین انگلیوں کے
 ہاتھ کی انگلیوں سے اور حسن بن زیاد کی روایت پر بقدر چوتھائی
 کے جب تک مسح نہ کرے گا جائز نہ ہوگا۔ مثل مسح ہر کے پس
 میں نے کہا کہ تم فتح کا جواب دو کہ تم نے کس واسطے قرارت کو ترک
 کر دیا۔ وہ چپ ہے جواب نہ دیا پس روئے مبارک طرف اس فقیر
 کے لئے فرمایا فرزند من یہ مباحثہ جو میں نے بیان کیا بلغوظ میں لکھ
 و بعد اس کے فرمایا کہ وہ یعنی روافض و جنوہیں پاؤں نہیں دھوئے

ہیں مسح کرتے ہیں، الحمد للہ کہ مذہب سنت و جماعت کو نصرت ہے
 ورنہ دشواری ہو، بعد اس کے فرمایا کہ تین شہرہ روافض سے بھرے
 ہیں یعنی نادر ہیں مگر یہ کہ کوئی مسافر ہو ایک تو اہلہ و اولہ و اقربا
 تیسرا بحرین اہلہ نزدیک مکہ و مدینہ کے ہے اور قطیف دریاں بردیا
 اولہ بحرین درمیان دریا کے، اور حاکم ان تینوں شہروں کا بادشاہ
 ہرگز ہے، وہ لوگ اس کی رعیت ہیں اور وہ سنی ہے، اور مقطع بھی
 سنیوں سے بچتا ہے۔ ایک عزیز نے پوچھا کہ وہ تو سنی ہے اور
 رعیت اس کی روافض ہے وہ کیونکر ان کو سلامت چھوڑتا ہے
 جو اب فرمایا کہ مفصلہ ہیں حضرت علیؑ کو دیگر صحابہ پر تفضیل دیتے ہیں
 ان کے منکر نہیں ہیں اہل بدعت ہیں اگر وہ مارے تو کشتوں کو مار
 عدا نہیں ہے تینوں شہر یہ ہیں اور وہ نائب ہونے والے نہیں ہیں
 بعد اسکے فرمایا کہ بادشاہ مکہ و مدینہ کا بھی رافضی ہے، اور ان کے سر
 پر مصر میں خلیفہ ہے، وہ سنی ہے ایک عزیز نے پوچھا کہ ان سے
 ولایت کیوں نہیں کھینچ لیتا ہے۔ سنی کو ولایت دینے جو اب فرمایا کہ
 اس جہت سے دور نہیں کرتا ہے کہ وہ شریف یعنی سادات ہیں
 از جہت روئے پیغمبر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لحاظ
 سے ان کو دور نہیں کرتا ہے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت
 ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و اصحاب دیگر رضی اللہ عنہم جمعاً پر تفضیل دیتے
 ہیں ان کے منکر نہیں ہیں، اور اگر منکر ہوں تو لاکھ قتل کے ہو جاویں گے

شہ لہیف ہی کیوں نہ ہوں بچا اسکے فرمایا کہ اُس طرف عرب ملک یمن میں
 سید عسائی نادر ہے، یا کوئی مسافر ولایت خراسان و ہندوستان سے گیا
 ہو، اور اکثر شریف و وافض ہیں اور ساواہت خراسان و ہندوستان
 اور دیگر ولایت کے سب سنی ہیں ان کو ووافض اسلئے کہتے ہیں، کہ
 رَفَضَ اِی تَرَكْ یعنی رَفَضَ کے معنی ترک کے ہیں امام زین العابدین
 رضی اللہ عنہ کے فرزندوں میں سے ایک فرزند تھے انہوں نے
 اُن کو امام کیا اور کہا کہ تم حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کو ترک کرو اور
 حضرت علیؓ اپنے دادا کو مقتدا کرو، مذہب سنت کو چھوڑ دو، اُن
 فرزند امام نے فرمایا کہ میں ہرگز ان کو دشمن نہیں رکھوں گا۔ وہ تو صحابہ
 کرام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں اور مذہب سنت کو
 نہ چھوڑوں گا فرضوہ پس اُن لوگوں نے امام کو چھوڑ دیا، اور
 یہ ہوائے نفس ایک مذہب پیدا کیا اور کہا کہ ہم وہ مسائل نکالیں گے
 جو مسائل سنت کے بعکس ہوں گے اور دین سنت کو اور اُن امام
 کو چھوڑ دیا اب تک وہ اسی مذہب پر ہیں پس اُسے مبارک بریں
 فقیر آرد نذر فرمود نذر نامن این فائدہ کہ گفتیم غریب است بنویسید پس ہشتم

تیسویں ماہ رمضان روزِ دو شنبہ وقتِ حاشیت

کے بندہ خدمت میں حاضر تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس
 مبارک کا ذکر نکلا، فرمایا کہ جمعے کے دن وقتِ خطبے کے اور عید کے

ف۔ وجہ تسمیہ ووافض

ف۔ جامعہ جامعہ

دن عمامہ سیاہ اور کپڑے سیاہ موٹے پہنتے، اسی سبب سے نظریہ بکھی پہنتے
 ہیں، اور طرہ یعنی نثار عمامے کا کبھی ٹوٹا آگے ہوتا اور کبھی عقب میں پس
 پشت بعد اس کے فرمایا کہ صوفیوں نے سیاہ لباس اختیار کیا ہے
 ایک ترمذی لعلت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسری بات یہ ہے
 کہ اس میں دہونے کی حاجت نہیں ہے مگر ایک مدت میں تاکہ بفرغ
 خاطر طاعت کریں اور سفید کپڑا جبکہ میللا ہو جاتا ہے تو اس کے دہونے
 کی حاجت ہوتی ہے، عمار بن چاہیے پس تشویش میں پڑیں بعد
 اس کے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید کپڑا بھی پہنتے
 کتھے کتاب میں مذکور ہے يستحب الثوب الابيض یعنی سفید کپڑا
 مستحب ہے ایک دن آپ نے ایسا کپڑا پہنا تھا کہ اس کی قیمت تالیس
 اونٹنیوں کی تھی لیکن اکثر احوال بڑیے یعنی موٹا کپڑا پہنتے تھے پس اگر
 ہم کسی وقت اچھا کپڑا پہن لیں تو روایت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے پہنا ہے اور جب حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
 بڑے سے ہو گئے تو صحابہ میں سے ہر کوئی دست مبارک کو پکڑتا تھا تاکہ
 تکیہ ہو جائے جیسے کہ دعا گو کا ہاتھ پکڑتے ہیں واسطے تکیہ کے، اور یہ
 ہمارے واسطے حجت ہے بعد اس کے فرمایا کہ علم لغت میں ہے
 اللبس بفتح اللام کارپوشیدن من خرب بخریب نظیرہ یلبسون الحق
 بالباطل یعنی حق کام کو ناحق سے چھپاتے ہیں واللبس بضم اللام
 جامہ پوشیدن من حد لسمع بسمع نظیرہ فی قولہ تعالیٰ یلبسون ثيابا

سفید لباس و قیمتی لباس و قیمتی لباس و قیمتی لباس

پس روئے مبارک بریں فقیر اور ذرہ فرمودہ فرزند من زریبہ پس نشتر ایشیا
 روز مذکور میں خان جہاں نے اپنے بھائی کو بھیجا کہ بادشاہ سے لکھا
 ہوا آیا ہے کہ برادر خان جہاں کو معلوم ہو کہ اس بار ہم کو ہمیشہ آگے
 اگر حضرت مخدوم دیر فرمائیں یہاں تک کہ ہم آئیں یا یہ کہ جو عزیز
 لوگ اچھ سے بسبب غرض کے ان کے رکاب سعادت کے ہمراہ
 آئے ہیں ان کے انعام و ادرارہ کے اغراض کو پورا کر دے اور
 جو ان کا مطلوب ہے وہ ان کو دیکھنے سے تقصیر نہ کرے تاکہ وہ سلامتی
 سے مع حصول غرض کے وطن مبارک میں لوٹ جائیں۔ برادر
 خان جہاں نے عرض کیا کہ مخدوم کا کیا اشارہ ہے فرمایا کہ دعا گو بے
 ملاقات سلطان کے نہ جائیگا شاید بارہ گز ملاقات ہو یا نہ ہو فرزند
 خان جہاں سے کہندو کہ میری طرف سے بادشاہ کو لکھ دیجئے کہ دعا گو
 بھی لشکر منصور میں آئے یا یہ کہ میں نہیں رہوں یہاں تک کہ بادشاہ مع
 لشکر منصور بفتح و نصرت لوٹ کر آئیں کیونکہ ہمارے مخدوموں نے سلطان
 کی رعایت کی ہے، اور مخلص ہے ہیں۔ میں بھی اپنے مخدوموں کے
 رعایت کو نگاہ رکھتا ہوں۔ پس برادر خان جہاں لوٹ گیا بعد اسکے
 فرمایا کہ یہ تو میں کہتا ہوں لیکن سبب رہنے کا اس شہر میں ایک اور
 چیز بھی ہے روئے مبارک طرف اس فقیر کے اور یاران دیکر کے
 لائے پوچھا کہ کوئی بیگانہ تو نہیں ہے۔ ہم نے جواب دیا کہ سب مخدوم
 کے یا لوگ ہیں۔ کوئی بیگانہ نہیں ہے۔ فرمایا نزدیک اور ہم نزدیک نہ

ف۔ رعایت سلطان

گئے ہم چند یار تھے۔ فرمایا کہ دعا گو واسطے چند چیز کے اس شہر میں پھیرا
ہو اسے جب تک کہ وہ مرفوع یعنی پوری نہ ہو جائے گی واپس نہ جائیگا
ایک یہ کہ خضر علیہ السلام نے وعادہ کیا ہے وہ میرے واسطے ہرید حمانی
لائیں گے۔ میں منتظر ہوں۔ اور بعض یاروں کو بھی پیش کر دینگا اور
ملاقات کر اؤں گا، اور چار مقبروں میں چار رات رہوں گا، ایک تو
مقبرہ شیخ قطب الدین دوسرا شیخ نظام الدین تیسرا شیخ محمود یعنی حضرت
چراغ دہلی اور میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ تم حضرت خضر علیہ السلام
سے ملاقات کرو گے یعنی ظہر کے دس رکعت ظہر یہ کہ ساتھ تین سلام
کے لازم کرو، اور اس طرف بھی پڑھتے ہیں البتہ ساتھ حضرت خضر
علیہ السلام کے ملاقات ہوگی، وہ ستر قدر پر مطلع ہیں، اور اس کو علم
لدنی کہتے ہیں، جیسا کہ ان کا قصہ ہمراہ موسیٰ علیہ السلام کے مذکور ہے
اور بعض اولیاء بھی ستر قدر پر مطلع ہوتے ہیں جبکہ کمال کو پہنچتے ہیں
حق سے نڈھلتے ہیں۔ خلق صوت افعل ولا تفعل کے منتظر رہتے ہیں
یعنی یہ کہ وہ مت کر لیا اس کے فرمایا میں نے عہد کیا ہے کہ جب
تک چند معتکف یاروں کا فتح باب نہ ہو جائیگا میں واپس نہ جاؤنگا
یہ فقیر شکر بجا لایا کہ میں بھی خدمت میں الیٰ عین کا معتکف ہوں، الحمد للہ
علیٰ ذلک اور بعض یار جو کہ میرے پاس الیٰ عین کے معتکف رہتے ہیں
وہ میرے ساتھ شب قدر پائیں گے، امید ہے دعا گو کے رہنے کا
سبب اس شہر میں یہ ہے ورنہ میں چلا جاتا اسی درمیان میں لوٹے

ف ملاقات حضرت خضر علیہ السلام
ف ملاقات حضرت خضر علیہ السلام
ف ملاقات حضرت خضر علیہ السلام
ف ملاقات حضرت خضر علیہ السلام
ف ملاقات حضرت خضر علیہ السلام
ف ملاقات حضرت خضر علیہ السلام
ف ملاقات حضرت خضر علیہ السلام
ف ملاقات حضرت خضر علیہ السلام
ف ملاقات حضرت خضر علیہ السلام
ف ملاقات حضرت خضر علیہ السلام

مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا سبق پڑھیں نے شروع کیا ترتیب
 اس میں کھتی کہ سلوک مشروع محمود و مکتوب مرید کے ظاہر پر ہے تاکہ
 اس راہ شریعت کی برکت سے راہ باطن کی کہ اس کو طریقت کہتے
 ہیں اُس پر کھل جائے جس وقت کہ راہ طریقت کی کشاوت ہو گئی
 سالک پر، تو یہ بات واجب ہو گئی کہ اگر راہ موافق شریعت کے
 نہ ہوگی تو اس کو طریقت کی راہ کچھ فائدہ نہ دے گی بعد اس کے
 فرمایا، شریعت کیا ہے، دنیا میں رہنا اور عقبنی کر لینا اول اتباع
 ظاہر کا چاہیے کہ ذرہ بھر اُس سے تجاوز نہ کرے کہ جس کو شریعت
 کہتے ہیں، تاکہ اُس اتباع کے ثمرے سے اتباع باطن کا جو کہ
 یافت احوال ہے میسر ہو، اُس کو طریقت کہتے ہیں۔ کیونکہ کوئی
 فاسق یا اہل بدعت یا عاصی گنہگار کسی جگہ نہیں پہنچتا ہے بھید یہ
 ہے طریقت کیا ہے عقبنی میں رہنا اور مولے کے ساتھ ہونا اور
 حقیقت دنیا و عقبنی کا ترک کرنا اور محض مولے کو اختیار کرنا ہے سے

تبارک و تبارک نباشی طالب عقبنی شری
 اے عجب گوئی کہ عقبنی جائے غاندرستی

یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے کھتی

چوبیسویں ماہ رمضان شب چہار شنبہ

کو ایک عزیز نے طعام فاخرہ افطار کا بھیجا اور الحجاب نے بہت سے جلابی اور

ف۔ بیان شریعت و طریقت و حقیقت

ف۔ فاسق و بدعتی و عاصی بجائے نرس

فقلع بھی، اس فقیر کو حجر سے سے طلب کیا اور اپنے نزدیک جگہ دی
 عبادتِ قدیم اور تماموں سے فرمایا کہ سب یاروں کو حجروں میں پہنچاؤ
 بعد نمازِ غ ہونے کے کھانے کا پوچھا کہ سب کو بھرا دکھانا پہنچ گیا
 خادموں نے عرض کیا کہ سب نے بھرا دکھایا۔ الحمد للہ کہا۔ جیسے کہ
 اس وقت تفحص فرمایا اسی طرح سب وقت یاروں کے تفحص و اندیشے
 میں رہتے تھے ایضاً فرمایا کہ جب آدمی نافرمان ہو جاتا ہے تو
 شیطان اس سے الین یعنی بے خوف ہو جاتا ہے، اس لئے کہ
 وہ میرے قبضے میں ہوتا اور میرے لشکر و رعیت سے ہو گیا قولہ تعالیٰ
 استجوز علیہم الشیطان فانساہم ذکر اللہ اولئک حزب شیطان
 الا ان حزب الشیطان ہم الخاسرین یعنی غالب ہو گیا ان پر شیطان
 پس بھلا دی ان سے اللہ کی یاد وہی لوگ ہیں شیطان کا گروہ خیر و اہ
 بیشک گروہ شیطان کا وہی ہیں لڑنا پانے والے اور شیطان ان لوگوں
 کے دوسراں و خیال میں ہے کہ جو اطاعت کرتے ہیں۔

شب مذکورہ میں تہجد کے وقت

بندہ خدمت میں حاضر تھا، وہ دعا کہ بعد تہجد کے اور ادیشخ کبیر میں ہے
 اس کو پڑھتے تھے جب تمام کر چکے تو ایک عزیز نے مولانا مختار کے
 یاروں میں سے پوچھا کہ ہر دعا مستجاب ہے جو اب فرمایا کہ نفس کلامِ مجید
 کے حکم کی بنا پر مستجاب ہے قولہ تعالیٰ ادعونی استجب لکم یعنی تم

شب نافرمان آدمی کے شیطان الین ہو جاتا ہے

مجھے پکارو میں تمہارے واسطے قبول کرونگا لیکن حدیث میں شیخ عبدالقادر
 قدس سرہ نے چند شرطیں قبولیت دعا کی ذکر کی ہیں قولہ علیہ الصلوٰۃ
 والسلام ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابة فانه لا يستجاب الدعاء
 من قلب لاه وعنه عليه الصلوٰۃ والسلام للدعاء جاحان اكل
 الحلال وصدق المقال وعنه عليه الصلوٰۃ والسلام الدعاء يتوقف
 بين السماء والارض فاذا صلت على عرج في السماء وشرط استجابة
 الدعاء حتى يرفع يديه وان يُبدي خبيثه اول عايش كما ترجمہ
 یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور تم یقین کرنے والے ہو قبولیت
 کا، پس بیشک قبول نہیں کی جاتی ہے دعا دل غافل سے دوسری
 حدیث کے یہ معنی ہیں کہ واسطے دعا کے دو بازو ہیں ایک تو حلال کھانا
 دوسرے صحیح بات کہنا تیسری حدیث کا یہ ترجمہ ہے کہ دعا ٹھیرتی
 ہے درمیان آسمان و زمین کے، پس جس وقت مجھ پر درود بھیجا تو وہ
 آسمان میں چڑھ جاتی ہے اور بشرط قبولیت دعا کی یہ ہے یہاں
 تک کہ اپنے دلوں یا کھنوں کو اٹھائے اور اپنے دو لبغاؤں کو ظاہر
 کرے۔ کاتب الحروف عماد الثامنة عرض کرتا ہے کہ جامع صغیر
 اور اس کی شرح عزیزی میں حدیث اول باین لفظ ہے ادعوا اللہ
 وانتم موقنون بالاجابة قال العلقمی فیہ وجہان احدہما ان يقول
 کو فوا وان الدعاء على حالة تستقون فیہا الاجابة وذلك بان
 المعرف واجتناب المنکر الثاني ادعوه معتقدین لوقوع الاجابة لان

شرح القادر
 قبولیت دعا

الداعي ان لم يكن متحققا في الرجاء لم يكن صادقا واذا لم يكن
رجاؤه صادقا لم يكن الدعاء خالصا والداعي مخلصا وقيل
بعضهم لا بد من اجتماع الوجهين اذ كل منهما مطلوب لرجاء الاجابة

واعلموا ان الله تعالى لا يستجيب دعاء من قلب غافل لاه المراد
ان القلب استولى عليه اشتغل به عن الدعاء فلم يحضر التامل
والتخضع والمسكنة اللائق ذلك بحال الداعي تارفي الدعوات
واستغربه ك تارفي الدعاء عن ابى هريرة قال الشيخ حديث
صحيح لغيره او تيسري حديث يابن لفظ الدعاء محبوب عن الله
حتى يصل بالبناء للمفعول اي يصله الداعي على محمد واهل
بيته يعنى لا يرفع الدعاء الى الله تعالى رفع قبول حتى تصعبه
الصلوة عليه وعليهم فهو الوسيلة الى الاجابة وفي الرسالة
القشيرية اختلف الناس في ان افضل الدعاء او السكوت
والرضاء فمنهم من قال ان الدعاء عبادة المحدث الدعاء
هو العبادة ولان الدعاء اظهر للافتقار الى الله تعالى وقالت
طائفة السكوت والجمود تحت جريان الحكماء والرضاء بما
سبق القدر اولى وقال قوم يكون صاحب دعاء يلبس انور رضاء
بقلبه فياتي بالامر من جميعا وادب الدعاء كثيرة منها تجنب
الحرام والاحلاس الى الله تعالى وتقدير عمل حاله وذكرا
عند الشدة والتنظف والتطيب والتشاء على الله اولا واخيرا

الرضوء واستقبال القبلة والصلوة والاحتش على الركب والصلوة
 على النبي صلى الله عليه وآله وسامه أولاً واخراً ووسطاً وتبسط
 اليدين ورفعها وأن يكون رفعها حذو المنكبين وكشفها
 وخمها والتأدب والخشوع والتمسك وإن لا يرفع بصره إلى
 السماء وأن يسأل الله باسماء الحسنه وصفاته العالياً وأن يتجنب
 السجعة وتكافئه وأن يتوسل إلى الله تعالى بأبيائه والصالحين
 من عباده وتخفص الصوت والاعتراف بالذنب واختيار الآذنة
 الواردة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم وإن ينادي بالذنب
 واخوانه المؤمنين وإن يخضر قلبه ويحين رجاءه وإن لا يجتهد
 في الدعاء بأن يدعو مستجيباً أو ما فيه استجوابه
 يجزى وإن يؤمن عقبه دعائه وإن يمسم وجهه بيد يده بعد فراغه
 وإن لا يستجمل بأن لا يستبطئ الاجابة او يقول دعوت فلم
 يستجب لي، ابو الشيمع عن علي رضي الله تعالى عنه (قال الشيخ حديث
 حسن لغيره انتهى ما نقلت من شرح الجامعة الصغير للعزيرى -

چوتھوں ماہ رمضان روزہ شنبہ

کر بندہ خدمت میں حاضر تھا ایک عزیز نے پوچھا کہ وہ تعویذ جو کہ جمعہ
 ماہ رمضان میں درمیان سنت و فرض کے لکھتے ہیں روا ہے
 جواب فرمایا کہ وقت خطبہ کے کچھ حرکت کرنا چاہیے جسے کہ نماز میں

مگر جس وقت کہ خطیب ذکر سلاطین کا کرے اُس وقت درست ہے
 کہ تعویذ لکھیں یا نماز پڑھیں یا تسبیح کہیں یا ذکر تلاوت کریں تاکہ ظلمہ کا
 ذکر کان میں نہ پڑے اسلئے کہ وہ اُس صفت کے ساتھ مصروف ہوتے
 ہیں جو ان میں نہیں ہے یہ بات فتاویٰ کامل میں مذکور ہے اذ اخطب
 الخطیب خطبة ثانیة تجوز ان یصلیٰ او یدکر اللہ او یدعیب حتی لا
 یسمع ذکر الظلمة لا فہرہ و صفون بما لیس فیہم اور آخر جمعہ ماہ
 رمضان میں تعویذ مروی لکھیں، وہ یہ ہے ولوان قرآن سیر بہ الجبال
 او قطعت یہ الارض او کلہم بہ الموتی بل لہم الاہر جمیعا
 پس روئے مبارک بریں فقیر آوردنار و فرمودند فرزند من این حدیث و
 روایت و فائدہ تعویذ کہ گفتہ بنویسید ایضا یہ حدیث شریف پڑھی
 اور فرمایا کہ صحاح سے ہے قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام ویکمل ایمان
 المرء حتی یظن الناس انہ مجنون یعنی پورا نہیں ہوتا ہے ایمان
 مرد کا یہاں تک کہ لوگ گمان کریں کہ وہ مجنون ہے لوگوں سے مرد
 یہاں وہ لوگ ہیں کہ جن کو عجب دنیا کے نشے نے مست کر دیا ہے
 کہ وہ سبب اپنی مستی کے زائد دنیا کو دلوں پرانہ کہتے ہیں ایک عزیز
 نے پوچھا کہ اس دلوں سے کیا مراد ہے جو آپ فرمایا میں سماع
 رکھتا ہوں کہ مومن کامل دنیا اور دنیا کے کام سے کیسوی کرتا ہے
 اور آخرت کے اور اُس کے کام کے طرف متوجہ ہوتا ہے لوگ
 کہتے ہیں مقرر وہ دیوانہ ہو گیا کہ کوئی کام اور کوئی کسب نہیں کرتا ہے

یہ مراد نہیں ہے کہ وہ دیوانہ ہو جاتا ہے اس کا تو خود ایمان کامل ہے
پس روئے مبارک پرین فقیر اور دند فرمودندہ فرزند من نبوی سید پس نشتم
ایضاً فرمایا سالک کو چاہیے کہ ہمیشہ با وضو رہے اور با وضو
سوئے کیونکہ اگر بے وضو سوئے گا تو عید ہے من نامر بلا طہارت
سداً بابہ ولہ لفتح لہ قطعاً یعنی جو شخص کہ بے وضو سوئے گا تو وہ واہ
سلوک کا اس پر بند کر دیا جائے گا اس کے واسطے کبھی نہ کھولیں گے
اور اگر کبھی وضو ٹوٹ جائے اور پانی موجود نہ ہو یا یہ کہ ہوا سرد ہو تو
سالک کو چاہیے کہ تمیم کر لے اور سو رہے کیونکہ تمیم بھی طہارت ہے
مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ دعا گو نے اس طرف
دیکھا ہے کہ مشائخ و علماء اگر اتنا سے خواب میں جاگ اُٹھتے ہیں
تو اسی وقت تمیم کر لیتے ہیں کہ ذرا دیر بھی بے وضو نہ رہیں، اور
بعض اُن میں سے نزدیک خواب گاہ کے پانی کا برتن موجود رکھتے
ہیں جس وقت اتنا سے خواب میں بیدار ہوتے ہیں تو فے الحال
وضو کر لیتے ہیں اور دو گانہ نیت الوضو کا ادا کرتے ہیں اور لیٹ
جاتے ہیں دعا گو بھی ایسا ہی کرتا ہے پس روئے مبارک فقیر
اور دند فرمودندہ کہ فرزند من انیکہ لفتیم بکرید و نبوی سید خیمت کریم
ایضاً فرمایا کہ سالک کے دل میں جب تک مدح و قدح خلق کی
مساوی نہ ہو جائے گی ہرگز کامل نہ ہوگا، اور ساتھ دنیا و آخرت کے
دراہنت نہ کرے فرمایا المد اھنتہ فی اللغۃ المیل یعنی دراہنت لغت

میں میل ہے مینا سب اس ترتیب کے اشعار عربی فرماتے ہیں

وما احدث عن السن الناس سالما
وان كان صوتا ما وبالليل قائما
وان كان ساكنا يقولون انك
وان كان مقدا ما يقولون اهرج
فلا تختلف بالناس بالمدح والهجاء
ولو اذ ذاك النبي المطهر
يقولون زرقا يرائي وميكر
وان كان منطيقا يقولون محمدا
وان كان مفضلا يقال مبدرا
ولا تخش غير الله واوله اكبر

ترجمہ ان اشعار کا جو کہ صفت سالک میں مخبروم نے ترتیب فرمائی ہے یہ ہے، کہ نافی کا ہے۔ یعنی لوگوں کی زبان سے کوئی شخص سالم نہیں ہے اگرچہ پیپر پاک ہے کیوں نہ ہو چنانچہ شاعر ساحر کاہن مجنون مسخرو لوگوں نے ان کو کہا ہے دوسرا بیچارہ کہاں کا ہے اگر وہ صائم الیہ قائم الیل ہو تو کہیں گے کہ مکار ہے یا وکیر کتابت سبیت مبالغہ ساکت کلمے جیسے صایون مبالغہ ہے صادق کا یعنی اگر سالک خاموش ہے تو کہیں گے کہ گونگا ہے بات نہیں کہتا ہے اور منطیق بھی مبالغہ ناظق کا ہے، یعنی اگر وہ بہت سی باتیں کرے تو کہیں گے کہ بدگو و شور انگیز ہے اور اگر وہ پیش قدمی کرنے والا ہے تو کہیں گے کہ اہرج ہے یعنی بڑا قتال ہے کیونکہ ہرج کے معنی قتل کے ہیں، اور اگر وہ بہت سادہ منہ والا ہے تو کہیں گے کہ مبدرا ہے، پس تو اسے سالک لوگوں کی مدح و ہجو کرنے کے سبب مختلف مت پر یعنی اپنے رنگ کو مت بدل اور سوا اللہ کے

ترجمہ ان اشعار کا جو کہ صفت سالک میں مخبروم نے ترتیب فرمائی ہے یہ ہے، کہ نافی کا ہے۔ یعنی لوگوں کی زبان سے کوئی شخص سالم نہیں ہے اگرچہ پیپر پاک ہے کیوں نہ ہو چنانچہ شاعر ساحر کاہن مجنون مسخرو لوگوں نے ان کو کہا ہے دوسرا بیچارہ کہاں کا ہے اگر وہ صائم الیہ قائم الیل ہو تو کہیں گے کہ مکار ہے یا وکیر کتابت سبیت مبالغہ ساکت کلمے جیسے صایون مبالغہ ہے صادق کا یعنی اگر سالک خاموش ہے تو کہیں گے کہ گونگا ہے بات نہیں کہتا ہے اور منطیق بھی مبالغہ ناظق کا ہے، یعنی اگر وہ بہت سی باتیں کرے تو کہیں گے کہ بدگو و شور انگیز ہے اور اگر وہ پیش قدمی کرنے والا ہے تو کہیں گے کہ اہرج ہے یعنی بڑا قتال ہے کیونکہ ہرج کے معنی قتل کے ہیں، اور اگر وہ بہت سادہ منہ والا ہے تو کہیں گے کہ مبدرا ہے، پس تو اسے سالک لوگوں کی مدح و ہجو کرنے کے سبب مختلف مت پر یعنی اپنے رنگ کو مت بدل اور سوا اللہ کے

کسی سے منت ڈرا اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اٹھ اور تکبیر کہہ، اور طاعت میں مشغول ہو جا، بعد ازاں لٹے مبارک بریں فقیر اور دند و گفتند فرزند من این اشعار عربی بتویسید کہ ساک رالابہ سے سنت پس ناشتم

ایضاً ٹوپی پہننے کا ذکر نکلا

فرمایا کہ قلنسوة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قلنسوة بیضاء یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید ٹوپی پہنتے تھے پس سفید ٹوپی پہننا سنت ہے بعد اسکے فرمایا کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثلاث قلنسوة احداها بیضاء والثانية بودة حبراء سوداء والثالثة قلنسوة الازنین یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین ٹوپیاں تھیں، ایک تو سفید تھی دوسری سیاہ و ستر یعنی موٹی تھی تیسری گرم گوش اور اپنے کان کی طرف اشارہ کیا کہ ایسی تھی اور حال یہ تھا کہ خود گرم گوش پہنے ہوئے تھے سردی کا موسم تھا اور سفر میں اور سرد ہوا میں بھی پہنتے تھے بعد اسکے فرمایا کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع یحییٰ کے نماز پڑھتے تھے اور کبھی کبھی ازار سے اور باقو طرنہ ہوتے تھے اور ایک دن آپ نے قیمتی جبتہ پہنا تھا ایک سائل نے سوال کیا اسی وقت کھینچ کر دے دیا اور فرمایا کہ مثل اُس کی واسطے میرے دوسرا بنا ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ جبہ ہنوز تمام نہیں ہوا تھا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی بعد اس کے دو سے مبارک
 طرف اس فقیر کے لئے اور فرمایا فرزند من یہ خاندان کا لکھ لے
 اور سبق پڑھو پس نے شروع کیا۔ ترتیب اس میں تھی کہ طریقت واسطے
 سالک کے ایک یہی راہ ہے، شریعت سے نکالی گئی ہے
 جیسے کہ کسی چیز کا مغز و خاصہ کھینچتے ہیں، جیسے گہروں سے میوہ
 پس اصل میوے کی وہی گہروں تھی شریعت بیان ہے کہ حیا و
 معاملات کا اور طریقت طلب کرنا اس معاملات کی تحقیق کا ہے
 اور اعمال ظاہر کا راستہ کرتا ہے ساتھ اوصاف باطن کے جیسے
 صفائی ضمیر و تہذیب اخلاق طبعی کہ ورتوں سے، جیسے میل کرنا طرف
 دنیا کے اور ہوا وریا و جفا و شرک خفی و حقد و حسد و غلبہ عیش و غضب
 و بغض و کینہ و خصومت و تکبر و عجب و حرص و غیبت و طمع و منزلت
 و ریاست و سرری و جاہ و قبول و ثنائے مردم اور مانند اسکے، یہ جو ہیں
 نے شمار کیا جملہ جو ہیں بائیں ہیں، سالک کو چاہیے کہ ان سب کو
 یاد کر لے یا صفحہ کاغذ پر لکھ رکھے، اول ہر روز بے ناغہ دیکھے، اول
 نفس سے محاسبہ لے، اسلئے کہ ان جو ہیں میں سے اگر ایک اسکے
 نفس میں موجود ہو تو توبہ و استغفار کرے، اور اگر موجود نہ ہو تو حق کا شکر
 بجالائے۔ بہتر یہ ہے کہ دو رکعت نماز شکر اللہ تعالیٰ ادا کرے یہ
 جو ہیں نے کہا جو سالک کہ ان باتوں سے صاف تر ہوگا، وہ صوفی تر
 ہوگا، اسلئے کہ اس جملے کے ہر چیز میں تصفیہ قلب کا اور تہذیب نفس کا ہے

لہذا مستحب ہے کہ ورت۔ احقر

یہی طریقت ہے کہ طابق روزہ را اگر نیند آداب در سیر حقیقت و شایع
روزہ است و آداب احکام یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ
تک حق میں اس فقیر کے کھتی اور فرمایا خزانہ من لکھو کہ تم کہ اور وہ سوں
کرید ترتیب کام آئے گی تو مجھ سے روایت کرنا۔

شعب چہار تہذیبہ حبیبوں ماہ رمضان کو تہجد کے وقت

بنیہ خدمت میں حاضر تھا بعد خراج ماندہ سحور کے یعنی بچا جانے سحری
کے ذکر عقل و سمر کا نکاہ فرمایا کہ ستر یا لا ترق قلب سے ہے اور عقل
اُس سے فروتر ہے اور مرتبے بھی دو ہیں ایک علوی و دوسرا سفلی اور
آدمی بھی دو چیز سے مرکب ہے ایک تو علوی و دوسرے سفلی، علوی
عبادت اوپر سے ہے اور سفلی نیچے کہتے ہیں بچا اسکے فرمایا کہ ستر
چونکہ علوی ہے عالی مرتبہ چاہتا ہے اور سفلی کی طرف نظر نہیں کرتا
ہے یہ کہ کسی بندے کو بندگان خدایے سے علوی سمیت ہوتا ہے اسی کی
قوت باعشر کے سبب سے اور عقل دو چیز ہیں مائل ہے، علوی کی
طرف بھی میل رکھتی ہے، اور سفلی کی طرف بھی دنیا اور دنیا کے کاموں
کو بھی عقل دیتی ہے اور آخرت اور اُس کے کاموں کو بھی عقل دیتی ہے
در بیان دولہ کے مشترک ہے لیکن جبکہ یہ عقل اللہ تعالیٰ کی توفیق
سے سر کے موافق ہو جاتی ہے تو اسی علوی کہ چاہتی ہے مقام عقل
کا قلب ہے جیسا کہ خبر میں ہے کہ سال سلیمان بن داؤد علیہما السلام

عقل پر حقیقت از حد عشق با شہر جا نیست اور تالی را

فہم مقام عقل کا قلب ہے

یازب ما موضع العقل قال فی جوف ابن آدم یعنی حضرت سلیمان
علیہ السلام نے پوچھا کہ اسے میرے پروردگار عقل کی کون سی جگہ ہے
فرمایا کہ نبی آدم کے جوف میں اور قلب جوف میں ہے بعد ازاں لٹھے
مبارک بریں فقیر اور دند فرمودند بنو سیدہ این را پس نوشتہ۔

پچیسویں تاریخ ماہ رمضان روز چہار شنبہ

کوئہ خدمت میں حاضر تھا ارادت و توبہ کا ذکر نکلا فرمایا عوارف میں
ہے لایکون المرید مرید احمق لایکتب علیہ صاحب الشمال
ہش بن سنۃ شیئا یعنی حق کا طالب نہیں ہوتا ہے یہاں تک کہ
بائیں طرف کا فرشتہ نہیں برس اس پر کچھ نہ لکھے یہ صفت ہنوز مرید
کی ہے بعد اس کے فرمایا میں نے اس طرف مشائخ سے پوچھا اور
جواب پایا کہ طالب کامل نہیں ہوتا ہے جب تک کہ ایسا نہ ہو بعد
اس کے فرمایا کہ اگر مرید یعنی طالب کو کوئی لغزش پہنچے تو اسی وقت
اٹھے، پانی پر جاوے اور انابت کرے اسلئے کہ سیدہ ہی طرف کے
فرشتے بائیں طرف کے فرشتوں کو منع کرتے ہیں کہ مت لکھو زرا دیر
تک پھیر جاؤ شاید وہ انابت کرے، لہذا اس نے جلد تر انابت کر لی
تو نہایت خوب سے وزنہ لکھ لیتے ہیں۔ پس چاہیے کہ جس وقت کوئی
ذلت ہو جائے تو اسی وقت رجوع کرے، اور چاہیے کہ یہ زلت و
لغزش عمدًا و قصدًا نہ ہو اور اگر بتقدیر الہی کچھ وجود میں آجائے تو اسی

ف صفت مرید

وقت تزییر کر ڈالے پھر فرمایا کہ فرزند من یہ فائدہ لکھ لو پس میں نے لکھ
 لیا ایضاً روز نماز کو رہیں قاضی عازر الدین صدر جہان نے ایک عزیز
 کے ہاتھ کہا اچھا کہ میں مشغول ہوا ہوں مگر شکر و کرامت کچھ ظاہر نہیں
 ہوتی ہے جواب فرمایا من استغفل لاجل المکاشفة لا یفتح لہ قط
 وینبغی ان یشغل فی طلب اللہ تعالیٰ فیکاشف لہ بطفیلہ یعنی
 جو شخص کہ واسطے مکا شکر و کرامت کے مشغول ہوتا ہے تو اس کو بھی
 کچھ مکا شکر نہیں ہوتا ہے تو تو حق تعالیٰ کا طالب ہو تو اس کے
 طفیل میں سب کچھ ہو جائیگا مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی
 کہ ایک دن شیخی سیدی احمد کبیر قدس اللہ سرہ کنارہ دریا پر کشتی طلب
 کر رہے تھے تاکہ سواہ ہوں اور دو نمبرے کنارے پر جا میں بعض
 لوگوں نے عرض کیا یا شیخ آپ کے مرید تو دریا کے پانی پر قدم رکھتے
 ہیں اور گزر جاتے ہیں جیسے کہ زمین پر، آپ کیوں کشتی طلب کرتے
 ہیں شیخ نے ان کو جواب دیا کہ جس چیز میں کہ اسلئے آج کا احتمال ہو
 اس کی کیا حاجت ہے کہ چند دم کے واسطے ہم اس کے محتاج
 ہوں، اور نظر کریں مناسب تو حق کے ساتھ مشغول ہونا ہے، یہ بھی
 حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن خانقاہ میں مخدوم والدرواہت برکاتہ
 کے پاس ایک درویش غریب مسافر آزا اور کہا کہ تمہارے شہر یعنی
 اچہ میں نے ایک ایسے شیخ کو پایا کہ دل کے ساتھ تو حق سے نوحہ

لہ لان استراج الیہ صلیب اذق ولہذا خاف من الاتراج

ف شغل برائے مکا شکر و کرامت

ف بقیہ شیخ جمال الدین قدس سرہ

گرمی رکھنا ہے اور تن سے بشارت ساتھ خالق کے رکھنا ہے کیا معظّم
 آدمی ہے وہ شیخ جمال الدین قریس الشیرہ ہیں بعد ازاں روئے مبارک
 میں فقیر اور دند فرمودندہ فرزند من نبوی سید پس نیشتم۔

ایضاً ذکر اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکلا

فرمایا کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامہ تنبر یعنی موٹا کپڑا پہنتے
 جب کھٹ جاتا تو پیوند لگاتے اور اگر نعلین مبارک کھٹ جاتیں تو خود
 سیتے اور نزدیک اپنے جاکت یعنی جامہ باف کے جاتے، اور چہرہ یعنی
 مشقت کپڑا بننے کی فرماتے۔ پس مومن کو چاہئے کہ اپنے رسول کی
 متابعت کو نگاہ رکھے۔

شب پنجشنبہ چھبیسویں ماہ مذکور

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ دردمہر کو نیچے نہ رکھنا چاہئے ممنوع
 ہے۔ اسلئے کہ اس میں حروف کے نقش ہیں واسطے تعظیم کے، بعضے
 نادان جیسے بازار والے نہیں جانتے ہیں تو اس کو پاؤں کے
 نیچے رکھتے ہیں، گنہگار ہوتے ہیں۔ روئے مبارک طرف اس
 فقیر کے لئے فرمایا فرزند من لکھ لو پس میں نے لکھ لیا۔ اسی
 درمیان میں حکایت بی حدیر الدین محمد بصری کا ذکر نکلا ان کو جنوں
 سا ہو گیا تھا۔ پریشان بائیں کہتے تھے فرمایا کہ وہ ایک وقت کسی مقام

فقیہ فقیر حروف

میں پہنچا اور وہاں دعوت نے کیا کہ میں سید جلال الدین کا رشتہ دار
 ہوں میرے نام سے کسی اصحابِ دولت کے لڑکے کا پیغام ہوا
 انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میں نے کہہ دیا کہ ہماری قرابت سے
 اولہ میں کچھ رنجیدہ نہیں ہوا جبکہ اُس نے تگزیب کی تو وہ دیوانہ ہو گیا
 بسبب کذب کے، پس اُن کو معلوم ہو گیا کہ میرا قرابتی نہ تھا۔ بعد
 اس کے فرمایا کہ تم گمان مت کرو کہ میں سید صدر الدین سے رنجیدہ
 ہوا ہوں میں تو ہرگز کسی سے رنجیدہ نہیں ہوتا ہوں وہ تو خود ہمارا
 فرزند ہے، جبکہ بادشاہ کے یہاں سے کپڑے آئے تو دعا گو
 کے پوتوں نے اُس کے کپڑے دینے میں تاخیر کی، تو اُس نے
 برا کہا۔ میں اُس سے بھی کچھ رنجیدہ نہیں ہوا لیکن اُس فرزند کو بالآخر
 ہو گیا ہے۔ میں بہت سی دعائیں کرتا ہوں اور کچھ دوا دار بھی
 کہیں گا، انشاء اللہ تعالیٰ صحت دیگا۔

نشانہ پوسپین تاریخ ماہ رمضان شب جمعہ وقت افطار کے

بنا سے کہ حجرے سے طلب کیا بعبادتِ قدیم جیسے کہ ہر بار طلب کرتے تھے
 نزدیک اپنے حکم دی فرمایا یقین سے کہ آج کی رات لیلة القدر ہے
 اسلئے کہ گنتا نہیں بھونکتا ہے اور پانی کے قطرے بھی ہیں ومن علامتا
 لیلة القدر ان یطر المطر بالتقاط و لا یكون کثیرا ولا یصون
 الکلاب یعنی لیلة القدر کی نشانیوں سے ہے کہ تقاطر بارش کا ہوا وہ

گتا آواز نہ کرے۔ پھر اوتے مبارک طرف اس فقیر کے لئے۔ اور
 یاران دیگر سے باین عبارت فرمایا خذوها یا سید ہی هذه الليلة
 ليلة القدر فاجتوبوها ولا تناموا فيها وبقنا ویزقنا ان شاء
 الله تعالى اس فقیر سے فرمایا فرزند من آج کی رات کو لوہیں نزد یک
 تھا میں نے سنا، شاید کسی دوسرے سے یا نہ نے بھی سنا ہو۔ مجھ سے جس
 قدر بنا میں بیدار رہا۔ اکثر رات بیداری میں گزری قرآن شریف کا
 ختم ہوا امام حافظ سورہ تبت پڑھتا تھا۔ جب فارغ ہوا تو پوچھا
 کہ ذات طہب کو تو نے سکون لام سے پڑھایا لام کے زبر سے اس
 نے عرض کیا کہ زبر سے فرمایا کہ اگر کوئی ذات طہب کو سکون لام
 سے پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ ذات مضاف
 ہے اور طہب مضاف الیہ ہے جس وقت ختم تمام ہو گیا تو حافظ کو
 بلایا اور کپڑے دئے دعا کی۔ تقبل الله منك وجزاک اللہ خیرا
 اس رات میں سو رکعت نماز جیسے کہ اوراد میں مسطور ہے ہمراہ جماعت
 کے اور اکی، بعد نماز تسبیح و تراویح کے اور حضرت مخدوم بعد ادا
 کرنے پر دو رکعت کے چند خرقے پہننے اور اتارنے کھتے ہیں نے
 دریافت کر لیا کہ آج کی رات ليلة القدر ہے ہیں نے سنا تھا
 کہ ہر سال ماہ رمضان شب قدر میں خرقوں کو بلبوس کرتے ہیں
 اور صبح کے وقت یاروں کو دینے ہیں اسی رات میں بچہ کے وقت
 سحری کے وقت اس فقیر کو حجرے سے طلب کیا اور عبادت قدیم

نزدیک اپنے جگہ دی عربی زبان میں فرمایا چنانچہ اہل علم نے سمجھ لیا
 یا ایہ عبارت یا اصحابی و رفقای هذه الليلة لیلۃ القدر اور کہتا
 واثنتان من اصحابی ایضاً رایت العجائب فی هذه الليلة منها نظر
 الی المکونات کلها فی السجدة وكان ذلك فی النصف من هذه الليلة وکنت
 فی اخر الصلوة تلك الليلة اردت ان افسح الصلوة واقعد فی السجدة ما خالفت
 الامام حتی فرغ الامام ثم وقعت فی السجدة ودعوت فی سجدة دعا اصحابی
 الذین اعتكفوا معی ورفقای الذین جئوا الی من اوطا نعم ثم دعوت جمیع من
 تعلق بی ثم دعوت جمیع اهل الاسلام فقمت من السجدة کلها قیتمت
 الاشیاء المکونات کلها من السجدة وهذا الیس کرامتے بل ادراك هذه الليلة
 فی کل سنة لنا مبررات الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اے میرے یا رب اور
 اے میرے رفیق یہ رات شب قدر ہے، میں نے اس کو پایا اور
 دو شخص نے میرے یاروں میں کبھی میں نے اسی رات میں عجائب
 دیکھے منجملہ ان کے یہ ہے کہ میں نے سناری کائنات کو سجدے میں دیکھا
 اور یہ اس رات کے نصف میں تھا اور میں اس رات آخر نماز میں تھا
 میں نے ارادہ کیا کہ نماز کو توڑ ڈالوں اور سجدے میں گر پڑوں، میں نے
 امام کی مخالفت نہ کی، یہاں تک کہ امام فاطمہ فرمایا پھر میں سجدے
 میں گرا، اور میں نے اپنے سجدہ میں ان یاروں کو دعا کی کہ جنہوں نے
 میرے ساتھ اعتکاف کیا اور ان رفیقوں کی جو اپنے وطنوں سے
 طرف میرے آئے، پھر میں نے دعا کی، ان سب کیلئے کہ جنہوں نے

مجھ سے تعلق کیا۔ پھر سارے سے اہل اسلام کے لئے دعا کی پھر میں سجدے
 سے اٹھا۔ جس وقت میں اٹھا تو ساری اشیائے کائنات سجدے
 سے اٹھے اور یہ میری کرامت نہیں ہے، بلکہ اس رات کا پاناہر برس
 میں ہمارے واسطے میراث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 تک، جبکہ اس فقیر نے بنی گنجدوم سے یہ سنا تو میں پاؤں پر گر پڑا،
 فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے بھی نام لے کر دعا کی ہے، اور فرمایا
 کہ یا میں عبارت میں نے دعا کی ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَلَدِي الْمَعْنُوِيَّ
 سَيِّدًا عَلَاءِ الدِّينِ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ لَدَيْكَ وَالْوَاحِدَيْنِ اِلَيْكَ
 وَاجْعَلْ امْرَاةً بِالْاِيْمَانِ وَاجْعَلْ عَاقِبَتَهُ بِالْخَيْرِ مَعَ الْاَهْلِ
 وَاجْعَلْهُ شَيْخًا كَبِيْرًا وَاَقْضِ حَواجِجَهُ الْمَشْرُوْعَةَ وَاَنْ تَعَاْفِي
 بَدَنَهُ وَاَنْ تَحْسِنَ عَمَلَهُ وَحَالَهُ وَاَنْ تُقَوِّيَهُ فِيْ سَبِيْلِكَ
 وَاَنْ تُرْزِقَهُ الْعَفَافَ وَالْكَفَافَ وَاَنْ تَجْعَلَهُ حُبُوْبًا فِيْ قُلُوْبِ
 الْمُوْمِنِيْنَ وَلِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا وَطَوِيْلَ عُمُرًا بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ
 يَا مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا يَعْنِي اے میرے اللہ تو کہ میرے فرزند معنوی
 سے عیال الدین کو ان لوگوں میں سے کہ جو تیرے نزدیک مقرب ہیں،
 اور تجھ تک پہنچ گئے ہیں، اور خاتمہ کر اُس کے کام کا ساتھ ایمان کے
 اور عاقبت اس کی ساتھ خیر کے، مع گھر والوں کے، اور کہ تو اُس کو
 بڑا شیخ، اور بڑی کرامت کی مشروع حاجتوں کو، اور عافیت دے
 اُس کے بدن کو اور اچھا کر اُس کے عمل و حال کو، اور قوی کر دے

اُس کو اپنی راہ میں، اور عطا کر اُس کو پرہیزگاری اور روتی اور مومنوں
 کے دلوں میں اُس کو محبوب کر، اور پرہیزگاروں کا اُس کو پیشوا بنا،
 اور دراز کر اُس کی عمر کو، اپنے فضل و کرم سے اسے ہمارے مہلے
 اور اے ہمارے پیر بعد اس کے فرمایا کہ میں نے تیرے واسطے
 اس عبارت سے دعا کی، میں شرمندہ ہو گیا۔ میں نے اپنے جی
 میں کہا کہ میں کون ہوں کہ میرے واسطے اس قدر دعا فرمائیں لیکن
 یہ اُن کے مکارم اخلاق سے ہے پھر میں نے قدمبوسی کی، مجھے بغل
 میں لیا اور میں نے بھائی کو بھی قدمبوسی کرائی، فرمایا کہ میں نے تمہارے
 بھائی کے واسطے بھی دعا کی ہے، پس اس فقیر نے اپنے جی میں
 کہا کہ اُن کی دعا مستجاب ہے، خصوصاً شب قدر اور حالت سجدے
 میں، پس میں نے دو رکعت شکر کی ادا کی اس نیت سے کہ انہوں
 نے مجھ کو بھی یاد فرمایا، جبکہ یاد ان بزرگ نے میرے حق میں ایسا کرم
 مخدوم سے سنا، تو اس فقیر کو مبارکباد دی، اور مجھ سے مصافحہ بھی کیا
 میں نے یہ رباعی پڑھی اور لکھی ہے

گر کہ صحبتِ مردانِ مستقیم احوال
 نظر کنند بہ بیچارگانِ صغیر لغال

ہے نئے روم و چادرہ منی دامن
 سزور کہ صدر نشینان بارگاہ قبول

۵

وہ کہہ آتش فتادم جہاں آتش شدم

ہیزے بودم بچنگل ناگہاں

صحبت ایسی افزہ کھتی ہے خصوصاً صحبت اُن بزرگوار قطب عالم مخدوم

جہانیاں کی بعد اس کے دو خرقے ایک تو اس فقیر کو دوسرا اس فقیر کے
 بھائی کو عطا کیا، اور پہنایا اور فرمایا اذھی تو سجدہ بتاج الکرامت و السعادت
 و وفقر باذواع العبادۃ یعنی اے میرے اللہ تو اس کو کرامت و سعادت
 کا تاج پہنا اور الراح عبادت کی اس کو توفیق دے بعد اس کے فرمایا
 لیلۃ القدر خیر من الف شہر کیا ہے ای تو اب خیر من عبادۃ
 احیائہ و ادراک الف شہر یعنی تو اب اس کا ہزار ماہ کی عبادت سے
 بہتر ہے بعد اس کے فرمایا قدر کے کیا معنی ہیں یعنی قدر الایام
 والقضا یا در میان شب قدر اور شب برات کے فرق ہے برات کہ
 جو برات کہتے ہیں اس لئے کہ نامے لکھے جاتے ہیں۔ اس رات میں
 ہر چیز کی برات لکھی جاتی ہے و ذلک قولہ تعالیٰ حم والکتاب المبین
 انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکہ انا کتا من ذرین فیہا یفرق کل امر حکیم
 امی مقصود تفسیر وارک ہیں دو قول ذکر کئے ہیں بقول اول شب قدر ہے
 اور یہ صحیح ہے اور دوسرے قول میں شب برات ہے ایک عزیز نے
 پوچھا کہ شب قدر میں کافر بھی سجدہ کرتے ہیں؟ فرمایا حق میں جمادات
 کے ہے کہ ان میں حیات پیدا کی جاتی ہے وہ سجدہ میں ہو جاتے
 ہیں اور آدمیوں میں سے سجدہ نہیں کرتا ہے مگر اس آدمی کو کہ معام
 ہو، وہ ان کو سجدہ میں دیکھے تو وہ بھی سجدہ میں ہو جاتا ہے لہذا
 اس کے یہ بیت منظومہ کے پڑھے

و لیلۃ القدر و کل الشہر دائرۃ و عینا ہا قادر

شب برات کی شہادت
 شب سجدہ جمادات و شہادت

احی لیلۃ القدر بكل الشہر من رمضان دائرة عند ابی حنیفہ رضی
 اللہ عنہ وعند ہما معین کذا السماع علی فی مکتب یعنی نزویک امام
 اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شب قدر تمام ماہ رمضان میں گردش کرتی رہتی
 ہے، اور نزویک امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے
 معین ہے، میں نے اُس طرف مکہ مبارک میں سنا ہے اس کل
 شہر کے مراد تمام ماہ رمضان ہے نہ تمام سال، اگر بات یوں
 ہوتی تو یہ کہتا ولیلۃ القدر بكل سنۃ دائرة وسیل یہ ہے اور مکہ
 مبارک میں فتویٰ بھی اسی پر دیتے ہیں بعد اسکے کہ تھے مبارک طرف
 اس فقیر کے لئے اور فرمایا قرآن میں یہ قاعدہ جو میں نے کہا لکھ لو پس
 میں نے لکھ لیا۔

ایضاً آخر جمعہ تسالیسویں ماہ مذکور

کہنہ خدمت میں حاضر تھا فرمایا کہ اذان کے وقت بات نہ کرنا چاہیے
 اور اُس کو سننا چاہیے اسلئے کہ فتاویٰ کے کامل ہیں ہے استماع
 اذان مسجد الحی واجب لمن کان فی البیت وان کان حاضران فی
 المسجد لا یجب لان اجابتہ الفعل اولیٰ من القول یعنی مسجد محلے
 کی اذان کا سننا واجب ہے واسطے اُس شخص کے جو گھر میں ہے
 اور اگر وہ مسجد میں حاضر ہے تو واجب نہیں ہے اسلئے کہ اجابت فعل
 کی اولیٰ ہے قول سے اُس لئے تو فعل میں اجابت کی اور مسجد میں حاضر

فیلو القدر نزویک حضرت امام کے دائرہ اور نزویک صحابین کے معین

ف۔ اذان و تکبیر کے وقت بات نہ کر کے

ہو گیا یہ بھی فتاویٰ کا مل میں مذکور ہے کہ التکلم عند الاذان والاقا^{مۃ}
 مکروہ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من تکلم فی الاذان خیف لذلزل
 الایمان ومن تکلم فی الاقامۃ منع عن المسجد یوم القیامۃ اذا
 امر و ابی المسجد فیسجد المؤمنون تحت العرش یعنی بات کرنا وقت
 اذان و اقامت کے مکروہ ہے اسلئے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص
 اذان میں بات کرے تو اس کے زوال ایمان کا خوف ہے۔ اور جو
 شخص اقامت میں بات کرے تو وہ منع کیا جائے گا بھی سسے
 روز قیامت میں جس وقت کہ وہ سجدے کا حکم کہے جائیں گے تو
 سارے یوم سجدہ کریں گے عرش کے نیچے، وہ نہ کر سکے گا ہر چاہے گا
 اصلاً اس کی پیٹھ نہ جھکے گی گویا منخ کھڑناک دی ہے۔ پس روئے
 مبارک بریں فقیر اور دوسرا فرزند فرزند من تبولیہ میں کہ گفتم پس
 نشتم ایضاً نبات یعنی مصری کے برتن لائے ایک تو واسطے بند
 کے اور دوسرا واسطے برادر بند سے کے، اذذانی فرمائی اور یاروں کو
 بانٹ دیا۔ اور خود نے بھی کھایا اور فرمایا کہ کھانسی مجھے زحمت دینی ہے
 اور بعض یاروں کو بھی نبات کھانسی کو بچا ڈی رہی ہے۔ خادموں سے
 فرمایا کہ صحنک میں خریہ کرنا کہ عید کے دن کام آئیں اس رات میں سو اکیں
 ایک تو اس فقیر کو اور دوسری برادر اس فقیر کو اذذانی فرمائی بعد اس کے
 فرمایا کہ مکہ مبارک میں نماز عید سے پہلے حاضر ہوتے ہیں اور نماز عید فطر
 سے پہلے افطار کرنا سنت ہے اور عید الفصحی میں قربانی کے گوشت سے

ب۔ افطار قبل اذذانی عید الفصحی

افطار کرنا سنت ہے دعا گو خطبہ عید الفصحی سے پہلے آدمیوں کو بھیج دینا
 سے تاکہ قربانی ذبح کر دیں، اور کھانا تیار کر لیں جب میں مع یاروں کے
 پھر کر آتا ہوں تو اسی سے افطار کرتا ہوں، کیونکہ سنت ہے ایک عزیز
 نے پوچھا کہ مکہ و مدینہ مبارک میں شیر خرما بتاتے ہیں اور کھاتے ہیں۔
 جواب فرمایا اگر شیر خرما منبوں ہوتا تو اس طرف تو خرما کا جنگل بہت ہے
 پھر کھر میں با نذازہ ہمت شیر خرما بتاتے، لیکن سنت نہیں ہے ایک
 عزیز نے پوچھا کہ دست بالیدہ کھی اس طرف بتاتے ہیں جواب فرمایا
 کہ مکہ و مدینے میں یہ رسم نہیں ہے۔ یہ رسم دیا رہندوستان کی ہے۔

اٹھائیسویں ماہ رمضان روزِ شنبہ

کو یہ فقیر خدمت میں حاضر کھالوئے مبارک طرف اس فقیر کے لئے اور
 فرمایا فرزند من سبق پڑھ، پس میں نے شروع کیا ترتیب اس میں کھتی کہ
 شائع نہ چلنے والا ہے آداب احکام میں، اور طاق چلنے والا ہے
 آداب سیر حقیقت میں، مثلاً کپڑے کا نگاہ رکھنا اور نجاست،
 اور بدن کا معصیت سے، شریعت ہے اور دل کا نگاہ رکھنا اور
 بشریت سے طریقت ہے اور خاطر کا نگاہ رکھنا غیر خدائے عز و جل
 سے حقیقت ہے اور موہنہ طرف قبلے کے لانا شریعت ہے اور دل کے
 موہنہ کو طرف حضرت حق کے رکھنا طریقت ہے، اور اس میں بلا زہم رہنا
 حقیقت ہے انبیاء علیہم السلام امت کو شریعت کا حکم دیتے ہیں، اور خود

ف۔ بیان شریعت و طریقت و حقیقت

ف۔ بیان شریعت و طریقت و حقیقت

ف۔ بیان شریعت و طریقت و حقیقت

طریقت کی راہ چلتے ہیں، واسطے تخفیف اُنکے اور اپنے کے اگر کسی شخص
 کو امت میں سے بہت عالی اُس کی یا روید گاہ ہو جائے اور چاہے
 کہ حقائق کو پہنچے تو وہ سلوک طریقت کو اختیار کرتا ہے تاکہ درجہ عوام سے
 نکلے اور درجہ خواص میں داخل ہو۔ بعد اس کے فرمایا کہ نہ کوۃ شریعت کی
 دو سو درم شرعی سے پانچ درم شرعی واجب ہیں، اور نہ کوۃ طریقت کی
 دو سو کے دو سو واجب ہیں اور نہ کوۃ حقیقت کی یہ ہے کہ دل میں جو کچھ
 غیر اللہ ہے اُس کو باہر پھینک دے یا خانہ بجائے رخت بردیا محال اور
 قلب المؤمن حرم اللہ تعالیٰ و حرام علی حرم اللہ ان ینہ فیہ خیر اللہ
 یعنی مومن کا دل حرم محترم اللہ سبحانہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کے حرم پر حرام
 کہ اُس میں غیر اللہ داخل ہو۔ بعد اس کے فرمایا کہ حقیقت شریعت ہے
 جب تک شریعت کو مضبوط نہ پڑے گا ہرگز حقیقت کہ نہ پہنچے گا
 اور حقیقت بجالانا امت و بات کہ ہے۔ یعنی مستحبات کا نہ بجالانا اور
 رخصت کا اور جیے کا اسلئے کہ شریعت میں رخصت و حیلہ جو کہ روایے
 سو اُس کو واسطے ضعیف عاقل کے رکھا ہے۔ اور طریقت میں
 رخصت روایے سے اکثر چلنے والے اس سے غافل ہیں کیونکہ
 رخصت و حیلہ اور باب طریقت کا زنب حال ہوتا ہے حسنات ابرار
 سیدات المقر بین ای حسنات ارباب الشریعة بالرخصة والحیلة
 عند المقر بین سیدنا محمد اسلئے کہ شریعت والے ساتھ نیت کے چلتے
 ہیں اور نیت میں رخصت روایے۔ ورنہ گراں باد ہوں۔ ہلاک ہو جائیں

اور طریقت والے ساتھ بہت کے سلوک کہتے ہیں۔ اور بہت میں ^{مختص} شخصیت
 روا نہیں ہے۔ شارع نے شرع میں دو چیزیں رکھی ہیں بہت میں ایک ^{مختص} اور
 اور عبادت میں دو اور وہ بہت ہے پس دو تے مبارک بریں فقیر اور دہ
 و فرمودہ فرزند میں تو سید کہ اس ترتیب کا کار خواہد آئے کہ دیگر اس
 خواہی کرد اور مشیخت کی شرط یہی تین علم ہیں جس کی میں نے تجھ کو
 تربیت کی۔ اور تو نے مجھ سے حاصل کئے جب تک کہ یہ تین علم یعنی
 شریعت و طریقت و حقیقت نہ ہوں ہرگز وہ مقام مشائخ میں نہ پہنچے گا
 اسلئے کہ یہ مقام ارشاد کا ہے جب تک خود نہ جائیں گے دوسرے
 کو کب بتا سکیں گے اور اگر کوئی صالح نیک آدمی ہو اور اس میں بہ
 تین علم موجود نہ ہوں تو اس کو ولی نہ کہیں گے جیسا کہ میں نے سنا ہے
 کہ ایک جاہل کو شیخ کہتے ہیں جو آدمی کہ علم شریعت سے عاجز ہو
 وہ طریقت و حقیقت کو کیا جائیگا۔ شریعت بمنزلہ میوے کے ہے
 اور طریقت و حقیقت بمنزلہ مغز کے ہے۔ یہ بات میں نے سلطان
 سے بھی کہی تھی ہیں کیا جانوں ہنوز اس کو شیخ کہتے ہیں یا نہیں حاضرین
 مجاس نے کہا کہ اس وقت اس کو کلم کوئی علماء و فقہار و اشراف سے
 شیخ کہتا ہے مگر جہاں کہ وہ اس کو شیخ کہتے ہیں۔ بعد اس کے فرمایا
 ساک کہ چاہیے کہ جن مقامات میں وہ نہ پہنچا ہو ان کی بات نہ
 کرے کیونکہ وہ ان کو نہیں جانتا ہے اور اس کہنے میں شہرت طلب
 کہتا ہے تا کہ خالق جاننے کہ یہ ساک ہے۔ حالانکہ وہ نہیں ہے۔

خدا نے تعالیٰ سے ڈرے۔ میں نے کہہ دیا کہ میں سنا ہے کہ شیخ
رکن الدین قدس سرہ اس بیت کو بہت پڑھا کرتے تھے اور زائرانہ رشتے
اس محل میں وہ بھی روئے اور بار بار پڑھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ آل و اولادہ بخون شاد دل من تا خود بکدام رہ بدست نزل من

قوله تعالیٰ فریق فی الجنة و فریق فی السعیر یعنی ایک گروہ بہشت

میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں بعد اس کے فرمایا مرید کو چاہیے
کہ پیر کی صحبت کرے اور اس کے افعال کو پیوسے اور اگر یہ دو

میسر نہ آئے تو جو اوراد کہ پیر سے مروی ہیں اسی پر کام کرے، اگرچہ
تھوڑا بہر اور اگر خود سے کوئی چیز اختیار کرے گا۔ تو وہ ہوائے نفس
سے ہوگی۔ اگرچہ رات دن میں ہزار رکعت ہی کیوں نہ پڑھے اور

تمام سال ہی کیوں نہ روزہ رکھے قوله تعالیٰ افرأیت من اتخذ

الھواء وھنی النفس عن الھوی فان الجنة ہی الماویء یعنی

کیا پس نہیں دیکھا تو نے اس شخص کو کہ ٹھیرایا اس نے اپنی ہوا کو

معبود اپنا اور روکا نفس کو ہوا سے پس بلے شک جنت ہی ہے

اس کا ٹھکانا بعد اس کے فرمایا کہ امام شافعی قدس الشہ و وجہ سے پوچھا

کہ زکوٰۃ کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ تم زکوٰۃ فقہا کا پوچھتے ہو یا زکوٰۃ

اولیا کا، پس زکوٰۃ فقہاء کی دو سو درم سے پانچ درم ہیں۔ اور زکوٰۃ

فردیشوں کی وہ چیز ہے جو کہ موجود ہے بعد اس کے فرمایا کہ توت القلتر

میں نہ کو رہے لا تجوز ان خیرة للسالك الا اجل قضاء الدین

لو كان السالك مديونا ولاجل اتفاق خرج اهله ان كان
متاهدا یعنی جائز نہیں ہے ذخیرہ کرنا واسطے سالك کے گروا سٹے
اولے دین کے اگر سالك قرض دار ہو اور واسطے خرچ گھر والوں کے
اگر عیال دار ہو بعد اس کے اس فقیر سے فرمایا کہ فرزند نامیں لکھ لو غریب
بے پیر سے اور پیر سے باروں کے کام آئیگا یہ ساری تزیین شروع
سبت سے فراغ تک حتی ہیں اس فقیر کے کھٹی میں سبت سے فارغ ہو گیا
ایضا فرمایا کہ فرزند قاضی عیال الدین صابر جہاں نیک مخلص دعا گو کا
بے ہیں اس کے واسطے بھی دعا کرتا ہوں تالیسوں رات شب
یکشنبہ ماہ رمضان کو وقت نائندہ یعنی خوان طعام کے بندے کو
حجر سے طلب کیا اور عبادت قدیم نزدیک اپنے حکم دی
فرمایا کہ شب قدر میں سارے اشیاء کو ناسخ کردہ کرتے ہیں ایک
عزیز نے پوچھا کہ کیوں نہ سجدہ کرتے ہیں جواب فرمایا کہ اس رات
میں واسطے حیاہ جمادات کے حیات پینڈا کی جاتی ہے پھر وہ سجاہ
کرتے ہیں اور یہ بات علم کلام میں درست یعنی ثابت ہے مناسب
اس کے حکایت بیان فرمائی کہ نزدیک مخدوم بزرگ جدوعا گودا
برکاتہ کے لکڑی کا پیالہ تھا جس وقت وہ اندر حجر سے کہہ کر میں
مشغول ہوتے تو وہ لکڑی کا پیالہ بھی ان کے ساتھ ذکر میں ہوتا یہ
ہے خلق حیات جمادات کی، ایک عزیز نے شیخ عارف صابر الدین
سے پوچھا کہ حجر سے میں دوسرا کیا نہیں ہے اور آواز ذکر کی ایسی نکلتی

ف۔ ذکر کردن بیالہ چوین

ہے جیسے دو آدمی ذکر کرتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا کہ اُن کے پاس لکڑی کا پیالہ ہے وہ موافقت کرتا ہے۔ بعد اس کے فرمایا کہ وہ پیالہ لکڑی کا ہے اور اس کی میراث میں پہنچا ہے۔ میں نے اُس کو تبرک رکھا ہے اسی درمیان میں ایک عزیز نے پوچھا کہ مشب قدیم میں آسمان سجدہ کرتے ہیں، پس فرمایا کہ آسمان تو جمادات سے ہے سب سمت بیت المعمور میں سجدہ کرتے ہیں جس دن کہ حضرت نوح علیہ السلام کا طوفان ہوا تو اُس کو چوتھے آسمان پر رکھ دیا اُس سے پہلے زمین کعبہ میں تھا اب بھی محاذی و برابر خانہ کعبہ کے ہے، ایسا کہ اگر کوئی پتھر اُس جگہ سے ڈالیں تو بام کعبہ پر گرے مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ ایک دن دعا گو نزدیک ایک عزیز کے اُترا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ وہ سامنے سے غائب ہو گیا، ذرا دیر کے بعد آیا۔ میں نے پوچھا تو کہاں تھا کہا کہ میں واسطے کہ مصلحت کے بیت المعمور میں گیا تھا ایک وقت میں چوتھے آسمان پر گیا اور آگیا ایک عزیز نے پوچھا کہ اتنے ہزار برس کی راہ کیوں نہ گزرا، اور پھر آیا جواب فرمایا کہ اُن پر طے ہو جاتی ہے قدم قدم جاتے ہیں، آسمان کے طبقے مثل زبان دہنیہ کے ہو جاتے ہیں، اور طے مثل طے زمین کے ہے یعنی جس طرح زمین کی رگ کھینچ دیتے ہیں اسی طرح آسمان کی رگ بھی کھینچ دیتے ہیں یہ بات عقیدہ اشرفی علیہ السلام کرامت ولی کے بیان میں مذکور ہے الکرامۃ حق فیظہر الکرامۃ علی نقض العادۃ

فالولی تطیر فی الهواء و میثی علی الباء و یصعد علی السماء و غیر ذلك
من الاشیاء فكل ذلك معجزة بنی من الانبیاء فیظہر لواحد من
ولی امتہ لكن بشرط اتباع نبیہ قولاً و فعلاً و حالاً و من خالف هذا
فلیس بولی یعنی کرامت حق ہے۔ پس کرامت ظاہر ہوتی ہے خلاف
عادت پر، سو ولی ہو اپراڑتا ہے اور پانی پھینتا ہے اور آسمانوں
پر چڑھتا ہے اور جو اس کے مانند ہے اس سے یہ سب معجزہ ہے
پیغمبر کا، پس ظاہر ہوتا ہے واسطے ایک کے اس کی امت کے ولی
سے، لیکن بشرط پیروی اپنے پیغمبر کے گفتار و کردار و رفتار میں اور
اگر ان میں سے ایک کی مخالفت کر لگا تو وہ ہرگز ولی نہ ہوگا اور
درجہ مشیخت کا دلی سے بالاتر ہے، اور درجہ ولایت کا بالاتر مشیخت
سے ہے اور کوئی درجہ بالاتر درجہ صدیق سے نہیں ہے کیونکہ درجہ
صدیق کا درجہ نبی کے نزدیک ہے کل من یخطا بد رجاة
الصدیقة حصل لہ درجۃ النبوة و ذلك فی قولہ تعالی اولئک الذین
اتخذنا علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین
ومحسن اولئک رفیقاً اور ان شہدار سے مراد حاضرین حق ہیں یہی
فان شہد اسی حضری بعد اس کے فرمایا کہ صدیق صیغہ مببالغہ ہے کیونکہ
فعلی واسطے مببالغہ کے ہے وجہ اشتقاق صدیق کی میں نے دو طرح
سنی ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ صداقت سے مشتق ہے، و ہذا ذکر الحجۃ
پس معنی یہ ہوں گے کہ صدیق لوگ خدا کی یاد کثرت محبت و صدق سے

ف۔ درجہ مشیخت ولی سے بالاتر ہے

سے کرتے ہیں دو تہری وجہ یہ ہے کہ مشتاق صدق سے ہے وہ کثرت
 التصدیق پس معنی یوں ہوں گے کہ بسیار راست گو داشتن یعنی بہت
 صح کہنے والے، لیکن درجہ اول متفق علیہ ہے یعنی بہت سے اسی
 پر ہیں بعد اس کے فرمایا کہ امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 میں یہ درجہ وہ ہیں موجود تھیں۔ کثرت محبت بھی کثرت تصدیق
 بھی، یہاں تک کہ ایسا ذکر کیا ہے کہ جو کچھ حضرت رسالت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم سے سنتے انکار نہ کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا ہے اغا و ابو بکر کفرسان ساعیان و تقدم فامنت
 بہ و لکنی تقدمت فامن بی یعنی میں اور ابو بکر دو گھوڑوں کے
 مشابہ ہیں کہ وہ دو ڈھیلے آگے بڑھ جاتے تو میں ان پر ایمان لانا یعنی
 وہ پیغمبر ہو جاتے لیکن میں آگے بڑھ گیا پس وہ مجھ پر ایمان لائے
 یعنی پیغمبری مجھ کو ہوئی قولہ علیہ السلام لو کان من بعدی نبی لکان ابو بکر
 و قولہ الاخر لو وزین ایمان ابی بکر مع ایمان جمیع امتی لرجح و مثل
 هذا اکثر فی ذات ابی بکر و هو افضل الصحابة رضوان اللہ علیہم
 اجمعین پس سُنئے مبارک بریں فقیر آدرند و فرمودند فرزند من ایس فوائد و
 ہر درجہ صدیق بنو سید پس ہشتم بعد اس کے فرمایا فرزند من ستن پڑھیں

۱۰ جامع صغیر میں یہ حدیث شریف باین لفظ ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر بن
 الخطاب (فیہ اشارۃ الی مزید فضیلہ وان اللہ متخدا من خصال الانبیاء) حتمت
 لک عن عقبۃ ابن عامر الجھنی (طب عن عصمة بن مالک) و هو حدیث حسن ۱۱

نے شروع کیا ترتیب اس میں تھی کہ فرزندِ ندمن جبکہ تو نے ساریک طرفیت
 کو جان لیا تو جان کہ پہلے باطن کو صاف کرنا چاہیے تاکہ تیار ہو جاسکے
 طرفیت کا حل اُس کے دل میں پیدا ہو، اور جلتے کہ اولیاءِ عالم ہیں
 اور وہ علم باوجود ولایت کے بھی ہوتا ہے۔ علم یہی طرفیت ہے
 اُس کی طلب میں دوڑے رات دن ظاہر و باطن درگاہِ خداوندِ عالم
 پر حاضر ہے ایک وقت بھی اُس سے غائب نہ ہو اور زمانہِ علاقوں سے
 اور خلق کے دل دینے سے اعراض کرے اور باطن کے صاف کرنے
 میں اور مراقبے میں مشغول ہے۔ کیونکہ طرفیت کی شرط دل کی جمعیت
 ہے اسلئے کہ خاطر متصرف حق سے دور ہوتا ہے۔ اگرچہ نماز میں ہو
 جس وقت دل جمع ہو گیا تو متقی ہو جائے گا اور نسبت بندے کی
 درگاہِ خداوندِ تعالیٰ پر یہی تقویٰ ہے۔ قرآنِ تعالیٰ ان کو مکتوباً اللہ
 انفاکم ای الجناکم عن التعلقات و افضل الاعمال ثلثہ قطع العاد
 و حفظ اللذائق و ادراک الحقائق و قطع العادات مثل درس المنداد
 و ختم الملقاب و امامت المساجد و کسب المکاسب و امثالہا کل
 ذلک من العادات یعنی بزرگ ذمہ دارانِ دیک اللہ کے پرہیزگار تمہارا
 ہے یعنی دور تمہارا تعلقات سے اور بہترین اعمال میں ہیں علائق
 کا قطع کرنا و قائلین کا نگاہ رکھنا حقائق کا دریافت کرنا علائق جیسے مادی
 کا درس دینا، مقبروں پر ختم پڑھنا، مسجدوں کی امامت کرنا پیشہ وری
 کرنا، اور ان کی مثل اور یہ سب امور منجملہ علائق ہیں ان کو قطع کرے

ف۔ بزرگ قطع علائق

اگر بے زور نماز من جملہ مجازہ۔ گے یا تو ہم مجازہ من جملہ نماز داختر

حفظ و قائلن یہ ہے کہ سالک کے دل میں معافی ہوتے ہیں ہر لحظہ ان کو نہ نکالے اور اکت حقائق یہ ہے کہ وقائلن کی جو کچھ ماہیت ہے اس کو دریافت کرے جس آدمی میں یہ تین خصالتیں موجود ہیں وہ صوفی ہے اور صوفی سے مراد مقرب ہے لانه مشتق من الصفة وھی القرية ارباب صفہ کو جو اصحاب صفہ کہتے ہیں سو اسی لئے کہ وہ بنیان طریقت ہیں کوئی قربت نہیں ہے مگر انا جلیس من ذکر فی کفایت ہے۔ یعنی اس سے بڑھ کر اور کیا قربت ہوگی کہ اللہ جل شانہ فرماوے کہ جو شخص مجھ کو یاد کرے ہے اس کا ہمیشہ ہوں پس بنا اس راہ کی ذکر کو رکھنا چاہیے پھر دوسرے مبارک طرف اس فقیر کے لئے فرمایا فرزند من تو کچھ تعلق رکھتا ہے میں نے عرض کیا کہ اگر تعلق ہوتا تو میں نہیں کی مدت میں صحبت مخدوم کی میسر نہ آتی فرمایا الحمد للہ کچھ تعلق نہیں ہے تم نے ہر اد صحبت کی ہے بعض یاروں سے فرمایا جو کہ دعوی سلوک کا رکھتے ہیں تم کیوں صحبت کی غنیمت نہیں لیتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تعلق رکھتے ہیں بعض نے کہا امامت مسجد کی، بعض نے کہا تعلیم صبیان کی، بعض نے کہا ختم مقابہ کا، بعض نے کہا درس مدارس کا، بعض بولے کہ ہم کسب میں مشغول ہیں میں نے حق کا شکر ادا کیا، اگر مجھ کو تعلق ہوتا تو میں کیا کرتا کہ مثل ان کے نہیں ہوتا یہ ساری چیزیں شروع سبت سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے کھتی۔

بہ نصیحت و ذکر اللہ تعالیٰ

اوتیسویں ماہ رمضان روزِ کبیرہ

کو بندہ خدمت میں حاضر تھا ایک زائر پھول لایا خادموں سے فرمایا کہ سب کو دو تاکہ سونگھیں واسطے مخالفت روافض کے، اسلئے کہ وہ پھول کا سونگھنا واسطے روزِ ہزار کے ناقص صوم جانتے ہیں پس جو کوئی ان کی مخالفت کرے گناہ بڑا ہوگا ایضاً فرمایا نماز پڑھنے والے کو چاہیے کہ نماز کے اندر قرآن شریف کے معانی کو دل میں گزرائے، ایسے کہ کوئی چیز معانی سے متروک نہ ہو جائے اور کلام متکلم کی ہیبت اُس کے دل میں جمی ہوئی نہ ہے اور اگر معانی نہیں جانتا ہے یعنی عامی ہو تو متکلم کی ہیبت تو ضرور دل میں رہے کہ کلام اُس خداوند کا ہے کہ جس کی صفت متکبر و جبار ہے۔ تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر بادشاہ مجازی طرف نائب غیبت کے یا طرف مقطع کے کوئی فرمان لکھ کر بھیجے تو اُس کی اور اُس کے رعایا کے دل میں کس قدر خوف پڑے گا، اور سب حاضر ہوں گے اور دل کا کان اُس پر رکھیں گے کہ ویسے کیا حکم ہوگا اور یہ قرآن شریف اور فرمان ہے بادشاہ حقیقی سے طرف بندوں کے، ایک حقیقی کتاب ہے اصل اُس میں یہ ہے کہ اُس کی یاد میں رہیں اور اس کو لحظہ بھر غائب نہ جائیں بلکہ حاضر جائیں قولہ تعالیٰ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهُ غَافِرًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمِينَ وَهُوَ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ یعنی تو اللہ کو غافل مت سمجھ اُس چیز سے کہ جو ظالم کر رہے ہیں۔ اور

لے بایں ہو کانت قرآہ فان لیتکن فاتہ یراک (احقر)

ف پھول سونگھنا صائم کو روزِ کبیرہ

وہ قریب تر سے طرف بندے کے جان کی رگ سے، پس جو ذات کہ
 اتنی نزدیک ہو کیونکہ اس سے غافل و غائب ہوں۔ اور اس کا کفر ان و
 عصیان اختیار کریں اور حیلہ و خصلت ڈھونڈیں، مناسب اسکے حکما بہت
 بیان فرمائی کہ دعا گو نے اس طرف مشائخ کبار سے شیخ جمال الدین
 کی صفت سنی ہے کہ وہ ظاہر میں لڑ خلیق کے ساتھ بتناش تازہ رو ہوتے
 اور باطن میں حق کے ساتھ انیس رہتے اور جب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا و قل رب زدنی علما تو آپ نے فرمایا اللہم
 اجعل ناخک و قلبی تعلیمًا للامة یعنی اے اللہ تو میرے دل میں
 اندر عشق، اور در و شوق ڈال۔ میرا اس معنی کا ہے جو کہ کسی شاعر نے
 کہا ہے

از دوست بیادگار در سے دارم آن در و بعد ہزارہ در ماں نہ دہم
 بعد اس کے فرمایا فرزند من یہ تو اما جو میں نے کہے لکھ لو، اور فرمایا فرزند
 من سبق پڑھو، میں نے شروع کیا۔ تہ نیب اس میں کھتی جان کہ بتدی
 کہ بعد تحقیق الارادۃ ای الطلب و صحت التجرید ای التجرید من العلق
 یعنی بعد تحقیق طلب اور صحت تجرید علوق کے بتدی کو چاہیے کہ ایسا
 پر طلب کرے جو کہ نختہ و مشفق و کار دیدہ اور آفات راہ کو پہچانا ہو۔
 اور اس کی صحبت کا لازم ہو جائے جیسا کہ تو دعا گو کا لازم رہتا ہے
 اور اقل صحبت ایک چلہ ہے اور اکثر کی کوئی حد نہیں ہے۔ اسلئے
 کہ جو درخت کہ خورد ہو تا ہے اس کا میوہ حلاوت و شیرینی نہیں دیتا ہے

کیونکہ مرید ابتدا میں غلبہ طلب کرتا ہے اور شوق کی حرارت کے متحیر ہو جاتا ہے اور اپنی
 صلاح و فساد بھلائی بُرائی کو نہیں جانتا ہے، یہاں تک کہ کوئی کامل پیر کے احوال
 میں تصرف کرے، اور اسکے احوال باطن کو اپنی صفائی احوال سے پہچانے اور
 نیکت بائیس سے اُس کو آگاہ کرے اور فوائد کو روزگار مرید کے طرف عائد فرمائے کیونکہ راہ
 میں خطر بہت ہے پس پیر ابتدا بد وقت کے ہو جو کہ وہ پیری کرتا ہے تاکہ راہ کے امن و
 خوف کو پا جائے اور مقام میں پہنچے میثاق کیا رہنے فرمایا ہے کہ جو
 کوئی طریقت میں اپنی رائے و فکر پر کفایت کرتا ہے، تو وہ ایک بت
 پرست مغرور ہوتا ہے۔ پس واسطے طلب کرنے ان معانی کے شیخ
 کی صحبت چاہیے اور کم سے کم صحبت ایک چلہ تو ہو، جس نے یہ بھی
 نہ کیا وہ اور کیا دعویٰ کرے اور اداوت سچی چاہیے کیونکہ اداوت طریقت
 میں ایسی ہے جیسے عبادت میں نیت ہوتی ہے۔ پس جس طرح عبادت
 بے نیت کے کچھ فائدہ نہیں رکھتی ہے، اسی طرح طریقت میں جو مرید کہ
 اداوت سے خالی ہے، وہ کوئی مرتبہ حاصل نہ کرے گا بعد اس کے فرمایا
 کہ سلوک میں جس جگہ اداوت کا ذکر ہو معنی اُس کے طلب حق کے ہوتے
 ہیں اصل سلوک میں فرزند من اگر تو چاہے کہ راہ چلی جائے تو پہلے
 پیش نہاد خاطر یہ بات رکھ کہ خود سے دست بردار ہو جا۔ اُس وقت
 راہ میں قدم رکھ کیونکہ یہ کام ساتھ بہت کے سے نہ ساتھ نیت یعنی
 آرزو کے قول، تعالیٰ امر لا ھنسان ملقنہ یعنی کیا واسطے انسان کے
 ہے۔ جو وہ تمنا کرے اور درون کو بیرون سے پہچان اور بیرون کو درون سے

معلوم کرے کیونکہ جب تک یہ معلوم نہ ہوگا سلوک بے سر نہ ہوگا۔ اور یہ علم ذوق
 ہے من لم یذوق لم یلیق قال ابن یحییٰ فی ملکوت السموات من لم
 یولد مرتین اعنی مرۃ بولادة الطبیعیة ومرۃ بولادة المغزیة
 وهو ملازم صحبۃ الشیخ الذی ہونائب النبیؐ کیونکہ مشائخ صوفیہ
 پیغمبر کے نائب ہیں تصوف کے تین مرتبے رکھے ہیں جب تک کہ
 تینوں جمع نہ ہوں تب تک تصوف نہ ہوتی اور کمال کو نہ پہنچے قال
 المشائخ الصوفیۃ التصوف اولہ علمای بالعلوم الثلاثہ المذکورۃ
 وہی علم الشریعۃ و علم الطریقۃ و علم الحقیقۃ و اوسطہ عمل
 و اخرہ مہبت یعنی اول مرتبہ تصوف کا علم ہے مذہب کہ مجرد علم شریعت
 مراد ہے بلکہ تینوں علم مذکورہ جن کی میں نے تربیت کی، اور تیسرے
 مجھ سے حاصل کئے اور مرتبہ وسط یعنی درمیان تصوف کا عمل ہے
 اولہ تیسرا مرتبہ مہبت من الشد ہے، الامن النسب یعنی وہ مرتبہ جسے
 الشد کا دین ہے کسی نہیں ہے اسلئے کہ علم بے عمل کے ناقص ہے
 اور عمل بے علم کے ناقص، اور عمل بے مہبت یعنی بخشش حق
 کی رسم ہے۔ اور آفات مذکورہ جملہ جو ہیں جو کہ میں نے تجھ سے بیان
 کی ہیں علم و عمل ان آفتوں سے صاف پاک چاہیے تاکہ خاصیت
 اُس کی ظاہر ہو۔ نفس خدس ہے ایک حسدت میں ایک جہان بیخ ڈالتا
 ہے۔ بعد اس کے فرمایا اگر مرید یعنی طالب ایک چلہ اپنے پیر کی صحبت
 میں مشغول ہو جائے جیسا کہ تم ذکر کرتے ہو تو حق تعالیٰ اُس کو مکاشفہ و

ب۔ برائے تصوف سے مرتبہ بناوہ اندر

مشاہدہ آرزوی کرے اور کشف مشاہدہ روئے زمین کا ہوتا ہے تمام
 دنیا کو شرق سے غرب تک معاینہ کرتا ہے۔ بعد اس کے ترک النظر
 الیہا باطن زمین کا کشف ہوتا ہے۔ جیسے اہل قبور اور زمین کے خزانے
 اور زمر و مروارید اور مانند ان کے بعد اس کے ترک النظر الیہا مرکب کشف
 آسمانوں کا مشاہدہ ہوتا ہے اور اوپر بھی عرش و کرسی تک جاتا ہے
 اور بیت المعمور کا طواف کرتا ہے، اور بہشت و دوزخ میں پہنچتا ہے
 قرآن تعالیٰ وما یلقاها الا ذو حظ عظیم اوپر سے نیچے آتے ہیں۔
 گرفتار ان دنیا کی طرف نظر کرتے ہیں کہ عاجز ہے ہوئے ہیں۔ کہتے
 ہیں کاش اگر دنیا کو ترک کریں تو وہ بھی مرتبے پر صاعدا ہوں۔ یعنی
 اوپر چلے جائیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی کہ
 ایک درویش کو یہ واقعہ تھا کہا جبکہ میں اوپر سے نیچے آیا تو میں نے
 گرفتار ان دنیا کو دیکھا۔ ان کے حال کی گرفتاری سے شفقت آئی
 کاش کہ وہ بھی بالاتر جائیں بعد اس کے لوح کا کشف ہو گیا ہے جملہ
 تفسیرات نظر میں آتی ہیں مناسب اس کے حکایت بیان فرمائی
 کہ دعا گو ایک دن مجلس میں شیخ قطب عالم دین الحق والین کے حاضر
 تھا ان کی خدمت میں ایک لشکری یعنی پیاہی آیا اور پائے بوسی کی
 بیٹھ گیا۔ التماس بیعت کا کیا شیخ توبہ کی تلقین اس کو نہیں کرتے تھے۔
 وہ الحاح و زاری بہت کرتا تھا۔ ایک عزیز شمس الدین نام عبدی
 شیخ الاسلام کے تھے وہ گستاخ تھے۔ انہوں نے شیخ سے کہا کہ یہ عزیز

ف۔ ملا خطابہ محمد حنفی

الحاج کہتا ہے کہ میں واسطے تم تلقین تو بہ نہیں کرتے ہو، شیخ نے ایسی بلند آواز سے کہا کہ سب اہل مجلس نے سن لیا۔ ابوالفتح بیچارہ کیا کرے کہ میں لوح محفوظ میں دیکھ رہا ہوں کہ منورہ چند گناہ کرے گا بعد اس کے مشاہدہ انبیاء علیہم السلام کا پھر مشاہدہ اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہوتا ہے

آخری مشاہدہ اسی کو کہتے ہیں کہ اس کے حق تعالیٰ کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ وہ ان کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اکثر احوال نمازیں دیکھتا ہے اور یہ بات اہل سنت و جماعت میں ظاہر ہے تو کہ تعالیٰ وان الی ربك الملتق اور یہ مرتبہ نہایت کا ہے کہ انتہی اس وقت کہتے ہیں کہ جب اس جگہ پہنچتا ہے اور اس بات کو پہنچتا ہے جو کہ مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ الطہارۃ فصل والصلوٰۃ وصل فمن لم یفصل فی الطہارۃ عن الکوئین لم یصل فی الصلوٰۃ الی صاحب الکوئین اگرچہ کام اس جگہ تک پہنچ جاتا ہے تو بھی خوف میں رہنا چاہیے مناسب اس کے حکما بیت بیان فرمائی کہ دعا گو نے مکہ مبارک میں مشائخ سے سنا ہے کہ جس وقت شیخ رکن المحکم والیہ قطب عالم قادیس اللہ روحہ جمعہ و پیر کی راتوں کو خانہ کعبہ میں حاضر ہوتے تو اس وقت کے مشائخ کے رو بہ رو بیت پڑھتے اور کہتے اور فرماتے

از بیت آں دوراہ جون شد دل من تا خود بجا ام رہ بود منزل من

فریق فی الجنة و فریق فی السعیر اور خود بھی لڑتے اور پار لوگ بھی لڑتے ہیں
 و خوف ظاہر ہوا بعد اس کے روئے مبارک طرف اس فقیر کے لئے
 اور فرمایا فرزند من لکھ لو پس میں نے لکھ لیا یہ ساری تہذیب شروع بسن
 سے فراغ تک حق میں اس فقیر کے کھتی۔

شب سی ام ماہ رمضان

کو وقت خوان طعام کے اس فقیر کو حجر سے سے طلب کیا اور بجاوت قدیم
 اپنے نزدیک جگہ دی۔ نمک منگایا، اور فرمایا کہ شیخ نے عوارف میں ایک
 حدیث جو کہ صحاح سے ہے منجملہ وصایا کے ذکر فرمائی ہے یا علی ابدًا
 بالملح و اختد یہ فان الملع دواع من سبعین داء یعنی اے علی تو
 کھانے میں نمک سے شروع کر اور ختم بھی اسی سے کر کیونکہ نمک شتر
 بیماریوں کی دوا ہے۔

تیسویں ماہ رمضان روز و شب کو

بنیہ خدمت میں حاضر تھا پوچھا کہ ہلال طالع نہیں ہوا ہے رات کو کوئی
 آیا اور کہا کہ طالع ہو گیا۔ اور چاند نہ ہو آیا روں نے کہا کہ طالع نہیں ہوا
 ہے بعد اس کے فرمایا کہ ایک درویش نے رات کو جبکہ سنا کہ ہلال عید
 قطر کا طالع ہو گیا تو میں نے سنا کہ وہ روتا تھا، اور یہ حدیث یا و آتی من
 فرح بد حول رمضان و اعتم بخروج من ذوبہ کی روایت تمامہ

یعنی جو شخص کہ خوش ہو رمضان کے آنے سے اور غمگین ہو اس کے جانے سے تو وہ نکلتا ہے اپنے گناہوں سے مثل اُس دن کے کہ جینا سکے اُس کی ماں نے ایضاً فرمایا عالم کو چاہیے کہ عامل ہو اس لئے کہ حدیث صحاح میں ہے کل عالم لم یعمل بعلمہ فہو مسخرۃ الشیطان یعنی جو عالم کہ اپنے علم پر عمل نہ کرے، تو وہ مسخر ہے شیطان کا، پس عالم کو عمل سے کوئی چارہ نہیں ہے تاکہ اس تہدید و وعید سے خارج ہو جائے ایضاً فرمایا فرزند من پڑھ پس میں نے شروع کیا ترقیب اس میں کئی کہ مشائخ صدیقیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی نظر حکم صفا قرآن شریف اور حدیث شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار کے اسرار پر پڑی، ان لکل ایتہ ظہر و بطن یعنی ہر آیت کے رابطے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے تو وہ طریقہ دیا دراہ کا چلے، و مریدانہ بر عبیت و اعزازہ کہ دن ان کے اس درمیان میں تجربہ حاصل ہوا۔ انہوں نے اپنے احوال اور مریدوں کے احوال سے مقدمات بنائے، اور ان مقدمات سے نتائج نکالے اور ان نتائج پر احکام رکھے۔ حکم اول یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ایک شخص کی آنکھ کو افعال پر کھولنے سے تو وہ نیک کر نیک جانے اور بد کو بد پہچاننے، اور اُس کے ارادے کو جاننے، ناگاہ ایک شخص مقبلان درگاہ سے اور اٹل کا مقبول اقبال کرے یعنی متوجہ ہو، اور تپیل احوال کا قصد فرمائے، پس وہ مقبول اللہ کا اس کرے ہوئے کو اٹھائے اور اس گتہ کو بغل میں لے

یہ سب خوش کرنے کا ہرگز نہیں ہوتا ہے

اور اُس کو نفس امارہ کے ہاتھ سے چھوڑائے اور اُن مکارہ و تکالیف
 کے جنگل سے خلاصی سے دوہرا حکم یہ ہے کہ اگر اُس کو کوئی فتور
 یعنی کسک و کاہلی پیش آئے اور کوئی قصور معلوم ہو تو براہِ لطف اُس کو
 ترغیب کرے۔ کیونکہ نفس نے حکمِ حجاب و رت و نیا کے اُس پر غلبہ پایا
 ہے اور تقضیہ مصاحبت اپنا سے دنیا کی استعلاء و ہونڈا ہے پس
 حکم یہ ہے کہ املاک و اموال سے خلوت کرنے کا حکم سے اولہ بر
 مثال احوال ترغیب کرے چوتھا حکم یہ ہے کہ بددشتمہ داروں
 اور ہنہشینیوں سے اُس کو منع کرے اور اُن کی باتیں سننے سے باز رکھے
 کیونکہ جس چیز کو مرید سال بھر میں خود سے دور کرتا ہے وہ لوگ گھڑی
 بھر میں اُس کے دل میں بٹھا دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمراہ نفس کے
 ہے۔ قولہ تعالیٰ الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدا والامتقین
 وقولہ الآخر یومئذ بعض الظالم علیہ ید یہ یقول یا لیتنی اتخذت
 مع الرسول سبیلاً یا ویلتا لیتنی لمر اتخذت فلانا خلیلاً لقد اضلنا
 عن الذکر بعد اذ جاءنی وكان الشیطان للافسان خذلاً یعنی
 دوستِ پیامت کے دن دشمن ہو جائیں گے مگر متقی پر ہیزگار لوگ
 اور اُس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا کہے گا اے کاش میں پکڑتا ہمارا
 رسول کے راہ۔ اے میری خرابی کاش میں نہ بنا تا فلاں کو اپنا دوست
 البتہ مقررہ اُس نے بے راہ کر دیا مجھ کو ذکر سے، بعد اس کے کہ وہ میرے
 پاس آیا اور ہے شیطان واسطے انسان کے ذریعہ کا رہی کر لے والا

یعنی وہ دوست میرا بمنزلہ شیطان کے تھا کہ اُس نے خذلانِ زیادہ
 کاری کی پس جبکہ مرید کو یہ بات محقق ہو گئی تو نفس کو قید میں رکھے اور
 اُس کو کسی حال میں باہر نہ چھوڑے اور کہے اسے نفس اگر اس بار
 تو باہر ہو گیا تو پھر لانا تیرا دشوار ہے۔ کیونکہ اول وہ نہیں جانتا تھا
 کہ مجھ کو اس طلب سے کیا پیش آئے گا اور کیا رنج پہنچے گا اب
 کہ یہ بلا دیکھ لی اور آفتوں کو جان چکا، باگ کھینچ لے، اگر تو بعد رنج
 کے چاہے تو پھر تجھ کو نہ لاسکایں گے۔

زہارہ و لاجہ آمدی بانہ مرو، دشوارہ بود کہ رفتہ را باز آرند
 جب شیخ کو مریدوں کی ملازمت سے معلوم ہو گیا تو اب، وہ کسی طرح
 روانہ رکھے گا کہ بجز اللہ کے نام کے اور کچھ زبان سے نکالے، اور بجز
 اس نام کے کچھ سنے، اور بجز اللہ کی مراد کے اُس کی آنکھ میں آئے،
 اور بجز اللہ کے اُس کے نفس سے نکلے یہاں تک کہ وہ استغراق میں
 ایسا ہو جائیگا۔ کہ اگر اس مرید صادق سے پچھیں کہ لایا کہتا ہے تو وہ،
 اللہ اور تو کہاں سے آتا ہے کہے اللہ اور تو کہاں جاتا ہے کہے اللہ
 اور تو کیا کرے گا کہے اللہ اُس سے جو کچھ پچھیں تو وہ کہے اللہ اس نام
 کا استغراق اُس پر ایسا غالب ہوا کہ وہ خود سے فانی ہو گیا۔
 خصم سے طعنہ زد دوست سے نیرواو عقل دولہ پر بود گوش پریشان رفت
 پس دو تے مبارک بریں حقیر اوروند فرمودند خرد ندمن این تمام سبق بنویس
 ! فوائد القیام فرمایا کہ واسطے تزکیہ نفس کے اور تزکیہ باطن کے یہی کلمہ

طیب بے طیب پاک کہتے ہیں جس چیز میں اس کا استعمال کرتے ہیں
 اُس کو بھی پاک کہتے ہیں۔ ایضاً فرمایا کہ بعض سالکوں کو جو فتح باب
 نہیں ہوتا ہے شاید بے وضو سوتے ہیں پس سالک کہ چاہیے کہ با وضو
 سوتے، قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الطہارۃ نصف الایمان یعنی وضو اور
 ایمان ہے فرمایا کہ میں نے بیان اس حدیث شریف کا اُس طرف کے
 محض قول سے عجب متا ہے کہ ہندوستان میں نہیں سنا تھا یعنی جس وقت
 کہ کوئی کافر ایمان لاتا ہے تو وہ دو چیزوں کا باجی ہوتا ہے ایک تو کفر
 کہ مٹا دیتا ہے دوسرے گناہوں کو محو کر دیتا ہے پس مومن جبکہ با وضو
 رہتا ہے اور کفر نہیں رکھتا ہے تو وہ سیئات کا باجی ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ وضو
 رکھتا ہے تو اس معنی کے بنا پر آدھا ایمان ہوگا جب تک کہ سالک سے
 گناہ نہ مٹ جائیں گے تب تک اُس کا فتح باب نہ ہوگا کیونکہ مُسی یعنی
 گنہگار کسی چیز کا نہیں ہو چکتا ہے لہذا اسکے فرمایا من نام بغير الوضوء ^{بفتح}

لہ جامع صغیر میں یہ حدیث شریف باہی لفظ ہے (الطہور) بالضم علی الاقصیٰ والمراد
 بہ الفعل (شطر الایمان) قال العلقمی ای نصفہ والمعنیان (الجرفیہ) بنتھی تضعیفہ
 الی نصف اجر الایمان وقیل الایمان عجب ما قبلہ من الخطایا وکن الوضوء
 الاثر لا یصح الا مع الایمان فصارت لتوقفہ علی الایمان فی معنی الشطر وقیل
 المراد بالایمان الصلوٰۃ والطہارۃ شرط فی صحتها فصارت كالشطر ولا یلزم من الشطر
 ان یكون نصفاً حقیقاً قال المنوی وهذا اقرب الاقوال رحمہم عن ابی مالک
 الاشعری، وهذا حدیث طویل وفيہ ذکر عدۃ اشیاء، قال علیہ الصلوٰۃ والسلام
 دم علی طہارۃ حتی یوسخ علیک رزقک :

ہے تجرید یہ ہے کہ جو کچھ تو آج بکھتا ہے اُس سے آزاد آئے اور کفر یہ
یہ ہے کہ کل کے خیال میں نہ رہے

امروزہ پیر پوری و سر دا ہر چارہ یکے بود تو سر دا
یعنی تو اس سے ذرا یعنی تنہا آو و سر اکام خلوت ظاہر و باطن
سے ظاہر خلوت یہ ہے کہ موہنہ طرف دیوار کے لئے اُس وقت تک
کہ جان سے اور دنیا کو مع اُس کے اہل کے چھوڑ دے اور باطن خلوت
یہ ہے کہ غیر خدا کے اندر پستہ و خیال کو دل سے دھو ڈالے اور اظہار
و اسرارہ کے عیارہ کو چھاڑ دے تیسرا کام یہ ہے کہ ایک ذکر اور
ایک فکر ہو جائے اور یہ بات قطع علائق سے حاصل ہوتی ہے
کیونکہ دل صاحب علائق کا متفرق ہوتا ہے۔ پس متفرق حق سے
متفرق ہوتا ہے۔ یہ اشارہ ہے طرح اُس چیز کے جو کہ آتی ہے جائے
کہ اندکار مولے پر وصندت و ضعیف دیگر گنجانہ دور میرا نے کہ جز فکر
افکارہ دیگر گنجانہ اندکارہ عیارہ و اندکارہ اسرارہ حرام بود جو کھتا کام کہ کہنا
کہ کھانا، کم سونا اختیار کرے۔ اس لئے کہ یہ تینوں کام مدد ہیں واسطے
نفس کے، یہ ساری ترتیب شروع سبق سے فراغ تک حق میں اس
فقیر کے کھتی۔ فرمایا فرزندنا من اس سب کو کہ جو میں نے تجھے تربیت
کی علوم ثلاثہ یعنی علم شریعت و طریقت و حقیقت سے لکھ لے کہ
تیرے واسطے اور یاروں کے واسطے دستور ہو گا پس میں نے
لکھ لیا۔

اوتیسویں ماہ رمضان وقت چاشت

کے اس فقیر نے سارا سال خدمت میں پڑھا جب میں نے تمام کر لیا تو یہ
 دَعَا كَلِي اللَّهُمَّ اهْدِنَا وَسَيِّدَنَا وَآلِهِنَا رُسُلَنَا بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا
 مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا يَا مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا يَا مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا يَا مَوْلَانَا
 علوم ثلاثہ و طرق ثلاثہ سب کو تو نے دریافت کر لیا۔ کہ اب کیا رہ گیا۔
 اور ان میں عامل خود تو بے سبب تھے چاہیے کہ شرطیوں کو ارشاد
 کرے اور پہنچائے اور اگر کوئی مزاحم ہوئے تو میری طرف سے ریل
 و مجاز ہے۔ ان کو خرقہ پہناتے ہیں نے قیامی کی اور یہ مصرع از خود
 پڑھا چہ کن بنہ کہ گردن نہد فرمازا۔ اور حق بن اس فقیر کے دعا کی اول
 و آخر میں درود شریف پڑھا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ وَلَدِي الْمَعْنِي سَيِّدًا عَلِيًّا دِينِ
 مِنَ الْمُقَرَّبِينَ لَدَيْكَ وَالْأَحِبِّينَ إِلَيْكَ وَأَنْ تَحْتَجَّ أَمْرَهُ بِالْإِيمَانِ
 وَأَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهُ بِالْخَيْرِ وَأَنْ تَجْعَلَهُ لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا وَشَيْخًا
 كَسْبِيرًا وَأَنْ تَقْضِيَ حَوَائِجَهُ وَتَحْصُلَ بِمَقْصُودِهِ وَأَنْ تَكْفِي
 حَمَائِلَهُ وَأَنْ تُعَافِي بَدَنَهُ وَأَنْ تُحَسِّنَ حَمَلَهُ وَحَالَهُ وَأَنْ تُرْزِقَهُ
 قُرْبَهُ الْعَنَافَ وَالْكَفَافَ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ يَا مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا
 ہاتھوں کو منہ پر لائے ہیں نے قدم بوسہ کی۔

تَمَجِّدُكَ يَا مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا يَا مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا يَا مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا

عظیم علم کا سرور

۷۸۶

يَا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَعْدُ لِلَّذِينَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

62

جلد اول

الدُّرَرُ الْمُنْظُورُ

فی ترجمہ

مَلْفُوظَاتُ الْمَلِكِ

یعنی

حضرت مولانا سید جلال الدین صاحب اپنی ہی المعروف بہ حضرت مخدوم جہان نیاں جہاں گشت کے ملفوظات مبارکہ کا اردو ترجمہ

ہے

جسکے عظام محبوب سجانی صاحب فریشتی بلغانی دہستہ برکتاً نے فیوض متذکرہ کتاب کو عام کرنے کیلئے چھپوایا اور شائقین علم پر عمل پیرا بنایا